









## باب ہشتم در معاد و بیان مخالفت شیعیہ بالقلین

عقائد متعلق بمعاد یعنی عقبی بہت فرقے شیعہ کے جیسے زرتھریہ کا ملیہ منصور یہ حمیریہ باطنیہ قرطبیہ  
جنامیہ خطابیہ معمریہ نیمونیہ مقتنیہ خلقیہ جنابہ کہتے ہیں کہ بدوزن کے لیے معاد نہیں ہے اور  
ارواح کو بھی سولے اس جہان کے کوئی مقرر نہیں ہے بلکہ اسی جہان میں مناسخ ہو جاتے ہیں یعنی ایک  
بدن سے دوسرے بدن میں چلی جاتی ہیں مخالفت اس عقیدے کی کتاب اللہ اور خصوصاً ملامی انبیاء  
ورسل و ائمہ سے خوب ظاہر ہے کچھ حاجت بیان کی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمادہ اَھُم مِّنْ خَلْقِ خَلْدٍ  
اِلٰی رَبِّھُمْ یُسَلُّوْنَ تَرْجِمَہُمْ سِنًا گاہ وہ قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف پھیلنے کے قیام کو  
مَنْ یُّعِیْدُ نَاقِلَ الَّذِیْ فُطِّرَ کُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ اور کہیں کون ہو گا تو ایسا تو کہ جسے نیکو پہلی دفعہ پیدا کیا  
وَصَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِیَ حَافِلَہُ قَالَ مَنْ یُّحِیِّ الْعِظَامَ وَحِیَّ سَمِیْعٌ قُلْ یُحِیِّہَا الَّذِیْ اَنْشَاہَا  
اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مُّخْتَارٌ وَاَلِیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور بیان کرے جسے کوئی مثال در  
بھول گئے اپنی پیدائش کو کہا کون زندہ کرے گا اُن ہڈیوں کو جو بوسیدہ ہو گئی کہ وہی زندہ کرے گا انکو جسے  
پہلی دفعہ زندہ کی تھیں پھر اپنے پیدا کرنے والے کے پاس کھٹے کیے جاؤ گے اور جمع ہو گے قَالَ رَبِّ  
ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلْ صَٰلِحًا فِیْمَا تَرٰکْتُ کَلَّا اِنَّہَا کَلِمَۃٌ ھُوَ کَلِمَۃُکُمْ وَاَنْتُمْ بَرَزْتُمْ اِلٰی  
یَوْمِکُمْ تُبْعَثُوْنَ ترجمہ کیا مراد ہے پروردگار میرے لٹائے ہوئے شاید میں نیک عمل کروں میں معاملے  
میں کہ جو کچھ مجھے ترک ہوا ہے ہرگز یہ بات نہیں ہے کہ وہ کہتا ہے اور اسکی پشت کے پیچھے پردہ ہر روز  
بعث تک یعنی قیامت تک کہ وہ ہر وہ قبر جو اس عقیدہ فاسد میں آئے تسلسل ایسی چیزوں پر جو جو  
فلاسفہ سے لی ہیں کہ شرع میں نہ ہو امور سب باطل ہیں اور محض بے اصل جیسے آسمان کا کرہ کے شکل ہونا اور  
منع خلا یعنی خالی ہونا اور سوا اسکے کہتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا عالم موجود ہو مثل اس عالم کے تو مشکل  
کرہ کے ہو گا اور دوسرے ایک سے باہم نہیں جھٹ سکتے مگر جب کہ دو وزن میں فرق ہو یعنی کشادگی  
اور فرق کے لیے خلا لازم آتا ہے اور خلا محال ہے لہذا میں چند جگہ غلطی ہوئی اول کیا ضرور ہے کہ  
تمام عالم تمام کرہ ہو اس واسطے کہ وہ دلیلیں ہند سیہ جو کہ دیت پر قائم ہوئی ہیں وہ صرف کرہ بتا فلاک  
متحرکہ پر ہیں اور جائز ہے کہ یہ افلاک متحرکہ بعض عالم ہو دوسرے کہ اتنا خلا منع ہے اور جو دلیلیں  
کہ اتنا خلا پر قائم کی ہیں وہ سب مقدوح ہیں کیسے یہ کہ اگر دو کروں کو تلے اوپر یا ایک دوسرے کے

برابر رکھیں البتہ فرج ضرور واقع ہوگا اور اگر دونوں کر مدعی ہوں ہر ایک مرکز ہوائی شمع یعنی مثالی مین  
اور مثالی دونوں کی مساوی ہو اور قطر بھی دونوں کی مساوی یا شمع و قطر سکا زیادہ ہو دونوں کے  
شمع و قطر سے جیسے تدویر میں کہ ان کے نزدیک جمی ہوئی ہیں شمع خواجہ مین تو وقوع فرج کا لازم نہیں آتا ہر  
اس لیے کہ جہاں شمع کا نافرہ کا ہو وہ جگہ بھری ہوئی ہو شمع کے محیط سے اور خود فلاسفہ کا قول ہے کہ قطر  
تدویر مینج کا قطر مثل شمس سے بہت بڑا ہے جس جائز ہے کہ تمام عالم معلوم الکرات ایک کرہ ہو دوسرے  
کرہ کی شمع مین ایسے ہی اور عوالم چوتھے یہ کہ وجود دوسرے کسی عالم کا اس معنی کے ساتھ معاد کے  
لیے درکار نہیں ہے بلکہ اسی عالم مین تغیر تبدیل ہو جائے اور سب عنصر اپنے حال سے ناریت کے حال تبدیل  
ہو جائیں اور آسمان سب بہشت و باغ ہو جائیں ورجون مین اسی عالم اور اسکے ماوون فلیکھ اور عنصر مین  
اور ہی رنگ و دوسری صورت ڈال دی جائے کہ مرکبات اور کائناتیں اور درخت وغیر نباتات اور  
انسان و حیوانات افلاک مین پیدا ہوں اور آسمان ایک بہشت ہو جائے ایسے ہی زمین و درخت ہو جائے  
تو لہ تعالیٰ یَوْمَ تُبَدِّلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَتَبَرُّوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ترجمہ جس دن  
کہ بدل کی جائیگی زمین و آسمان مین و آسمانوں کے اور کلیہ گے مروجے سامے اللہ کے جو گمانہ ہو اور غالب  
اور ہونا بہشت و درخت کا بعث کے وقت سے پہلے ان کے انبساط و شہاد کا منافی نہیں ہو اوس وقت مین  
بھی پیدا ہونے لگی ایسی ہوگی جیسی اب ہر عقیدہ و وہم خدے تعالیٰ پرست بندوں کا ایسا وجہ نہیں  
یعنی قیامت کے دن اٹھانا کہ جس کے ترک سے کچھ قیامت عقلی ہو جان اسکے وعدے کے موافق بعث اور حشر  
و نشر ہونے والا ہو اور یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور امامیہ قائل وجوب بعث کے ہیں وجوہاً اور عقلاً  
اور بہت آیتیں اس بات کو بتاتی ہیں کہ بعث و معاد و اہستہ وعدہ الہی کے ہیں کہ آخر مین اُن آیتوں کے  
إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلُقُ الْبَشَرَ إِلَّا مِثْلَ الْإِنْسَانِ اور مثل اس عبارت کے واقع ہے جو صریح اس عقیدے کو جھوٹا ٹھہراتے  
ہیں سابق الہیات مین چنے ذکر کیا ہے کہ خدا کسی چیز کا واجب ہونا محض بے معنی ولا یعنی ہی اور امامیہ  
کو اس مقدمے مین تمسک اپنے ہی عقلی و ناقص باتوں پر کرتے ہیں کہ خدے تعالیٰ نے بندوں پر تکلیف امر و نہی  
کی لگائی ہے اگر طاعت کا ثواب نہ دے اور عصیت پر عذاب نہ کرے تو ظلم لازم آئے اور ظلم چیز جو سکا اعتقاد  
کرنا ناجائز آئی مین اس لیے قبیح اور ثواب عقاب بدون بعث کے ہو نہیں سکتا تب بعث بھی واجب ہوا  
بطلان اس استدلال کا بچہ وجود باطل ہے اول یہ کہ ظلم خالق اور مالک سے متصور نہیں ہوا سوا سطر

مالک کو اختیار ہو جیسا چاہے اپنی ملک میں تصرف کرے دوسرے یہ کہ جن لوگوں پر ظلم متصور ہو مثلاً مالک مجازی اگر طاعت کا بدلہ لاندین تو ظلم نہیں ہو جیسے کوئی شخص اپنے بندے کو جو کچھ ضروری چیزیں معاش کی ہیں سب دیدے اور ایسا کوئی کام اُسکے ذمے لگائے کہ اسکی طاقت سے باہر نہیں ہو اور وہ اُس کام کو نہ انجام دے تو مالک پر کچھ لاوارز مزدوری واجب نہیں تمام عقلاً اس پر متفق ہونگے اور کوئی مالک اس کے ترک میں ملامت نہیں کرے گا اور اگر نافرمانی پر عذاب نکرے تو بھی صریح ظلم نہیں ہو بلکہ عفو و احسان اور اپنا حق معاف کروینا اسکو جو کوئی ظلم خیال کرے اُس سے زیادہ حق کون درتو اگر ہمیں اس کتاب میں سبقت حضرت امیر اور حضرت سجاد سے منقول کیا کہ اگر خداوند تعالیٰ بڑی بڑا جو عابد ہو اُسکو ہمیشہ ایسے بدتر عذاب میں جواشد کا فرقو کرے معذب فرمائے تب بھی عدل ہو نہ ظلم حاصل کلام شیعہ کے سب فرقو کو اس بات میں بھی مثل اور عقیدون ضروری کے بڑی فراط تفریط پیش آئی ہو کہ کوئی کسی میں کچھ گھٹاتا ہو کوئی کسی میں کچھ بڑھاتا ہو تاہم یہ تو افراط کی راہ میں چل کر بعث و معاد کو خداوند تعالیٰ کے فہم سے واجب کیا ہو اور اسی فرقے نے بعث کے باب میں تفریط اختیار کر کے بعث سے انکار کیا ہو اور تسک و دونوں کا اپنی ہی عقلی ناقص تاویز ہو چنانچہ فریق مرقومہ کہتے ہیں کہ اگر بعث و معاد واقع ہو تو اجزائے بدن و من صالح پر عذاب کرنا لازم آئے خواہ بطریق کل بدن خواہ بطریق بعض بدن اور خوش عیشی اجزائے بدن کا فرکی از روئے کل یا بعض کے اور یہ بالکل خلاف عقل شرع کے ہو اور اس عذاب خوش عیشی لازم آنے کی صورت یہ بیان کی ہو کہ مثلاً کسی آدمی نے کسی آدمی کا گوشت کھایا اور ہمیشہ کھاتا رہا آخر یہ ہوا کہ اُسی غذا کے اجزا سے نطفہ پیدا ہو کر ایک لڑکا متولد ہوا تب اس کے بدن کے اجزا یا معذب ہونگے یا خوش عیش اگر معذب ہیں تو اجزا غذا کے اُسکے ضمن میں معذب ہوئے اور اگر خوش عیش تو اجزا بدن غذا کے خوش عیش ہوئے گو وہ غذا اول صورت میں مستحق عذاب کے نہ ہو اور دوسری شکل میں لائق خوش عیشی کے نہوائی ہم کہیں گے کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق ہو اس بات پر کہ کھانے والے کے بدن کو اُس مدت تک تحلیل ہونے سے محفوظ رکھے کہ جب تک کہ اجزا غذا کی بالکل فضلہ ہو کہ نہ تحلیل یں یا کھانے والے کو بائجہ کر دے کہ اُس سے نطفہ ہی پیدا ہو اور اگر پیدا ہو تو احتلام یا اور کسی طرح پر نکلا جائے اور اُس رطوبت سے متعلق نہوا سکے سوا ایسے شخص کا ہونا کہ مدت دراز تک آدمی کا گوشت کھاتا رہا ہو اور اُس سے لڑکا پیدا ہو کون سی دلیل سے معلوم ہوا اگر بلا دلیل کہا جائے کہ ممکن ہو تو محض ممکن کافی نہیں لَآنَ الدَّيْلُ مُعَارِضٌ مُسْتَدِلٌّ لَا يَكْفِي

فَلَا يَحْمِلُ وَالْكَافِرُ مَصْنُوعٌ تَرْجُمَةٌ سَوَاسِطُ كِهَانِ مَعَاذَهُ بِرُوحِ مَبَارَكَةِ وَاللَّوْلِيلِ لَا تَأْتِيهِ سَكَا  
 اَحْتِمَالِ كَافِي نَهْنِ بِرُوحِ مَبَارَكَةِ وَقَوْعُ مَصْنُوعٌ هُوَ تَرْجُمَةٌ سَوَاسِطُ كِهَانِ مَعَاذَهُ بِرُوحِ مَبَارَكَةِ وَاللَّوْلِيلِ لَا تَأْتِيهِ سَكَا  
 انسان کی خوراک و ماکول نہیں ہو سکتے کہ وہ روح ہوائی ہو جسکے نکلنے کو عرف میں موت کہتے ہیں کہ  
 اس روح ہوائی میں کسی طرح ایسا تصرف نہیں کر سکتے کہ دوسرے بدن کا یہ جز ہو اور یہ بھی ہو کہ بہت  
 قبل اس سے کہ ماکول و خورش کسی خوردے کا بنے بسبب تخیل یعنی کسی فساد و تباہی کے ماکول سے جدا  
 بھی ہو گئے ہوں کہ علم الہی میں ہر ایک ان اجزائے چھٹا ہوا ہو جس حشر کے وقت میں سب کو جمع کر  
 روح ہوائی سے عقد و ربط کر دینگے کہ ایک بدن قائم ہو جائیگا خلاصہ کلام کا یہ ہو کہ عذاب ہو جب اور  
 عیش ہو جب و دونوں روح کے واسطے ہیں اس سبب سے کہ دکھ پانے والی بھی وہی ہو اور لذت  
 اٹھانے والی بھی وہی ہو لیکن اس لذت یا بی اور دکھ اٹھانیکا واسطہ بدن ہو اور بدن کہ بدون بدن  
 کے ایک تھا دوسرا دکھ پانا یا لذت اٹھانا خلاصہ کلام کا یہ ہو کہ عذاب ہو جب اور  
 کفایت کرتے ہیں جس اگر پہلا بدن اُسکا باقی ہو اور اُسکے دکھ دینے اور لذت پونچانے میں کوئی کھٹا  
 لازم نہیں آتا مثلاً کافر کی خوش عیشی و مطیع کا عذاب و ترساع تبدیل ہونکا واسطے روح کے تو اسکو  
 پہنچا کفار گئے نہیں تو دوسرا بدن اُسکے لیے پیدا کرینگے خواہ ابتدائی بدن بنائینگے یعنی ازرا  
 خواہ وہ جو اُسکے بدن سے ایک وقت میں متخلل و درخواب ہوا تھا قبل خورش کسی خوردے کے کہ اُسکے  
 واسطے سے پہلے عذاب و عیش ہو گا اور یہ قسم ترساع سے نہیں ہو اسلئے کہ ترساع وہ ہو کہ ارواح دنیا کے  
 بدون میں انتقال کرے تا وہ بدن کامل ہو جائیں یعنی جان پڑ جائے اور کام دین اور میان قلع ہو  
 عقبی کے بدن سے واسطے سزا جزا کے اور بعینہ بدن کا جزا کے وقت محفوظ رہنا ضرور نہیں ہا  
 بلکہ قبض و بسط روح کا اسپر کی مٹی و دونوں کے ساتھ حدیثوں میں متواتر ہے اور آیات قرآنی میں  
 مَنْصُوعٌ كَلَّمَا نَفِخَتْ جُلُودُهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ تَرْجُمَةٌ  
 کہ یک جا بنیں گے چڑے اُنکے بدن کے بدل دینگے ہم چڑے اُن چڑوں کے سوا دوسرے چڑے تا بخوبی  
 ہمارے عذاب کا مزہ چکھیں اور ظاہر مثال اُسکی یہ کہ ایک شخص کہڑے پنے تھا اور کوئی گناہ اُس سے  
 صادر ہوا اُسی حالت میں وہ گرفتار آیا اُسکو انہی لباس میں سزا دینگے اور اگر گناہ سرزد ہونے کے  
 وقت تپڑے پہلے جا کر حمام سے ننگا اور برہنہ گرفتار ہوا دوسرا لباس بقدر ستر عورت پسنا کر سیتا

کرینگے جس بدن روح سے ایسی نسبت رکھتا ہو جیسے نسبت لباس کی شخص سے شعر و مدد گزشتہ لباس بدل کر شخص صاحب لباس پہن کر اسی واسطے بچپن سے بڑھاپے تک باوصف بدل جانے اور جزا ہونے اجزا بدن کے بیماریوں سے اور ریاضتوں سے شخص ہونا ہر شخص کا باقی رہتا ہی نہیں فرق نہیں آتا لہذا اختلاف شخص کا ہرگز خیال میں نہیں آتا اور احکام عذاب ہمیشہ کے باوصف اس تبدل کے اچھڑا رہی کہتے ہیں بلاتامل آتا میس مقدمے میں تمسک کرتے ہیں اُن آیتوں پر جو دلالت آخرت کی جزائے اعمال پر کرتی ہیں کہ قولہ تعالیٰ جزاء بیتا کا نُوايَعْمَلُونَ یعنی بدلا ہوا اسکا جو عمل وہ کرتے تھے وقولہ یَوْمَ نَخْرِجُنِي كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَلَا ظُلْمَ الْيَوْمَ قیامت کے دن بدلاؤ گئے ہم ہر شخص کو جو کچھ اُس نے کیا یا ہوا اور آج کسی بزرگوار ظلم نہوگا وقولہ فَصَنَ الْعَمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ جو کوئی نیک عمل کرے گا ایک ذرہ بھر وہ اٹکو دیکھے گا اور کہتے ہیں اُن آیتوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ عمل سبب جزائے ہیں پس ثواب دینا مطیع کو اور عذاب کرنا عاصی کو واجب ہوا ہم کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اس بات کو بتاتی ہیں کہ جزا واقع ہوگی اور ثواب و عذاب بمقابلہ اعمال کے ہر ایک کو ملے گا نہ کہ ثواب و عذاب خدا تعالیٰ پر واجب ہو اس پر ہرگز دلالت نہیں کرتی ہیں جیسے کسی شخص نے کسی شخص کو مزدور نہیں ٹھہرایا اور اسکی خدمت یا تقصیر پر کچھ قول قرار نہیں کیا اگر وہ اسکو کسی خدمت پر کچھ انعام دے یا کسی تقصیر پر کچھ سزا کرے تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ انعام اسکی خدمت کا تھا اور سزا اس کے تقصیر کا بدلا حالانکہ واجب ہونا دو وزن سے ایک کا بھی اس کے ذمے لازم نہیں تھا اور نیز اگر عذاب گناہ پر واجب ہوتا تو جو ترک گناہ کبیرہ کا ہوتا اُس پر ہوتا نہ غیر کبیرہ پر و قَوْلُهُمَا فَضْلًا عَنْ وَجْهِهِ خُفْلًا ترجمہ کیا تھا گناہوں کے وجوہ کا حقل پر قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ترجمہ بیشک اللہ جیسے اُس کے ساتھ شرک کیا اور مشرک ہو اسکو نہیں بخشے گا اور رسولے شرک کے جو کچھ ہو جسکو چاہیگا اسکو بخش دیگا عقیدہ سوم مذہب اہل سنت میں عذاب قبر کا حق ہو لیکن اکثر فریق شیعہ اُس کے منکر ہیں یہاں تک کہ دید یہ حالانکہ قرآن مجید کی آیتیں بتاتی ہیں کہ قبر میں مردے کو عذاب و خوش عیشی دو وزن ہو گئی قوله تَعَالَى مِمَّا خَطَبْتُمْ لَهُمْ أَعْمَرَ قَوْلًا نَدُّ خَلْقًا نَادًا ترجمہ اپنے گناہوں کے سبب غرق کیے گئے پھر دوزخ میں ڈالے گئے وَالْقَاءُ لِلْعَقِيبِ بَلَاءٌ مُهْلِكَةٌ وَالصَّيْحَةُ الْمَاحِيَةٌ یعنی فادھاؤں

حرف فا واسطے تعقیب کے ہو جوتا ہوا کہ ڈوبنے کے پہچنے ہی آگ میں پڑے بلا مہلت اور صیغہ ماضی ثبوت فعل کا کرتا ہو جس اس سے معلوم ہوتا ہو کہ ڈوبنے کے ساتھ ہی بلا فصل و منقطع میں پڑ گئے زمانہ ماضی میں وقولہ اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا یعنی آگ عرض کرتی ہیں اُس پر صبح اور ہر شام اِس آیت میں عطف عذاب قیامت کا عذاب عرض ہو صریح ہو دعائیں اور خبریں اور حدیثیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدمے میں متواتر ہیں ایسے ہی خوش مشی قبر کی بھی بہت آیتیں ہیں قولہ تعالیٰ وَكَانَ حَسْبُكَ الدِّينُ قُلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاكُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْسَدُونَ ہرگز مت جانو اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس مدق میں جاتے ہیں اور اسی قسم سے فرمایا اِنے تعالیٰ نے يَلِكُتْ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَكُم مِّنَ الْمُكْرَمِينَ یعنی کیا اچھا ہوتا جو ہماری قوم کو معلوم ہوتا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے بخش دیا اور کیا مجھ کو بزرگی پائے ہو ان سے فَاِنَّهُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَفْقِنُ بیشک یہ بات یقین قبل دن قیامت سے ہوا سوا سطلے قیامت کے دن ہر ایک کو حال اسکی مغفرت اور اگر ارام کا معلوم ہوگا اور جو منکر جزاؤں قبر کے ہیں وہ سنے ہوئے اور عقل پر تسک کرتے ہیں یہاں پر فرمایا اِنے تعالیٰ نے لَا يَذُوُّونَ فِيهَا الْفُتُوْرَ اَلَا الْمَوْتَةُ الْاُولٰٓئِیْ نَنْهِنُ كَلِیْمًا وہ اُس میں موت سوا پہلی موت کے پس اگر قبر میں حیات ہوتی ضرور موت بھائی کے پیچھے لگی ہوتی لَتُبْثُوْا اِلٰہَ حَیْآءٍ یَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْاَتْبَاعِ اسوا سطلے کہ ثبوت زندہ کرنے کا قیامت کے دن ہو بالاجماع اِس صورت میں دو موتیں چھینا ہو ہیں نہ ایک موت جواب اسکا یہ کہ قبر میں زندہ کرنا اور رانا حقیقہ نہیں ہے بلکہ عکس روح کی شعل کا بدن پر پڑنے کے ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہو جسکے ساتھ غذا پانا یا بڑھنا بدن کا نہیں ہوتا کہ معنی حیات کے ثابت ہوں یہ تعلق ایسا ہو جیسے تعلق عاشق کا معشوق سے یا مالک ملک سے یا صاحب خانہ کا خانہ سے کہ وہ تعلق سبب عذاب و خوش عیشی کا ہو سکتا ہو اور یہ بھی اُس صورت میں ہے کہ بدن قائم ہو اور مدفون نہیں تو عذاب عیش روح پر ہو کہ نفس مجبور ہو اور بدن حقیقی اُسکا روح ہوائی اور روح کا علاقہ کرتے ہیں دوسرے بدن سے جو عالم مثال میں ہو یا مگر با جزائے جادات سے ایسی ہیئت و شکل سے کہ جو کوئی دیکھے اس بدن اور دنیا کے بدن میں ہرگز فرق و امتیاز نہ محال ہو اور یہ باب تنازع سے نہیں ہوا سوا سطلے کہ اصل تنازع کی یہ ہے کہ روح ایک بدن سے دوسرے بدن میں نقل کرے واسطے تدبیر جن کے قسم غذا پونچا نے اور بڑھانے کے اور یہ علاقہ جو مذکور ہوا علاقہ محض ہی







ہشت سے پہلے ہر خواہ ایک فہم خواہ دو دفعہ اس صورت میں کہ اسکا اصل سے باطل ہوا و فی  
سَوَاحِدِ الرُّبُوبِيَّةِ لِمَصْدَرِ الشَّيْخِ اِمْرِي اَعْلَمُ اَنْ لَا مَرَوَاحَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحًا لَا يَخْلُو  
عَنْ تَدْيِيرِ اجْسَامِ لَهَا وَلَا اجْسَامِ قِيَمَانٍ قِسْمٌ تَتَصَرَّفُ فِيهِ النُّفُوسُ كَصَفَا اَوْ لَبَا  
ذَاتِيًا مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ وَقِسْمٌ تَتَصَرَّفُ فِيهِ نَصْرًا فَاَنْفِيًا بِالْعَرَبِ بِوَاسِطَةِ جَسْمِ  
اُخَرٍ قَبْلَهُ مَحْرُومَةٍ شَوَابِ الرُّبُوبِيَّةِ مِنْ صَدْرِ شِرَازِ مِي لے کہا ہر جان جب تک کہ ارواح ارواح ہستی پر  
تب تک اپنے بدن کی تدبیر سے خالی نہیں رہتی جو بدن اسکا ہو اور بدن دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہر  
جسم نفس تصرف اپنا کرتا ہر تصرف ذاتی بلا واسطہ اور دوسری وہ قسم ہر کہ تصرف کرتا ہر جسم  
تصرف دوسرا بالعرض بواسطہ دوسرے جسم کے کہ اس سے پہلے ہر وَالْقِسْمُ الْأَوَّلُ لَكُنْ مَحْسُوسًا  
بِهَذِهِ الْحَوَاسِ لظَاهِرَةٍ لَا تَتَغَايِبُ عَنْهَا فَإِنَّهَا إِنَّمَا يَحْسُ بِالْاجْسَامِ الَّتِي مِنْ  
جِسْمٍ مَا يَحْمِلُهَا مِنْ هَذِهِ الْأَجْرَامِ كَالنُّفُوسِ وَيُؤْتِرُ فِيهَا سَوَاءٌ كَأَنْتَ بَسِيطَةٌ كَالْمَاءِ  
وَالهَوَاءِ أَوْ مَرَكَّبَةٌ كَالْمَوَالِيدِ وَسَوَاءٌ كَأَنْتَ لَطِيفَةٌ كَالْأَرْوَاحِ الْبَخَارِيَّةِ أَوْ كَثِيفَةٌ  
كَهَذِهِ الْأَبْدَانِ الْحَصِيَّةِ الْحَيَوَانِيَّةِ وَالْاجْسَادِ النَّبَاتِيَّةِ فَإِنَّ جَمِيعَهَا مَا يَسْتَعْمِلُهَا  
النُّفُوسُ وَتَتَصَرَّفُ فِيهَا بِوَاسِطَةٍ وَأَمَّا قِسْمُ الْأَوَّلِ الْمُنْصَرَفُ فِيهَا النُّفُوسُ فَهُوَ  
مِنْ اجْسَامِ الثُّورِيَّةِ الْاُخْرَوِيَّةِ بِحَيَوِيَّةٍ ذَاتِيَّةٍ غَيْرِ قَابِلَةٍ لِلْمَوْتِ وَهِيَ أَجَلُ رُتَبَةٍ  
مِنْ هَذِهِ الْأَجْسَامِ الْمُشَقَّةِ الَّتِي يُوَحَّدُ هُنَا وَمِنْ الرُّوحِ الَّتِي يُسَمَّى بِالرُّوحِ الْحَيَوَانِ  
فَرَأَتْهُ مِنَ الدُّنْيَا وَإِنْ كَانَ شَرِيْقًا لَطِيفًا يَلَا صَافَةً إِلَى غَيْرِهِ وَلِهَذَا اسْتَحِيلُ وَيَضْعِيلُ  
سَرِيْعًا وَلَا يُمْكِنُ حَشَرُهُ إِلَى الْاُخْرَى وَالَّذِي كَلَامًا فِيهِ مِنْ الْأَجْسَامِ الْاُخْرَى وَهِيَ  
يُحْشَرُ مِنَ النُّفُوسِ وَيَتَّحِدُ مَعَهَا وَيَبْقَى بِنَاقِيَّتِهَا اِنْتِجِزِ جَمْعُهُ قِسْمِ اَوَّلِ رُوحِ كِي اِنْ حَوَاسِ ظَاهِرِ  
سے محسوس نہیں ہر اس واسطے کہ ان حواس سے وہ چھپی ہوئی ہوا نہیں جسموں کو دریافت اور حس کرتی  
ہر کہ جس انھیں اجرام سے ہیں جیسے پوست اور اثر کرتی ہر زمین برابر ہر کہ بسیط ہوں جیسے  
پانی اور ہوا یا مرکب جیسے موالید ثلاثہ اور برابر ہر کہ لطیف ہوں جیسے ارواح بخاری یا کثیف مثل اس  
بدن کے گوشت سے ہر واسطے حیوان کے اور مثل اجساد نباتات کے اس واسطے کہ یہ اجسام ہیں کہ  
انکو نفوس استعمال نہیں کرتے نہ ان میں تصرف کرتے ہیں مگر بواسطہ لیکن قسم اول جنہیں کہ نفوس تصرف

کرتے ہیں سو وہ جسم فوراً خودی میں مع حیوۃ ذاتی کہ قابل موت نہیں ہیں اور یہ جسم اپنے مرتبہ میں بہت بڑھ چکے ہیں ان جسم سے جو میان موجود ہیں اور نیز وہ روح جسکو روح حیوانی کہتے ہیں اس واسطے کہ یہ سب بنائے ہیں اگرچہ شرافت و لطافت رکھتی ہو اپنے غیر کی نسبت اسی سبب سے اسکو تغیر ہوتا ہو اور نابود ہو جاتی ہو طبری اور حشر اُسکا آخرت میں ممکن نہیں اور ہمارا کلام اُسی میں ہو جو آخرت کے جسم سے ہو کہ وہ نفس کے ساتھ محسوس ہوتا ہو اور اُسکے ساتھ متحد ہو جب تک اسکو بقا ہو اسکو بھی ہو انتہی اب عقلی دلیل کی یہ ہے کہ سوال و جواب اور بات چیت اور لذت اور دکھ ان سب کا دریافت اور معلوم ہونا زندگی پر موقوف ہو اور زندگی در صورت فساد اصل بشرت اور بگڑ جانے اعتدال مزاج کے ممکن نہیں بہت باتیں بھی سیکو مگر ممکن نہیں جواب سکا یہ کہ میت اس معنی کے ساتھ بدن جو نہ روح اور فساد بشرت اور بے اعتدالی مزاج کی کل بد پر واقع ہوئی ہو روح پر تان روح کو واسطے لذت پانے یا تکلیف اٹھانے جسمانی اور اعمال جو اس کے اپنے بدن یا دوسرے بدن مثالی سے متعلق دیکھ لیکن سوا تعلق بشرت اور تدبیر بدن اور غذا پونچانے اور طرحانے کے کہ تعلق نہیں ہو گا صرف لذت پانا یا تکلیف اٹھانا جو ہر حال حاصل یہ کہ جب روح بدن سے جدا ہوئی تو لے جاتی اُس سے جدا ہو جاتا ہیں انھوں نفسانی اور حیوانی ہو واسطے کہ تو لے نفسانی حیوانی کا جوڑا اگر تو بے بنائی اور مزاج کے ساتھ مشروط ہو خواہ از رو فیض کے خواہ از رو بقا کے تو لازم آئے گا کہ کو شعور اور احسن حرکت اور غضب و نفرت والی چیز کے دفع کا نہ تو جس حال روح کا عالم قبر میں حال فرشتوں کا سا ہی کہ ہوسیلہ شکل اور بدن کے کا کہتے ہیں اور ان سے افعال حیوانی و نفسانی صادر ہوتے ہیں بدون ہر اہی نفس بناتی کے آتا ہی فرق ہو کہ فرشتوں پر موافق اپنے احوال کے خوش عیشی اور عذاب تکلیف نہیں جو اور رواج پر موافق اعمال کے جو کماے ہیں تکلیف و تشدید ہو گی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں ایک شخص کو زمین پر مڑا پڑا ہو یا کسیکو سولی دیکر درخت سے لٹکا یا کہ بدتون انکی شاخ سے لٹکتا رہا یہاں تک کہ اُسکے اعضا اور اجز سب چھوٹ گئے کبھی بھی اُس سے زندگی اور کھڑا ہونا اور بیٹھنا اور حرکت کرنا اور کلام اور سوال و جواب اور کوئی امور ہیں قسم نشانہوں کے اُس سے معلوم ہوے بلکہ اُسکے سینے پر ہتھ چند دینے رائی کے بکھیر دیے اور ویسے ہی پائے اور بھی کافر کو بعد مرنے کے مرنے تجسس کیا اور اُسکے بدن پر ہاتھ رکھ کے حس کیا ذرا اثر چلنے کا اُٹھیں نہ پایا نہ دیکھا جواب اس مشتبہہ کا اگلی تہذیب سے معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ روح اُس میت کو اُس انداز سے کے موافق کہ اُسکو دکھ اور لذت کا اور اُس سے حاصل ہو کسی بدن میں بدنوں عنصر یہ موجود یا مثالیہ نئے بنائے ہوئے سے متعلق کرتا ہو اور اس کام کو

سرا انجام فرماتا ہوا اور جو حرکتیں مذکورہ محسوس نہیں ہوتیں یہ دلیل کے ذرائع ہونے کی نہیں ہر چنانچہ فرشتوں اور جنوں کی ذات شخص کو جس سے ہم دریافت نہیں کر سکتے نہ بین الکی حرکتیں انکا دریافت ہونا کیا ممکن اور یہ بات سنی شیعہ دونوں ملتوں میں بلاشبہ واقع ہو کوئی اسکا منکر نہیں علاوہ اسکے سوتا آدمی خواب دیکھتا ہو کہ ایک عورت خوش شکل سے جلاء کرتا ہی اور گلے لگاتا اور چہ منا اور بغل میں دبا مناسب کچھ کر رہا ہو یہاں تک کہ انزال و احتلام ہو جاتا ہو اور لذت اٹھاتا ہو اور اثر اسکا دوسرے آدمی بذریعہ اسکے اور اک نہیں کرتے ایسے سوا حکما اور فلاسفہ ہی احانت و مدد گارتی فرشتوں اور جنوں اور ستاروں اور ستاروں کی حرکتوں کے قائل ہیں جو کسیکو محسوس نہیں ہوتیں جیسے کہ ثابت بن قرہ سے دوسرے باب میں اسکی نقل گزری اور خلیفہ ثانی قادر ہوا سبات پر کہ دانے رائی کے اپنی ہنیت پر باقی رہیں اور روح اس مردے کو باوصف اُتعلق کے جو اپنے بدن سے پیدا کو کے خوش عیش ہوتی ہو یا دھکے میں پڑی ہو یہ ایسا کام بعید مشکل ہو و ہولا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ خُجُوعٍ اور وہ نہ موٹی ہوتی ہو نہ بھوک سے بے پروا ہوتی ہو بس جب کوئی چیز اپنے امکان عقلی میں آجائے اور مخبر صادق اسکی خبر دے تو وہ ضرور مان لینے کے قابل ہو خواہ مالوت و عادی ہو یا نہ ہو دیکھ احوال ان ولایتوں کا جو نہایت سرور میں ان لوگوں کے نزدیک جو گرم ملک کے رہنے والے ہیں کہیں چر بعید عجیب ہو کیسا تعجب انگ ہو تا ہو روایت کی گئی ہو کہ ایک مجوسی خلیفہ ثانی کے پاس آیا اسکے پاس تین کاسے سر کے تھے اور کہا کہ تمھارے پیغمبر کا قول ہو کہ جو کوئی دنیا سے بے ایمان جائیگا اسکو آگ میں جلائیگی خلیفہ ثانی نے کہا بیشک مجوسی بولا کہ یہ سر میرے ما باپ بھائی کے ہیں انکے اوپر ہاتھ رکھو اور اثر سوزش کا دریافت کرو خلیفہ ثانی اٹھے اور ایک ٹکڑا لوہے اور تیجہ کا آس مجوسی کے پاس لئے اور کہا اسی مجوسی ان دونوں پر ہاتھ رکھ کچھ اثر گرمی کا امین معلوم ہوتا ہو کہا کچھ نہیں دونوں سر وہیں کہا اس لوہے کو اس تیجہ پر پار اسکے مارتے ہی بہت سی آگ نکل خلیفہ دوم نے کہا بتا تو یہ آگ کھانسی نکلے کہا ان دونوں میں آتش کامن یعنی پیمان تھی بسبب گرٹنے کے نکل آئی کہا کچھ تو کیوں انکار کرتا ہو شاید ان سروں میں بھی آتش کامن ہو کہ تیرے ہاتھ کو محسوس نہیں ہوتی مجوسی نے توبہ کی اور اسلام سے مشرف ہوا اور فرق یہ ہو کہ سنگ آہن کو گرٹنے سے آتش کا منہ ظہور کرتی ہو اور کافر کے بدن میں اس طرح پرتلوں آگ کا ہو کہ ہرگز دریافت نہیں ہو سکتا تو جن و انس دونوں حجاب غفلت میں چھپے ہیں اور بتاؤ اس مریض کے حق میں جسکے دل میں تجارت گرم یا مادہ شعلہ زن ہو یا اور کسی اعضا میں

سوزش ہو گیا کہتے ہو جیسا کہ درو والے اور اہل حسیوں کا حال ہے کہ ہرگز بدن پر گرمی محسوس نہیں ہوتی اور جبکہ عالم قبر پہلی منزل منزلوں میں داخل ہوتا ہے تو اگر یہ بحید ظاہر کر دیا جاتا اور بخوبی تمام اس جہان میں کچھ لگتی تو ایمان غیب پر لانا کیونکر ہوتا بالکل خلاف اسکے تھا اور یہ دنیا کہ تکلیف شرعی کا گھر ہو اور بنیاد اس کے امتحان کی عقل پر نہ آنکھوں کے حس پر مبنی اسکے خلاف و مناقض ہوتا اسکے ساتھ بھی تکلفیج کے آگاہ و ہوشیار کرنے کے واسطے کبھی کبھی مال قبر کا خاکہ ہون میں لوگوں پر کھل بھی جاتا ہے بلکہ جاتے ہیں بھی حوال بعض مرد کا بڑا بھلا جیسا کچھ بظاہر ہو جاتا ہے آسیوا سطلے دکھ سکھ بعد مرنے کے تمام فرقوں عقلا کے نزدیک یقینی قطعی ہو اسی سبب ہر فرقہ ہندو مسلمان وغیرہم اپنے مردوں کی مدد و اعانت کی خاطر تقیم درود و انہر خیرات میں مشغول رہتے ہیں اگر اُس زبان سے کچھ خوف یا امید نہیں ہے تو یہ سب باتیں کیوں میں عقیدہ چہارم جو کچھ قرآن حدیث میں سوال قبر اور حساب اور وزن اعمال اور نائے نیکی بدی کے ہر کسی کو دینا اور قراط و حصر اور شفاعت سے آیا ہو سب کے جو معنی ظاہر ہیں وہی ہیں سوا ظاہر کے اور کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے ایسے ہی بہشت و دوزخ حق ہیں اور موجود اور ان دونوں کی تفصیلین مثلاً دشت اور زمین اور حور و قصور اور میوے اور پھل اور نسانپ پچھو اور درد و آفت اور پوست بدن کا بکنا اور انکا تبدیل ہونا دوسرے پوستان کے ساتھ سب حق ہے یہ مذہب بل سنت کا ہو مگر اکثر فریق رافضی جیسے زیدہ اسماعیلیہ ان چیزوں سے انکار کرتے ہیں اور تاویل میں لاتے ہیں پس جو آیتیں صریح قرآن کی ہیں اور روایتیں صحیح خاندان کی ان کے جھوٹا کرنے کو بھی دو گواہ عادل کافی و بس میں عقیدہ چہارم یہ کہ تناسخ باطل ہے اور اگر فریق شیعہ جیسے قائلہ کا تکیہ منصور بیغضلیہ وانگہ کہتے ہیں کہ ارواح تناسخ کرتی ہیں یعنی ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتی ہیں کہ معاد ہی انتقال سے عبارت ہے اس طور پر کہ کامل ارواحین جو عقائد حق و طاعات کے ساتھ ہیں وہ آسودہ اور مالدار اور سندرست و صحیح مزاج آدمیوں کے بدن میں نقل کرتی ہیں جیسے پادشاہ اور امرا کہ یہی معنی جنت کے ہیں اور جو ارواح کہ ناقص ہیں وہ کسی فقیر محتاج مرعین کے بدن میں کہ غم و رنج میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور کبھی حیوانوں کے بدن میں کہ مناسبانکے اوصاف کے ہون جاتی ہیں مثلاً حریص کے واسطے چوٹی اور تکرہ اور شجاعوں کے لیے شیر و لنگ اور خرگوش اور شل اسکے نامر کے واسطے اور لوکھڑی مکار و دغا باز اور بندہ سحرہ اور ریچھ چور اور طاؤس خود دار و محبوب کے واسطے اصل میں یہ عقیدہ ہندوئیسے انھوں نے

اختیار کیا ہو بلکہ بعض مفسر قرآنی کے بھی لفظ معنی بدل کے اسی پر قیاس کرتے ہیں جیسے وَكَانَ مِنْ دَابَّةٍ  
 فِي الْاَوَّلِينَ وَلَا تَلْبِسُ عَلَيْنَا كَلِمَةً اَوْ اَمَّا اَمْثَلُكُمْ حَالًا لَمْ مَعْنٰی آیت کے یہ ہیں کہ جانور چرند خواہ  
 پرند جدا جدا قسم کی نوع ہیں مثلاً بنی آدم کے اسبات میں کہ ہر ایک کو خواص حکم اور پرواز مناسبت ملے گی  
 خلقت و پیدایش کے بنشاً ہو جس اگر معنی تناسخ کے مراد ہوں تو لازم آئے گا کہ کسی جانور کی پیدایش ابتدائی نہیں ہے  
 جتنے افراد حیوان کے ہیں اصل میں سب آدمی تھے کہ تناسخ کے سبب جانور ہو گئے ہیں حالانکہ مذہب  
 اہل تناسخ کا یہ نہیں ہو کہ یعنی سب آدمی اصل میں ہوں اور جیسی یہ آیت کُلَّمَا نَزَّلْنَا كَلِمَةً تَبَدَّلَ لَوْ دَهْنٌ  
 بَدَلًا لَّنَا جَلُودًا غَيْرَ هَٰذَا کہ دو زفیون معذب کے عذاب میں اتری یہ نہ اُن ارواحوں کے حق میں جو  
 ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتی ہیں یا میں جیسی یہ آیت کُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا اَعْيَدُوْا فِيْهَا  
 جب چاہتے ہیں کہ تخلیں اُس آگ سے لوٹا دیے جاتے ہیں پھر اُس میں سے نئی روحیں اُس طرف آگ اُخترت  
 ہوتی ہیں جو حدیث میں کہ ولالت کرتی ہیں اسبات پر کہ قیامت کے دن صورتیں بدل جائیں گی اور خلقت  
 صورتوں سے حشر ہوگا اہل مدعا کو چھو نہیں گئیں اس سبب کہ اصل تناسخ کی یہ ہو کہ اسی جان میں انتقال  
 روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن میں ہونہ عالم اخترت میں اور حدیث میں ہی بات کو بتاتی ہیں نہ  
 اُنکو اور یہ بھی ہو کہ دوسرا بدن جس میں روح منتقل کرے تمامی اجزا میں اول بدن کا غیر ہونہ کہ اول بدن کے  
 اسی چوڑائی لمبائی مع صورت شکل انھیں اجزا کی اور اُسکے ساتھ قطعی دلیلین قائم ہیں اسبات پر کہ  
 اعمال کا بدلہ تناسخ کے ساتھ محال ہے اس واسطے کہ جس وقت میں کہ اُس نے بدلا اعمال کا پایا ہو اُس وقت  
 میں اُس کا مکلف بالشرع ہونا محال ہے اور بدو ن تکلیف سابق کے بدلا محال پس اس صورت میں یہ  
 دونو محال لازم آتے ہیں مثلاً جیسے ایک شخص نے اعمال نیک کیے اور روح اسکی بعد موت کے اگر انسان  
 کے بدن کی طرف منتقل ہوئی تو اس حالت میں وہ جزا یافتہ بھی ہو اور مکلف بالشرع بھی اس لیے کہ  
 کوئی فرد بشر محل اور بے تکلیف نہیں رہتا اور اگر کسی انسان غیر مکلف کے بدن میں منتقل ہوئی جیسے  
 لڑکا یا دیوانہ یا کسی حیوان کے بدن میں تو ضرور ہو کہ بعد مرنے کے یہ پھر منتقل ہو کے دوسرے انسان  
 مکلف یا غیر مکلف یا حیوان کے بدن میں اور اُنکو دیکھ سکے اُس بدن میں پیش آئے گا اُس حالت میں  
 وہ جزا یافتہ ہوگی حالانکہ مطلق تکلیف اُس پر نہ تھی اور اگر یہ دیکھ سکے اتفاقی ہو عمل کے مقابلے میں  
 نہیں تو طریق جزا کا نہ اس سبب سے کہ جزا تو دینا عبرت اور تنبیہ ہے اور جب بیگناہوں کو بھی

وہی بات پیش آئی جو گناہگاروں کو بھی پھر عبرت کیونکر حاصل ہو اور محل جزا خلط ملط اور دوسری صورت پر ہو گیا اور جو کچھ مطیع کو پونہ پانچ مطیع کو پونہ پانچ پھر عزت و بزرگی مطیع کو کیا حاصل ہوئی اور بھی اگر مومنوں اور صالحوں بلکہ انبیاء و ائمہ کو دو متمند فاسقوں کے بدن میں جیسے امرا و سلاطین تناسخ واقع ہوتا تو لازم آئے کہ اس گروہ کی رومن بعد دوسرے دفع مرتے کے عذاب میں ٹپ الی جائیں سعادت سے شقاوت کی طرف منتقل ہوں اور باوجود تعظیم و تکریم کے مستحق ذلت و ابانت کے ہوں اور اگر دو متمند صالح اور انبیاء کے بدن میں واقع ہوتا تو لازم آئے کہ ہر زمانے میں صالح اور نبی اگلے زمانے سے گھٹیکے نہ ہوں بلکہ برابر یا زیادہ اور اسکے ساتھ سب و متمند و آسودہ اور یہ خلاف واقع ہے کہ ایسا ہوتا نہیں اور یہ بھی ہے کہ تعلق روح کا ہر چند ساتھ عیش و آسودگی کے ہو پھر بھی بعض دھکوں سے خالی نہیں ہوتا جیسے بھوکھ اور درداور مرض و زوال کے اس صورت میں کہ پونہ پانچ مطیع لوگوں اور نبیوں اور اماموں کا لازم آتا ہے کہ ظلم صریح ہو ایسے ہی تعلق روح کا ہر چند دھکے کے ساتھ ہو لیکن رحمت سے بھی خالی نہیں ہوتا گو بعض اوقات میں ہوا اسوقت میں خوش عیشی فرعونوں اور جباروں کی لازم آئے اگر بدن غیر قننا ہی ہیں کہ جنکی حد نہیں تو نوع انسان کا قدم لازم آتا ہے یعنی قدیم و دیرینہ ہونا بلکہ ہر شے میں کمی بدن انسان کی اگلے زمانے سے محال ہو اور اگر کسی حد پر منتهی ہوں یعنی تمام ہو جائیں تو مکلف اپنی جہز کے موقعوں سے خالی رہ جائیں جسوقت کہ لاحق انکا منقطع ہو جائے یعنی جس حال میں تھے وہ نہ رہے اور تکلیف سے خالی ہو جائیں جبکہ سابق منقطع ہو جائے بس و لون و انقطاع صورتوں میں ہیں اگر کہیں کہ جب نوع میں صورتیں نہیں رہتیں تو حکم بدل لوں گا آخرت پر منتقل ہوتا ہے و آخرت میں بلا پانچ گنہم کہیں گے کہ اگلے اعمال کا بدلا آخر بدن کے اعمال پر تمام قطع ہونے والا تھا البتہ خیر بدن میں جو اعمال واقع ہوئے وہ ابدی و دائم ہوئے اگر اول میں مقتضی عدل تھا تو دوسرا ظلم ہوا اور جو دوسرا مستحق عدل کے تھا تو اول ناقص ہوا ایسے ہی اگر کہیں کہ ابتدا نوع میں جو کچھ دھکے سکھ تھا اتفاقی تھا بدلے کی راہ سے نتھا ہم کہیں گے یہ کچھ طبقوں کے حق میں ظلم ہو گا اس واسطے کہ وہ خوش عیشی اتفاقی و ابتدائی سے محروم رہیں گے اور پہلے طبقے کے حق میں بھی ظلم ہوا کہ بے تقصیر انکو دھکے دیا تھا کلام تناسخ جزائے طریق قرار دینا صریح مخالف قاعدون عرف و عقل کے ہے اور اس مقام پر باطل کرنا ہی قسم تناسخ کا افسانہ تناسخ سے مقصود ہے عقیدہ ششم مردوں کو قیامت سے پہلے دنیا کا لوٹنا رجوع ہونا نہیں ہو لیکن کل انامیلہ و بعض فریق اور بھی روافض سے بعض مردوں کے لوٹنے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں پیغمبر

اور وصی اور امام حسن عسکریؑ اور ان کے دشمن یعنی خلفائے ثانیہ اور معاویہ و یزید و مروان اور امیہ  
 اور امیہ کے قاتل بعد ظہور مہدی کے سب زندہ ہونگے اور حادثہ و جمال سے پہلے ان سب قصیدہ اور نگو  
 سزا واقع ہوگی اور قصاص لینگے پھر مرجا بیٹے اور قیامت میں دوبارہ زندہ ہونگے یہ عقیدہ صریح  
 مخالف کتاب کے ہے کہ بہت سی آیتوں میں لوٹنے کو باطل کیا ہوا ٹھہرنا میں سے یہ جو قال سَرَّحْنَا جَعْفَرًا  
 لَعَلَّیْ اَعْمَلَ صَالِحًا فَمَا تُزَكِّیْهِمْ کَلَّا اِنَّهَا کَلِمَةٌ مِّنْهُمَا وَکَانَ لَهَا مِنْ وَّرَآئِهَا یَوْمَ نَبْرَزُ اِلَیْ یَوْمٍ مَّبْعُثُوْنَ  
 یعنی کہا اُسے ای پروردگار میرے لونا تو مجھ کو طرہ دنیا کے کہ میں وہ عمل کروں جو کچھ میں نے ترک کیا ہے  
 ہرگز یہ بات نہیں ہے یہ تو ایک کہنے کی بات ہے جو کچھ رہا ہے اور اسکی بیٹھ کے پیچھے پردہ ہون قیامت تک  
 اور انکا تسک من و رَاٰهُمْ یَوْمَ نَبْرَزُ اِلَیْ یَوْمٍ مَّبْعُثُوْنَ اس لفظ پر ہے لیکن یہ موقع بھی شیعہ کہ  
 حامل نہیں ہے جو کہیں کہ لوٹنا اعمال صالحہ کے واسطے محال ہے اور بدلے اور عذاب جاری کرنے اور تعذیر کے  
 لیے محال نہیں ہے اس لیے کہ آخر آیت میں طلاق منع ہے رجعت سے جو فرمایا ہے شریف مرتضیٰ نے مسائل نامہ میں  
 میں کہا ہے کہ زمانہ مہدی میں ابو بکر و عمر کو ایک درخت پر سولی دیگے بعض کہتے ہیں کہ وہ درخت سولی  
 دینے سے قبل تروتازہ ہوگا بعد سولی کے خشک ہو جائیگا اس سبب سے ایک جماعت کثیر بہکائیگی اور کہیگی  
 کہ ان بیچاروں پر بڑا ظلم ہو کہ یہ درخت سبز خشک ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ سولی دینے سے پہلے وہ درخت  
 خشک ہوگا بعد سولی دینے کے سبز و تروتازہ ہو جائیگا اس سبب سے بہت مخلوق کو ہدایت ہو جائیگی  
 اور تعجب کہ اس جھوٹ میں بھی باہم اختلاف جا بر حقی کہ اس فرقے کے مستفیدین بھی کہتا ہے کہ امیر المؤمنینؑ  
 دنیا میں لوٹ آئیگے قرآن شریف میں جسکو وَاٰتِ الْاَرْضِ کہا ہے وہ انھیں سے اشارہ ہے خدا ایسی ہی الہی  
 سے بچائے زبیر یہ کل منکر رجعت اور لوٹنے ہیں سخت انکار کرتے ہیں انکی کتابوں میں امیہ کی روایتوں سے  
 رد اس عقیدے کا پوری وجہ سے مذکور ہے پس اہل سنت کو حاجت اس خرافات کے رد کرنے کی نہ رہی  
 وَکَفٰی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ اٰخٰیَاکُمْ ثُمَّ یُعِیْذُکُمْ  
 ثُمَّ یُعِیْذُکُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور مومنوں کی طرف سے اندر لڑنے کو کافی ہے حال یہ کہ فرمایا  
 اُسے وہ اللہ ایسا ہے جسے تم کو پیدا کیا پھر مارتا ہے تم کو پھر زندہ کرے گا تم کو پھر تم انکی طرف رجوع ہو گے  
 اور فرمایا وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُعِیْذُکُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ جسوقت کہ تم مردہ ہو گے  
 سو زندہ کرے گا وہ تم کو پھر تم انکی طرف رجوع کیے جاؤ گے اور دلیل عقلی موافق قاعدون امامیہ کے



باطل ہونے اس عقیدے پر یہ کہ اگر پہلے گزر جانے دنیا سے کہ دنیا باقی نہ رہے انکو مقام سزا وحدہ قصاصین سزا دی جائے پھر آخرت میں عذاب کا لوٹنا ناظم صحیح جو بس ضروری ہے کہ آخرت میں عذاب نہ ہو گئے اور انکو بڑی تخفیف عذاب ہمیشہ ورستہ اور چھبچ آرام ابدی حاصل ہو گا کہ یہ خلاف شدت خیانت اور جرم عظیم کے ہے کہ اللہ تعالیٰ وَلَكَذَا ابْلَاُ الْآخِرَةِ اَمْثَلًا وَاَنْفٰی فَرَّآیَ اللہ تَعَالٰی نے ہر کسے عذاب آخرت کا نہایت سخت اور ہمیشہ برآور بالفرض اگر عذاب کرنا انکا فقط انکی ایذا اور دکھ پہنچانے کو ہو وہ خود قریب بھی حاصل فَاَلَا حَیْآءٌ عَبْتٌ وَاَلَنْبَتٌ قَلْبٌ یَّحِبُّ تَلْزِیْلُہُ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ پھر زندہ کرنا عبت ہے اور عبت بہت بُری چیز واجب ہے اللہ تعالیٰ کو اُس سے پاکیزگی اور اگر انکے گناہ کو گوئی ظاہر کرنا ہو تو وہ لوگ اس نظام کے واسطے بہتر اور سزاوارتر تھے جو انکے زمانے میں تھی اور انکی صلیت خلافت کے مستعد اور مددگار و معین تھے بس اسوقت میں حضرت امیر حسنین کو قوت بدلا لینے کے دینا چاہیے تھی کہ باقی است گمراہی میں نہ پڑتی اور انکے کام سے بیزار نہ ہوتی اتنی دیر بدلے میں کہ اکثر امتیں گزر گئیں اور سزا اپنے اعمال کی بیہودگی و خرابی کی انکو اطلاع نہ ہوئی خلافت حکمت و صلح کے ہے بس اس صورت میں ترک اصلع لازم آیا و اگر کاش یہ سبب آخرت بن ہو جان ولین و آخر میں جمع ہونگے سب اس جزا و قصاص سے مطلع ہو جائیں تو بھی فی الجملہ ایک وجہ ہو اور جب آخرت میں انکو پاک صاف کر کے اٹھایا جہاں ساری مخلوق جمع ہوگی پھر یہاں اگر چند لوگوں نے جو اسوقت موجود ہونگے اس سبب سے کہ دنیا کا اسوقت میں دم آخری ہو گا انکی بُرائی اور گناہ پر اطلاع پائی تو کیا حاصل ہو امتثال اور انقلاب تغیر کے اس کو بھی سمجھ لینے عبرت تھوڑی پڑے گی اور اگر انکو اسوقت میں زندہ کرینگے تو کون بتائیگا کہ یہ ابوبکر ہیں یا عمر ہیں یہ معاویہ اور کون تفرقہ اور تمیز کو لگیا جتنے ہونگے سب یہی خیال کرینگے کہ چند آدمیوں کے ینام رکھ لیے ہیں جیسے یزید اور شمر محرم میں بناتے ہیں اور راتے ہیں یہ سب اپنی تسلی کے لیے طوطیہ طوفان باندھ لیا ہے اور اگر قول امام ہمدی اور امامون کا اس مقدمے میں کافی ہو کہ فلان ابوبکر ہے فلان عمر ہے پھر کیا سبب ہے قول انکا کہ باطل ہونے اور خلافت اور غصب و ظلم میں انکی بحالت حیات کہا جانا نہیں جاتا کہ حاجت زندہ کرنے مروئی پڑی اور اس صورت میں پیغمبر اور وصی ادرایمہ کو اور لوگوں سے زیادہ ایک مزا موت کا چکھنا ہو جو خوب جانتے ہیں کہ موت کے برابر کوئی دکھ نہیں اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ایک فعل عبت کے لیے دکھ دینا کب روار کھتا ہے اور نیز جب انکو زندہ کرے اور قریب



جان لین کہ ہجو سزا و قصاص کے واسطے زندہ کیا ہو اور ہم ناحق پر تھے ایمہ حق پر تھے فوراً صدق اہل ستون  
نصوح کریں پھر سزا دینا انکا کب ممکن ہو اور یہی اسمین بانست حضرت امیر حسنین کی لازم آتی ہو  
کہ یہ لوگ اس فوج خدا کے نزدیک فیلیل و خوار تھے کہ انکے دشمنوں سے انکا بدلہ لیا اور انکو قدرت  
ندی جب بعد ایک ہزار اور چند سال کے امام مہدی پیدا ہوئے تب زیادہ انکی مقبول ہوئی اور بدلا  
لیا اور قدرت پائی مآمل کلام مفاسد اس عقیدہ باطلہ کے مد تحریک سے زیادہ ہیں پہلے وہ شخص جس سے  
قول رجعت اور لوٹنے کا شروع ہوا ابو عبد اللہ بن سبا کی لکھن خاص منچیر کے حق میں پھر جعفر بن جعفر شروع  
دوسری صدی میں رجعت امیر المومنین کا بھی قائل ہوا لیکن اسکا کوئی وقت نہیں ٹھہرایا امام شافعی  
سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک ن جعفر جعفری کے گھر میں گئے اُس سے وہ باتیں سنیں جسے  
ہمکو یہ خون پیدا ہوا کہ ایسا نہواس مکان کی چھت ہم پر گر پڑے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں مَا رَأَيْتُ الْكَذَّابَ  
مِنْ جَابِرٍ وَاصْدَقَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ سَعْدَةَ سِرَّ جَوْنًا جَابِرٌ سِرَّ بَرِّحْلَکَ نَمِینَ دیکھا اور حد درجہ بجا عطا  
سے جب تیسری صدی کی نوبت پہنچی تو تیسری صدی کے صاحبزادوں یعنی روافض نے تمام امیر اور انکے  
دشمنوں کی رجعت کا حکم اپنی تسلی کو ٹھہرایا عقیدہ مصفحتم یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں گنہگار سے  
جسکو چاہیگا عذاب کرے گا کسی فرقے کا پاس اسکو نہوگا جیسا کہ فرمایا یَعْدُبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ  
مَنْ يَشَاءُ یعنی عذاب کرے گا جسکو چاہیگا اور رحم کرے گا جسکو چاہیگا امامیہ کا اعتقاد ہو کہ امامیہ سے کوئی  
کسی گناہ صغیرہ میں اور کبیرہ میں عذاب نہیں کیا جائیگا نہ قیامت کے دن نہ قبر میں اور یہ عقیدہ انکا  
بالاتفاق مسلم الثبوت ہو اسی سبب ترک واجبات و ارتکاب گناہ میں نہایت دلیر و ثقیل ہیں کہ محبت  
علی کی کافی ہو اسی سے خلاص و نجات ہو یہ نہیں سمجھتے کہ محبت خدا اور محبت پیغمبر کی جب خلاص و نجات  
میں کافی نہیں ہو محبت علی کی کیونکر کافی ہوگی نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص اس فرقے سے ایک حامی میں  
کشمیر کے حامیوں سے داخل ہوا حامی نے اُس سے پوچھا کہ غایترا نام کیا ہو کہا کلب علی حامی نے کہا  
غلام علی کیونکہ نام کیا کہ نوبت کلب علی کی پہنچی کہا اس نیت سے کہ شاید علی کے دروازے کا کتہ  
جائے بہشت میں داخل کریں حامی نے کہا یہ تو بخیر ہو خدا کے لئے تو بہشت میں داخل ہونا ہی نہیں  
علی کے لئے کو کھانے توقع دخول بہشت کی ہو گئی حالانکہ یہ عقیدہ انکے اصول کے خلاف بھی ہو اور  
انکی روایتوں کے خلاف بھی لیکن جو کہ یہ سوتا ویز مباح ہونے پر چڑھ اور بجاہر حرکت طاعت کا اور

مکلف سے بچنے کا خوب ہی اس کو مانے ہوئے ہیں اور اس موقع پر نفس ہمارہ انکے علم و عقل پر غلبہ کیلئے  
 ہوئے ہو لیکن مخالف اصول کے یہ کہ اگر کوئی امام ترکب گناہ کبیرہ کا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ انکو عذاب  
 نکرے ترکب انکے خدا تعالیٰ کے لازم آئے اس واسطے کہ مہی کو عذاب کرنا انکے نزدیک خدا تعالیٰ پر وجہ ہے  
 جیسا کہ گذرا اسکا انھوں نے عدل نام رکھا ہے اور مخالفت روایات کی اس سبب سے کہ حضرت امیرؓ  
 اور حضرت سجادؓ اور امیر دیگر سے روایات کا اٹھانا اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگنا بواسطہ رسول اور  
 قرآن اور کچھ کے اور توسل و عمومۃ احکا صحیح دعائوں میں روایت کیا ہے اور جب یہ بزرگوار اس مرتبہ  
 لرزے کا پتے رہے ہیں دوسرے کو انکی محبت پر معذور ہونا اور اس پر بھروسہ کرنا کیونکر ہو گا اور اصل  
 یہ عقیدہ انھوں نے یہود سے لیا ہے و کما لولہ لکن تمسنا التامیر لا ایتا ما معد و ذات و غمر ہم  
 فی دینہم ما کانوا یفترون فکیف اذا جمعنا ہم لیوم لا ریب فیہ و وقیت کل  
 نفس ما کسبت و ہم لا یظلمون ترجمہ اور کہتے ہیں ہرگز نہیں لگے گی آگ ہلو مگر گنتی سزا  
 اور دھوکا دیا انکو دین میں ان باتوں نے جو دسے جوڑتے تھے پھر کیا حال ہو گا انکا اسدن کہ جسوقت  
 ہم اکٹھا کریں گے انکو جہنم میں کہ کچھ شک شبہ نہیں ہے اور پورا دیا جائیگا ہر شخص کو بدلہ اسکی کامیاب  
 اور مطلق ظلم نہیں کیے جائیں گے اور عمدہ تمسک انکی اس باب میں چند روایتیں ہیں کہ انکے رئیسوں  
 احمقوں کے بھانے کو بنائی اور اختراع کی ہیں بھلا انکے روایت بابو یہ قبی کی ہو اور اکثر اس قسم کا  
 کھوٹا نقد اسی کی تحسلی سے نکلتا ہے جو ابن شیعہ کا بڑا بزرگ ہے وروی فی علی التمار علیہ علیہ  
 ابن عمرؓ قال قلت لابی عبد اللہ صا علیؓ قسیمۃ الجنة و النار قال لان حبة  
 ایمان و بقصۃ کفر و انما خلقت الجنة لا اهل لا ایمان و النار لا اهل الا کفر  
 فہو قسیم الجنة و النار لا یدخل الجنة الا محبۃ و لا یدخل النار الا مبغضۃ  
 ترجمہ روایت کیا اسنے کتاب علل الشرائع میں مفصل بن عمرؓ سے کیا میں نے ابی عبد اللہ سے پوچھا اعلیٰ  
 علیہ السلام بانٹنے والے جنت و دوزخ کے کس سبب سے ہوئے کہا محبت انکی ایمان ہے اور بغض انکا  
 کفر اور جنت خاص ایمان والوں کے واسطے پیدا ہوئی ہے اور دوزخ واسطے کفر والوں کے وہ  
 دونوں کے بانٹنے والے ہیں جس جنت میں انکے دوستدار داخل ہونگے اور دوزخ میں ان کے دشمن  
 دلیل اس روایت کے جھوٹ ہونے کی یہ ہے کہ حضرات امیر مخالف قرآن شریعت کے نہیں فرماتے ہیں

بیشتر

میں تو آپ کو بھی جھوٹا ٹھہرائیں اور اپنے باپ دادوں کو بھی اور اس دایت میں بچند وجہ مخالفت  
 اعدوں مقررہ شریعت کے ہو اول یہ کہ اگر کسی شخص کی محبت ایمان اور لغزش کفر ہو تو یہ لازم نہیں آتا  
 وہ بہشت و دوزخ کا بانٹنے والا ہے اس واسطے کہ تمام انبیاء و مرسل و امام و حسین یہ رتبہ رکھتے ہیں کہ  
 محبت انکی ایمان اور دشمنی انکی کفر ہے لیکن بہشت و دوزخ کے بانٹنے والے کو فی نہیں میں دوسرے یہ کہ  
 نقطہ حب علی سے ایمان کامل و تمام نہیں ہوتا اور اگر ایسا ہو تو حید یعنی خدا کو ہد جانا اور نبی کو برحق  
 سمجھنا اور آخرت پر ایمان لانا اور جو عقائد شیعہ کے ہیں سب لغو و سیوہ ہو جائینگے اور اور ایمہ  
 کو برآکسنا اور ایدادینا سب واد ہو جائیگا معاذ اللہ من ذلک اور جب ایمان کامل نہوا بلکہ محبت علی کی ایک  
 جزا جزوے ایمان سے ہو تو جنت میں کیونکر داخل ہو جائیگا اور یہ جز کیا کفایت کرے گا چنانچہ خود ظاہر  
 ہو تیسرے یہ کلمہ کہ لا یدخل النار الا من قبضتہ صریح اس بات کو بتاتا ہے کہ کوئی کا جیسے فرعون  
 ہا مان شمشاد و غر و عاد و ثمود و دوزخ میں نہیں جائینگے اس واسطے کہ دشمن علی کے تھے بالاتفاق جو تھے اگر  
 ان سب باتوں کو ہم مان بھی لیں تب مدعا کے برابر نہیں پڑتا اسلیے کہ لا یدخل النار الا من قبضتہ  
 مقتضی اس بات کا ہے کہ علی کے محبوبوں کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے نہ یہ کہ ہر حب علی کا جنت میں جائے  
 چنانچہ ان دونوں مضمونوں کا فرق ان کو پہنچا ہر ہی یا پھر ان سب سے بھی ہم درگزرین تو لازم  
 آتا ہے کہ سب فرقے رافضیوں کے علاوہ کیا اور کیا کیسا نبی اور ناوسیہ اور اقلیہ اور قرامطہ اور باطنیہ اسی  
 ہوں تو یہ بھی خلاف مذہب امامیہ کے ہو جس جب یہ روایت مقصود پر نہ جمی اور نشانے پر نہ پونجی شیخ  
 ابن بابویہ نے دوسری روایت کروی حسن ابن عسکریس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 جاءني جبرئيل عليه السلام وهو مستبش فقال يا محمد ان الله لا على يقرمك  
 السلام وقال محمد نيتي ونحيي وعلي حجي لا اعدب من واكله وان عصركي وكه  
 اسرحم من عا دة وان اكا عني ترجمہ ابن عباس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے خوش حال پھر کہا اے محمد بیشک اللہ برتر کو سلام کتا ہے اور  
 فرماتا ہے کہ محمد میرا نبی ہو اور رحمت اور علی میری محبت ہیں عذاب نہیں کرونگا اسکو جو اسکا دوست ہو  
 اگرچہ میری نافرمانی کرے اور جو اسکا دشمن ہو اس پر رحم نہیں کرونگا اگرچہ میل مطیع ہو دلیل جبروت  
 ہوئے اس روایت کی یہ کہ بیان حنی نبوت کے در حقیقتہ حضرت علی میں ثابت ہوئے اس واسطے کہ علامت

و منکر کا احاطہ خاصہ نبیا کا ہوا و فضیلت حضرت علی کی پیغمبر پر اس سبب کہ پیغمبر کے واسطے مرتبہ  
 حجت کا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس لیے کہ منکر انکا یعنی پیغمبر کا بھی جملہ عاصیوں سے ہو اور مقرر انکا  
 جملہ مطیعوں سے مگر علی کے محب کو عصیان سے کچھ خوف نہیں اور دشمن کو طاعت سے کچھ نفع نہیں اور  
 یہ بھی معلوم ہو کہ نماز روزہ طاعت و بندگی سب منسوخ و باطل ہیں ایسے ہی گناہ کبیرہ ہبَاءَ قُلُوبُکُمْ  
 یعنی ناجیز و ناہود آب تو حب علی پر اور انکی دشمنی پر مدار نیک بد کے بدلے کا ٹھہرا اور یہ بھی لازم آیا کہ  
 قرآن مجید مخلوق کے گمراہ کرنے کو نازل ہوا مطلق ہدایت کی بات اُمین نہیں اسوجہ سے کہ سارے  
 قرآن میں وہ بات جو کام کی ہو یعنی حب علی اور بغض علی کہیں مذکور نہیں ہو اور مذکور بھی ہو تو ایسے  
 جو شخص مکلف بالشرع سمجھے ضرور موجود نہیں ہو اور معما سمجھنے کی طاقت ہر کسی میں نہیں ہوتی  
 بس تمام قرآن ایسی چیز کی طرف لوگوں کو بلاتا ہی جو آخرت میں ہرگز کار آمد نہیں بالکل مشقت و ریج  
 اور کلفت و طلال سے حاصل ہو کار آمد کی بوجہ امیں نہیں مَعَآذَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ اور بھی اس  
 قسم کا کلام دل سے بنانا نفس کو دلیہ کرنا اور شیطان کی مدد کرنا ہی ممکن نہیں کہ انبیا و اوصیا کہ نفس  
 و شیطان کی راہ روکنے اور مداخل بند کرنے کو پیدا ہوے ہیں ایسا کلام فرمائیں جب حالت اس ویت  
 کی معلوم ہوئی اب دوسری روایت انکی معتبر کتابوں کی مستنا پابھیہ اور خاقص جو ایک دوسرے کو  
 بگاڑتے ہیں اور تعارض جو باہم جھگڑتے ہیں سمجھنا چاہیے مِنْ ذٰلِکَ مَا رَوٰی سَيِّدُہُمْ وَ سَيِّدُہُمْ  
 حَسَنُ بْنُ کَبِیْثٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ نَظَرَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَى عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ  
 فَقَالَ هٰذَا خَیْرٌ لَا وَلَیْنِ وَ خَیْرٌ لَا خَیْرَیْنِ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَ اَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ هٰذَا  
 سَيِّدُ الصِّدِّیْقِیْنِ وَ سَيِّدُ الْوَصِیَّتِیْنِ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ قَائِدُ الْغَرِّ الْمُتَحَلِّلِیْنِ اِذَا كَانَ  
 یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَانَ عَلٰی نَاقَةٍ مِنْ یُّوْقِ الْجَنَّةِ قَدْ اَضَاعَتْ عَرَصَهُ الْقِیَامَةُ مِنْ  
 مَنُوعٍ مَا عَلٰی رَاسِہَا نَجْمٌ مُّصَوَّرٌ مِنَ الزُّبُرِ حِدٍ وَاِلَیَّا قُوْتُ تَقُولُ الْمَلَائِکَةُ هٰذَا  
 مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَ یَقُولُ النَّبِیُّونَ هٰذَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ قَتَادَةُ الْمُنَادِیُّ مِنْ مَحَبَّتِ  
 بَطْنَانِ الْعَرَبِ مِنْ هٰذَا الصِّدِّیْقِیْنِ لَا کُتُبُ هٰذَا وَ صِیِّ حَبِیْبِہِ ﷺ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ  
 فِیْقِفْ عَلٰی مَتْنِ جَہَنَّمَ فَمِنْ جُزْءِہَا مَنْ یَحِبُّ وَ یَدْخُلُ فِیْہَا مَنْ یَبْغِضُ وَ یَاْتِی  
 اَبْوَابَ الْجَنَّةِ مَدْخُلٌ فِیْہَا مَنْ یُکَاۡمِلُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثُمَّ یُخْرِجُہُمْ مِّنْہَا فَرَضَ رِوَاۡیَتُہَا

ایک یہ ہے جسکو روایت کیا انکے سردار اور انکے پیشوا حسن بن کبش نے ابی ذر سے کہا کجاہ کی بی بی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف علی بن ابی طالب کے اور کہا کہ وہ شخص جو آسمان و زمین کے اولین بن بھی بہتر ہو اور آخرین بن بھی بہتر ہو یہ رئیس صدقوں کا ہے اور سردار و صدیقوں کا امام متقیوں کا ہاتھ پکڑنے والا است سفید رو اور سفید دست و پا کا جب قیامت کا دن ہو گا یہ ایک نائے پر جنت کے ناقون سے سوار آئیگا جن نائے کی روشنی سے میدان قیامت روشن ہو جائیگا اور تاج مصع درجہ دیا قوت سے سر پر رکھے بس فرشتے کو کہینگے کہ کوئی فرشتہ مقرب ہو اور پیغمبر کہینگے کہ کوئی نبی مرسل ہو بس پکارنیوالا پکار لیگا تحت بطن عرش سے کہ یہ صدیق اکبر جو یہ خدا کے محبوب کا وصی ہے یعنی علی ابن ابی طالب پھر کھڑا ہو گا پشت جہنم پر بس کھا لیگا جہنم سے اپنے دوستدار کو اور داخل کر لیگا اپنے دشمن کو اُنہیں پھر آئیگا جنت کے دروازوں پر اور داخل کر لیگا جنت میں یہ حساب اب یہ روایت صریح اس بات پر نص کرتی ہے کہ بعض گنہگار محب علی کے بھی دوزخ میں داخل ہونگے کہ انکو حضرت امیر کمالیگے اور بعد عذاب جنت میں داخل فرمائینگے بس اگر یہ جماعت محبوبوں سے انتہی تو انکو بہشت میں کہوں داخل کیا اور اگر محبوبوں سے نفی تو دوزخ میں کیوں پڑی وَمِنْ ذَٰلِكَ مَا رَوَى ابْنُ بَاكُوْنٍ الْفَقِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا مَلَكَتْ فِي النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَكُلَّ خَرِيفٍ سَبْعُونَ سَنَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَنْ يُرَحِمَهُ فَأَخْرَجَهُ مِنَ النَّارِ وَعَصَاهُ لَهُ تَرْجُمَةً وَرَأَى قَسَمَ رَوَايَتِ هُجَسَارِ دَاوِي بِرَأْسِ بَابُو تَمِي جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَہ کما بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندہ دوزخ میں ستر برس ہا اور ہر برس ستر ستر برس کے فرمایا پھر بیشک سے اللہ تعالیٰ سے یوں سوال کیا کہ طفیل محمد اور انکی آل کے مچھر جو جسم کرسو نکالا اسکو اللہ نے دوزخ سے اور بخش دیا اسکو بس یہ شخص اگر محب امیر کا تھا اتنی مدت دوزخ میں کیوں ہذا کیا گیا اور اگر دشمن تو بہشت میں پھر کیوں داخل ہوا اور بخشا گیا یہ روایتیں کہ شیعہ کی طرف سے ہیں کجا جواب دہی جو بارہا ہم کچھ ہیں کہ جھوٹے کو حافظہ نہیں ہوتا اور خوب ظاہر ہے کہ محبت حضرت امیر کی ہرگز اس شخص کو فائدہ نہیں کرے گی جسکا عقیدہ انکے عقیدے کے خلاف ہو گا اور انکے طریقے کو چھوڑ کے شیطانوں گمراہ اور جھوٹوں اور جھوٹی روایتیں بنانے والوں کا پیرو ہو گا کیا وہ شخص جو منکر ولایت حسینؑ اور جلال و درگزر ائمہ کا ہو اور محبت امیرؑ کی رکھتا ہو وہ بہشتی ہو گا اور مطلق عذاب دوزخ

کہ کچھ ایسا کہ اس صورت میں لازم آتا ہو حال آنکہ اسی علم نے انکے کہ جس کا لقب ان کے نزدیک مفید ہو یعنی فائدہ بخشنے والا کتاب المعراج میں خود روایت کی ہوا اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبْدًا لِي حَتَّى يَصْبِرَ كَالنَّشْرِ الْهَبَانِ اَنَا نِي جَاهِدًا لَوْ لَا يَدِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٌّ وَقَاطِعَةً وَالْمَحْسَنِ وَالْمُحْسِنِينَ مَا اَسْتَلْكَهُ فِي الْجَنَّةِ ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد اگر کوئی بندہ میری عبادت کرے یہاں تک کہ ایسا ہو جائے جیسے ہر انا مشک اور محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کی ولایت کا انکار کرتا ہو میرے سامنے آئے میں ان کو اپنی جنت میں نہیں ٹھکانا دوں گا بس کیسا نیکہ باد صفا اسکے کہ حسین کی ولایت کو منکر ہیں اور علاقہ باوجود مخالفت عقیدہ حضرت امیر کے چاہیے کہ ہشتی اور ناجی ہوں اور اگر امامیہ کہیں کہ اس روایت میں انکار یا بخون کی ولایت کا مذکور ہے کہ انہیں سے حضرت امیر بھی ہیں شاید ایسی عبادت کا مقبول ہوتا ہو اسی جیسے ہو کہ انکی ولایت کا منکر تھا ہم کہیں گے اس صورت میں قی انکار ولایت محمد کا جسکو کفر لازم ہو بالاجماع وہ کیا کافی ہو گا اسکے اعمال ضبط ہونے میں بغیر دخل انکار ولایت حضرت امیر کے کہیں معلوم ہوا کہ یہاں انکار ولایت جہاد جہاد شریعت منظور ہو و بے یثبت المذعایہ یعنی اس سے مدعا ثابت ہوتا ہو اور جو یہ کلام مولے فرقہ اثنا عشریہ کے اور فرقوں تک شیعہ کے پوچھا کہ انکا ہم نے ذکر کیا اثنا عشریہ رہ گئے لہذا لازم آیا کہ اسکے عقیدے کا بھی بیان ہو کچھ انکے حق میں ہو کر ہیں جانا چاہیے کہ اثنا عشریہ کا یہ عقیدہ ہو کہ ہر فرقہ شیعہ کے سوا ہے اثنا عشریہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے فقط اثنا عشریہ کی نجات ہو کہ بات انہیں مشہور ہو لیکن ابن مطر علی اپنی شرح تجرید میں لکھتا ہو کہ ان فرقوں میں ہمارے علاوہ اختلاف ہو بعض کہتے ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اس واسطے کہ یہ سزاوارتہ جنت ہی کے نہیں ہیں بعض کہتے ہیں کہ دوزخ میں تو پڑینگے مگر پھر اس سے نکال کے بہشت میں داخل کیے جائینگے اور ابن فوجت و دیگر علما ہمارے کہتے ہیں کہ دوزخ سے تو نکالے جائینگے اس سبب کہ کافر نہیں ہیں مگر بہشت میں بھی نہیں جائینگے کہ ایمان صحیح نہیں رکھتے کہ مقتضی اتحاق جنت کا ہو لہذا اعراف میں رہینگے اور صاحب التعمیم کہ علماے امامیہ سے اجل و ربوبت بزرگ ہو کہ تا ہی کل فیہ بہتر فرقہ پھر پھٹے ہیں سب میں نجات پانے والے اثنا عشریہ ہیں باقی فرقے چند دوزخ میں عذاب کیے جائینگے پھر بہشت میں جائینگے حامل کلام ہمیشہ مذنب ہونا یا چند مذنب ہو گا پھر منقطع ہو جائے گا حبیب امیر کے مجتہد کائنات کہتے ہیں اور صاحب التعمیم کا یہ قول بھی ہو وَاَقَامَ سَائِرُ الْفِرَقِ لَا سَلَامَ لِمِثْلِهِمْ فَكَلَّمَهُمْ فَخَلَدَ وَتَرَفِي النَّارِ یعنی مولے اثنا عشریہ کے کل فرقہ اسلامیہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے میں اس سے معلوم ہو گا



اہل سنت بھی ان کے نزدیک ہمیشہ کو دوزخی مرنے والے تھے۔ حضرت امیر کی رکھتے ہیں اور اسکو جزا یا ان کا علاج  
 میں تعین قاعدہ محبت حضرت امیر کا ایک دوسرے کا اتفاق اور اختلاف دونوں طرح ہو گیا اچھا اس میں ہر  
 کو تو کسی گوشہ خاطر میں با پڑا رکھنا چاہیے اور ان روایتوں کو خوب کان لگا کے سننا چاہیے۔ سہوی  
 ابْنِ بَابُوْنَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِّنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَاللَّهِ بَعَثَنِي لَا يُعَذِّبُ  
 بِالْكَفَّارِ يَتَوَاحِدُونَ أَبَدًا رَوَايَتِ ابْنِ بَابُوْنَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ مِّنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 کہ فرمایا قسم جو اس ذات کی جس نے مجھکو پیغمبر کیا توحید کرنے والا بھی دوزخ میں عذاب ہوگا وروی الطبرانی  
 فِي الْأَوْحَادِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَخَذَ بِمَا عَلَيْهِ أَهْلُ الْفِتْلَةِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ  
 اخْتِلَافٌ وَدَعَلَ مَا لَهُ وَاخْتَلَفَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ وَسَلَّمَ وَبُغِيَ مِنَ النَّاسِ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ حَرْبَةً  
 روایت یہ طبری سے احتجاج میں حسن بن علی سے جس نے مضبوط پکڑ اس بات کو جس پر اہل قبلہ ہیں کہ انہیں  
 اختلاف نہیں ہو اور چھوڑ دیا اختلاف والی چیز کو خدا کی نکر وہ چکیا اور انسی نے نجات پائی اور جنت میں داخل  
 ہوگا وروی الطبرانی بِأَسْنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ زُرَّاءَ قَالَ قُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَصَلَمْتَ اللَّهُ  
 أَرَأَيْتَ مَنْ صَامَ وَصَلَّى وَحَجَّ وَاجْتَنَبَ الْمَعَاصِيَ وَحَسَنَ دَرْعَهُ وَمَتَّنَ لَا يَعْرِفُ وَلَا  
 يَتَصَبَّحُ لَا يَقْتَرِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ تَرْجُمَةً رَوَايَتِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ زُرَّاءَ  
 ابی عبداللہ سے کہانی کی ہے مجھکو اللہ تعالیٰ آیا دیکھا تو نے کسی کو جسے روزہ رکھا اور نماز پڑھی اور حج کیا اور  
 بچا رہا حرام چیزوں سے اور اچھی پرہیز گاری کی اُن لوگوں سے جو نہیں مقرر ہیں اور نہیں قائم کرتے  
 ہیں مامون سے کہنا بیشک اللہ داخل کر دیا اگر جنت میں اپنی رحمت سے بس یہ تینوں خبریں صحیح  
 اہل سنت کی نجات پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ شناخت امامت ائمہ کی نہ رکھتے ہوں نہ کہ انکو مستحق امامت  
 کا جانیں اور پیشوا دین کا سمجھیں اور نہایت محبت اُن سے ہم پونہ پائیں اور بھی اخبار قول جہور اور  
 قول صاحب تقویم کے باطل کرنے والے میں گمراہی کا یہ ہے عَلِيٌّ عَلَى مَنْ لَكَ أَدْنَى فَهَيْمٍ اور کلام ابن  
 ابی نجران مجھ کا کہ دراصل مجوسی ہی بھی تک ہلام کے قاعدوں سے خبردار نہیں صحیح باطل اور نہ اہل ہی  
 اس واسطے کہ اعراف دارالخلد نہیں یہ بیان ایک مدت سے زیادہ نہ ہوگا اس واسطے کہ اصحاب اعراف  
 آخر بہشت میں داخل ہونگے کما ھو لا ختم عند المسلمین خیرا کہ نہایت صحیح ہے مسلمانوں کے نزدیک  
**باب** در احکام فقہیہ کہ شیعہ نے ائمہ بن خلفین میں کتاب و عزت کا کیا ہوا اور معصیت

اَمْ لَكُمْ شِرْكًا مُّشْرِكُوْا لَهُمْ مِنَ الدّٰوٰنِ مَا لَكُمْ يٰۤاَذٰنٌ بِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ شَرِکٌ مِّنْ جُنُوْدِہٖ  
 وہ رافد کالی ہو انکے لیے جسکا اذن خدا نے نہیں دیا ہو اپنے صادق آقا ہو لیکن علاؤ و کیسا یہ  
 انکے احکام تو اکٹھے اور بابا بابا و فصل فصل بائے نہیں جاتے اس واسطے کہ انکے علاؤ اور انکی کتابیں معقود ہیں  
 لیکن انما یقین ثابۃ ہو کہ مختار ثقفی نے بہت چیزیں اپنی طرف سے شریعت میں ٹھہرائی ہیں اور دعویٰ  
 کرتا تھا کہ مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور وحی لاتے ہیں بس یہی باتیں انکی فقہ کی قیاس کر لو قیاس کن  
 زکستان میں بہار مراد لیکن یہ یہ انکے مجتہدون نے بہت سے احکام خلاف شریعت نئے نکالے ہیں  
 یمن کے بہت مشہور ہیں ان کے علاؤ اور انکی کتابیں ملتی ہیں آزا بخلا کتاب الاحکام انکی مشہور تر کتاب ہو  
 اسماعیلیہ اکثر مسائل میں موافق امامیہ کے ہیں قبل خروج عسید یون اور بعد خروج انکے اور احکام نئے نکلے  
 ہیں چنانچہ بعض مسائل انکے گذرے قراصلہ اور باطنیہ نے سرے ہی سے احکام و شرائع کے باطل کرنے کا  
 قصد کیا ہو اور ظاہر پر عمل نہ کرنا انکا شعار ہو بس یہ حقیقت دشمن اصل نقدا و شریعت کے ہیں لہذا اس  
 زلے میں سولے اثنا عشر یہ کے کوئی فرق ایسا نہیں ہو کہ جسکے احکام اگر جمع ہیں تو اس ملک میں بھی  
 ہیں جس ضرور ہو کہ بنظر غور انکے فقہ کی کتابیں دیکھیں اور مخالفت انکے طور و ن کی اطوار شرع سے  
 ظاہر کریں تا عاقل انکے جھوٹ اور بندش اور اختراع وابتداع یعنی نئی نئی باتیں نکالنے پر سراغ لگا لے  
 ہر چند اہل سنت بھی اپنے مسائل فقہیہ میں باہم مختلف ہوئے ہیں لیکن ہر ایک کو تمسک قرآن اور  
 حدیث اور آثار پر ہو اور موجب اختلاف کا یہ ہو کہ معانی سمجھنے اور علل شائع میں اختلاف ہو اور بخلاف  
 اس گروہ کے کہ انکی مخصوص شریعتیں قرآن و حدیث کے طور سے مطلق مشابہ نہیں ہیں گویا شریعت  
 ہو و دو تضاری کی ہو یا شامتر اور ہند پر ہندو کا یا صائبین کی دساتیر ہے و سائر جمع دستور نام  
 کتاب صائبین جو کہ یہ بحث نہایت طول ہونا چاہتی ہو ناچار بطور نمونے کے دوسرے اور قصول اہست  
 ہم بیان ذکر کریں وَالْعَاقِلُ تَلْکَیْفَہٗ لَا شَادَہٗ اَوَّلِ احکام انکے احکام کا حکم کفر صحابہ کا ہو یعنی کافر  
 ٹھہرنا منع خلفائے شیعہ کے اور کتنے اہمات اوسنین کو کہ سب زواج میں وہ حضرت پیغمبر کو محبوبت میں  
 الاجماع اور مخالفت انکی بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰہُ سے ظاہر و مضمینیت لعن عمر کی اللہ کے ذکر پر کسی  
 شریعت میں اور کسی میں لعن علیس کہ صابا اصول بہکانے اور گراہ کرینکا ہو طاعت نہیں سمجھا ہونکہ  
 افضل طاعت و حج سے جائیں اور قرآن مجید میں صریح دارد ہو وَلَذِکَ لَرُ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ یعنی اللہ کا ذکر ہے بلکہ



سوم کہ لعن بڑے بڑے مہاجرین و انصار اور غلبائے ثلاثہ اور اکثر عشرہ مبشرہ جیسے طلحہ و زید بن  
سوا اکلے عایشہ اور حفصہ کی بعد از شہید گمانہ کے واجب جانتے ہیں یہ بھی مخالف طور و طریقہ تا شمر بن  
اور دینوں کے ہر سو اسطے کہ تمامی انبیاء و مرسلین کے دشمن تھے جیسے فرعون کہ سالہا سال نبی اسراہیل کو  
طرح طرح کی ایذا اور سب بونہائے قولہ تعالیٰ وَاذْنَبْتُمْکُمْ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ یَسْؤُکُمْ مَوْتُکُمْ سُوءَ  
الْعَذَابِ یَقْتُلُونَ أَبْنَاءَکُمْ وَلَیْسَ لَکُمْ حِیَوةٌ نِّسَاءُکُمْ اَوْ حِیَوةٌ کَرَامَاتٍ دِی ہنئے مگو قوم فرعون سے  
کہ دماغ دیتے تھے وہ نکو بڑے عذاب سے یعنی مار ڈالتے تھے تمہارے لڑکے اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری  
روکیان و تولہ تعالیٰ وَکَذَٰلِکَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیَاطِیْنِ کُلِّ اِنْسٍ اِلَیْہِ ہِی کیے معنی  
واسطے ہر نبی کے شیطاں انسانوں سے کسی ملت و مشرب میں کج سبکی اپنے دشمنوں سے انبیاء و مرسلین  
فرض نہیں کی اور نماز کے پیچھے شکا اشتغال نہ فرمایا بلکہ مستحب بھی نہ ٹھہرایا اور کسی ثواب اور بدلے کا  
وعدہ نہ کیا چہارم احداث عید غدیر یعنی نئی لکالی ہوئی جو اٹھارویں ذی الحجہ کو کرتے ہیں اور اس  
عید کو عید الفطر اور عید اضحیٰ پخصیل دینا اور عید اکبر نام رکھنا صحیح مخالفت شریعت کی ہے نہ شجم  
احداث عید بابا شجاع الدین کہ انکے نزدیک لقب بولو لوگوں جو موسیٰ قاتل حضرت عمر کا ہو کہ وہ ان کی  
گمان میں نوان بن بیع الاول کا ہو ساری علی ابن مظاہر الاول اسطے عَنْ اَحْمَدَ بْنِ اِبْنِ حَبَّابٍ  
اِنَّہُ قَالَ هَٰذَا الْیَوْمُ یَوْمُ الْعِیدِ الْاَکْبَرِ وَ یَوْمُ الْمَفَاخِرَةِ وَ یَوْمُ التَّجْجِیْلِ وَ یَوْمُ الزَّکَاةِ  
الْعُظْمٰی وَ یَوْمُ الْبُرْکَةِ وَ یَوْمُ التَّسْلِیَةِ روایت کی علی ابن مظاہر واسطے نے احمد بن اسحق سے  
بیشک سنے کہا یہ دن عید اکبر کا ہو اور دن مفاخرت کا اور دن تعظیم کا اور دن بڑی زکوٰۃ دینے کا  
اور دن برکت کا اور دن ہزرجی کا محدث اس عید کا احمد بن اسحق ہو اسی شخص نے یہ عید ہلام میں  
نئی پیدا کی اُسکے بعد اُسکے پیرو ہوئے جب بہت سانا مانڈ گز گیا اس عید کی نسبت ایسے شروع کی  
حال آنکہ یہ عید مجوسوں کی عید سے ہو کہ خبر قتل امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی جو ایک مجوسی کے  
ہاتھ سے شہید ہوئے تھے سکر نہایت ہی خوشحال ہوئے تھے اور اُس دنکا روز انتقام اور روز  
مفاخرت اور روز تسلیہ نام رکھا گیا اسوا سطے کہ حضرت عمر سے جو کچھ اپنا اور انکے دین و دولت پر  
گزار تھا ظاہر ہو اسوا سطے اس میں یہ عید ٹھہرائی ہو کہ قتل کی خبر انکو اس دن میں صاف  
صاف معلوم ہوئی تھی ورنہ روز قتل حضرت عمر کا اٹھائیسویں ذی الحجہ کی بلا اختلاف اور

وفن انکا مؤرخ محمد بن ابراہیم اس عید کو کرتے دن کیوں بدل دالتے اور خود بھی اسکا اقرار کرتے ہیں کہ یہ عید اہلیم  
 کے زمانے میں تھی اسی احمد بن اسحاق کی کالی ہوئی ہوشیہ ششم تعظیم روز نور و زکی کہ مجوسوں کی عید سے ہے  
 قَالَ ابْنُ فَهْدٍ فِي الْمَهَذِّبَاتِ أَنَّهٗ اَعْظَمَ الْاَيَّامَ كَمَا ابْنُ فِهْرٍ فِي مَذَہَبِہِیْنِ کہ وہ بزرگ ترون ہوسب  
 دنوں میں اور یہ محض پیروی رسوم جاہلیت کی ہے اسلام میں میر المؤمنین سے صحیح مروی ہو کہ نور روز کے دن  
 ایک شخص آپ کے پاس حلو اور فالوہ لایا تھا پوچھا کہ کیوں لایا ہے کما آج نور و زہی فرمایا نیر و زہی کا کل  
 یَوْمٍ وَفَصَّرَ جَنَّا كُلَّ یَوْمٍ یعنی روز ہکو نور و زہی اور روز ہکو آفتاب وریہ اشارہ ایک تاریکی کا ہے یعنی  
 خوبی نور و زکی اسی سبب سے تو ہے کہ آفتاب بعد اٹھنا سے اپنی ایک حرکت خاص کے ساتھ ان لوگوں کی طرف  
 جو شمالیہ ملکوں کے رہنے والے ہیں متوجہ ہوتا ہے اور پاس آ جاتا ہے جسکے سبب سے بدنوں و جسموں میں ایک  
 حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور نامیہ حرقی کرتی ہے اور نفس ناسیکو تازگی حاصل ہوتی ہے کہ یہ بات طلوع میں ہر روز  
 زیادہ تر ثابت ہے اس واسطے کہ آفتاب پہلی حرکت میں کہ وہ نہایت تیز اور ظاہر سب حرکتوں میں ہے و دائرہ  
 افق سے ٹکرائس افق کے لوگوں پر نور افشانی کرتا ہے اور قوت باصرہ کو جلا دیتا ہے اور روح کو عیش ناک کرتا ہے  
 اور منافع خاص نوع انسان کے زراعت اور تجارت اور صناعت اور حرو سے بسبب سکے بہتر و بیشتر واقع  
 ہوتے ہیں اور صورت حیات کی بعد صورت موت کے ظاہر ہوتی ہے قولہ تعالیٰ وَجَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ لَیْسًا سَا  
 وَ النَّوْہَ سَبَاتًا وَ جَعَلَ لَکُمُ النَّهَارَ نَشْوْرًا وَ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَ جَعَلْنَا نَوْمَکُمْ مَّسَابَاتًا وَ جَعَلْنَا اَیَّامَ  
 لَیْسًا وَ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اور ٹھہرایا اسنے تمھارے واسطے رات کو ایک چھپاؤ اور نیند کو آرام اور ٹھہرایا  
 اسنے تمھارے واسطے دن کو بھیلانہ والا کہ اپنے کام میں بھیل جاتے ہو اور نما یا ٹھہرایا ہے تمھاری نیند کو  
 آرام اور رات کو چھپاؤ اور ٹھہرایا ہے دن کو معاش اس سبب حصول معاش آہستہ وقت عید ٹھہرانے کے واسطے  
 نہایت بہتر اور اولیٰ ہے بلکہ اگر عاقل سوچے تو معلوم کر سکتا ہے کہ ایک دورہ رات و دن کی مدت میں چاروں فصلیں  
 ثابت ہوتی ہیں جس صبح سے دوپہر تک فصل ربیع ہے کہ سبزہ تر و تازہ اور پھول کھلے ہوئے اور مزاج حیوانات  
 میں نشاط یہ سب باتیں ہوتی ہیں اور جب آفتاب دائرہ نصف النہار پر پہنچا گویا اپنی حرکت خاص سے طالع  
 کے سر پر ہو تو گرمی شروع ہوئی کمال مہٹ اور پیاس کا غلبہ اور میل و نشکی جسموں میں پیدا ہوئی جب غروب  
 ہوا حکم میزان کا پایا گیا اسوقت میزان میں بڑی سبب خفیف ہوئی اور جب آدھی رات ہوئی پستی سے بلندی  
 پہنچا گیا جب سے کہ سر پہنچا حکم جاڑ کا پیدا کیا مثل برف کے اوس ٹپنے لگی ہفتہ ظلمہ پاشا ہون کے

واسطے سجدہ تجویز کرنا کہ مجوز اسکا آخون باقر مجلسی ہو اور علامان کے مین بوسیج مخالف قواعد کی شریعت  
 کے ہو قولہ تعالیٰ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ  
 تَعْبُدُونَ یعنی مت سجدہ کرو سورج کو نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے انکو پیدا کیا اگر تم اسکی عبادت  
 کرتے ہو تو قولہ تعالیٰ إِلَّا تَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يَخْرِجُ الْحَبَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَيْعَلَّكُمْ تَهْتَبُونَ  
 وَمَا تَعْلَمُونَ ترجمہ کیوں نہیں سجدہ کرتے ہو اللہ کو کہ ظاہر کرتا ہے چھ پیڑوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور  
 زمین میں اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو سو انکے اور بہت آیتیں ہیں جو صبر  
 سجدہ کا خدا تعالیٰ کے واسطے بتاتی ہیں جو توانا ہی اور دانا ظاہر اور چھپے کا خصوص اس شریعت مصطفوی  
 میں اور ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا اس مقام میں اس پر تمسک کرنا نہایت بیجا ہو اس لیے کہ آدمی کے احکام  
 کو ملائکہ کے احکام پر قیاس کرنا نہیں چاہیے ایسے ہی حضرت یوسف کے سجدہ کا جو انکے بھائیوں نے انکو  
 کیا تھا تمسک کرنا نہیں چاہیے اس سبب اول تو وہ سجدہ مصطلح تھا یعنی اسوقت کی اصطلاح میں جسکو  
 سجدہ کہتے ہیں دو کمرے تمسک ان شریعتوں پر کرنا جو مجھے پہلے میں اسوقت درست ہوتا ہے کہ ہماری  
 شریعت میں اسکا کوئی ناسخ نہ ہو اور ہماری شریعت میں بے شہد یہ حکم نسخ ہو نہیں تو سب سے زیادہ سخت  
 اس تعلیم کے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر اور حسین اور امیر ہوتے نہ شاہ عباس شاہ  
 طہاسپا یا مسائل فقہیہ میں شروع کیا جاتا ہے انھیں مسائل سے حکم طہارت پانیکا یہ ہو جوتے ہیں کہ  
 پانی استنجہ کا پاک ہو یعنی استنجا کیا ہوا کہ ہنوز محل استنجہ کا پاک نہ ہوا ہو اور اجزا نجاست کے پانی میں  
 مل کر بھیل گئے ہوں حتیٰ کہ وزن پانی کا بڑھ جائے یہ حکم صریح مخالف قاعدوں شریعت کے ہو قولہ تعالیٰ  
 وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ حرام کرتا ہے تمہر وہ نجی خبیثات او پلید چیزیں اور مخالف روایت امیر کے  
 كَمَا رَوَاهُ صَاحِبُ الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ كَمَا رَوَاهُ  
 أَبُو جَعْفَرٍ الطُّوسِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَنَانٍ وَأَبُو بَصِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ  
 كَمَا رَوَى فِي كِتَابِهِ الْمَسَائِلُ إِضْرَافًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَخِيَّ بْنَ مُوسَى بْنِ  
 جَعْفَرٍ عَنْ جَرِّ ثِيَابِنَا الْفَرْطِ مِنْ مَاءٍ وَقَعَتْ فِيهِ أَوْ فِئَةً بَوْلٍ هَلْ يَصِيرُ شَرَابًا أَوْ صُوءَ  
 مِنْهُ قَالَ لَا الْيَبْسُ لَا يَجُوزُ اسْتِغْمَالُهُ جیسے روایت کی اُسکے صاحب سناد نے علی بن جعفر اپنے  
 بھائی بن موسیٰ بن جعفر سے جیسے کہ روایت کی اُسکی ابو جعفر طوسی نے عبد اللہ بن سنان اور ابو بصیر

مسائل فقہ

اور ان دونوں نے جعفر علیہ السلام سے اور جیسے روایت کی کتاب سائل بن محمد بن علی بن جعفر سے کہ میں نے پوچھا اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر سے کہ ایک ہزار رطل بانی میں ایک وقیعہ بول یعنی پیشاب پڑنے سے اسکا پینا اور اس وضو کرنا صحیح ہے کہ انہیں نجس ہے اسکا استعمال جائز نہیں ہے اور عجب یہ کہ مذہب اثنا عشریہ کا بھی یہی ہے کہ جب بانی اگر مجھ سے کم ہو نجاست پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے لیکن یہ معلوم استنجہ کے پانی میں زیارت قعدہ سے کہ نجاستوں کی کہان ہو کیا خوبی و پاکیزگی حاصل ہوئی کہ ہرگز اسکے پڑنے سے پانی نجس نہیں ہوتا اس سئلے اور مسائل دیگر سے جو قریب تھے ہیں خوب ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی انکے نزدیک ایسا ہے جیسے گائے ہندو کے نزدیک لیکن پھر بھی شکر خدا کا کہ اَلْحَقُّ يَغْلُوْا وَلَا يَغْلِيْ اَحَقُّ ہمیشہ اونچا رہتا ہے اس سے کوئی اونچا نہیں ہوتا آدمی سے گائے تک بڑے فرق ہیں اگر کوئی اثنا عشریہ سے منکر اس سئلے کا جو تو اس وقت کتاب منتہی ابن طہر علی بن ایک جگہ موجود ہے کہ پاک ہونا پانی استنجہ کا اور جائز ہونا اسکے استعمال کا مکرر باجماع فرقہ لکھا ہے اور اسی قسم سے ہر طہارت شراب کی جس پر نفی ہے ابن بابویہ و جعفری اور ابن فضال اور ہزار صل ابن حکم کی جو صریح خلاف آیت کے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمَكْسِيْرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَسْمَاءُ لَا مَرْجِيْئُ قَبْلَ عَمَلِ الشَّيْطَانِ بیشک شراب ورجو اور بت اور پانے نجاست ہیں عمل شیطان سے اور جس لغت میں اشد نجاست کو کہتے ہیں جیسا کہ خنزیر کے حق میں کہا ہے فَاَنْتَدِرُجُسًا اور نیز خلاف روایات ائمہ کے جو کتب شیعہ میں موجود کماتر و اہل صاحب قُرْبِ الْاِسْنَادِ وَصَاحِبِ كِتَابِ الْمَسَائِلِ سَوِيْ اَبُو جَعْفَرٍ الطُّوسِيْ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهُ قَالَ لَا تَقْلِبْ فِي التُّوْبِ قَدًا اَصَابَكَ الْحُمْرُ جیسے کہ روایت کی قرب الاسناد والے اور کتابا مسائل والے نے روایت کی گئی ابو جعفر طوسی الی عبد اللہ علیہ السلام سے بیشک فرمایا انھوں نے مت ناز پڑھ اس کپڑے میں جب شراب پڑی ہے اور اسی قسم سے ہر حکم طہارت مذہبی کا اور یہ مخالف حدیث صحیح متفق علیہ کے ہے سَوِيْ الرَّاَوْدِي عَنْ مُوَسٰی بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبَاہِ عَنْ عَلِيٍّ اِنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَدِيِّ فَقَالَ يَغْسِلُ طَرَفٌ ذَكَرَہُ رَوَايَتِ كِي رَاوَدِي عَنْ مُوَسٰی بن جعفر اپنے باپ سے اور اسے علی سے بیشک کہا انھوں نے کہ میں نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی کے معاملے میں فرمایا دعویٰ وہ اپنے ذکر کے کنارے کو اور ابو جعفر طوسی بھی روایتیں صریح نجات مذہبی میں لایا ہے لیکن فتویٰ اور عمل سیر نہیں رکھتا اور اسی قسم سے حکم وضو نجاست کا مذہبی نکلنے سے

ہزار صل

ابن بن ہار

حال آنکہ امیر سے اسکے برخلاف روایت ہوساوی الطوسی عن یعقوب بن یقین عن ابی الحسن  
 اِنَّهُ قَالَ الْمَذْبُوحُ مِنْهُ الْوُضُوءُ روایت کی طوسی نے یعقوب بن یقین سے اور اسے ابی الحسن سے  
 بیشک فرمایا انھوں نے مذی سے وضو لازم آتا ہر وروی الراوندی عن علی قال قلت لابی  
 سَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْبُوحِ فَقَالَ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ الصَّلَاةُ ترجمہ روایت  
 کی راوندی نے علی سے فرمایا کہ امین نے ابی ذکر کو پوچھا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدّمہ مذی سے  
 فرمایا کہ وضو کرے مثل وضو نماز کے اور اسی قسم سے ہر حکم طہارت و دیکھا کہ وہ پیشاب غلیظ ہوتا ہو بلاشبہ  
 اور پیشاب نجس پر بالاتفاق سب شریعتوں میں بلکہ اور دین جو باطلہ ہیں اور اسی قسم سے یہ حکم کہ وروی  
 مخلفے سے وضو نہیں پڑتا حال آنکہ مخالف روایات امیر کے ہر وروی الراوندی عن علی کہ ہوا  
 الْوُضُوءُ مِنْهُ الْوُضُوءُ وَرَوَى غَيْرُهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ روایت کی راوندی نے علی سے  
 مرفوعاً کہ وروی سے وضو لازم آتا ہر وروی راوندی کے ابی عبد اللہ سے بھی ایسا ہی ہوا اور اسی قسم سے ہر  
 کہ بعد پیشاب کے تین دفع ذکر کو جھاڑ دین پھر تین دفع کے بعد جو کچھ نکلے پاک ہو اور وضو کو بھی نہیں پڑتا  
 یہ حکم بھی صحیح مخالف شرع کے ہو کہ خارج از سبیلین نجس یعنی در راہوں سے کہ وہ دونوں راہیں پیشاب  
 اور پاخانے کی ہیں اور وضو بھی اس سے ٹوٹ جاتا ہو اور پہلے کے جھاڑنے کو طہارت حال میں اور وضو ٹوٹنے  
 میں کیا دخل اور کون تاثیر آوریہ بات مشابہ ہی مذہب سناہیں سے کہ انکی کتاب دساتیر میں موجود ہو کہ اگر  
 کسی شخص نے وضو کر کے نماز کے واسطے نیت باندھی در میان نماز کے کوئی حدیث ہو کچھ خلل نماز میں نہیں ہوتا  
 اور اس قسم کے مسائل بعینہ ایسے ہیں جیسے یہ مثال کہ ایک شخص نے ایک شخص کی ملاقات کے واسطے مذہب  
 اور پرزنت لباس پوش درست کیا اور ایک مدت انتظار میں رہا جب وہ شخص آیا تو محض ننگا ہو گیا  
 اور فرش اٹھا لیا اور کہا کہ آخر یہ سب مان تو اسکے لیے میرے کیا تھا اس سے کیا ہوتا ہو جو اتنا سے ملاقات  
 میں ننگا ہو گیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور بھی مخالف روایت امیر کے ہر وروی ابی عن ابی جعفر  
 اِنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِمْ هَلْ يَجِبُ الْوُضُوءُ إِذَا أَخْرَجَ مِنَ الدَّكْرِ شَيْءٌ بَعْدَ الْإِسْتِبْرَاءِ فَقَالَ نَعَمْ روایت  
 کی ابن عیسیٰ نے ابی جعفر سے بیشک اس نے لکھا ابی جعفر کو کیا واجب ہوتا ہو وضو اگر ذکر سے کوئی چیز نکلے  
 بعد پاک ہو جانے کے کہا ابی جعفر نے ہاں اور انھیں اسام سے یہ ہو کہ بیچال مرغ خاکلی اور مرغ اور مرغون  
 کی پاک ہو حالانکہ نصوص امیر سے اسکی نجاست ثابت ہوئی کہ انکی معتبر کتابوں میں ہر وروی ابی جعفر



تیمم

یہ حکم بھی محض نیا نکالا ہوا اور نیا بنایا ہوا ہے دین میں خود انکی کتابوں میں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے نقل کیا نہ حضرت امیر اور اورایمہ سے کہ نوروز کے دن غسل کیا ہو یا نہ ہرگز نوروز کے دن گنہنہن جانتے تھے یہ خاص مجوسیوں کی عیدوں سے ہے اور تیمم میں بھی بجائے دو ضرب کا ایک مقرر کی ہے لیکن ایمہ کی روایتیں اسکے برخلاف ناطق ہیں سَوَى الْعِلَافِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ التَّيْمُمِ فَقَالَ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً لِمُوجِبِهِ وَمَرَّةً لِلْيَدَيْنِ وَ سَوَى كَيْتُ الْمَرَادِ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوَهُ وَلَيْسَ عَنِ ابْنِ حَكَّامٍ الْمَكْنِي عَنْ الرِّضَا نَحْوَهُ روایت کی علانی محمد بن مسلم سے اسنے اپنے دوا سے کہا پوچھا میں نے اس سے تیمم کو تو کہا دو بار کیا یا نہ کہ اس کے واسطے ایک بار دو لون ہاتھوں کے لیے اور روایت کی لیث المرادی نے ابی عبد اللہ سے ایسی ہی اور اسماعیل بن عام کندی نے رضا سے ایسی ہی اسکے سوا تیمم میں پیشانی کا مسح برضایا ہو حال آنکہ شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں اور کہتے ہیں کہ اگر موزہ اور ٹوپی اور کمر بند اور عمامہ اور جو کچھ غازی کے بدن پر ہو جسکی چوڑائی میں نماز جائز نہ ہو وہ اگر نجاس سے آلودہ ہو خواہ خفیہ خواہ غلیظ جیسے آدمی کا گھٹا نماز جائز ہے کچھ خلل نماز میں نہیں آوریہ حکم صریح خلاف حکم قرآن کے ہے قولہ تعالیٰ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑے اپنے پاک کر اور یہ شبہ ان چیزوں کو عرف و شرع میں ثیاب کہتے ہیں اسواسطے جو قسم کہ ثیاب سے لگائے نفیاً اور اثباتاً ان چیزوں کو نہیں داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر غازی کے بدن کے کپڑے مثل ازار اور کرتہ اور پاجامہ کے زخموں کے خون میں نہ ہوں نماز جائز ہے حالانکہ خون اور پیپ خواہ اپنے زخم کی ہوا ہو دوسرے کے زخم کی بلاشبہ نجاست ہو اور کہتے ہیں کہ نفل نماز چاہے کھڑے ہو کے پڑھے چاہے بیٹھ کے ایسے ہی سجدہ تلاوت کا چاہے قیل کی طرف کرے چاہے اور طرف جائز ہو اور نہ صریح داخل کرنا یہ دین میں ایسی چیز کو جسکو اجازت نہ ہوئی حالت سواری اور سفر کی البتہ اس سے الگ کی ہوئی ہے موافق روایات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمہ کے بغیر اس عذر کے ہرگز ثابت نہیں ہو قال اللہ تعالیٰ وَمِنْ حَيْثُ حَوَّجْتَ قَوْلٍ وَجْهًا شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یعنی جدھر کو تو جابے اپنا مونہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور جہان تم ہوا اپنا مونہ اسکی طرف پھیر جو کچھ شایع ہے ایسی عام باتوں کو بحال ڈالا ہے دوسرے کو سوا سر آنکھوں پر رکھنے کے اور کیا زیبا ہے اور کب



ہو سکتا ہو کہ اپنی عقل سے استثنا کرے اس سلسلے میں مقدمہ کہ انکا شیخ ہو کر العرفان فی احکام القرآن میں البتہ انسان کی راہ چلا ہو اور اقرار کیا کہ یہ حکم مخالف حکم قرآن کے ہو اور کہتے ہیں کہ اگر نماز کسی ایسے مکان میں نماز کو کھڑا ہو جہاں خشک نجاست آدمی کا فرش بچھا ہو لیکن بدن اور کپڑے کو نہ چھٹے نماز جائز ہو حال آنکہ پاک ہونا مکان نماز کا ٹھہری ہوئی اور مانی ہوئی باتوں شریعت سے ہو اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے دونوں پانوں اور دونوں انگوٹھوں بائیں دونوں کھینچ کر تک پاخانہ کے چوبچہ میں کہ پیشاب اور پانی کے آدمی کے بھرا ہو اور بوسے اور پاخانہ پیشاب جو کچھ لگ گیا ہی اُسکو دور کر دے بغیر شست و شو کیے اور دھو لے نماز جائز ہو کسی ہی اگر کوئی اپنے تمام بدن کو اپنے بالہ میں کہ وہ ایک چھوٹا سا حوض ہوتا ہو اندر سے فراخ باہر سے تنگ جس میں پانی نجس گھر کا اور پیشاب پاخانہ جمع ہوتا ہو غوطہ دے اور جرم نجاست کا اُسکے بدن پر نہ بوسے دھوے دھلا لے نماز جائز ہو اور خوب ظاہر ہو کہ پاکیزگی بغیر اُسکے دھو لے نہیں ہوتی اور جرم نجاست کے جاتے رہنے سے اُسکے اثر کا تار ہنا ثابت نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے پانی کو اسی کام کے واسطے پیدا کیا کہ  
 قَوْلَهُ تَعَالٰی وَیَنْزِلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّیَطَّہِرَنَّ بِہُ تَعْنِیْ اَنَّا رَتَابُہٗو تَمِیْرُ آسَمَانِ سَیَّانِ تَاکُم  
 طہارت کرو تم اس سے وَقَوْلَهُ تَعَالٰی وَانَزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَہُوْرًا اور اُنارا ہم نے آسمان سے  
 پانی پاک کرنے والا اور کہتے ہیں کہ اگر نمازی کو بعد فراغت ہونے نماز کے اپنے کپڑوں میں خشک گھر  
 انسان اور کٹے ہلے کا اور منی اور خون معلوم ہو نماز اسکی جائز ہو کَمَا ذَکَرْنَا الطَّوْسِیْ فِی اللِّہْذِیْ  
 وَغَیْرُہٗ جیسے کہ ذکر کیا طوسی نے تہذیب میں اور اُسکے سوا اور خوب ظاہر ہو کہ طہارت کپڑے کی  
 نجاستوں سے ضروریات نماز سے ہر عند الشرع اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بالکل ننگا ہو اور  
 نحو ڈی گیلی مٹی ذکر اور خصیہ نہ اپنے لگالے بے ضرورت نماز پڑھے نماز اسکی جائز ہو اور  
 ظاہر ہو کہ شرع میں ستر عورت کے جملہ حالات خصوصاً حالت نماز و مناجات میں کس درجہ تاکید  
 فرمائی ہو اسی واسطے امامیہ کے گروہ متاخرین نے اس بُرائی پر بضوار ہو کے اپنے جہود کے قول  
 کو چھوڑ دیا ہو اور انکے بیہودہ ہونے پر اُنارا یملاہل بیت سے دلیل چاہی ہو اور کہتے ہیں اگر  
 کوئی ڈاڑھی موچھ اور بدن کے کپڑے مرغیوں مرغوں کے پچال میں سائے یا ڈاڑھی موچھ  
 اور چہرے اور رخسارے پر خود اپنے پیشاب کی چھٹیٹیں پونہمی ہوں بعد اس سے کہ تھنیکے تین دفعہ

مسئلہ نماز

نہ



مازیں میں

جھاڑ ڈالنا سو یا مذہبی بہت ان ٹھکانوں پر ملی ہوئی ہوا ان سب لوگوں کی نماز پر یہ دعوت دے دیا گئے  
 درست ہو سائل المصلوۃ اور کہتے ہیں کہ نماز میں چلنا اور شکی کرنا اپنا خیر اٹھانے کے واسطے  
 جسکو کتا ملی کھائے جاتے ہوں اور انکو اٹھا کے اسی جگہ رکھ دینا جہاں انکا موہ نہ پہنچ سکے  
 اگرچہ نماز کی جگہ سے دس گز شرعی دور ہو جائے بی حال آنکہ فعل کثیر خاص جو نماز سے متعلق ہو  
 باجماع شریعہ نماز کو خراب باطل کرتا ہے قولہ تعالیٰ وَ قَوْمُوا لِلّٰہِ قَانِنِیْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَآکُمْ  
 اَوْ سَکْبَآکُمْ فَاِذَا اٰمَنْتُمْ فَادْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمْتُمْ مَا لَمْ تَکُونُوْا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ  
 کھڑے ہو سائے اللہ کے ادب سے اگر اُس سے ڈرتے ہو تو نماز کرو پیادہ اور سوار پھر جہاں  
 پاؤ یا دکر و اللہ کو جیسا کہ سکھایا تم کو کہ تم جانتے تھے اور کہتے ہیں بعض سورتوں قرآن جیسے خم  
 تنزیل سے اور تین سورتیں اور میں انکے پڑنے سے نماز جاتی رہتے ہو حال آنکہ فاقہاء و فاقہاء  
 مِنَ الْقُرْآنِ حکم ناطق عموم کا ہے یعنی پڑھو تم جو کچھ آسان ہو قرآن سے اور خود یہ فرقہ اید سے  
 روایت رکھتے ہیں کہ نماز قرآن کی ہر سورۃ کے ساتھ جائز ہو اور عجیب یہ کہ حکم کہتے ہیں کہ جو  
 قرأت نمازی جانتا ہو اُس سے بھی جائز ہو اس واسطے کہ یہ قرآن وہ نہیں ہے جو نازل ہوا ہی  
 بلکہ عثمان اور اُن کے یاروں کا تبدیل کیا ہوا ہو مثل اَنْ تَکُوْنَ اُمَّةً ۙ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ  
 اور بعض لوگ اکی نماز میں کھاتے پیئے کو جائز کرتے ہیں چنانچہ انکے معتبر فقہ ابو القاسم نجم الدین  
 کتاب شرائع الاحکام میں انکو براحث لکھا ہے حال آنکہ اخبار متفق علیہا میں منع اکل و شرب  
 کی روایت کی ہے اور اتنا تو بالاجماع اس فرقہ کا ہو کہ نماز وتر میں پانی پی لینا اہل شخص کو کہ صبح کو  
 روزہ رکھے اور عین نماز میں پیسا سا ہو جائز ہو اور کہتے ہیں کہ نمازی عین نماز میں کسی عورت کو  
 بغل میں دبوچے اس حالت میں انکو غوطہ پیدا ہوا اور سر ذکر مقابل اُسکے سوراخ کے رکھے  
 جس سے بہت سی مزی یہ نماز اسکی جائز ہو کذا اذ کوۃ الطوسی ابو جعفر و غیرہ مین  
 مُجْتَهِدٌ یَّهْدِیْہُمْ اِیْسًا بَیَانَ کیا ہو طوسی نے اور سواطوسی کے انکے مجتہدوں نے اور یہ ایسا مقدمہ  
 ہو کہ صریح مخالف شرع کے ہو اور ظاہر منافی حالت مناجات کے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر نمازی  
 عین نماز میں اپنے خایہ اور ذکر سے بازی کرے اپنی ہلائے چھو لائے اس حد کہ غوطہ پیدا ہوا اور  
 مذہبی پہنے لگے نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ لوگوں سے انکے یہ کہ قبروں کی طرف نماز پڑھنا جائز

نماز میں کھانا

نماز میں

رکمی ہو کہ اس میں ثواب و قربت زیادہ ہو اور حال یہ کہ پیغمبر نے فرمایا ہُوَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَا  
 اَلْمُحَدِّثُ وَالْمُؤَمَّرُ اَنْبِيَاؤُهُمْ مَسَاكِدَ لَعْنَتِ هُوَ اللّٰہ کی سیوا اور نصاریٰ پر کہ اپنے بیسوں کی قبروں کو  
 مسائب بنایا ہو اور تجویز کرتے ہیں ظہر کے ساتھ عصر کی اور مغرب کے ساتھ نماز عشا کی پھر لینا بیعند اور  
 بے سفر کے جو خلاف نص قرآن کے ہو حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَ عَلٰی  
 الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مُّکْتُوٰتًا یعنی محافظ ہو تم نمازوں پر اور خاص بیچ کی نماز پر کہ وہ نماز عصر پر بیشک ہو نماز  
 ایمان والوں پر مقرر پانچ وقتوں پر اور یہ بھی انکے یہاں مستحب ہے چاروں نمازوں یعنی ظہر عصر مغرب عشا کا  
 برابر ادا کرنا واسطے انتظار خروج امام ہمدی کے اور سفر اور تجارت میں پوری نماز کا حکم کرتے ہیں نہ  
 روزے کا حال آنکہ شرع میں فرق نہیں ہو نماز روزے میں وَقَدْ نَصَّ عَلٰی الْفَرَقِ اِنْ اِذْ دَلِیْسَ  
 وَ اِنْ اِنَّمَا عَلٰی الطَّوْسِ وَ غَیْرُھُمْ یعنی حال یہ کہ نص کی ہو فرق پراں دیراں وراں المعلم اور طوسی نے  
 اور سوائے انکے اور ون نے اور ہر یہ کہ ایسے روزے نماز میں موافق کتب صحیحہ کے کچھ فرق مروی نہیں ہو  
 سَوٰی مُعَاوِیَۃَ ابْنِ ذَھَبٍ عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ اِنَّہٗ قَالَ فَاِذَا قَصَرْتَ اَفْطَرْتَ وَ اِذَا اَفْطَرْتَ  
 قَصَرْتَ روایت کی معاویہ بن وہب نے ابی عبد اللہ سے بیشک فرمایا کہ جب میں نے نماز میں قصر کیا روزہ  
 بھی افطار کیا اور جب روزہ افطار کیا نماز میں قصر کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو سفر میں بہت رہتا ہو  
 اور مقیم کم ہوتا ہو جیسے کرایہ کرنے والا اور ملّاح اور وہ تاجر جو بازاروں کی تلاش میں بھرتا ہو جب کو  
 پینٹھین کرنے والا کہتے ہیں ان کی نمازوں میں قصر کرے رات کی پوری پڑھے اگرچہ بقدر ریاح و دج کے  
 سفر میں مقیم بھی ہو اسپر نص کی ہو قاضی ابن سراج اور ابن زہرہ اور ابو جعفر طوسی نے کتاب نہایہ  
 اور مبسوط میں اور ہر یہ کہ روایتیں ایسی خلاف اس حکم کے انکو پونچھیں کہ ایسے رات دن میں کچھ  
 فرق نہیں کیا ہو سَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ بَاکُوکٍ فِی الصَّحِیْحِ عَنْ اَحَدِھُمَا اِنَّہٗ قَالَ اَلْمُکَارِبُ فِی الْمَلَاہِ  
 اِذَا جَدَّ دَھْکًا سَفَرًا فَکَیْقُصِّرْ ترجمہ روایت کی محمد بن بابویہ نے صحیح میں ایک ان دونوں سے بیشک  
 اسے کہا کہ کرایہ کرنے والا اور ملّاح جب آنگوشتابی سفر کی ہو تو چاہیے کہ قصر کریں وَ دَوٰی عَبْدِ الْمَلِکِ  
 بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ الصَّادِقِ مَحْمُودٌ اَوْ رَوَاہُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ سَلَمَہٗ نے حضرت صادق سے ایسی ہی روایت  
 یہ کہ نمازوں کو سوائے ان چار سفر کے خاص کرتے ہیں سفر مسجد مکہ یا سفر مدینہ یا کوفہ یا کربلا حال آنکہ  
 نص قرآنی ہے اِذَا صَبَرْتُمْ فِیْ لَحْمٍ مِّنْ فُلْکَیْکُمْ مَّجَآئِہُ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنْ الصَّلٰوۃِ



اور تمام دن کا روزہ رکھنا ضرور نہیں ہوا کرتے ہیں کہ انھار میں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا سنت مکرر ہو  
 اور حال یہ کہ کسی ایک نے پیغمبر اور امیر سے خاص کر کہ میں نے روزہ نہیں رکھا ہونے ثواب اُسکا بیان کیا  
 اور کہتے ہیں کہ ہنگام اُس مسجد میں جس میں نبی یا وصی نے جمعہ نہ قائم کیا ہو جائز نہیں کہ یہ حکم صریح  
 مخالف قرآن کے ہو **وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ** اور عطر سونگھنا اور خوشبو ملنا معتکف کیواسطے  
 اشد مغلطرات سے جانتے ہیں حال آنکہ خوشبو لگانا مسجد میں جانے کے واسطے بالاجماع سنوں  
 ہو اور معتکف کو کہ صا حب مسجد کا ہو اور ہنشین لالکہ کا جنکو قطعاً خوشبو سے الفت و نسبت ہو اور  
 بدبو سے وحشت و نفرت حاصل ہوتی ہو کہ **مَا كُنْتُ فِي جَمِيعِ الشَّامِ بَهِتَرًا** اور سزاوار ہو بہو استعمال  
 خوشبو مسائل **الزَّكَاةَ** میں یہ حکم کرتے ہیں جو زکوہ کو سیم کہ بے سکہ ہو اس پر زکوہ واجب نہیں ہے  
 اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص روپیہ اور اشرفی بہت سا اپنی ملک میں رکھتا ہو جب سال تمام  
 ہوا اُسے اُس سبکانیو ریا کوئی کھیل کی چیزیں یا برتن بنالیے زکوہ ساقط ہوئی اگرچہ قبل  
 ایک ن سال تمام سے یہ حیل کیا ایسے ہی اگر چلن اُس روپیے یا اشرفی کا جاتا رہا اُسکی جگہ اور چلن ہو  
 گیا زکوہ ساقط ہوئی ان مسئلوں کو سوچنا چاہیے کہ کیسے مقاصد شرع سے دور بھیکے ہیں اور نص صریح کی  
 مخالفت کی ہو **وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَسْأَلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِئْسَ مَا هُمْ**  
**بِعَذَابِ الْبَلَاءِ** اور وہ لوگ کہ چاندی سونا جمع کرتے ہیں اور اُسکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے  
 خوشخبری سنادی انکو عذاب دردناک کی جس جگہ پیغمبر اور امیر کے کلام میں فرض ہونا زکوہ کا مذکور ہو  
 لفظ فضہ اور ذہب کے ساتھ ہونے لفظ درم اور دینار مروج کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ زکوہ تجارت کے  
 مالوں میں واجب نہیں ہوتی تا وقتیکہ بدلنے اور لوٹ پوٹ کرنے سے نقد نہو جائے اور حکم کرتے ہیں اُس  
 مال میں جسکا کوئی مرد یا کوئی عورت مالک ہو اور اُسکو اپنا سرمایہ قرار دیا یا کوئی متاع خریدی نہایت  
 کہ جسے پھر اُسکو سرمایہ کی نیت کر لی یا بالعکس عدم زکوہ کا کہ ایسے مال پر زکوہ نہیں حالانکہ شارع نے  
 نہ فرمایا ہوا **وَالزَّكَاةُ مَوَالِكُمْ** یعنی دو زکوہ اپنے مالوں کی اور اسی چیزوں کے مال ہونے میں کچھ  
 شبہ نہیں ہوا اور حکم کرتے ہیں پھر لینے مال زکوہ کا مستحق سے مثلاً فقیر اور اذیل کو دینا اُسکو مستحق  
 سے بعد اُسکے کہ مالک ہو اور قبض و تصرف کیا اور یہ کہ لینا کیلئے مال کا بدون اُسکی مرضی کے ہرگز  
 کسی ملت و شریعت میں روا نہیں رکھا ہوا اور مستحق زکوہ لینے کے وقت شرط ہو کہ قابل زکوہ لینے کو

۱۰۸۰  
 نہ تمام عمر مسائل الحج کتے ہیں کہ ایک شخص کو نہ اوراہ اور سواری اور گھر کا خرچ تا آمد و رفت یہ سب تو میری کہ اسکو بخوبی و فاکرے لیکر نہ گمان کرتا ہو کہ حج سے لوٹ کے جو گھر آؤ گا ایک مہینے زیادہ نفقہ کفایت نہیں کرے گا اسپر حج واجب نہیں ہوتا کہ اسے نفقہ ہی ابوالقاسم سے شائع وغیرہ میں حال آنکہ شائع نے حج کو بشرط مقدور فرض کیا ہی اور مقدور کو زاوراہ اور سواری اور نفقہ بال و بچوں کے ساتھ بیان کیا تا آمد و رفت پھر تمام ہونا نفقے کا بعد آنے کے مقدور حج میں کچھ نقصان پیدا نہیں کرتا اسوا سطر کے ظاہر ہے ہر کوئی بعد آنے کے اپنی وجہ معاش پر قائم ہو جائے ہر بیکار نہیں رہتا اور لوگ جو حاجی ہونے کے خیال سے تحفے اور ہیلے اور نذر و نیاز اسکو دیتے ہیں یہ فتوحات زائد ہیں وجہ معاش سے اور بعض اٹھنے یہ بھی کہتے ہیں کہ ستر عورت حج میں فرض نہیں ہے اور حُدُّوا سِرِّیْنَتَکُمْ حِیْذَکُمُ مِّنْ سَجْدَیْنِ یعنی زینت اختیار کرو و نزدیک ہر مسجد کے اور در تہین صحیح اسکے برخلاف نفی کرتی ہیں اور طواف کو بحالت عریانی تجویز کرتے ہیں موافق رسم جاہلیت کے لیکن اتنی شرط کرتے ہیں کہ مرد اپنی شرمگاہ کو گیلی مٹی یا مثل اسکے اور کسی چیز سے ایسا سان لے کہ اسکی صورت کی رنگت نہ معلوم ہو گو اعضا معلوم ہو اور یہ مسئلہ اخذ کیا ہی ہر مذہب کے جو گیون گویا بیون برہنہ سے اور ایجا در رسم جاہلیت کہ برہنگی کو طواف میں عبادت جانتے تھے ملت مخفی سے اسکو کچھ ربط نہیں اور چاہیے یہ کہ جو شخص طواف خانہ خدا کو جائے تو اسکے آداب کی زیادہ تر رعایت کرے نہ یہ کہ بے ادبانہ تنگاستر کھولے آپ کو مخلوق میں سوا کرے اور اس دوسوہ پر کہ اہل طاعت جو اسلام سے پہلے تھے برہنگی کو طواف میں عبادت جانتے تھے تمسک کرے جسپر شیطان مٹے اور عجیب بات سنو کہ اگر احرام حج میں زنا واقع ہوا یکت گروہ اثناعشر ہو کہتے ہیں کہ حج میں کچھ نقصان نہیں ہوتا ہی بیشک مگر اس ننگے ہونے کا یہی تو ہر اذکم کستخی فاصنع صا شدت یعنی جب جیسا نہ جائے تو چوچاہے سو کرے حال آنکہ خطے تعالیٰ فرماتا ہی فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الفحش ترجمہ ہیں تو جملہ ہی نہ بدکاری ہی نہ لڑائی ہی حج میں اور زنا سے بڑھکوس مینا میں کوئی بدی اور رفت نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اگر احرام میں ایک بار کسی نے عمدہ اظہار گناہ کیا کفارت واجب ہے اگر دوسری بار بجز یہ کام کیا کفارت واجب نہیں ہوتی حال آنکہ معنی جنابت یعنی گناہ کے دوسری دفع اول دفع سے زیادہ تر ہیں موافق نص قرآن کے اور مطلق حامد کو کفارت کا حکم

کیا ہو قولہ تعالیٰ وَمَنْ كَفَرَ مِنْكُمْ فَتَعَذَّلْ لَهُ الْخَالُفُ اور جس نے قتل کیا اسکو تم سے عداوت پسین ملا  
 اسکا ہو آخرت تک مسائل الجہاد و جہاد کو پانچ وقت کے ساتھ خاص کرتے ہیں آنحضرتؐ اور  
 حضرت امیرؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور امام مہدیؑ سوا ان پانچ وقت کے اور جہاد انکے نزدیک  
 عبادت کیا معنی جائز بھی نہیں ہوا لاکھ لکھ جہاد دُعا یعنی اَلْیَوْمَ اَلْقِیَا مَتَّعِنِی جہاد قیامت تک جاری ہو یہ  
 نص متواتر ہو اور جو آیتیں کہ جہاد کی ترغیب تاکید میں ہیں اُن میں کوئی قید وقت اور زمانہ کی واقع  
 نہیں ہونی بلکہ بعض صریح اس بات کو بتاتی ہیں کہ سوا ان پانچ وقتوں کے بھی جہاد عبادت ہو اور سزا  
 اوجہ عظیم مثل مِیْنَحَہْدُ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ الْخَالُفُ یعنی جہاد کرتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں کہ یہ آیت حق میں  
 خلیفہ اول کے رفیقوں کی پر رضی اللہ عنہ اور سَتَدْعُوْنَ اِلَی الْقَوْمِ الْاَیْمَہِ خلیفہ دوم کے لشکر کے  
 حق میں انکے نزدیک جو جہاد سوا زمانوں مذکور کے ہو فاسد ہو اور جہاد فاسد میں لوٹ کی تقسیم ظلم  
 شرع ہو جس چاہیے کہ چھو کر یاں یا ثورہ یعنی چھو کر یاں قیدین کی بیڑیں کھینک لائیں اور جمع انہیں اٹھا تاوڑت  
 نہیں ایک فتویٰ عجیب اس شکل کے آسان کرے کہ انھوں نے نکالا ہو صاحب قنہ مزورہ ابن بابویہ  
 نے اس فتوے کو امام صاحب وقت کی طرف لگایا ہو کہ وہ چھو کر یاں سب مام کی ملک ہیں اور امیر نے  
 اپنی چھو کر یاں شیعہ پر حلال کر دیں ہیں پس اس حیلے سے تسری جواری یا ثورہ جہاد فاسدہ میں  
 شیعہ کا درست ہو واہ واہ کیسی گراں ہاتھین جنگ بوجہ سے زمین امان کا ہتھتے ہیں کس جیمائی و سیاہی  
 کے ساتھ اپنی فقہ کی کتابوں میں جو مقام روشن ہونے دین و ایمان کا ہو لکھتے ہیں اور جہاد بل سنت  
 اسکے برابر میں کہتے ہیں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے خولہ بنت جعفر یا مہ خنیفہ کو کہ خلیفہ اول کے عہد  
 میں خالد بن ولید کے ہاتھ سے اسیر ہو کر آئی تھی تسری فرمائی جسکے پیٹ سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے  
 اگر جہاد اسوقت کا اور تقسیم اس خلیفہ کی صحیح نہ تھی تو حضرت امیر نے کیوں تصرف کیا اسکے جواب میں  
 کہتے ہیں کہ حکمرانیت صحیح پونہچی ہو حضرت امیر نے اسکو اول زاد کر کے پھر تزویج اپنا کیا تھا یعنی زوجہ  
 بنایا تھا لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اعتناق لے آزاد کرنا بھی بدون ملک متصور نہیں ہو پس ول مالک  
 ہوئے بعد اسکے اعتناق کیا اور اعتناق بھی ایک قسم تصرف سے وَیَبِیْہِ یَبْثُ الْمُدَّعٰی اور  
 اس سے مدعا ثابت ہوتا ہو مسائل النکاح و البیع نکاح اور بیع کو بغیر زبان عربی کے تجویز  
 نہیں کرتے یعنی اور زبان میں جائز نہیں اور مال یہ کہ دنیا کے معاملات میں ہرگز اعتبار کسی

زبان کا کسی شریعت میں نہیں۔ حضرت امیر نے اپنے وقت میں خراسان اور فارس کے لوگوں کو یہ تکلیف دی باوصف اسکے اپنے معاملات کو زبان عرب سے ٹھہرائے اور عقد کیے بلکہ مکاحون اور ہر قسم بیچ کو جو فارسیوں اور خراسانیوں نے اپنی زبان میں منعقد کیے تھے جائز اور نافذ رکھا جو اور کچھ عقل میں بھی نہیں آتا جو کہ زبان عربی کو نکلن اور بیچ اور طلاق میں کیونکر و مثال ہو گا کہ اس زبان میں منعقد ہونے سے اس معاملات کی صحت ٹھہرے اس لیے کہ این معاملات میں اپنی ولی بات ظاہر کرنا مقصود ہوتی ہے در ہر قوم کے واسطے ولی بات ظاہر کرنے کو ایک زبان ہو جسکی انکو عادت ہو اور کہتے ہیں کہ وادایا پ کے ہر تہ نہیر و مال بیچنے میں مختار۔ زار ولی ہر حال آنکہ شرع اور عرف دونوں میں مقرر ہے باتوں سے جو کہ ولی اقرب کے ہوتے ولی بعید کو کسی مقدمے میں کچھ دخل نہیں ہے مسائل التجارۃ کہتے ہیں تجارت میں مومن سے نفع لینا مکروہ ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہو وَاَحْلَی اللّٰهُ الْبَیْعَہ اور حلال کی اللہ نے خرید و فروخت وَاَقَالَ الْاِنَّا تَكُوْنُ تِجَارَۃً عَن تَرَافِیْہِمْ مِّنْکُمْ یعنی مگر یہ کہ ہو تجارت برضا سندی باہم تھے مومن غیر مومن اس مقدمے میں برابر ہیں اس واسطے کہ بنیاد تجارت و بیچ کی حصول نفع پر ہے اور تجارت جملہ امتوں کا جملہ وقتوں اور شہروں میں اسکے برخلاف ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ خاص دارالاسلام میں تجارت کرے تو اسکو جائز نہیں ہے کہ بعض شہر کشمیر مثلاً ایران اور خراسان اور عراق اور عرب و یمن کے اس فائدے سے محروم رہیں حال آنکہ انبیا اور ایمانے تجارت باہم مومنین کے باوجود نفع لینے کے مقرر فرمائی ہیں مسائل الرہن فی الدین کہتے ہیں کہ رہن جائز ہے بغیر قبضے مرہن کے اس شے پر جو کہ رہن کیا جائے اور شرع میں قبضے کو ضروریات اور لوازمات رہن سے ٹھہرایا ہو قول تعالیٰ فَرِحَانٌ مَّقْبُوْضَۃٌ یعنی جملہ گروہ مقبوضہ ہوں اس لیے کہ بغیر قبضے کے وہ فائدہ جو رہن سے مقصود ہے ثابت نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ اگر قبضہ نہ ہو رہن گیر نہ ہو کہ قبضہ رہن کیے ہوئے میں کچھ دخل نہیں ہے ملکات میں کیونکہ ہر طرف منافع اسکا بھی ہے افن اس کے نہیں لے سکتا ہو جس جو کچھ یہی ہے کہ عند الحاجت اس سے قرض اپنا وصول کر لیا اگر یہ بھی نہ ہو چھ فائدہ رہن کا کیا ہو گا معذرتیں صیححہ امید ہے کہ ہر سواوی محمد بن قیس عن ابی القریۃ والصادق انھما قالَا لا سِرَہُنْ اِلَّا مَقْبُوْضًا روایت کی محمد بن قیس نے باقر اور صادق سے کہ دونوں نے کہا رہن ثابت نہیں ہے مگر قبضہ اور کہتے ہیں کہ





حاکم اُس سبب کو اسے دیدے جس سے اس نے غصہ کیا ہو تہاں شد اس موقع پر صریح ظلم غصب کرنے والے پر ہوتا ہو اس واسطے کہ جس کا غصب کیا ہو اس کا اسکے مال میں کچھ حق نہیں ہو اور علاج ظلم کے ظلم سے نہیں چاہیے اور یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنے چھو کر کے پاس امانت چھوڑی اور اجازت دیدی جب چاہے اس سے جلع کرے ان کے نزدیک جائز ہو اور اس امانت وار کو پوچھتا ہو کہ بید مگر اُس سے صحبت کرتا وہ مسائل العار تہ اگر ایک شخص نے ایک شخص سے کہا کہ جملہ نفعی اس چھو کر کے میں نے تجھ کو حلال کیے اُس شخص کو جلع اُس کنیز کا حلال طیب ہو اور عاریت دینا فرج انبی چھو کر یوں کی خواہ خاص فرج خواہ جیسے کہا ہو جمیع منافع ضمننا ان کے نزدیک جائز ہو اور ام الولد کو بھی وطی کے واسطے عاریت دینا درست ہو کہ یہ سب احکام صریح خلاف نص قرآن کے ہیں قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْقَابِهِمْ حَافِظُونَ لَا عَلَىٰ آسِنٍ وَاجْهِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنْ ابْتَغَىٰ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ترجمہ اور وہ لوگ فرجون کی خطا کرتے ہیں مولے اپنی ازواج کے یا وہ مالک ہوئے اُن کے ایمان کے سو وہ ریخ پانے والے نہیں ہیں اور جو کوئی خواہش کرے سوا اسکے تو وہ حد سے گزرنے والا ہو مسائل اللقیط کہتے ہیں کہ بچہ ہوشیار اگر اپنے وارثوں سے گم ہو کے کسی کو ملے اُس پر التفات کرنا اور اپنے گھر میں پالنا جائز نہیں ہو حالانکہ ہوشیار بچے کے ساتھ بھی عنایع ہونی کا ڈر لگا ہو اور خوب گراور وطی ایسے جنس عزیز کو بہت ڈھونڈتے چاہتے رہتے ہیں اُس پر التفات نہ کرنے میں بے شبہہ اندیشہ ہلاک کا ہو جیسا کہ تجربہ کیا ہوگا اس واسطے کہ وہ بچہ خورد سالی کے سبب سے موزے چیزوں کی دفع سے عاجز ہو اور کفیت سے بس التفات اُس کا زیادہ ہو کہ یہ التفات جانوروں سے مسائل لا جارة والہبہ والصدقة والوقف کہتے ہیں لا جارة بے زبان عربی کے معنی نہیں ہوتا اور کہتے ہیں جو کوئی جہاد کفار اور واسطے جو کیداری رہزنوں کے آپ کو لا کر کرے اس وقت میں کہ امام ہدی غائب ہیں اُسکی اجرت کا مستحق نہیں ہو اس لیے کہ جہاد غیبت امام میں فاسد ہو بس لا جارة بھی اُس کا صحیح نہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی شیعہ نے اپنی ام ولد کو کسی کا نوکر کیا خدمت اور اسیل کرے کی واسطے اور فرج اُسکی کسی دوسرے کے لیے حلال کر دی پہلا مستحق خدمت لینے کا ہو دوسرے کو وطی حلال ہو اور ہبہ کرنا بھی بغیر زبان عربی کے درست نہیں ہو اگر کوئی ہزار بار کہے بخشیدم بخشیدم ہبہ نہیں ہوتا اور کہتے ہیں

کہ بخشنا فقط وہی اپنی ملک کہ کا درست ہو اور فرج بھی عاریت ہوتی ہو اور اکثر اہلین سے کہتے  
ہیں کہ پس لینا صدقہ کا جائز ہو اور خطے تعالیٰ فرماتا ہو لَا تَتَّبِعُوا أَمْرًا قَدْ تَنَازَعْتُمْ فِيهِ بَاطِل کر دینے صدقہ کو  
اور پیغمبر فرماتے ہیں أَلَا يَكُنْ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَمُودُ فِي قَيْتِهِ یعنی پہرے والا اپنے صدمے کی طرف  
ایسا ہی جیسے کتا اپنی تڑکی طرف پہرنا ہو اور کہتے ہیں کہ بلی کو وقف کرنا جائز ہو قد اجابنے بلی میں  
کیا فائدہ ہو اور اسکے ساتھ کو نسا انتقال جو وقف اسکا جائز ہوا بار خدا یا شاید بلا وہ بلی کی خبی میں  
کام آتا ہو گا اور بالاتفاق کہتے ہیں کہ چھو کری کی فرج وقف کر دینا درست ہو پس وہ چھو کری جو چکا  
میں جائے اور متعلقہ اور ہر تکی اس شخص کو جسکے واسطے وقف کی ہو حلال ہو طیب منیسے نوش جان فرمائے  
لَقَدْ نَسِيَ اللَّهُ عَلَىٰ هَذَا الْمَذْهَبِ لعنت خدا کی اس مذہب پر ابو شریعت میں اور بوند کچہ راجاؤں کے  
آمین میں فرق نہ ہا مسائل النکاح کہتے ہیں باوجود خواہش نکاح نکرنا مستحب ہو اور اگر خلاف  
سنت انبیا اور اوصیا کے ہو اسلئے کہ خود بھی نکاح کیا ہو اور اور و نکو بھی نکاح کرنے کو فرمایا ہاں انبیا اور  
اوصیا کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ خواہش جماع کی متعہ اور باگنے کی فرج سے بھی مل سکتی ہو نکاح کا بوجہ سریر  
رکھنا کیا ضرر اور کہتے ہیں کہ نکاح اصل یا مین جو قمر عقر ب میں ہو کر وہ جو ایسے ہی اگر سخت اشباع  
میں ہو جسکو چاند کا چھینا کہتے ہیں لیکن یہ سب بابتیں مخالف مقاصد شرع کے ہیں جسے نجوم کو باطل  
ٹھہرا یا ہو بلکہ مخالف اصول ملت ابراہیم حنیف والون اور موافق صابین کے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ  
جب تک عورت نو برس کی نہ ہو دخول حرام ہو اگرچہ موٹی اور قوی ہو اسکی بھی شرع میں کچھ اصل نہیں  
اور کہتے ہیں کہ نکاح حلال میں یہ شرط کر لینا کہ اتنی دفعہ دن میں جماع کرونگا اور اتنی دفعہ رات میں  
اور ایک مہینے میں اتنی بلی تعدا اور وقت کر لینا جائز ہو اور اس شرط کے موافق دونوں طرف سے مطالبہ  
اور مواخذہ ہو سکتا ہو حال آنکہ خطے تعالیٰ فرماتا ہو وَلَا تَوَاعِدُوا نِسَاءَكُمْ إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا  
ترجمہ اذہ مدت کر دینا ست زمانوں مقرر ہی پر خفیہ مگر جو بات کہو وہ قول معروف ہو اور کہتے ہیں  
حالت حیض میں وہی دبر منکوحہ و منکوحہ اور چھو کری عاریتی اور وقف اور امانت اور عورت متعہ  
سب کے ساتھ جائز ہو لیکن خطے تعالیٰ فرماتا ہو قُلْ هُوَ آذَىٰ فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي النِّحْيَيْنِ ترجمہ  
کہ حیض نجاست میں پس بچو عورتوں سے اور کنارہ کرو حالت حیض میں خیال کرو بسبب نجاست  
حیض کے فرج کو حرام کیا ہو بسبب نجاست گھر کے دو بکریوں کو حرام نہو گی کہ ہر وقت سینا پاکی امعا میں جو دبر کے

۱۰۴۰

متصل ہو موجود رہتی ہو اور پیغمبر فرماتے ہیں مَلْعُونٌ مَنْ أَلَىٰ أَمْرًا كَأَنِّي ذُبْرُهُ لَعْنَتٌ كَمَا كَلِمَا هُوَ  
 عورت کی سی نزدیکی کرے دبر کے ساتھ اور یہی فرمایا اتَّقُوا حَاشَ النِّسَاءِ أَمَىٰ أَذْبَا سَهْمٌ وَهُوَ  
 لَخَبْرٌ صَحِيحٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ نَعَىٰ عَلَيْهِ الْمِفْدَادُ یعنی بچاؤ تم محاش عورتوں کی کہ وہ دبر میں اور یہ خبر  
 صحیح متفق علیہ ہو جس پر نفس کی ہوس قدانے اور اس خبر میں بجلت حرمت کے اشارہ فرمایا کہ یہ ٹھکانا  
 براز و ناپاکی کا ہو مثل پاخانے کے اس واسطے کہ محشہ پاخانہ کو کہتے ہیں لغت عرب میں وَهْنٌ قَوْلٌ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْخُسُوفَ مُحْتَرِزَةٌ بِشَكِّ حَشْوَشٍ بَحْنَةٍ كَيْفَ هِيَ هِيَ اس موقع پر بعض ناواقفوں تشریح  
 کے دل میں شبہ گذرتا ہو کہ فجر بھی تو جگہ پیشاب و ناپاکی کی ہو پھر اس جگہ کو کیوں حلال کیا ہو اور اس  
 شبہ کا دفع اس عضو کی تشریح سمجھنے سے ہو سکتا ہے فرق تشریح میں ذکر کیا ہو کہ عورت کے فجر میں یہ سوراخ  
 میں سب سے اوپر ایک سوراخ ہو شانے تک کہ وہ پرنا لہ پیشاب کا ہو اس کے بعد ایک سوراخ باریک ہو آنتوں سے  
 لگا ہو کہ اس راہ سے کسی وقت ہوا نکلتی ہو اور سب سے نیچے ایک سوراخ ہو وسیع کہ جماع کے وقت ذکر  
 ائین جاتا ہو کہ یہ متصل رحم کے ہو خون حین کا اور پھر اسی راہ سے نکلتا ہو پس فجر میں جماع کی جگہ کسی  
 وقت ناپاک نہیں ہوتی مگر ایام حیض میں کہ ائین جماع حرام ہو بخلاف دبر کہ اسکی ایک راہ ہو متصل  
 با معاکہ کہتہ براز و نجاست غلیظہ کا ہو مسائل المتعہ کہتے ہیں متعہ دوریہ کا ہر چند اثناعشریہ ہمارے  
 زمانے اور ملک کے الحاکم کرنے ہیں لیکن محقق انکے کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں ثابت ہو اسکا انکار جائز  
 نہیں چنانچہ کہا ہو لَا يَجُوزُ لَهَا كَرَاهُ عَوْرَتُ اسکی یہ ہو کہ ایک گروہ ایک عورت سے متعہ کریں اور دوسری  
 باری ٹھہرائیں اور ہر ایک اس عورت سے جماع کرے اور حال یہ کہ تمام شریعتوں میں دو پانیوں کا ایک سچ نہیں  
 ملانا درست نہیں رکھا ہو اور بالہ لایمیا آدمی کا حیوانات سے نسب ہی ہو کہ بجز آدمی کے اور میں یہ حفظ نہیں  
 اس واسطے حفظ نسب کو ضروریات خمسہ سے کہ ہر ملت میں انکی حفظ کا حکم ہو فرمایا ہو داخل کیا ہو وَلَهَا حِفْظُ  
 النَّفْسِ ثُمَّ حِفْظُ الدِّينِ ثُمَّ حِفْظُ الْعَقْلِ ثُمَّ حِفْظُ النَّسَبِ ثُمَّ حِفْظُ الْحَالِ یعنی ضروریات خمسہ اول  
 حفظ نفس ہو پھر حفظ قرض پھر حفظ عقل پھر حفظ نسب پھر حفظ مال لہذا خو لکا بدلا اور جہاد اور قائم کرنا  
 حدود کا اور حرام ٹھہرانا منشی چیز و لکا اور زنا اور متعہ اور چوری اور غصب سب بتا کید تمام شریعت  
 میں آیا ہو لیکن اس صورت میں اس امر ضروری کا جواب صاف ہو اور حیا وغیرت اور پاس نلموس کا کمال  
 ملت صلوق اور مذہب باطلہ یعنی یہود اور جو انکے ضد ہیں سب میں یہ باتیں مذموم و مردود ہیں خبر بنیاد سے

لکھو ڈالتا ہو بلکہ اگر اقل اصل متعہ کو سوچے تو جان لے کہ اس عقد فاسد میں کیسے مفید ہے میں کہ جملہ خلاف شرع اور ضد حکم الہی کے ہیں انہیں سب سے یہ کہ اولاد صالح ہوتی ہو اور گویا مٹنا انکو مار ڈالنا ہو کسواسطے کہ جب والد اسکی برہنہ اور ہرکانوں میں پونجی اور پریشان ہوئی اُسکے پاس نرسی تو انکی پرورش اور تدبیر کے لیے اسکا پونچنا غیر ممکن ہوا اور مثل ولاد زنا کے بے تربیت بڑی اور اگر بالفرض وہ اولاد لڑکیوں کی قسم ہوں تو اور زیادہ رسوائی ہو اسواسطے کہ اپنے کفو میں نکاح نکالنا ہو سکیگا اور منجانب انکے ہر طبعی موطود باپ اور بیٹی کے نکاح سے یا متعہ سے بلکہ طبعی دختر اور دختر کی دختر اور دختر پسرو خواہر اور دختر خواہر کے اور سوا انکے جو عورتیں حرام ہیں بعض صورت میں مخصوص مدت دوازہ مہینے اسطے کہ ایک مہینہ تک عام حل عورت کا حاصل نہیں ہوتا خصوصاً اتفاق تکہ سفر میں پڑے اور سفر بھی لہنا ہوا اور بہ منزل میں نیا متعہ کرنا پڑے اور ہر متعہ سے اولاد لاحق ہو اور بعض اُن ولاد سے لڑکیاں ہوں اور شخص پندرہ برس بعد اُس سفر سے لوٹے یا رکا اُسکا بھائی اُسکا اُن نزلوں پر گذر کرے اور اُن لڑکیوں سے متعہ کرے یا نکاح کرے اور اسی قسم سے تقسیم میراث کی ہر اسکی جسے بہت سے متعہ کیے ہو کج نوارث اُسکے معلوم ہیں نہ لوگی گنتی معلوم نہ نام نہ ٹھکانا نہ نکاح جس کم میراث کا بیکار رہا ایسی ہی بیکاری میراث اُن لوگوں کی جو متعہ کی اولاد ہیں اس سبب سے کہ انکے باپ بھائی معلوم نہیں ہیں اور جبوقت تک کہ حصر وارثوں کا گنتی میں معلوم نہ ہو جائے میراث کا تقسیم ہونا ممکن نہیں اور جب تک صفات و رتہ کے کہ مرد ہیں یا عورت ہیں اور محبوب ہیں یا محروم معلوم نہ ہو ایک وارث کا حصہ بھی معین نہیں ہو سکتا التحمل اگر متعہ حلال کیا جائے تو اسکے ضمن میں برہمی حکم شریعت خصوصاً نکاح اور میراث کے صریح لازم آتی ہو اسکی تفصیل فوائد القلوب میں کہ اہل سنت کے ایک محقق کی ہو دیکھنا چاہیے اور یہ باتیں حلال کر دینی چھو کر یوں اور اہل اولاد میں متعہ سے زیادہ لازم آتی ہو جس نوع انسان میں فساد عظیم برپا ہوتا ہو اسواسطے خطہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں حصر فرمادیا ہو اسباب طبعی حلال کو دو چیز میں ایک نکاح صحیح ظاہر التائید دوسرے مکاتین یعنی جو کنیز کہ جہاد سے لائیں یا زرخیز ہو کہ اندو عقد کے سبب عورت و مرد میں پورا اختصاص حاصل ہوتا ہو اور قید و حمایت آدمی میں رہتی ہیں اور حفاظت اولاد اور وارث کے جیسے چاہیے ثابت ہوتی ہو اور اہی معنوں کو دو سورۃ میں تاکید کے واسطے مکر فرمایا ہو قوله تعالیٰ

اَلَا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سُبُورُهُ مُمَوَّنُونَ مِّنْ اَوْسُوفٍ مِّنْ مَّعَانِ مَّا  
 اَزْوَاجُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلِكُ يَمِينُ بِرَأْسِهِ اَوَّلُ مَا يَمِينُ اَيْتُهُ وَدَاوُدَ اَلَيْكَ فَاوْلَاكَ فَمُؤَلَّوْنَ  
 یعنی جو خواہش کریگا سوا اسکے وہی حد سے باہر نکلا ہوا ہے اور ظاہر ہو کہ عورت متعدد زوجہ نہیں ہو  
 ورنہ میراث اور عدۃ اور طلاق اور نفقہ اور کسوت اور اور جو کچھ زوجیت کو لازم ہیں اسکو بھی  
 ثابت ہوتے نہ ملک یمن ہو والا بیع اور ہبہ و اعتاق اسکا جائز ہوتا ہے شریعت بھی اقرار کرتی ہیں  
 کہ زوجیت درمیان مرد و عورت متعدّد کے حاصل نہیں ہوتی ہو کتا با عقداۃت میں ابن بابویہ کی  
 صریح موجود ہو کہ اَسْبَابُ حِلِّ الْمَرْأَةِ عِنْدَنَا اَرْبَعَةٌ اَلنِّكَاحُ وَمَلَكَ اَلْيَمَانِ وَالْمَتْعَةُ وَالْقَبُولُ  
 الخ یعنی سبب حلال ٹھہرنے عورت کے چار میں نکاح ملک یمن متعہ تحلیل اور یہی حق تعالیٰ فرماتا ہے  
 فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةٌ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ  
 عدل نہیں ہو سکیگا تو ایک عورت پر بس کرو یا اپنی چھو کر یوں کے ساتھ حاجت روائی کرو بس  
 بیان کہ بیان کر نیکا موقع تھا سکوت کرنا صریح بغرض فائدہ حصر کے یہ خصوصاً مقام توقفتی ہے کہ  
 کہ جن میں عدل واجب نہیں ہے سب کا ذکر ہوتا بلکہ متعدّد اور تحلیل ہی کو اس امر میں پیشقدمی ہے  
 اسلئے کہ نکاح اور ملک یمن میں آخر بعض حقوق واجب ہوتے ہیں جکے ترک سے ظلم تصور کیا جاتا ہے  
 بخلاف متعدّد کے کہ سوائے اجرت مقرری کے کوئی حق واجب نہیں ہوتا اور تحلیل کا تو کیا کتا یمن  
 حلوائے دوہو سوائے حسان اٹھانے مالک فرج کے کوئی بات اپنے ذمے نہیں ہوتی اور یہی حق تھا  
 فرماتا ہے وَلَيْسَتْ غَفِ الْذِّنَ لَا يَحْدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُعْطِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ اور چاہیے  
 کہ پاک داسی پکڑیں وہ لوگ کہ نہیں پاتے ہیں نکاح کو جب تک کہ غنی کرے اللہ انکو اپنے فضل سے  
 پس اگر متعدّد اور تحلیل جائز ہوتی تو اللہ تعالیٰ حکم مفت اختیار کر نیکا کیوں فرماتا اور یہی ظلم تھا  
 نے فرمایا ہر مَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يُنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا  
 مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِلٰى قَوْلِهِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ترجمہ اور جو کوئی کہ نہ پائے  
 تم میں مقدور اسکا کہ نکاح میں لائے بیبیان سلمان تو جو با تہہ کا مال ہیں تمہارے آپس کی  
 لونڈیاں یہ اسلئے واسطے ہے کہ جو کوئی ڈرے تم میں تکلیف میں پڑے سے اَنْ تَصْبُوْا وَ اَخِيْرُ  
 لَكُمْ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ  
 اگر صبر کرو گے بہتر ہی تمہارے واسطے اگر متعدّد اور تحلیل جائز ہوتی خوف رنج اور حاجت

صبر کی تکاح میں کیون ثابت ہوگی اور یہ جو کہتے ہیں کہ قَمَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَانْكِحُوهُنَّ اَجْرًا  
 قَرِيبَةً ترجمہ پھر جو کام میں لاؤ تم ان عورتوں میں سے انکو دو انکے حق میں جو مقرر ہوا یہ آیت  
 متعہ کے حق میں نازل ہو غلط محض ہو اور اسکی روایت جو عبداللہ بن مسعود سے کرتے ہیں بالکل افترا ہے  
 اگرچہ اہل سنت کے غیر معتبر تفسیروں میں بھی نقل کریں اسواسطے کہ نظم قرآن کے خلاف ہو اور جو تفسیر کہ  
 خلاف نظم قرآن کے ہو گو کسی صحابی سے روایت کریں قابل ماننے اور سننے کے نہیں ہوا اس سبب  
 کہ حق تعالیٰ نے اول ان عورتوں کو جو حرام ہیں بیان فرمایا ہو جیسے مَتَّ عَلَيْكُمُ امَهَاتُكُمُ وَالْكُفْرُ وَالْمُنْكَارُ  
 مِنَ النَّسَاءِ وَالْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ تک ترجمہ حرام کی گئیں تمہارے مائیں اور تکاح بندھی عورتیں مگر  
 جبکہ مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ پھر فرمایا وَاَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ اور حلال ہو زمین تک جو ان کے  
 سوا ہیں پھر فرمایا اِنْ تَبَخَّوْا بِاَمْوَالِكُمْ یعنی اس شرط سے کہ اپنا مال خرچ کرو مگر اور نفع میں پس  
 حلال ہونا فرج نکاح اور عاریت انکی اس شرط سے باطل ہوئی اسیلئے کہ وہ نفع کا سودا ہو پھر فرمایا مَخْرَجُكُمْ  
 غَيْرَ مُسَاخِجِينَ یعنی قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو قید سے مراد محافظت تا دوسرے سے ربط نہ پیدا  
 کریں پس متعہ اس سے باطل ہوا اسوجہ سے کہ متعہ میں احتیاط خصوصیت کے مطلق نہیں ہوتی متعہ والی  
 عورت کا ہر حصہ میں ایک یا دو اور ہر سال میں ایک یا دو دن کنار پھر حلال ہونے تکاح پر متفرع  
 فرمایا ہو قَمَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ الخ یعنی جب تکاح میں مقرر ہو اگر تم نے دخول و جماع سے  
 فائدہ اٹھایا تو کل ہر تہیہ لازم ہوتا ہو نہیں تو نصف مہر اب اس آیت کو اپنے ما قبل کے کلام سے  
 الگ کر دینا اور ابتدائے کلام پر قیاس کرنا موافق اعتبار عربیت کے صحیح ہے وہ وہ اسواسطے کہ حرف فاء  
 الگ کرنے سے منع کرتا ہو اور نیز ابتدا سے اور کچھلے کلام کو پہلے کلام سے ربط دیتا ہو اور یہ جو روایت  
 کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود اس آیت کو اس لفظ کے ساتھ پڑھتا ہو قَمَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ  
 اِلٰی اَجَلٍ مُّسْتَقَرٍّ اول تو اس روایت کی صحت میں حرف یو یون کہ کتب معتبرہ میں نہیں پایا گئی  
 دوسرے اگر روایت بھی ثابت ہو تو قرات منسوخ ہوگی اور ایسی قرات سے احکام ثابت نہیں ہوتے  
 نہ کار آمد اسواسطے کہ وہ قرآن رہی نہ خبر خاص ایسے حال میں کہ اور آیتیں قرآن کی صحیح اس کے  
 خلاف ہوں قیاس اگر ان سے ہم درگزر بھی کریں پھر بھی متعہ پر نہیں دلالت کرتے جیسے کہ الی اہل سنت  
 متعلق ہستماع سے ہے نہ عقد اور متعہ کے مدت معرور ہی متعلق نفس عقد سے ہوتی ہے نہ استمتاع سے



بس معنی آیت کے یوں ہو گئے کہ اگر عورتوں کو حد سے تنہے تمتع یا مدت مقررہ تک توپورا امر اور اگر وادرت  
فائدہ اس عبارت کے بڑھانے کا یہ ہو کہ کوئی وہم نہ کرے کہ تمام مہر کا ادا کرنا تمام مدت نکاح کے گزر جانے پر  
معلق ہو جب تمام مدت گزر جائے تب تمام کا ادا کرنا واجب ہو جیسا کہ عرف میں مشہور ہے کہ ایک ثلث مہر کو  
مہجمل کرتے ہیں یعنی جلدی دنیا اور دو ثلث کو مہجمل یعنی کسی وعدے پر حبس تک نکاح باقی رہے لیکن یہ  
وعدہ بسبب تصرف زنا اور اس کے اختیار کے حاصل ہوتا ہو ورنہ حکم شرع یہ ہو چاہے بعد ایک جماع کے کل کا  
مطالبہ کرے اور اگر اہل اجل سے قید عقد کے ہو چاہے کہ متعہ شیعہ کے نزدیک مہر بھر ہمیشہ کو درست ہو  
حال آنکہ باجماع شیعہ درست ہو اگر سیاق آیت کا بھی جو قول اللہ تعالیٰ کا ہو وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ  
خُلُقًا لَمْ يَكُلَا يَتِ نِكَاحَ كَيْفَ يَكُونُ مَقْدَمُهُ مِنْ هُوَ تَعْنِي اِنْ تَنَاوَلْتُمْ نِكَاحًا فَهُوَ مَرْفُوعٌ اَزْ اَدْوَرِ تَوْثِيقِ اَمْرِ سَكُو تَوْ  
نِكَاحِ اِنِّهٖ بَحَائِلُ يُونِ دِينِی كَيْفَ يَكُونُ اَمَّا مَعَهُ كَرِيْضٌ رِّمَانٍ مِّنْ قَطْعِ كَلَامٍ كَرْنَا اَوْ دَرِّمَانٍ كِيْ عِبَارَتِ كَوْنِ مَتَعَةٍ  
قِيَاسِ كَرْنَا صِرَاحٍ تَحْرِيفِ كَلَامِ اَللّٰهِ هُوَ كَلِمَةٌ اِنْ كُوْنِيْ سَابِقِ اِسْلَامٍ مِّنْ قَبْلِ كَرِّ مَتَعَةٍ كَا حَرَامٍ هَوْنًا بِاَيِّ سَبَابٍ  
اَسْلَحِيْهِ كَرْنَا اَيْتِ مِّنْ جَهْوِ كَرِيْوْنِ كَيْفَ يَكُونُ اَمَّا مَعَهُ كَرِيْضٌ رِّمَانٍ مِّنْ قَطْعِ كَلَامٍ سَابِقِ مِّنْ حَلَالٍ كَرِيْضَةٍ تَوْثِيقِ اَمْرِ  
يَسْتَطِعُ مِنْكُمْ خُلُقًا كَيْفَ يَكُونُ كَتَبَ اِسْبَابِ سَبَبِ سَبَبِ كَيْفَ يَكُونُ مَقْدَمُهُ يَمِيْنِ كَرِيْضَةٍ عَوْرَتِ سَبَبِ نِكَاحِ كَرِّ تَوْجِيعِ كِي  
مَنْوَرَتِ كَلَامِ كَوْنِ كَوْنِ مَتَعَةٍ كَيْفَ يَكُونُ اَمَّا مَعَهُ كَرِيْضٌ رِّمَانٍ مِّنْ قَطْعِ كَلَامٍ سَابِقِ مِّنْ حَلَالٍ كَرِيْضَةٍ تَوْثِيقِ اَمْرِ  
مَعْلُومٍ هَوْنًا تَحْصِيْهِ كَرِيْوْنِ كَيْفَ يَكُونُ اَمَّا مَعَهُ كَرِيْضٌ رِّمَانٍ مِّنْ قَطْعِ كَلَامٍ سَابِقِ مِّنْ حَلَالٍ كَرِيْضَةٍ تَوْثِيقِ اَمْرِ  
اَتَحَاصِلُ يَهٗ بِاَيِّ نَحْوِ اَيَّتِيْنِ قُرْآنِ كِيْ ظَاهِرِ تَابِيْ مِيْنِ كَرْمَتِ حَرَامٍ هُوَ اَوْ رِيْهِ اَيْتِ كَرْمَتِ شَعِيْعَةٍ اَيْتِ لَمَّا مِّنْ  
مَتَعَةٍ حَلَالٍ هَوْنًا بِقِيَاسِ كِيْ هُوَ اَسْكَاحَالِ مَعْلُومٍ هُوَ اَحْقَاقِ حَقِّقَتِيْنِ اَسْكَاحَالِ مَعْلُومٍ هُوَ اَسْكَاحَالِ مَعْلُومٍ هُوَ اَسْكَاحَالِ  
كِيْ طَرَفِ اَسْتِدْلَالِ هُوَ اَوْ مَخَالَفِ كِيْ طَرَفِ مَنَعِ اَوْ رَاغِ كِيْ وَاسِطَةِ مَرَفِ اَحْتِمَالِ كَانِيْ هُوَ تَحْصِيْهِ كَرِيْضَةٍ اَسْكَاحَالِ اَسْكَاحَالِ  
اَوْ مَتَبَادُلِ رَجْعِيْ هُوَ مَعْنِيْ ذَمِّنِ اُسِيْ طَرَفِ حَالِ اَوْ اَسْتِدْلَالِ مِيْنِ اَكْرَبُ مَعْنِيْ اَحْتِمَالِ كِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ  
اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ  
دَفْعِ مَجْهَرِ سِرِّ هُوَ كَرْمَتِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ  
بِرَبِّ نَمِيْنِ فَاَصْلِ كِيْ سَاخِ تَوْحَرَامِ نَمِيْنِ هُوَ تَحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ  
هُوَ لَكِيْنِ كَلَامِ اَللّٰهِ مِيْنِ بَلِيْغِ زِيَادَتِيْ اَوْ قَيْدِ زِيَادَتِيْ نَحْصِيْهِ كَرْمَتِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ  
حَكْمِ كَرْمَتِ اَكْرَبِيْ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ اَسْكَاحَالِ اَكْرَبِيْ هُوَ تَوْثِيقِ اَمْرِ

روایت کرتے ہیں کہ دو دھپنا بیقید مدت شیر خوارگی میں ہو جب حرمت کا ہو خواہ دس دفعہ خیر خواہ کی ہو خواہ اس سے کم حال آنکہ وہ مقام مقام احتیاط کا ہی بیان عمل احوط کے ساتھ مد کا رہی کہ مقدمہ حرمت نکاح کا ہو تو بری الذمگی یقیناً ثابت ہو چنانچہ موافق واجب ہونے عمل بالاحوط کے اس قسم کے معنوں میں ان کے شیخ مقدونے کنز العرفان میں جو بحث کفارہ یمن کی لکھی ہے اس میں تصریح کی ہے اور کہتے ہیں کہ طلاق بغیر زبان عربی کے نہیں ہوتی یہودگی اس مسئلے کی خوب ظاہر ہو حاجت بیان کی نہیں آئی و عجیب یہ کہ اگر مرد ہزار دفع اپنی عورت سے کہے کہ اَنْتِ مُطْلَقَةٌ وَاَنْتِ حَلَالٌ یعنی تو طلاق دی گئی ہے اور تو طلاق ہو گئی ہے قید نکاح سے رہا شدہ ہرگز ان کے نزدیک طلاق نہیں واقع ہوتی بان اگر کہے حَلَقْتُکَ یعنی طلاق ہی چیلن تجھ کو حال یہ کہ شارع نے اُن دونوں صیغوں کو بھی طلاق میں گناہ ہے اگرچہ اصل وضع ان دونوں صیغوں کی واسطے اخبار کے ہو کہ طلاق سے جو جوتے ہیں بس حَلَقْتُکَ بھی ایسا ہی ہے یعنی انشاء کے واسطے کوئی سلک کی ترکیب کے لغت میں موضوع نہیں ہے ہر جگہ یہی لفظ اخبار کے کام میں لاتے ہیں جیسے اَنْتِ سُرٌّ وَاَنْتِ عَيْنٌ یعنی تو آزاد ہے اور تو بیقید ہے اور خود یہ لوگ طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں اُس صورت میں کہ کوئی کسی سے پوچھے حَلَقْتُکَ فَلَئَا کیا طلاق دی تو نے فلان کہ بس وہ شخص کی گانم حال آنکہ بیان صحیح اخبار مروی نہ انشاء نہ جواب ہتھام میں کس طرح واقع ہوتا اور کہتے ہیں بغیر دو گواہوں کے طلاق درست نہیں ہوتی جیسے نکاح اور خیر سے قطعاً معلوم ہے کہ گواہ طلاق رجعی اور طلاق محض میں واسطے جھگڑے قطع کرنے کے مستحب ہیں نہ یہ کہ وجود و حضور دو گواہوں کا شرط طلاق کی رحمت تک ہے مثل نکاح اور توارث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ائمہ کے وقت تک بھی ہوتا آیا کہ طلاق کے وقت ہرگز گواہ نہیں جگاتے تھے اس واسطے کہ طلاق و نکاح میں فرق ہے تو جب فرق کی یہ کہ نکاح کو اعلان ضروری تازانہ جہاں محل تحت نہو بس اقل حد اعلان کے دو گواہ مقرر فرمائے ہیں بخلاف طلاق کہ زمین اعلان ضرور نہیں ہے لَعَدِمَ التَّبَاسُ بِشَيْءٍ حَتَّى يُعْتَمِدَ لَعَدِمَ التَّحْمَرُ فِي تَوَكُّدِ الْعُجْبَةِ وَالْجَمَاعِ یعنی اس سبب سے کہ طلاق میں کسی چیز سے التباس نہیں ہوتا کہ حد کی گواہی اور نہ محل تحت ہے اس واسطے کہ صحبت و جماع ترک ہو جاتا ہے پس طلاق مثل بیع اور اجارے اور جلع و عدوان کے ہو کہ اگر انکار کے خوف سے گواہ حاضر کریں کہ وہ عقد پایہ ثبوت کو پونچے نہا والا کچھ ضرور نہیں ہے آہ کہتے ہیں کہ کتاب سے طلاق واقع نہیں ہوتی اگر خاوند موجود ہو حال آنکہ فرق حاضر و غائب ہونے کا خلاف قاطع

شرع کے ہوا سوا سطر کے طلاق واقع ہونے میں ہرگز مضر وغایب ہونا خاوند کا اعتبار نہیں کیا ہو کسی باب میں  
 بسق فرق مکان اپنی شرع قائم کرنا جو اور اپنی طرف سے راہ مکان اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جس کا ذکر مطلق  
 ہو خضبتین سلامت ہو ان کسی عورت سے نکاح کرے اور بعد خلوت صحیح کے طلاق دے عدت واجب نہیں ہوتی  
 اور خود ایسے شخص سے ثبوت نسب کے قائل ہیں اگر کوئی لڑکا پیدا ہو احتمال طلاق یعنی خون عورت کا  
 نطفہ مرد کے ساتھ رحم میں جم جانا ہو تبدیلہ حل ہی ہو نیک اس شخص سے حامل ہوتا ہو چھ عہدہ کیوں نہیں  
 واجب ہوگی اس لیے کہ عہدہ علق کے لیے واجب ہوتا معرفت علق کی حاصل ہوا اور ممکن ہونا علق کا  
 اس شخص سے موافق قواعد طہیہ کے ثابت و صحیح ہوا سوچے کہ منی کا ٹھکانا خضبتین نہ ذکر تسلیحان ہر  
 کو گڑنے کے وقت اس کے سوا سطر سے منی نکال کے عورت کے بچہ دان کے موندہ میں پونچھ لگی ہو اور رحم سے  
 اس کو فوراً جذب کر لیا ہو اور لڑکا پیدا ہوا جملان اس کے جسکے خضبتین کٹے ہوئے ہوں کہ اس سے منی کا  
 پیدا ہونا ممکن نہیں ہو گا ذکر اس کا سلامت ہو اور کہتے ہیں ظہار یعنی مرد عورت سے کہے کہ تو میری  
 مان کی پشت ہو کہ اس کہنے سے عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے جب تک کفارہ نہ دے واقع نہیں ہوتا جو  
 شوہر واقع کرنے ظہار سے اپنی زوجہ کا اضرار ترک وطنی کے ساتھ چاہے حال آنکہ شایع کا قصد واجب  
 کرتے کفارت سے بند کرنا باب اضرار کا ہی تسلیح اگر اضرار میں کچھ واجب نہو مناقضت مقصود شایع سے  
 لازم آئے اور اسکے ساتھ مخالف نص کتاب و احادیث اور خبروں ایہ کی جو جنہیں کچھ قید نہیں ورا کی  
 کتابوں میں بھی صحیح و مردی اور کہتے ہیں کہ اگر ظہار کرنے والا نقد کفارت ادا کرنے میں عاجز ہو تو اٹھارہ  
 روزے رکھے یہی کافی ہیں اور ظہار ہو کہ یہ حکم کرنا اپنی طرف سے شرع مکانا ہو خلاص ما انزل اللہ کے  
 ہرگز شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں خلاص نص کتاب کے ہو اور لعان میں کہ وہ اپنی زوجہ کو تہمت زنائی لگانا  
 ہو زوجہ کا مدخول بہا ہونا شرط کرتے ہیں اور یہ کہ تہمت بذنا میں جیسے عار کہ مدخول بہا کو لاحق ہوتی ہے  
 اس سے زیادہ غیر مدخول بہا کو لاحق ہوتی ہے اور لعان واسطے ملنے عار تہمت کے ہو اور اسکے ساتھ  
 مخالف نص کتاب کی تو لا تعالیٰ والذین یؤمنون اذواجہم و لکن لہم شہکاء و ان  
 انفسہم الخ بے قید مدخول کے آیا ہو ترجمہ اور وہ لوگ کہ اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں اور سوا انکی ذات  
 کوئی گواہ نہیں ہے التقرض ایسے حکموں سے انکے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگ مقاصد شریعت کو نہیں سمجھے ہیں  
 اور اپنی طرف سے موافق اپنی عقل ناقص بہ چیزیں تراشی ہیں مسائل العتاق والايمان کہتے ہیں کہ

بلفظ علق کے علق واقع نہیں ہوتا علق کے معنی آزاد ہونا اور یہ علق حکم ہی حبسہ لڑکے بھی کہتے ہیں اور کہتے ہیں فَلَکُ سَرَقَبَةٌ سے بھی علق واقع نہیں ہوتا لیکن قرآن مجید میں کتنی جگہ علق کا لفظ ہے قَبْطِہ سے قبیرہ کہا ہوا یہی کہنا ہے بلکہ حقیقت شرعی ہوا تو لہ تعالیٰ فَلَکُ سَرَقَبَةٌ اَوْ اَطْعَامُ فِی یَوْمِ الخ اور یہ بھی کلام یا چھو کر یا مذہب میں مخالف اثنا عشریہ کے ہوں علق کا صحیح نہیں ہوتا ہے اس حکم بیجا کا کوئی ماخذ کتاب و سنت سے نہیں ہے رسولؐ نے تعصیب کے بلکہ جو جب روایتوں صحیحہ ائمہ کے جنکا سابق ذکر کیا گیا ایمان اہل سنت کا صحیح ہے انہیں کو بشارت نجات کی ہو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر غلام مجذوم ہو جائے یا اندھا یا مقعد یعنی نشہ دار خود بخود آزاد ہو جاتا ہے بے آزاد کیے مالک کے حال آنکہ خلاف قاعدہ شرع کے ہو کہ سیکا مال میوہ بیٹے سے اُسکی ملک سے بچل جائے بلکہ بدو ن راوے مالک کے مال اُسکا ہرگز شریعت میں اُسکی ملک سے نہیں بچتا ہے اور اُسکے ساتھ کہ مقصد شرع کا منافع ہو اس سبب کہ آزاد کرنے میں نفع غلام کا ہو اور اس واسطے شرعاً مقرر ہوا ہے لیکن اس صورت میں بالکل ہلاک اُسکا ہو اس لیے کہ ابن عوارض کے سبب اپنی کمائی اور تلاش محاش سے گیا اور نفقہ اور لباس اُسکا جو دے مالک کے تھا اُسکی اپنے بے پڑا ہوا وہ بیچارہ کیا کرے گا اگر کہیں اُسکو یہی نفع ہو کہ خدمت سے بچا ہم کہیں گے مالک کو تکلیف خدمت کی نہیں پونجی کہ اُسکی خدمت کرنا پڑے گی اور نفقہ لباس بمقابلہ مالک کے ہو نہ مقابلہ خدمت کے اکثر غلام چھو کر ہی بسبب ائمہ المرضی اور اور عوارض کے خدمت نہیں کرتے اللہ! انکا حکم اخیر یہ ہو کہ جب تک خدمت نہ بجالائے اُسکی مزدوری اُسکو نہ دے اور جو خدمت سے باز رہے موقوف کرے حکم مملو کی ستہ اور کہتے ہیں کہ اگر نفقہ سید کا چھو کر ہی کے پیٹ سے نکلیا جائے ام ولد ہو جاتی ہے یہ عجب مسئلہ ہے کہ اس واسطے کہ اس صورت میں چھو کر ہی موطوہ پر ولد ہو گا ایسے کہ عادت عبرتوں کی یہی ہو کہ بعد جماع کے نطفہ کو ادیتی ہیں مگر جسوقت کہ حل پڑے ہیں اور نطفہ متعلق ہو پھر بھی تجربہ میں آیا ہے کہ بعد انخلاق کے بچا تا ہی ماتی نکال تا ہی اور یہ نہیں سمجھتے خروج نطفے کا اگر دلیل ہو تو دلیل عدم انخلاق کے ہو اور جب انخلاق نہیں ہوا تو چھو کر ہی ام ولد کیونکر ہو جائیگی ام ولد ہونا تو اُسکا انخلاق ولد سے متعلق ہو بلکہ پوری پیدائش ولد کی ظاہر ہو کہ ایک چیز کسی شے کے اجڑے مادے سے اگر کسی کو مل جائے تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ شے اُسکے پاس ہو مثلاً ایک تاگ کسی کپڑے کا اور کہتے ہیں اگر چھو کر ہی کسی شخص نے کسی شخص کے پاس گرور کھا اور مرثن نے اُس سے وطن کی اور لوکا پیدا ہوا وہ ام ولد مرثن کی ہوئی حال آنکہ وطن مرثن کی صاف نہ تھا ہی اَدَا مِلَکَ لَکَ وَ لَکَ شَیْءٌ غَرَضٌ

اس واسطے کہ اسکی ملک نہیں ہو اور نہ تحلیل ہو انکے نزدیک در اگر تحلیل بھی ہو تو تحلیل بھی اسی فرقے کے  
 نزدیک موجبام ولدیت نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ قسم بیٹی کی بے اذن باپ کے اس فعل میں جو  
 واجب نہیں ہوا اس میں ترک برائی کا بھی نہیں ہوا ایسے ہی عورت کی بغیر اذن شوہر کے فعل غیر واجب  
 اور ترک قبیح بین مضبوط و منعقد نہیں ہوتی یہ صریح مخالف مصوص قرآن کے ہو جو اطلاق کے  
 ساتھ نازل ہیں قولہ تعالیٰ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمُ بَعَا كَسَبْتُمْ فَلَوْلَا بَعْضُكُمْ لِبِأْنِ خَوْذِكُمْ لَكَوْنُ بَاتِ بَيْنِ  
 جو تمہارے دونوں نے کمانی کی ہو قولہ تعالیٰ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمُ بَعَا عَقَّدْتُمُ لَكَوْنُ لَكُمُ لَكُنْ بَوَاحِدَہ  
 کرتا ہی تھے محکم باندھنے پر برائی کے بان تو ریت میں مذکور ہو کہ نذر و وجہ کی بے اذن شوہر کے اور چھوٹے  
 لڑکے کی بے اذن باپ کے منعقد و محکم نہیں ہوتی لیکن معلوم نہیں کہ یہ حکم اصلی ہو یا تحریف کیا ہو اور  
 صورتیکہ اصلی بھی ہو تو قسم میں اور نذر و نیا زبائع و نالباغ میں بڑا فرق ہوا اسکے ساتھ جب قرآن مجید  
 اگلی کتابوں کا ناسخ ہو برخلاف اس کے تو ریت پر تمسک کرنا نری یہودیت ہو اور اس فرقے کے نزدیک  
 اذن شوہر کا نذر عورت میں کہ متعلق فرمانبرداری سے ہو شرط ہو کہ یہ بھی مخالف اطلاق قرآن کے ہو  
 قولہ تعالیٰ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمُ بَعَا عَقَّدْتُمُ لَكَوْنُ لَكُمُ لَكُنْ بَوَاحِدَہ کو قولہ تعالیٰ يُؤَاخِذُكُمُ بَعَا عَقَّدْتُمُ لَكَوْنُ لَكُمُ لَكُنْ بَوَاحِدَہ  
 کرتے ہیں وہ نذروں کو اور کہتے ہیں کہ اگر نذر کرے کو خاۃ کعبہ کو پیا وہ جاکے حج کرو لگا یہ نذر ساقط  
 ہو جاتی ہو آپہ نص ہو ابو جعفر طوسی سے یہ بھی مخالف نص قرآن کے ہو اور کہتے ہیں کہ دل کے قصد سے  
 نذر لازم ہو جاتی ہو بے اسکے کہ لفظ نذر کا ظاہر یا پوشیدہ کلام میں نہ آئے اس کو نذر ضمیر کہتے ہیں اور  
 یہ کہ شرع میں کوئی چیز جو باتوں کی قسم سے ہیں دل کے قصد سے لازم نہیں ہو جاتی جیسے قسم اور  
 نکاح اور طلاق اور عتق اور رجعت اور بیع اور اجارہ اور ہبہ اور صدقہ اور سوا اسکے اور حدیث صحیح  
 متفق علیہ ہوا ان الله سبحانه وتعالى ما وسوست به صدرك ما كنه تعمل به او تنكلم  
 ترجمہ بیشک اللہ نے دور رکھا ہو میری است سے اشیات کو جو وسوسہ گزے انکے سینے میں جب تک کہ  
 عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لائیں مسائل القضا کہتے ہیں کہ حکم قاضی حدود یعنی شرع کی سزاؤں میں تا نہیں  
 ہوتے امام معصوم ہونا چاہیے کہ جس مان غیبت امام میں یا جسوقت میں اور تسلط انہ کا نہ ہو بلکہ کل اوقات  
 میں یہ است اسی حالت میں سے تو بیکاری حدود کی لازم آئی اور بالفرض امام معصوم موجود ہو تو  
 سرمن رکا اور کر بلا محلی اور خف اشرف میں ہو گا پھر فیض آباد اور بنگالہ میں کون حدود قائم کرے

بہنم  
 الزنا تب قائم کر لیا تو اسی کی اجازت سے قائم کر لیا بس بلا واسطہ جو اجازت خدا کی ہو کیا تھوڑی ہو  
 قوله فاجلدوهم ثمانین جلدًا یعنی مارو انکو اتنی دے ان زانیہ والڑائی فاجلدوا کل واحد  
 منهم مائۃ جلدًا نہ زانیہ افضل ہو تو کو سو دے مارو تو لہ تعالیٰ الشارح والشارحہ فاقطعوا  
 ایدیہما چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹو اور جب جمیع عبادات و معاملات اور کفارت  
 شریعت میں حضور امام سے وابستہ نہیں ہیں حدود کا قائم کرنا کہ یہ جمیع عبادات سے ہر شہر کے رہنے والوں  
 کے حق میں اور جہ کفارات سے محدودوں کے حق میں وہ کیوں وابستہ حضور امام سے ہوں اور انکے  
 نزدیک لکھا پڑھنا بھی شرط قضا سے ہی حال یہ کہ اپنے ہاتھ سے لکھنے کی جو شرط قضا کی ہو کوئی  
 دلیل نہیں بلکہ برخلاف اس کے دلیل ہی کسوا سطحی خاتم النہین پیشینہ منصب قضا کا رکھتے تھے اور  
 کوئی تصور کو تو ماہی اس مقدمے میں انکو تنہا بدلیل نص قرآنی اِنَّا اَنْزَلْنَا الْيَتِ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ  
 لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِاَمْرِ اللَّهِ بیشک انہی نے یہ تحریر کیا ہی تا انسان دے تو لوگوں میں تو یہ کہ کو کھلے ہو کھلا نہ  
 حال آنکہ علم کتابت نہیں رکھتے تھے بدلیل قرآن وَكَانَتْ تَشْكُلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا  
 تَحْطُ بِمَعْنٰیہِ اور تو ایسا تنہا کہ قبل اس سے پڑھنا کوئی نوشتہ اور نہ لکھ جانا تھا اپنے ہاتھ سے  
 اور بھی قبائے اور جبل لکھنا اور انکا پڑھنا کام متصدیوں دار القضا کا ہو اگر خود قاضی اس امر کو نہ کر سکے  
 قضا میں کیا نقصان سوا اسکے انکے اخبار والوں نے ایسے اطہار سے صریح نصوص و ہدایت کیے ہیں  
 جن میں علم کتابت شرط نہیں ہو مسائل لدعوی کتاب الدعوی میں غریب نادریسٹلے انکے  
 میں ان سب سے یہ کہ اگر کوئی عورت جسکی لڑکی مر گئی ہو دعوی کرے کہ میں نے اپنی لڑکی متوفی کو  
 فلان فلان متاع مع خادم کے مات ہوئی تھی بے حجت و گواہ کے یہ دعویٰ مقبول ہو اسپر نص کی ہے  
 ابن بابویہ نے اور یہ صریح مخالف شرع کے ہو کہ گواہوں کے کوئی دعویٰ مقبول نہیں ہو تو لہ تعالیٰ  
 اُولَٰئِكَ اَعْلٰیہِ اَبَدًا تَعْبَرُ شَہَادَہٗ فَاَدْلُمَا تَوَابَا شَہَادَہٗ فَاَدْلُمَا تَوَابَا شَہَادَہٗ فَاَدْلُمَا تَوَابَا شَہَادَہٗ فَاَدْلُمَا تَوَابَا شَہَادَہٗ فَاَدْلُمَا تَوَابَا شَہَادَہٗ  
 چار مرد گواہ پھر جو زلے لڑا ہو کوئی بے گونہ نہ کیا نہ کہ سب تھوڑے مقصد شرع کا حفظ اموال ہو صریح بیان فوت ہوا  
 اور یہ کہ اگر کسی شخص کے دشمن نے اسپر دعویٰ زنا کا کیا اور کوئی گواہ نہیں جو اس دشمن کو قسم دے  
 جو جوڑ دینا چاہیے اور حد قذف یعنی تہمت زنا کی نہیں بنا چاہیے اسپر نص کی ہو انکے شیخ مقتول  
 نے مبسوط میں حال آنکہ شرع میں ایسی قسم کو حد و کے مقدمے میں اعتبار نہیں کیا ہو اور حد قذف کی

مذہبی جہد زنا پر جو حجت روشن نہیں قائم کر سکتا واجب کی جگہ کما هو المنصوص فی القرآن اور اس موقع پر  
 کہ دشمنی صریح علاوہ تمت دروغ کے واسطے ہر سطح نظر سے کر دینگا اور اسکی قسم پر نیک گمان کر لیں گے  
 مسائل الشہادت والصدیقہ الطعام کتاب شہادت میں بھی عجیب غریب باتیں کرتے ہیں  
 شہادت لڑکے نابالغ دس سو لے کی قصاص میں قبول کرتے ہیں حالانکہ شہادت نابالغ کی کسی  
 مقدمے میں بیاقت نہیں مکتی وقولہ تعالیٰ واستشہدوا شہیدین میں تہرجا لکم گواہی  
 چاہو دو گواہوں کی اپنے مردوں سے مقدمہ قصاص میں جس میں جان جاتی ہو دو لوگوں کی گواہی  
 کیونکہ مقبول ہوگی اور کتاب صید اور ذبیحہ میں صریح مخالف قرآن کے اہل کتاب کے شکار کو  
 حرام جانتے ہیں اور اہل سنت کا ذبیحہ وار گنتے ہیں اور اس شخص کا ذبیحہ کو ذبح کرنے سے قبل کو منہ نہ کرے  
 حرام جانتے ہیں اور ان سب باتوں پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہو اور عام نصوص مبطل انج اند شرط کی ہیں  
 قال اللہ تعالیٰ فکلوا مما آذکوا اسم اللہ علیہ ان کنتم ربایا تہ مؤمنین اور کھاؤ تم جس پر  
 اللہ کا نام لیا گیا اگر اسکی آیتوں پر ایمان لائے ہو اور کہتے ہیں اگر کوئی ایسے آلہ سے جسکی عادت نہیں ہو  
 شکار کرے وہ شکار اس کے ملک نہیں ہو تا شرع میں ان غیر معتاد میں کچھ فرق نہیں ہو اور کتاب لاطمہ  
 میں نہایت ہی توجہ مسئلے دل کے نکالے ہوئے رکھتے ہیں جانور مردار کے دو دھار و شمیمہ کو حلال جانتے  
 ہیں اور گھیسوں کی روٹی جسکا آٹا بجن پانی سے گوندھا ہوا ہو روہ آٹا اس پانی میں ایسا مخلوط ہو  
 کہ تپلا ہو گیا ہو و جلد اجزا میں آٹے کے پانی بجن و نثار کرے اسکو حلال جانتے ہیں کما تاذکروہ الحیاتی  
 فی اللہ ذکرہ اور جس کھانے میں پیچال مرغیوں کی پڑی ہو اور ملگئی ہو اور فالودیکا پانی جس میں  
 قدرے پانی مرو یا عورت کے استنجے کا اور قدرے پیچال مرغیوں کی ڈال کر تیار کیا ہوا نکلے نزدیک طیب  
 پاکیزہ اور قابل کھانے کے جو ایسے ہی جس کر میں کہ وہ ایک پیمانہ وسیع ہو بارہ وسق کا جسمین شمار  
 آدمیوں نے استنجا کیا ہو اور خون حیض و نفاس کا اُس میں گرا ہو ورنہ مذی اور دہلی و پیچال بشمار مرغیوں کی  
 اُس میں پڑے گھل گئی ہو اور کسی گتے نے بھی اُس میں ہوتا ہو اگر کوئی آتش یا فالودہ اس سے بنائیں اور اُس پر  
 افطار کریں حلال لیب ہو اور اگر حرف اس پانی کو دنت افطار کے پیر یا آب شورہ اور شربت کے کام  
 میں لائیں حلال ہو اگر کوئی آتش بقدر پاد بھر کے چائیں اور اُس میں پاد ورم دم مسفوح ڈالیں ان کے  
 نزدیک حلال ہو یا گدھے کا پیشاب یا گھوڑے کا کچھ قدر زیادہ اُس میں پڑ گیا جب بھی حلال ہو حالانکہ



انھیں قرآن میں ان سب خباثت کو حرام فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیے کہ علیہم السلام الخباثت اور حرام کرنا اور خباثت  
 اور ان کے نزدیک اگر کوئی شخص بھوکا ہو اور دوسرے کے پاس کھانا ہو لیکن وہ قیمت اس کھانے کی قیمت  
 مشہور سے زیادہ مانگتا ہو اور یہ بھوکا بھی بے زور دار اگر دے تو قیمت دے سکتا ہو لیکن اگر زیادتی قیمت پر  
 نظر کر کے وہ بھوکا زبردستی باکرہ اٹس سے کھانا چھینے تو حلال ہو مسائل الفرقان والوصایا ان کے  
 جو مسائل فرائض کے ہیں انہیں در صورت ہونے پوتی کے وادی کو ارث میں کچھ دخل نہیں ہے اور یہ مخالف  
 صحیح اخبار کے ہے کہ انکی کتابوں میں موجود ساوی سعد بن خلف فی القیمۃ عن ابی الحسن النکاظم  
 علیہ السلام قال سألته عن بئارت تلوی بن والحجید قال للجدی الثلث والباقی لثبات کل من  
 ترجمہ۔ روایت کی سعد بن خلف نے صحیح میں ابوالحسن کاظم علیہ السلام سے کہا میں نے پوچھا اٹسے میراثیٹے  
 کی لڑکیوں کو واد اسے آیا ایک ثلث واد کا جو باقی بیٹے کی لڑکیوں کا اور عدد نورث ہونے کی ہر  
 بیٹے کے ہوتے یہ بھی مخالف کتاب اللہ کے ہے یوسفینکم اللہ فی اولادکم زینی وصیت لکم کہ ابی اللہ تمہاری  
 اولاد میں اور پوتا میثبہ اولاد میں دخل ہے تو اللہ تعالیٰ وابتادنا وابتاء اخر یعنی بیٹے ہماری اور بیٹے تمہاری  
 قولہ یا بنی اسرائیل اذ کووا اسی بنی اسرائیل اور کووہ قولہ تعالیٰ یا بنی آدم لا یفینئکم الشیطان سے  
 بنی آدم نہ فساد میں ڈالے لکن شیطان یہ بھی مخالف اخبار صحیحہ کے ہے کہ اس مقدمے میں وارد میں اور  
 انکی کتابوں میں مروی اور موجود تھا یون اور بنون باوری کو دیت مقتول سے میراث نہیں دیتے  
 اور زوجہ کو زمین سے میراث دین نہ قیمت زمین سے اور عجب یہ کہ مقتول کے لکے اور دیت سے  
 قاتل کو میراث دیتے ہیں جو خطا سے اُسے مارا ہو یا شبہ خطا اور حال یہ کہ القاتل کا یرث قاتل  
 نہیں وارث ہوتا حکم عام ہے اور لصوص قرآنی ارث زرجہ اور خواہروان اور برادران میں بھی عام ہے  
 تخصیص زمین رویت کے کھانسی ثابت ہو اور میت کے بڑے بیٹے کو اسکے ترکے سے نکو اور قرآن اور  
 انگوٹھی اور پوشاک سے بغیر عومن ان سب کے اور وارثوں میں مخصوص کرتے ہیں یہ سب مخالف نص  
 قرآن کے ہے اور بیٹکی میراث سے باپ کو محروم رکھتے ہیں اور رکھتے ہیں کہ پادشاہ یا قاضی یا کو تو ال  
 کے سامنے فاع ظلی دے اسکی مابت اور میراث سے کہ یہ حکم تورہ جنگیز خان کا ہے نہ حال  
 شیع کا اور چاہتے ہیں کہ حکم شیع کو اس تورہ سے منسوخ کریں اور چاہتے ہیں اور چاہا دونوں  
 کو اور دونوں کو بعض اٹسے محروم مطلق رکھتے ہیں میراث سے ان بیعتوں کے مسائل میں اختلاف

کو تابع ظن کر کے مثلاً کسی شخص کے ایک صندوق کی وصیت ہو یہ جو کچھ نقد و متاع اس صندوق میں ہو سب کو داخل وصیت کرتے ہیں اور وصیت تحلیل فرج چھوڑ کر کسی شخص کے واسطے سال بہ سال سال کے لیے صحیح جانتے ہیں اور دلوں کی حد کو واجب سمجھتے ہیں جو عاقلہ عورتوں سے دنا کیا ہو اُن کے خبر صحیح متفق علیہ مخالف اُس کے یہ وہ قولہ رُفِیَہُ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةِ عَنِ الْجَنُونِ حَتَّى یَصْنُقَ اُٹھائے گئے قلم میں آ دیوں سے ایک مجنون جب تک کہ ہوش میں نہ ہو جائے اور جم واجب کرتے ہیں اُس عورت پر کہ اپنے شوہر کے ساتھ جم کیا اور بعد جم کے دوسری عورت باہر کے ساتھ سلجھ گیا اور وہ بارہ حاملہ ہوئی کتنے عورت کو رجم یعنی سنگسار کرنا چاہیے اور بارہ کو سو کوڑے لگائے جائیں اور یہ کہ سحاق کو کوئی نہ نہیں کہتا اور شرع میں بھی اسکو زنا اعتبار نہیں کیا ہے اور حد زنا کی اس مسلمان پر واجب کرتے ہیں جو بدکار کو کہے یَا لَیْسَ لَکُمُ الزَّانِیَةُ اِجْرٌ بَاہِلَی کا فرہ ہو لیکن ہن قرآن میں حد زنا کے محصنات سے مخصوص ہے کا فرہ سے ہرگز مخصوص نہیں اور حرمت اس کے بیٹے مسلمان کے موجب تعزیر ہے کہ نہ زنا اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نادم مسلمان کسی محصوم کو مار ڈالے اس سے قصاص لینا نہیں چاہیے اور آیت قصاص کی عام اور اندھے اور غیر اندھے سب کو برابر اور کہتے ہیں اگر کوئی بھوکا ہو اور دوسرے مسلمان کے پاس کھانا ہو اور وہ بھوکے کو نہیں دیتا بھوکے کو چاہیے کہ اُس مسلمان کو قتل کرے اور کھانا لیکے کھائے اُس بھوکے پر قصاص و دیت کچھ لازم نہیں آتا کیسی شریعت میں جائز نہیں ہو کہ بھوکے کو کھانا دینے سے قتل تجویز و جائز کیا گیا ہو اور کہتے ہیں اگر کا فر ذمی کسی مسلمان کو قتل کرے تمام مال اُس ذمی کا مسلمان کے وارثوں کو دینا چاہیے اور وارث مختار ہو چاہے اس ذمی کو غلام کرے چاہے مار ڈالے چکم بھی ظاہر خلاف شریعت کے ہے کہ کتاب اللہ نے فقط قصاص فرمایا ہو اور مال لے لینا اور قصاص کرنا اور غلام بنانا ان سب کو جمع نہیں کیا ہے ہرگز شرع میں جائز نہیں ہو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اُس ذمی کی اولاد و صغر سن کو غلام و چھوکرے بنالے اور حکم یہ ہے کہ لا تَزْنِ رُؤْسًا وَرِیْثًا وَذَرَاةَ اٰخِرٰی نِہین اُٹھاتا ہو کوئی اُٹھائیوا لا دوسرے کا بوجھ کر آیت قرآنی جو حاصل کلام انکی نئی نئی باتیں نکالی ہوئی مسائل دین میں اس قسم کے بہت ہیں جتنے جو ذکر کیں بطور نمونہ بھی کافی ہیں تو حقیقہ انکی دین ایمان اور اصول و فروع کے عاقلو غیر کھلم کھائے کہ یہ اصول سب دروغ اور فروع بے فروع کی نسبت ایسے کرنا اور ایسے مذہبوں کو مذہب اور پاکو نکالنا تاکس حد کا بہتان اور افترا ہو اور کسی مخالفت انکی روایتوں کی جو اُنکے پاس موجود ہیں

باب دہم اس باب میں خلفائے ثلاثہ اور وصی کرام اور ام المؤمنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے  
 مطاعن کا بیان ہے کہ شیعہ اپنی کتابوں میں لائے ہیں اور ان مطاعن کو اپنے زعم میں اہل سنت کی کتابوں تک  
 ثابت کیا ہے اور جو ابان مطاعن کا آجاتا چاہیے کہ بعد تلاش و جستجو کے معلوم ہو کہ جہاں میں کوئی شخص  
 ایسا نہیں ہوا ہے چہر زبان بدگو یوں در عیب جو یوں کے طعن و قبح کے ساتھ کھلی ہو بلکہ جناب کبوتری الہی  
 میں بھی حرفہ ہوا اور معلوم ہے کہ بتقریب انکار عصمت انبیاء معترکہ نے ابتداء آدم علیہ السلام سے حضرت محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی پیغمبر کو نہیں چھوڑا ہے کہ صغائر اور کبار ان کے جناب میں نہ لکائے ہوں ورنہ سب کو  
 حدیث و آیتوں سے ثبوت پونچا یا آیتیں ہی فرقہ ہوا انکار عصمت ملائمہ میں ہی چال چلے ہیں ورنہ خواجہ اور  
 نواصب نے جناب حضرت امیر اور اہلبیت کرام میں یہی وتیرہ اختیار کیا ہو لیکن عقلمند و نیر و شہید  
 نہیں ہے کہ یہ سارا شور و غوغا کون کا نسبت نورافشا فی ماہ کے ہر مطلق ان کے مرتبہ بلند میں کچھ نقصان  
 نہیں کرتا مہ نور می فشا ند و سگ باگ می کندہ اور اچہ جرم غایت سگ چین بودہ وَاذًا اَتَتَاکَ  
 کَفِیَّتَہِ مِنْ نَاقِصِ مَہِی الشَّہَادَۃِ لِی بِاَنِّیْ کَامِلٌ تَرَجِمَہُ جِبْ اَنے کوئی نقص میرا تیرے پاس کسی ناقص سے  
 تو وہ گواہی ہر میرے لیے اس بات کی کہ میں کامل ہوں آپس کو ایک جہوں ہزرگی خلفا اور صحابہ و ام المؤمنین سے  
 جانتا چاہیے کہ ان بدگو یوں نے از روئے کمال بغض اور نہایت حسد کے ان بدزبانوں تک جان ماری اور سوائے  
 چند شہوں کے جو اول فکر میں پتا رہو جاتے ہیں نہیں پائے گئے اپنے مقدور سے زیادہ کو خمش کرتے رہے  
 ظاہر ہے کہ جو کوئی عمر بھر میں سن رہا کام ایسے عمل میں لائے کہ وہ موقع گرفت دشمنوں اور بدگو یوں کے ہوں  
 باوصف اسکے کہ ریاست عام اور معاملات رنگارنگ خلق و انام سے رکھتا ہو اور بخوبی انکو انجام دیا ہو  
 وہ شخص فی الحقیقہ محل طعن نہیں ہوتا اگر ہو تو بڑی تعجب کی بات ہو بالفعل اگر کوئی شخص ریاست ایک  
 گھر کی رکھتا ہو اور ہر روز اس کام خلا کے اس سے ظاہر ہوں اور باقی جملہ امور با صواب تو وہ غنیمت وقت اور  
 نامہ روزگار رہتا ہو مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چند رہ ہیں ایک روز ابوبکر رضی اللہ عنہ  
 پیغمبر کے منبر پر بیٹھے ناخطبہ پڑھیں یا مام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے کہا یا ابوبکر انزل عنک  
 منبر جَدِّنا ترجمہ ای ابوبکر اتر جا دے واداکے منبر سے بس معلوم ہوا کہ ابوبکر کو لیاقت اس کام کی غنی  
 جواب آما میں زائد خلافت ابوبکر بنین بالاجماع صغیر سن تھے اس واسطے کہ تولد امام حسن کا ہجرت سے  
 تیس سال رمضان میں ہوا اور امام حسین کی چوتھے سال شعبان میں اور وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

شروع کیا رھوین سال میں بس جو قول نعل کہ صغریٰ میں نے واقع ہوئے آیا شیعہ کا اعتبار کرتے ہیں اور  
 انہر احکام مترج کرتے ہیں یا بسبب صغریٰ کے معتبر نہیں کہتے اور احکام مترج نہیں کرتے اول صحت  
 میں ترک تفسیر کا کہ انکے نزدیک جملہ واجبات سے ہی لازم آتا ہو اور نیز مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 کہ آنجناب نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پانچو وقت کی ٹانگے واسطے چار شنبے سے دو شنبے تک پنا خلیفہ کیا تھا کہ اس  
 اور بیان میں نماز جمعہ اور خطبہ کا بھی سرانجام انہیں سے ہو لازم آتی ہو اور مخالفت حضرت امیر کی بھی کہ  
 انھوں نے انکے پیچھے نماز پڑھی اور انکے خطبہ اور جمعہ کو مسلم رکھا اور دوسری صورت پر کوئی نقصان نہیں کہ سبب  
 طعن و شنیع کا ہو سکتا ہی ہو چکا قاعدہ ہو کہ جب کسی کو اپنے بزرگ کے مقام پر بیٹھ یا اسکا کپڑا پہنے یا اور کوئی  
 ستارہ اسکی اس کے استعمال میں دیکھتے ہیں گو اس بزرگ کی مرضی وادب سے ہو ضرر و مزاہمت کرتے ہیں اور  
 کہتے ہیں کہ اس جگہ سے اٹھ اور یہ کہہ سے اٹار اس بات کو انکی دلیل نہیں کہہ سکتے چرند انبیا اور ائمہ کمال  
 انسانی و مراتب یا بی میں تمام مخلوق سے جدا اور نہ میں بگیر بشریت کے حکم اور خواص بچپن اور طفولیت کے  
 پھر بھی انہیں ہوتے ہیں اسی سبب امامت کے واسطے جتنی وحد کمال عقل کو ضرور ٹھہرایا ہو بلکہ قبل چالیس سے  
 کسی کو منصب نبوت کا عطا نہیں ہوا مگر بطریق نادر و النادر فی حکم المحدثوم اور نادر حکم معدوم میں نہ  
 اور مثل مشہور ہو القصبی صبی و لکوکاں نبیاً کریم کا لڑکا ہی ہوتا ہی اگر چہ نبی ہو طعن و ممالک بن  
 نویرہ کی عورت بہت خوبصورت تھی خالد بن ولید نے کہ امیر الامرا ابو بکر کے تھے اسکی زوجہ بنانے کے لالچ  
 میں مالک کو کہہ دیا مسلمان تھا مارا الا اور اسی رات اس سے نکاح کیا اور مجامعت کی چار مہینے اور دس روز  
 جو عدت کے ہیں انکے گزرتے تک توقف کیا اس صورت میں زنا واقع ہوا اسلئے کہ نکاح عدت کے دو میل میں  
 درست نہیں ہوا اور ابو بکر نے نہ خالد سے قصاص کیا نہ عدل لگائی حالانکہ قصاص پورا کرنا اور عدل لگانا ابو بکر  
 پر واجب تھا اور عمر نے اس بات میں ابو بکر سے برا مانا اور خالد سے کہا اگر میں مالک سے نکاح کا ہوتا مجھے قصاص  
 لینا جواب بس طعن کا اس قصے کے بیان پر موقوف ہو چکا کہ معتبر کتابوں میں تاریخ و سیر کے  
 ثابت ہو جاتا چاہیے کہ خالد جب ہم طلیح بن خولید اسدی تنہی سے جسے باغوالے شیطان دعویٰ نبوت  
 شروع کیا تھا فارغ ہوئے تو متوجہ اطراف بطاح کے ہوئے اور سر یا لشکر کے جھکوا اگر نیز لوگ بکٹ کہتے ہیں  
 ہر طرف کو بھیجے اور وافق طریقہ مسنون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ جس قوم میں آواز اذان کی سنوائے  
 غرض مت کرو نہ لوٹو نہ مارو اور حسین آواز اذان کے نہ سنوا انکو لوٹ مارو اور خرابے ہلاک کرو اور درالحمز جانو

اتفاقاً سہ کے لوگ ابوتقادہ انصاری بھی امین تھے مالک بن نویرہ کہ آنحضرت کے حکم سے ریاست بطلان اور خدمت تحصیل صدقات و بان کے لوگوں کی اسکے تعلق تھی پکڑ کے لائے اور وقت استفسار خالد کے ابوتقادہ نے تو گو اہی دی کہ میرے آواز اذان کی اہلی قوم میں سنی ہو مگر اور لوگوں نے کہ وہ بھی اس سقہ میں تھے برعکس اسکے ظاہر کیا اور گرد و نواح کے لوگوں کی گواہی سے یہ بھی ثابت ہو چکا تھا کہ جب خبر وفات جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی تھی تو اس مالک بن نویرہ کے گھر کی عورتوں نے سنندی لگائی تھی اور دفن نوازی کر کے لوازم فرحت و شادی کے ادا کیے تھے اور اہل اسلام پر ہنستے تھے جب مالک اور خالد سے گفتگو ہوئی تو ہنگام سوال و جواب کے مالک نے خالد کے سامنے کسی بات میں یہ کلمہ کہا قال رجلکم او صباکم لکذا آئینہ کہا ہو تمھارے دوست نے یا تمھارے صاحب نے ایسا اور یہ نسبت و اضافت کرنا اہل اسلام کی طرف نہ اپنی طرف اسوقت کے کفار و مرتدوں کا مطلب یہ تھا کہ جناب پیغمبر تمھارے صاحب ہیں ہمارے نہیں تو اس کے پہلے یہ بھی منقہ ہو چکا تھا کہ جب مالک نے خبر وفات آنحضرت کی سنی تھی تو وہ صدقات جو اپنی قوم سے لیے تھے انکو پھیر دیے اور کہا کہ اچھا ہوا اس شخص کے در درج سے اب تم چھوٹ گئے تمھارے سامنے یہ ادا مرد می کی اُس سے ظاہر ہوئی خالد نے حکم دیا تو اسکو مار ڈالا جب یہ خبر مدینہ منورہ میں پہنچی خالد کی اس حرکت سے ابوتقادہ انصاری غصہ ہو کر دار الخلافہ میں آئے اور خالد سے کہا تمھیں بڑی غلطی و خطا کی اور عمر بن خطاب نے بھی اول دفعہ میں یہی جانا کہ یہ قتل بیجا ہوا خالد پر قصاص اور حد آتی ہو جب ابو بکر صدیقؓ نے خالد کو اپنے پاس بلا یا اور حال پوچھا ماجرا سچ عن ظاہر ہوا حق بجانب خالد کے پا کر متعرض نہ ہوئے اور پھر منصفیہ میرا امرانی پر بحال کو کے سامور فرمایا اب اس قصے میں تامل کرنا چاہیے اور ایسی صورت میں سمجھنا چاہیے کہ خالد پر قصاص کس طرح اور حد کیونکر واجب ہوتی ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ حربی عورت کا ایک حیض سے پاک ہو جائے حاضر ہو اور خالد نے اسکا انتہار نہ کیا تبس جواب اسکا یہ کہ طعن نہ خالد پر ہونہ ابو بکرؓ پر اور خالد نہ معصوم تھے نہ امام عام اسکے ساتھ یہ روایت کہ خالد نے اُسی رات اُس عورت کو صحبت میں رکھا کسی کتاب معتبر میں نہیں ہے اگر کسی غیر معتبر میں پائی جائے تو جواب اسکا بھی اسکے ساتھ موجود ہے کہ مالک نے مدت سے اس عورت کو طلاق کے قید کر رکھا تھا موافق رسم جاہلیت کے کہ انکے اس رسم کے دفع کر کے آیت نازل ہوئی وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمَّا تَصَلُّوْهُنَّ عَنِ جِسْمِكُمْ فَلَا تَزْنِیْ بِهِنَّ حَتّٰی یُخْرِجُوْهُنَّ مِمَّا تَزَوَّجْتُمُوْهُنَّ لَوْ کُنْتُمْ عَلٰی الْاُخْرٰی فَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی الْاُخْرٰی فَلَا تَزْنِیْ بِهِنَّ حَتّٰی یُخْرِجُوْهُنَّ مِمَّا تَزَوَّجْتُمُوْهُنَّ لَوْ کُنْتُمْ عَلٰی الْاُخْرٰی فَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی الْاُخْرٰی فَلَا تَزْنِیْ بِهِنَّ حَتّٰی یُخْرِجُوْهُنَّ مِمَّا تَزَوَّجْتُمُوْهُنَّ لَوْ کُنْتُمْ عَلٰی الْاُخْرٰی

عدت کا نہ کیا یہ مذہب تمام قعیون اہل سنت کا جو اس مقدمے میں الزام دینا اہل سنت اور ثابت کرنا  
 مطاعن کا انکے مذہب کی روایتوں سے منظور ہوا بدلائل کے مسائل اور روایتوں کا ملاحظہ کرنا چاہیے نہیں تو  
 مقصود حاصل ہو گا فی الاستیعاب وَاَمَّا كَاَنَّى خَالِدًا ابُو تَكْرِنَ الصِّدِّيقِ عَلٰی الْجَمْعِ وَشَفَقَهُ اللَّهُ  
 عَلَیْهِ اِلَیْمًا مِّنْهُ وَغَلَبَ هَا وَقَتْلَ عَلٰی يَدِ الْكَتْرَاكِلِ الرَّوْدِ وَمِنْهُمْ مَسْتَلَمَةٌ لِّكَادِبٍ وَمَا لَافِ ابْنِ  
 نُؤَيْرَةَ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ قَرِصَمَه امیر کیا خالد کو ابو بکر نے لشکر و سپہ رسوخ کیا خاندان کے ہاتھ سے یا مادر و سوا  
 اُسکے اور قتل کر لئے اُسکے ہاتھ سے اکثر مرتد اُنھیں میں سے سلیمان اور مالک بن نویرہ ہیں آخر قول تاکوس  
 جواب ہے مانا مالک بن نویرہ مرتد تھا لیکن شبہ اُسکے مرتد ہونیکا بے شبہ خالد کے دل میں تھا اور وہیں  
 میں جم گیا تھا وَالْفَصَاحُ یُنْدِی بِالْشُّبُهَاتِ اور قصاص منع ہوتا ہو غیہوں سے ہم استقامت کرتے ہیں  
 علماء دین و مفتی شرح متین یا مادر اہل سنت سے کہ اسی صورت میں کہ کسی شخص سے ایسی حرکتیں والیہ کلمات  
 جو مالک بن نویرہ سے نہ ہو نہ وہاں یا روز عاشورہ کو فرحت و شادی اور اہانت کی باتیں حضرت امام حسین اور  
 انکی تحقیر اور اذغان رسول اور اولاد بتول کی کاسدن سخت بلا میں مبتلا تھیں اس سے صادر ہوں انکو کیا کرنا  
 چاہیے اگر اُسکے مرد و ہونیکا حکم فرمائیں نہما و نہ جو کوئی ان حرکتوں اور ایسی باتوں کو معلوم کر کے اُسکو  
 مار ڈالے اس گمان سے کہ مرتد ہو قصاص اُسپر آئیگا یا نہیں قیسر جواب ابو بکر صدیق علیہ السلام کے تھے  
 نہ خلیفہ شیعہ اور سنی کے انکو انکی خواہش و فرمایش کے موافق کام کرنا تک ضرور ہو بلکہ موافق سنت پیغمبر کے  
 کرنا چاہیے تھا اور حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں خالد نے سیکڑوں مسلمانوں کو ارتداد کے شبہ میں مار ڈالا تھا  
 آنحضرت ہرگز اس سے متعصمن ہوئے چنانچہ باجلع اہل سیر و تاریخ کے ثابت ہوا اسکا قصہ یہ کہ آنحضرت نے  
 خالد کو ایک لشکر پر امیر کیا اور خالد نے ایک قوم پر تاخت کی وہ لوگ مسلمان تو ہو گئے تھے لیکن اسلام کے قواعد  
 ابھی ٹھیک نہیں جانتے تھے جسوقت میں کہ یہ مشغول نئے قتل کے ہوئے اسوقت میں اسلام ظاہر کرنے کو یہ کلمہ ان کی  
 زبان سے نکلا صَبَاءُ نَا صَبَاءُ نَا یعنی میں بدین ہوئے ہم بدین ہوئے ہم مراد انکی یہ تھی کہ اپنے دین سے توبہ  
 کی اور اسلام میں داخل ہوئے خالد نے ان سب کے مار ڈالنے کو حکم دیا بعد اشدہن عمرے کہ یہ بھی انکے متعصبوں  
 تھے اپنے یاروں اور ساتھیوں کو حکم کیا کہ ان لوگوں کو قتل مت کرو قید رکھو جب حضرت کے حضور میں حاضر  
 ہوئے آپ بہت غصہ ہوئے اور بڑا افسوس کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَا کَ الْاِیْمَانِ مِمَّا كَاَنَّهُ خَالِدٌ مَّرْحُومٌ  
 بَارِخِدا یا میں پاک ہوں میرے نزدیک جو کچھ خالد نے کیا نہ خالد پر قصاص جاری فرما نہ اُنھنے دیت دلائی

اس واسطے کہ انکے دل میں انکی طرف سے کفر کا شبہ نہ پڑا جس کو بکر صدیق نے بھی اگر ایک آدمی کے خون بابت جاسمین پر شبہ بلکہ اس شبہ سے قوی تر خالد سے قہر نہ کیا تو کیا برائی کی خصوصاً ابو بکرؓ نے دیت میں خون بہا مالک کا بیت المال سے دلایا چوتھا جواب اگر ابو بکرؓ نے پورا قصاص مالک کا خالد سے نہ لینے میں توقف کیا کہ اس توقف سے انکی خلافت میں قیوم اور بُرائی پیدا ہوئی توقف حضرت امیرؓ کا عثمان کے قانون سے قصاص پورا لینے میں اس سے بہت بڑے کے موجب قیوم ہو گا اسی لیے کہ عثمان میں کوئی موجب قتل کا تھا نہ متحقق نہ متوہم لیکن جب اہل سنت اس توقف کو امیرؓ کے موجب قیوم نہیں جانتے تو ابو بکرؓ کے توقف کو خالد کے باہمین کو بکر قاضی جانیں گے بس ان پر الزام ناید نہیں ہوتا پانچواں جواب بطور استیفاء کے جبکہ معنی میں سب کو گھیر لینا قصاص مالک بن نویرہ کا ابو بکرؓ کے ذمے اس وقت واجب ہوتا کہ وارث اس کے قصاص چاہتے اور اس کے وارثوں کا قصاص چاہنا ہرگز ثابت نہوا بلکہ اس کا بھائی مسم بن نویرہ پاس عمر بن خطابؓ آیا اور اس کے مرتد ہو جانیکا اقرار کیا جسکی یہ کیفیت تھی کہ اپنے بھائی کے عشق و محبت میں تون جلاتا رہا اور کپڑے بھاڑتا تھا عمرؓ بھی حال اس کا رہا بہت مریض اس کے حق میں کہے کہ عرب میں مشہور میں اُمِّیْنِ مَشْهُورِیْنِ وَبَشِیْرِیْنِ بِاٰیٰتٍ وَكُنَّا لَکَ ذَاکِیْ حَذِیْمَةٌ حَقْبَةٌ حَتّٰی یَذٰلِکَ یَتَصَدَّقَا فَاَمَّا کَفَرْتُمَا کَاٰیٰی وَمَا لَکَا یَطُوْلُ اِجْتِمَاعُ لَیْلَةٍ لَّکُمۡ یَدِیْنِیْمَا ترجمہ ہم دونوں ایسے تھے جیسے دو صاحب خدمت کے ایک عمر زمانہ سے یہاں تک کہ کہا گیا ہرگز یہ دونوں آدمی جدا نہ ہوں گے اور جب جدا ہوئے تو یہ گویا ہم اور مالک باوصف اتنے طول صحبت کے ایک رات بھی ایک جگہ نہ رہے تھے جب اس مسم بن عمر بن خطاب کے سامنے اقرار اس کے ارشاد کا کیا تو عمرؓ اس کا رستہ جو زمانہ ابو بکرؓ میں کیا تھا نادوم ہوئے اور اقرار کیا جو صدیق عمل میں لائے عین صواب و ریختن حق تھا اور دلیل روشن اس پر یہ کہ عمر بن خطاب نے باوصف اس کے کہ نہایت سختی حد جاری کرنے اور پورا قصاص لینے میں رکھتے تھے اپنے زمانے میں کہ حد بیان سے زیادہ اقتدار حاصل تھا نہ حد جاری نہ قصاص لیا طعن مسموم یہ کہ لشکر اسامہ سے تخلف اختیار کیا حال یہ کہ جناب پیغمبرؐ نے اس لشکر کو خود رخصت کیا تھا اور لوگوں کو نام بلام ستعین کیا اور لینے آخر دم تک ہانہ اور تاکید فرماتے تھے اور کہتے تھے جَهَنَّمُ وَاَجَنَّتْ اُسَامَةُ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا تَرْجَمَ سلمانؓ کہ وہ لشکر اسامہ کا لعنت کو کہ اللہ اس کو پھر بیٹھے اس سے جواب اس طعن کا یہ کہ یہ طعن ابو بکرؓ کی طرف کس طرح متوجہ ہوتی ہو خواہ بوجہ دسانان کرنے خواہ بوجہ پیش رفتنے کے اگر پہلی وجہ یعنی سلمانؓ کرنے کے





اہل مدینہ کو صدمہ پہنچے ابو بکرؓ نے ہرگز قبول نہ کیا اور کہا اگر اسامہ کا لشکر بھیجے سے میں جانوں کہ مدینہ میں  
 لقمہ درندوں کا ہو جاوے گا تو ہو جاوے گا مگر خلافت حکم رسول اللہؐ کے جائز نہیں رکھتا ہوں لیکن اسامہ سے درخواست  
 کی کہ عمرؓ میں خطاب کو اجازت دے کہ وہ اُنکے پاس ہر تین محافظت مدینہ اور صلاح حضورؐ میں شریک ہوں  
 پس اسامہ کے اذن سے عمرؓ میں خطاب کو لٹ پڑے اسامہ نے ربیع الآخر کے غرہ کو کوچ کیا اور انبے کی طرف  
 جہان زید بن اسامہ شہید ہوئے تھے متوجہ ہوا یہ سبے وضۃ الصفا اور وضۃ الاحباب اور حبیب السیر  
 ملا معین اور اور تار یحیون معتبرہ سنتی و شیعہ میں موجود ہو اور اگر دوسری وجہ ہو یعنی تخلف رفاقت اسامہ  
 سے اسکے چند جواب ہیں اول یہ کہ رئیس وقت جب کسی شخص کو کسی لشکر میں متعین کرے پھر اس  
 شخص کو کسی خدمت میں خدات حضورؐ سے مامور فرمائے صریح یہ معلوم ہوتا ہو کہ اس شخص کو متعین کرتے  
 موقوف کر کے استغنا کر لیا اور پہلے کو منسوخ کیا بیان ہی معاملہ واقع ہوا کس واسطے کہ آنحضرتؐ نے اول  
 مرض میں اس لشکر کو جدا کر کے ہمراہ اسامہ کے متعین کیا جب مرض کو شدت ہوئی اور اسامہ ملو اور اسکے  
 تابعین نے کوچ میں توقف کیا ابو بکرؓ کو خدمت فازی میں اپنا نائب مقرر کیا اور اس عظمیٰ میں مشغول فرمایا  
 بیان تک کہ آپؐ نے وفات پائی پس عیناتی ابو بکرؓ کی خود موقوف ہو گئی تھی انکا جانا نہ جانا دونوں  
 برابر رہے اور شریعت میں ثابت ہو کہ ابتدا جہاد کی فرض کفایہ ہو اور سامان لشکر اسامہ کا بھی اسی  
 قسم سے تھا بس اسامہ کے ساتھ خرچ نہ کرنے سے بالخصوص ابو بکرؓ کو کچھ لازم نہیں آتا اور دفع کرنا فساد  
 کفار اور مرتدوں کا مدینہ سے فرض میں اگر اسکو ترک کرتے ترک فرض کا تھا لہذا ابو بکرؓ نے فرض کفایہ  
 کو ادا سے فرض میں ج کے واسطے ترک کیا و ہوا لکن لشکر سے خاصۃً یعنی وہ حکم خاص شریع کا ہی جب  
 تمام لشکر ابو بکرؓ کی تجویز یعنی سلمان اور برائیگی خیزہ کرنے سے نکلا ان سب کا ثواب ابو بکرؓ کی طرف عائد ہوا  
 اور وہ فرض کفایہ بھی انکے دفتر اعمال میں ثابت ہوا دوسرے یہ کہ مقرر کرنا اشخاص کو کسی طرف کسی  
 امیر کے ساتھ جہاد کو باب سیاست مدنی سے ہو اور یہ رئیس وقت کے صوابدید کے سپرد نہ احکام مندرجہ  
 میں اللہ سے جس جہاں آنحضرتؐ نے وفات پائی سیاست مدنی ابو بکرؓ کے متعلق ہوئی اب یہ امور وابستہ  
 بصلاح دید ابو بکرؓ کے ہوئے جسکو چاہیں اسامہ کے ساتھ کریں جسکو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور چاہیں آپؐ  
 بھی بھلیں چاہے نہ بھلیں یہ ایسا ہی جیسے کوئی پادشاہ کسی لشکر کو متعین کرے اور اتنا سے سلمان  
 واسباب سفر اور کھانا اور اس ہم میں وفات پاجائے دوسرا پادشاہ اسکی جگہ مقرر ہو تو اب اس

بادشاہ کو روایہ کہ بعض تعیناتیوں کو اپنے حضور میں پہنچنے سے اس سبب کہ بھلائی ملک و دولت کی  
 اس میں سمجھتا ہی نہیں اتنے سے تصرف میں مخالفت پاو شاہ اول پانڈا ماننا اسکے حکم کا لازم نہیں آتا نفع  
 یہ ہو کہ انکی جگہ کوئی اور امیر مقرر کرے یا اسکو حمل چھوڑے یا اس کے حریفوں سے صلح کر کے حاصل کلام  
 سب امور جزئیہ اور جو مناسب صحت و قوت کے ہوں اُسی کے موافق سے متعلق ہیں جو دلیل قوت کا  
 ہو اسکا ان کاموں میں اپنی رائے کے ساتھ تصرف ہو اور حکم پیغمبر کا ایسے امور میں قسم تشریع اور وحی سے  
 نہیں ہو ہرگز اور یہ جملہ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا اہل سنت کی کتابوں میں ہرگز موجود نہیں ہو  
 بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو معنی اسکے یہ ہیں کہ اسامہ کو تنہا چھوڑنا اور ہم رو میوں سے واسطے بدلا لینے  
 زید بن حارثہ کے بچنا حرام ہو اور جب ابو بکر خدمت امامت پر متعین ہوئے تو وہ ان سب باتوں سے کھل گئے  
 اور ستھنی ہو گئے بلاشبہ قَالَ الشَّهْرُ سَتَانِي فِي الْمَكَلِ وَالنَّحْلِ اِنْ هَذِهِ الْجُمْلَةُ مَوْضُوعَةٌ  
 مَفْتَوًى ۛ یعنی شہرستانی نے ملل اور نخل میں کہا ہو بیشک یہ جملہ بنایا ہوا اور دل کا جوڑا ہوا ہو اور  
 بعض فارسی نویس کہ آپ کو محدث اہل سنت کا گنتے ہیں اور اپنی تاریخ میں یہ جملہ لائے ہیں واسطے الزام  
 اہل سنت کے کافی نہیں اس واسطے کہ اہل سنت کے نزدیک اعتبار حدیث کا جب ہو کہ محدثین کی سند  
 کتابوں میں پائی جائے مع حکم بصحت کے بے سند حدیث ان کے نزدیک ایسی ہی جیسے شتر بہار ہرگز اُسی  
 کان نہیں لگاتے قیصر کے یہ کہ ابو بکر کو بعد رلت پیغمبر کے انقلاب منصب کا ہوا یا تو احد مؤمنین میں تھے یا  
 خلیفہ ہوئے اور بجائے پیغمبر کے بیٹھے اور جب کسی کا منصب بدل جاتا ہو تو احکام اُس منصب کے اس پر جاری ہوتے  
 ہیں موافق شرع کے نہ اگلے احکام جیسے الصَّبِيُّ اِذَا بَلَغَ وَالْمَجْنُونُ اِذَا اَفَاقَ وَالْمَيْتُ اِذَا سَاكَ وَالسَّكَانُ  
 اِذَا اَقَامَ وَالْعَبْدُ اِذَا عَتَقَ وَالرَّعِيَّةُ اِذَا تَاَمَّرَ وَالْعَامِيُّ اِذَا تَقَلَّدَ الْقَصَاةَ وَالْفَقِيرُ اِذَا اَصَارَ  
 غَنِيًا وَالْغَنِيُّ اِذَا اَصَارَ فَقِيرًا وَالْمَجْنُونُ اِذَا تَوَلَّدَ وَالْحَيُّ اِذَا مَاتَ وَالْقَرِيبُ اِذَا مَاتَ لَا قَرَبَ مِنْهُ  
 فِي الْوَلَايَةِ وَلَا رِثَ اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ النِّظَائِرِ ترجمہ لڑکا جب بالغ ہو اور دیوانہ جب بوشیا ہو  
 اور مقیم جب مسافر ہو اور مسافر جب مقیم ہو اور غلام جب آزاد ہو اور رعیت جو حاکم ہو اور عامی جو  
 خدمت قضا کی کرے اور فقیر جب غنی ہو جائے اور غنی جب فقیر ہو جائے اور بچہ کم کا جب پیا ہو اور زندہ  
 جب مر جائے اور رشتہ دار جو قریب تر ہو وہ طریقہ اور قریب معاملہ نکاح اور ارث میں قائم ہو سوا ان کے  
 ایسی بہت نظیریں ہیں جب ابو بکر بجائے پیغمبر کے خلیفہ ہوئے تو انکو اسامہ کے ساتھ نکھنا کیوں چاہیے تھا

اس واسطے کہ اگر پیغمبر خود زندہ ہوتے خود نہیں نکلتے نہ اراوہ نکلتے کا کرتے ہاں کام پیغمبر کا کہ دینی سامان لشکر کی تھی وہ انکے ذمے ہوئی اسکو سرانجام کیا جو تھے یہ کہ بالفرض خاص ابو بکر کا مورخے اس بات پر کہ اسامہ کے ساتھ رومیوں کی لڑائی میں جائیں اور یہ نہ گئے اور نماز میں جو آنحضرت نے انکو چھٹا نماز اور غلیفہ نماز کا کیا یہ چھٹا بھی نہ سہی اور شغل خلافت کے مہمات اور بحفاظت مدینہ اور ناموس رسول کا جو عذر کیا یہ بھی مختلف میں مقبول نہوا تو بس حد درجہ یہی تو ہو کہ انکی عصمت میں خلل پڑیگا سو عصمت امامت میں شرط نہیں ہے بلکہ عدالت ضروری ہے اور ایک دو گنا و صغیرہ کے ارتکاب سے عدالت بگڑ نہیں جاتی اور ابو بکر بالا جماع فاسق نہ تھے یہ شیعہ سنی میں کیسے نزدیک ثابت نہیں ہو کہ گناہ کبیرہ کے وہ مرتکب ہوئے ہوں یا چھوٹے یہ ایک دو طعن کہ ابو بکر اور انکے امثال پر شنید اہل سنت کی روایتوں سے جو ثابت کرتے ہیں اہل تو ثابت نہیں ہوتے بالفرض اگر ثابت بھی ہوں تو چاہیے کہ اہل سنت کی جو روایتیں کہ حق میں ابو بکر کے میں فضائل و منافا و زخو و تجوی بڑے بڑے درجوں بہشت کی کہ آیات اور حدیث پیغمبر اور اخبار ائمہ اور دیگر اہل بیت سے لاتے ہیں وہ بعض اُنسے شیعہ کی کتابوں میں بھی صحیح اور مروی ہیں ایک پلے میں ترازو کے رکھیں اور یہ جو دو تین طعن ہیں دوسرے پلے میں رکھ کے تو نونا چاہیے پھر جواب مانگنا چاہیے چھٹے یہ کہ شیعہ کے نزدیک حکم پیغمبر کا واسطے وجوب متعین ہے نہیں ہو جیسے کہ اسپر لٹھ جو مقلد کی دروغ میں جس اگر حکم صریح خاص ابو بکر ہی کو ثابت ہو کہ اسامہ کے ساتھ جائیں اور ابو بکر نہ جائیں جب بھی کچھ خلل نہیں آسکیے کہ شاید یہ امر واسطے مذہب کے ہو اور امر مذہبی کے ترک سے گناہ نہیں لازم آتا جو اب ہم اس جملے کا جو لَعَنَ اللّٰهُ مَن تَخَلَّفَ عَنْهَا جو بیان کرتے ہیں یہ جملہ اہل سنت کی کتابوں میں موجود نہیں ہے کہ متعلق جواب کا ہو اور بالفرض اگر ہو بھی تو لفظ مَن عام ہو خود شیعہ کے نزدیک کَمَا صَدَرَتْ حُجُوۃُہِ فِی کُتُبِہِ الْاَصْنَوۃِ یعنی جیسی کہ تصحیح کی ہے انہوں نے کتب اصول میں بس اس صورت میں حضرت امیر اور سب مسلمان اس وعید میں شریک ہیں لہذا جو کچھ سبکی طرف سے جواب ہو گا وہی ابو بکر کی طرف سے ہو گا اور اگر کہیں کہ یہ وعید خاص اسامہ کے متعینوں کو ہو ہم کہیں گے جَعَلْتُ وَاَحْبِیْشَ اَسَاسَۃً یہ خطاب متعینوں پر نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ تجزیہ و سامان لشکر اسامہ کا کرنا بعینہ لشکر اسامہ کو فرمانا کلام بمعنی ہے میں خطاب عام سب مسلمانوں کی طرف ہو اور جملہ لَعَنَ اللّٰهُ بھی اسی کلام کے ساتھ مذکور ہے پھر خصوصیت متعینوں کی نہیں ہوتا تو میں یہ کہ مخالفت حکم خدا کی ہو یہ سہلہ شیعہ کی نزدیک حضرت آدم اور حضرت یونس علیہما السلام سے بلا شک ثابت ہے جیسا کہ باب نبوت میں گذرا اگر

ایک حکم رسول کا امام نے بھی خلاف کیا ہو تو کیا ڈاسا سلا کر امام بنی کا نائب ہوا اور نائب کیسا ہی بہتر ہو پھر  
 بھی اہل سے گھٹ ہی کے ہو گا طعن چہارم یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو کبھی واسطے اقامت ایک  
 امر کے جو دین و شرع متین سے متعلق ہو والی نہیں کیا ہے اور جو قابل ولایت ایک امر مسلمانوں کے قابل  
 ولایت عام مسلمانوں کے سطح ہو گا جواب اس طعن کا بھی بچند وجوہ دیا ہوا اول تو یہ دعویٰ ہی محض  
 جھوٹ اور مرہوتان باجملع اہل سیر کے تو ایچ شیعہ و سنی میں صحیح و ثابت ہو کہ ابوبکرؓ بعد شکست جنگ  
 احد کے جب یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان جو اس لڑائی میں نادم ہو کے لوٹا ہو چاہتا ہو کہ مدینہ پر تاخت کرے آنحضرت  
 نے ابوبکرؓ کو اسکے مقابلے میں رخصت کیا اور انھوں نے اسکا مقابلہ کیا اور چوتھے سال غزوہ بنی نضیر میں  
 ابوبکر صدیقؓ کو امیر لشکر کا فرائض گھر کو تشریف فرما ہوئے اور چھٹے سال میں جب غزوہ بنو لحيان کو نکلے  
 وہ لوگ آپؐ کی خبر سنکے پہاڑ و پتھر متحضر ہوئے آپؐ نے ایک روز انکے مقام پر ٹھہر کے فوج سرے کے اطراف  
 میں بھیجی انھیں سے عمدہ سر پہ کے سردار ابوبکر صدیقؓ تھے کہ طرف کراخ المیم کے گئے تھے اور غزوہ تبوک میں  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لشکر ظفر پیکر دینے سے نکل کے ثنیۃ الودع میں جمع ہوں اور امیر  
 لشکر کے صدیق ہوں کہ موجودات لشکر کی اُن کے طور پر مقرر ہوا اور غزوہ خیبر میں آنحضرت کو تودر  
 شقیقہ یعنی مدد سوار صر تھا اور وقت عین محاصرہ قلعہ کا تھا ابوبکرؓ کو واسطے فتح قلعہ کے نائب بنا کر کے  
 بھیجا کہ اس روز ابوبکرؓ سے سخت لڑائی ہوئی اور ساتویں برس میں بنی کلاب کی ایک جماعت پر بھیجا سلمہ بن  
 اکوع اپنے رسالے سمیت انکے ساتھ متعین ہوا اور انھوں نے بنو کلاب سے لڑ کر ایک جماعت کو قتل کیا اور  
 ایک گروہ کو کپڑا لانے اور بنو فرارہ پر بھی ابوبکر صدیقؓ ہی امیر لشکر کے تھے چنانچہ حاکم مسلم بن اکوع سے  
 روایت کرتا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا بکر فقتن ونا ناسا من بنی قریظہ  
 فکما دونا من الماء امرنا ابوبکر فامرنا فکما صلیکما الصبیحہ امرنا ابوبکر فکما  
 لغا سارۃ الی آخر الحدیث ترجمہ میر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو سوہنے جہاد کیا ایک قوم  
 بنی فرارہ سے جب ہم بانی کے نزدیک پہنچے تو حکم کیا ہوا کہ ابوبکرؓ نے بسا ت کو مجھے آرام کیا جب نماز صبح  
 کی پڑھ چکے کہ حکم کیا ہوا کہ صبح کو مجھے لوٹا تا آخر حدیث اور معارج اور حبیب السیر میں مذکور ہے کہ بعد  
 غزوہ تبوک کے ایک عربی نے حضرت کے حضور میں آکر عرض کی کہ ایک قوم عرب سے وادی الزبل میں  
 جمع ہو کر ارادہ کشجون کا رکھتی ہیں حضرت نے نشان اپنا ابوبکرؓ کو دیکر امیر لشکر کا کیا اور اس

جماعت پر بھیجا اور یہی جب درمیان بنی عمر اور بنی عون کے خانہ جنگی واقع ہوئی اور حضرت کو بعد ظہر کے خبر پونہچی اور اصلاح کے واسطے انکے محلے میں تشریف لے گئے بلال کو فرمایا کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ آؤں ابو بکر نماز پڑھائے چنانچہ عصر کے وقت بھی یہی ہوا تو بنی برس حج فرض ہوا اور آپکا جانا بسبب بعض امور کے موقوف رہا ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج کا کر کے ایک جماعت کثیر اصحاب کے ساتھ مکہ کو بھیجا تو بان جا کر اقامت مراسم حج کی ادا کرے اور مخلوق کو اس عبادت کبریٰ کے قاعد و نہر آگاہی بخشنے اور اپنے مرتضیٰ موت میں شب پنجشنبہ سے صبح دوشنبہ تک امامت نماز کی انکے سپرد فرمائی جو ایسی مشہور ہو کہ حاجت بیان کی نہیں اب سوچنا چاہیے کہ امور دین کے جو رئیس سے تعلق رکھتے ہیں یہی تین چیز ہیں جماعت حج نماز سوتینوں چیزوں میں ابو بکر کو اپنے سامنے اپنا نائب کیا ہی پھر اور کون سے امور دینی باقی رہ گئے جنہیں ابو بکر کو قیامت امامت و نیابت کی نعمتی دوسرے یہ کہ چنے مانا کہ پیغمبرؐ نے کبھی ابو بکر کو کسی کام پر والی نہ کیا لیکن اس سبب کہ انکو اپنا وزیر و مشیر جانتے تھے انکی غیبت میں کوئی کام دین کے کاموں سے سرانجام نہیں پاتا تھا ہمیشہ سے رسم و عادت پادشاہوں کی ایسی ہی ہوتی آئی ہو کہ وزیر اور امرا گہار کو عملداری و خودار کیونہیں بھیجتے ہیں اور فوج سر پر امیر نہیں کرتے اس واسطے کہ بدون انکے عمدہ کام دربار کے اتر ہوتے ہیں چنانچہ اسوجہ کو خود جناب پیغمبرؐ نے فرمایا ہو حاکم حذیفہ بن یمان سے روایت کرتا ہو کہ میں نے سنا ہی جناب پیغمبرؐ سے کہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو ملوک و درواز کی طرف واسطے تعلیم دین و فرائض کے بھیجوں جیسے حضرت عیسیٰؑ نے حواری بھیجے تھے حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ اس قسم کے لوگ تو خود موجود ہیں جیسے ابو بکر اور عمرؓ آنحضرتؐ نے فرمایا اِنَّہٗ لَا غِنَاءَ لِي عَنْہُمْ اِنَّہُمْ مِّنَ الدِّیْنِ کَالسَّمْعِ وَالْمُہِیْمِ مَرَّ جَمْعٍ مِّثْلِکَ اُنَّہٗ بے پروائی محکوم نہیں ہو کہ وہ آنکھ کا دین کے ہیں اور یہی آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ حق تعالیٰ نے محکوم چار وزیر عطا کیے ہیں دو وزیر اہل زمین سے ابو بکر و عمر اور دو وزیر آسمان سے جبرائیل و میکائیل تیسرے اگر کسی کا آپ نہ بھیجنا موجب ہے لیاقتی امامت کا ہو تو لازم آئے کہ حضرت حسنینؓ بھی لائق امامت کے نہوں معاذاذہم ان ذلک اس واسطے کہ حضرت امیرؓ نے ان دونوں کو کسی لڑائی اور کسی کام پر نہیں بھیجا اور انکے برادر علانی محمد بن حنفیہ کو اکثر کاموں پر مامور فرماتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے محمد بن حنفیہ سے پوچھا کہ تمہارے باپ لڑائیوں میں خوشنماک تھے کانون میں نکلوا کام بتاتے ہیں و حسنینؓ کو آپ سے جدا نہیں کرتے اسکا کیا سبب ہو اُس امام زادہؑ نے فرمایا کہ حسنینؓ ہمارے باپ کی اولاد میں ایسے ہیں جیسے بدن میں دو انگلیں اور ایسے ہیں جیسے ہاتھ پاؤں

اور جب تک ہاتھ پاؤں سے کام نکلے آنکھوں کو دکھ دینا کیا ضرور بلکہ عادت انسان کی ہو کہ ہاتھ پاؤں کو آنکھوں کی سپرد نہ کرے۔ فوت کے وقت میں طعن و محسوسم یہ کہ ابو بکر صدیقؓ نے عمرؓ بن خطاب کو جملہ کاموں میں ملائوں کے متولی کیا اور طلیفہ امت کا کیا حال آنکہ آنحضرت کے وقت میں ایک سال صدقات لینے پر مامور ہوئے تھے پھر معزول ہو گئے اور معزول پیغمبر کو منصوب کرنا پیغمبر کی مخالفت کرنا ہر جواب اس ضمن کا یہ عمر کو معزول سمجھا بڑی بیوقوفی ہو اگر کسی شخص کو کسی کام پر متولی کرین اور وہ کام اُس کے ہاتھ سے سرانجام ہو جائے اور تولیت تمام کو اپنے تئیں تو اس شخص کو یہ نہیں کر سکتے کہ اُس تولیت معزول ہو جائے عمر بن خطاب کی تولیت کا انقطاع بھی اسی قسم سے تھا کہ کام اخذ صدقات کا تمام سوا تولیت بھی تمام ہوئی اگر اسکو عزل کہیں تو لازم آئے کہ ہر نبی بعد موت کے معزول ہو اور ہر امام بعد موت کے معزول ہو و و و و جواب یہ کہ مانا جیسے عمر معزول پیغمبر کے تھے لیکن مثل حضرت ہارون کے کہ جب حضرت موسیٰؑ سے لڑنے کے آئے یہ خلافت سے معزول ہوئے مگر اس سبب سے کہ نبی بالاستقلال تھے اس عزل نے انکی لیاقت نبوت میں کچھ نقصان نہ کیا ایسی ہی عمر بن خطاب کے حق میں فرمایا لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عُمَرُ مَعِيَ بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا پس اس عزل نے انکی لیاقت امامت میں بھی نقصان نہ کیا تیسرا جواب مخالفت پیغمبر تو جب ہو کہ آنکھوں سے منع فرمایا ہو اور یہ اُس کے ترکب ہوئے ہوں نہ یہ کہ اُنکے معزول کو منصوب کرین پس اگر پیغمبر اُنکے نصیب سے منع فرماتے اور ابو بکرؓ اُنکو منصوب کرتے البتہ مخالفت لازم آتی جب یہ بدیع مخالفت کہان اور اگر اس چیز کا کرنا جو آنحضرت نے نہ کی ہو مخالفت شہرے تو لازم آئے گا کہ حضرت امیرؓ نے بھی حضرت عایشہؓ کی ردوائی میں مخالفت آنحضرت کی کی معاذ اللہ من ذلک طعن ششم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو متعین اور تابع عمرو بن عاصؓ کا کیا اور انکو اپنا امیر کیا ایسے ہی اسامہؓ کو اپنا سردار کیا اگر انکو لیاقت ریاست کی ہوتی تو اس مقدمے میں بھی افضل واولیٰ ہوتے پھر کیوں نہیں رئیس کیا اور ذکوہ اُنکے تابع کیا جواب اس ضمن کا بھی بوجہ ہوا اول یہ کہ اگر اُنکے سردار نہ کرنے سے دلیل انکی بے لیاقتی کی ہو کہ امر افضل کے لائق نہ تھے تو ضرور ہو کہ امیر کرنا دلیل افضلیت و لیاقت کی ہوگی پس اگر شیعہ متقدمین امت کے عمر بن مال اور اسامہ بن زید اور انکی افضلیت کے ہوں تب ہاں سنت اس مقدمے میں محتاج جواب کے ہو گئے اور نہیں تو نہیں و و و و کہ کسی خاص معاملے میں افضل پر فضول کو امیر کرنا کچھ قباحت نہیں اور یہ امر خاص افضلیت و لیاقت امامت کبریٰ پر ولایت نہیں کرنا کسو اسطے کہ مقدمہ مخالفین



ریاست دنیا اکثر نظر مصلحت جزئیہ خاصہ کے ہوتا ہو کہ وہ مصلحت مفسدوں اور کمتر لوگوں سے سرانجام پاتی ہو اور افضل اور بہتروں سے نہیں ہوتی جیسا کہ امارت عمر و بن عباس میں واقع ہوا کہ وہ ایک شخص و اہی مکار و حیلہ گر تھا اور منظور بھی تھا کہ نہ لیفون کو مکر و حیلے سے تباہ کرے یا انکے مکر اور مکاناتوں کو لٹا کی راہوں سے واقف تھا اور سر ایسا واقف تھا یہ ایسا ہو جیسے چور پکڑنے اور راہ صاف کرنے کے لیے شب گردی اور نوچداری اسی قسم کے لوگوں کو دیتے ہیں بڑے بڑے امراء سے یہ خدمتیں سرانجام نہیں ہوتیں بلکہ ریاست خاص میں تلی و تشفی خاطر مصیبت زد و ماتم کشیدہ ظلم سیدہ کی منظور ہوتی ہو جیسا کہ اسامہ کے حق میں واقع ہوا کہ اسکا باپ روم میں شام کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوا تھا اگر اسکو رومیوں نے شکر کرتے اور اس کے ہاتھ سے بدلا اسکے باپ کا نہ لواتے تو اسکو تسلی و تشفی اور نام و مرتبہ حاصل نہوتا تعمیر سے یہ کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ ابو بکر و عمر اسکو مطلع کریں ان حالات پر جو متعینوں اور تابع کنرو اسے پیش آتے ہیں کس قسم کے عمدتایں اور متعینوں کے حال میں کرنا چاہیے اور یہ بات بدون اس کے کہ ایک دوبار انکو سیکھا تابع کرتین اور سیکھا متعین فرمایین بحقیقین معلوم نہیں ہو سکتی گو یہ تابع کرنا واسطے ریاضت و تعلیم سلیقہ امارت و ریاست کے تھا ایسا جیسے پادشاہ اولوالعزم جب تک کہ سپہگرمی سے امارت کو اور امارت سے وزارت کو اور وزارت سے سلطنت کو نہیں پہنچے ہیں اس مرتبہ عظمیٰ کو کما حقہ سرانجام نہ دیا ہو جیسے تیمور اور نادر شاہ اور ان کے مثل جس تربیت انکی اس طور پر سرچ دیلالت کی ہو کہ ان کے حق میں ریاست عمدہ خاص آپ کی مد نظر کرنا مستلزم تھی اور اسی تربیت کے واسطے ان دولوں آدمیوں کے حق میں یہ صورت واقع ہوئی یہ دولوں اپنی خلافت کے وقت میں مرا اور لشکر و آلون کو ایسے انتظام سے رکھتے تھے کہ اس سے بہتر خیال میں نہیں آتا تھا نہ امراء کے سر میں نبی و استغلا کا ٹھکانا تھا نہ لشکر و آلون میں کاکلی و سستی نہ بے مرنگی و طاعن و قتل میں ظاہر ہوتی تھی امر کو لشکر پر اور لشکر پر امر پر کسی قسم کا ظلم و ستم اور ناز و فخر نہ تھا رعایا مہمدا میں امن میں چین سے تھے فاغ البال گذران کرتے تھے اور فتوح پر پورا و غلبہ میں انی روز بروز رانگے ہاتھ آتی تھیں یہ بات واقفون فن سیرہ براندہ میں الشمس ی اور ابن میں لاسر آ ورجو ہو واقعی ہر ان میں شیعہ میں نہیں چل سکتا دغا و شیعہ بن کا نہ و امور موبہ میں ہوتا ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو اچھا تھا اور اگر ایسا ہو تو بہتر ہو طعن مہمتم کہ ابو بکر نے خلیفہ بنے میں مخالفت آنحضرت کی کی طعنا معلوم ہو کہ آنحضرت مصلحت اور مفسدہ کو خوب سمجھتے تھے اور است پر جو نہایت شفقت اور رافت رکھتے تھے

لکھا کہ امت پر خلیفہ مقرر نہ فرمایا اور ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا جو اب اس طعن کا بھی بوجہ ہوا اول یہ کہ  
 خلیفہ نہ کرنا آنحضرت کا امت پر صریح جھوٹا ہوا سوا سطلے کہ شیعہ کلمہ قائل ہیں کہ آنحضرت نے جناب امیر کو  
 خلیفہ کیا اگر ابوبکر نے اپنے پیغمبر کی سنت کا اتباع کر کے امت پر خلیفہ بنایا مخالفت کیونکر لازم آئی اور اگر  
 موافق مذہب اہل سنت کے کلام کرتے ہیں تو محقق اہل سنت کے بھی خلیفہ بنانے کے قائل ہیں نانا و تسبیح  
 میں اور صحابہ کو کہ رمز شناس اور دقیقہ یاب و اشارت فہم آنجناب طہر کے تھے اسقدر کافی و وافی تھا اور  
 ابوبکر صدیقؓ نے اس نظر سے کہ بہت لوگ عرب اور عجم کے تازہ اسلام میں آنے تھے بے تفریح اور تفریص و  
 عہد نامہ کے ان دقیقوں کو نہیں پاسکین گے اسلئے دو شتخو اندر میان میں لائے دوسرے یہ کہ خلیفہ نہ کرنا  
 جناب پیغمبرؐ کا اس سبب تھا کہ از روئے وحی ربانی اور الہام سماوی کے یقین جانتے تھے کہ بعد میری خلافت  
 ابوبکرؓ کی ہوگی اور صحابہؓ اختیار اس پر جماع اور اتفاق کرینگے اور غیر کو دخل نہ دینگے چنانچہ حدیث کا بی  
 عَلِيٍّ اَلَا تَقْدِیْمُ اَبِیْ بَكْرٍ مَّرْجُومٌ ہر قبول نہ رکھا جسے مگر مقدم کرنا ابوبکر کا اور دوسری حدیث  
 مَا اَتَى اللّٰهَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ مَّرْجُومٌ قبول نہ کر لیا اللہ تعالیٰ اور نہ مسلمان مگر ابوبکرؓ اور حدیث  
 اِنَّهُ الْخَلِیْفَةُ مِنْ بَعْدِ نَبِیِّكَ وہ خلیفہ ہو میرے بعد کہ یہ سب صحاح اہل سنت میں موجود ہیں صریح دلالت  
 کرتے ہیں اس بات پر کہ جب اسکا یقین حاصل تھا تو حاجت خلیفہ کرنے اور عہد نامہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی چنانچہ  
 صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ مرض وفات میں ابوبکرؓ اور انکے بیٹے کو بلایا تھا کہ عہد نامہ لکھ دین پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ  
 اور مسلمان خود بخود سوا ابوبکرؓ کے اور کو خلیفہ ہی نہ کرینگے حاجت لکھنے کی نہیں ہو موقوف رکھا اختلاف ابوبکرؓ کہ  
 انکو وحی نہیں آتی تھی جو قطعی علم اس سے حاصل ہوتا نہ لوگوں کے حال و قرابین سے معلوم ہوا تھا کہ بعد میرے  
 بلاشبہ عمر بن خطابؓ کو خلیفہ کرینگے اور انہی عقل میں اصلاح حق میں امت کے امور دین کی خلافت عمر کو جانتے تھے  
 پس انکو ضرور ہوا کہ حسین صلاح امت کی معلوم کی تھی عمل میں لائیں شکر خدا کا کہ انکی عقل کام کر گئی جیسے شوکت  
 دین اور انتظام امور ملت اور ذلت کافروں کی عمر کے ہاتھ سے ہوئی کسی تاریخ میں مرقوم نہیں ہے کہ کسی نبی کے  
 خلیفہ سے ہوئی ہو طبعی سر یہ کہ خلیفہ عمرؓ اور چنیز ہوا اور منع کرنا اس سے اور چیز مخالفت جب ہوتی کہ آپ  
 خلیفہ کرنے سے منع فرماتے اور ابوبکرؓ خلیفہ کرتے نہ یہ کہ پیغمبرؐ نے خلیفہ نہ کیا ابوبکرؓ نے کیا نہیں تو لازم آئے کہ حضرت  
 امیرؓ نے خلیفہ کرنے حضرت امام حسنؓ میں مخالفت حضرت پیغمبرؐ کی کہ حَاسِبُكَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ یعنی بری ہو خدا  
 اس چیز سے طعن شتم یہ کہ ابوبکرؓ تھے اِنَّ لِیْ شَیْطٰنًا یَّائِمْزُکُنِیْ فَاِنْ اِسْتَقَمْتُ فَاَعِیْزُوْنِی

وَأَنَّ مَنْ عَصَى عَنْ مَوْثِقِي هَرَّيْنِ سِرِّهِ وَسَاطِعِ اِيْكَ شَيْطَانِ بِرْكَهٖ مَجْهُوْلٍ اَتَا بِسِرِّ اِلْغَرِ مِيْنِ سِيْدِ صَاحِلُوْنَ تَوْسِيْرِ  
 مَدْكُوْرٍ وَاوْرَ اِثْرِ صَاحِلُوْنَ تَوْ مَجْهُوْلٍ سِيْدِ صَاحِرٍ دَوْرٍ وَاوْرَ جَوَاسِيَا بِرْكَهٖ شَيْطَانِ اُسْكُوْشِ اَتَا بِوَرْدِ مَجْهُوْلٍ وَاَتَا بِرْكَهٖ قَابِلِ  
 اِمَامَتِ نَبِيْنِ بِرْ جَوَابِ اَسْ طَمْنِ كَا اَوَّلِ جَوَابِ تَوْبَةٍ بِرْ كَرِيْهِ رَوَايَتِ اِبْلِ سُنْتِ كِيْ مَتَبَرِّ كِتَابُوْنَ بِرْ نَبِيْنِ بِرْ  
 تَا اِلْزَامِ دَرَسْتِ هُوْ بِرْ خِلَافِ اِسْ رَوَايَتِ كِيْ اَنْكَ نَزْدِيْكَ يُوْنِ مَسِيْحِ اَوْرِ تَابِتِ هُوْ كِيْ اَبُوْ بَكْرٍ لَئِنْ اَبْنِيْ وَفَاتِ كِيْ  
 وَفَاتِ عُمَرُوْنَ خُطَابِ كُوْ بَا كِرْ وَصِيَّتِ كِيْ اَوْرِ يِهْ كَلَامَتِ كِيْ وَاللّٰهُ مَا لَمْ تُتْ فَعَلِمْتُ وَمَا شَبَّهْتُ فَتَوَقَّعْتُ  
 وَاِنِّيْ لَعَلَّكَ السَّبِيْلُ مَا زَعَمْتُ وَلَكُمَّ اِلَاجُكُمْ اَوَّيْ اَوْصِيَّتُكَ يَتَقَوَّى اللّٰهُ تَرَجَمَ قَسَمِ خُدَا كِيْ مِيْنِ نَبِيْنِ بِرْ  
 كِيْ خُوبِ بِرْ شِيْآنِ دِيْ كِيْ اَوْرِ كِيْ نِيْ مَجْهُوْلٍ شَبِيْهِ مِيْنِ نَدُوْ اَلَا كَمِيْنِ وَهَمِ كَرَا وَاوْرِ سِرِّ اَيْنِيْ مِيْنِ رَاہِ بِرْ مِيْنِ اِثْرِ صَاحِلُوْنَ بِرْ  
 اَوْرِ كُوشِشِ مِيْنِ مِيْنِ نِيْ قَصُوْرِ نَبِيْنِ كِيَا وَاوْرِ مِيْنِ وَصِيَّتِ كَرْتَا ہوں مَجْهُوْلِ خُدَا كِيْ تَقْوٰے كِيْ اَخِرِ كَلَامِ مَكْتَبِ سِيْحِ بِرْ كِيْ بَعْدِ  
 رَحْلَتِ پَنِيْمِ عَلٰی اِسْلَامِ اَوْرِ مَنَعْدِ ہونے خِلَافِ كِيْ اَوَّلِ خُطْبِہٖ جَوَابِ بَكْرِ صَدِيقِ نِيْ پَرِ صَاحِبِيْ تَحَا كِيْ اَسے يَارَانِ  
 رَسُوْلِ مِيْنِ خَلِيْفَہٖ پَنِيْمِ كَرْتَا ہوں لِيْكِيْنِ وَجِيْزِ كِيْ خَاصَہٖ پَنِيْمِ كَرْتَا ہوں يَحْمِيْدِ نَدُوْ حُوْثِہٖ بَوَالِ وَحِيْ دُوسَرِے  
 عَصَمَتِ شَيْطَانِ سِيْ اَوْرِ يِهْ خُطْبِہٖ اُسْ كَا اِمَامِ اَحْمَدِ كِيْ مَسْنَدِ اَوْرِ كِتَابُوْنَ مِيْنِ اِبْلِ سُنْتِ كِيْ مَوْجُوْدِ اَوْرِ اِسْ  
 خُطْبِہٖ كِيْ اَخِرِ مِيْنِ يِهْ بِرْ كِيْ مِيْنِ مَحْصُوْمِ نَبِيْنِ ہوں بِرْ طَاعَتِ مِيْرِيْ تَبَرُّ اُنْھِيْنِ بَا تُوْنِ مِيْنِ فَرَسِ نِيْ ہُوْ جُوْ  
 مَوَافِقِ سُنْتِ پَنِيْمِ اَوْرِ شَرِيعَتِ خُدَا كِيْ ہوں بِالْفَرَضِ اِگْرِ خِلَافِ اِسْ كِيْ تَسے كہوں ہر گز مِتْ مَانَا وَاوْرِ مَجْهُوْلِ كَا  
 كَرْدِ وَاِسْ عَقِيْدِے پَرِ تَامَامِ اِبْلِ اِسْلَامِ كَا اِجْمَاعِ ہُوْ اَوْرِ كِيْسَا كَلَامِ سِرِّ اِلْغَرِ اَصَافِ ہُوْ اَوْرِ جَوَلُوْگِ رِيَا سَتِ پَنِيْمِ  
 كِيْ خُوْگَرْتِيْ ہر شَكْلِ مِيْنِ حِيْ اَلٰہِيْ كِيْ طَرَفِ رُجُوْعِ كَرْتِيْ تَحِيْ اَوْرِ سَبَبِ عَصَمَتِ پَنِيْمِ كِيْ اُنْ كِيْ اَمْرِ وَہِيْ كِيْ  
 نِيْ تَا اِلْ طَاعَتِ كَرْتِيْ تَحِيْ اَوَّلِ خُلَفَا كُوْ لَازِمِ تَحَا كِيْ اُنْھُوْ آگَاہِ كَرْدِيْنِ كِيْ دُوْ جِيْزِيْنِ خَوَاصِ پَنِيْمِ ہوں كِيْ  
 يُؤَجِّدُ فِيْہٖ وَلَا يُؤَجِّدُ فِيْ عِلْمِہٖ وَہِ دُوْنُوْنَ جِيْزِيْنِ پَنِيْمِ ہُوْ مِيْنِ بَا ئِيْ جَاتِيْ مِيْنِ غِيْرِ مِيْنِ  
 نَبِيْنِ بَا ئِيْ جَاتِيْنِ دُوسَرِے يِهْ كِيْ كِتَابِ كَلْبَنِيْ مِيْنِ حَضْرَتِ جَعْفَرِ صَادِقِ سِيْ مَسِيْحِ رَوَايَتِيْنِ مَوْجُوْدِيْنِ  
 كِيْ ہر مَوْسَمِ كِيْ وَسَاطِعِ اِيْكَ شَيْطَانِ بِرْ كِيْ اُسْكُوْ بَكَا تَا ہُوْ اَوْرِ حَدِيْثِ مَسِيْحِ مِيْنِ آيَا ہُوْ مَا مِّنْ كُفْرٍ مِّنْ اَحَدٍ  
 اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِہٖ قُوَّةٌ مِّنْ اِلٰہِيْ نَبِيْنِ تَمِ مِيْنِ سِيْ اِيْسَا شَخْصِ كُوْنِيْ نَبِيْنِ بِرْ كِيْ حَسْبِہٖ سَا تَحَدِ اِيْكَ  
 مَصَاحِبِ جَنِّ سِيْ مَقَرِّ نَوْتَا تَنَكِ كِيْ عَرَضِ كِيَا يَارَسُوْلُ اللّٰہِ اُپْ كِيْ وَسَاطِعِ بِرْ كِيْ قَرْنِ بَعْنِيْ ہَشِيْدِيْنِ بِرْ  
 فَرَا مَا اِلَانِ بِرْ لِيْكِيْنِ حَقِّ تَعَالٰی نِيْ مَجْهُوْلِ اُسِ غَا لِبِ كِيَا ہُوْ كِيْ اُسْ كِيْ شَرِّے بِجَا رَتہا ہوں بِسْرِ نَبِيَا كُوْ تَرَا نِيْ  
 شَيْطَانِ كَا بَكَا نِيْ كِيْ قَصْدِے نَقْصَانِ نُبُوْتِ مِيْنِ نَبِيْنِ كَرْتَا اَبُوْ بَكْرِ كِيْ اِمَامَتِ مِيْنِ كِيَا نَقْصَانِ كَرْتَا

اس واسطے کہ امام کو متقی ہونا چاہیے یہ ضرور ہے اور متقی کو بھی خطرہ شیطان سے ہو چتا ہو مگر وہ خبردار ہو جائے تاکہ  
مطابق اسکے کام نہیں کرتا تو کہہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا  
فَاِذَا هُمْ مُبْتَعِرُوْنَ بیشک وہ لوگ کہ پرہیزگار ہیں جب کوئی خیال آگوشیطان سے ہو چتا ہو کہ  
اسکو یاد کرو تو اسی وقت انکی آنکھیں بینا ہو جاتی ہیں یعنی آگاہ ہو جاتے ہیں اللہ اس شخص کے  
امامت کو نقصان پہونچتا ہو کہ مغلوب شیطان اور مطیع اسکے فرمان کا ہوا اپنے اختیار کی باکمال اسکے ہاتھ  
میں دیدے اسکے کہنے پر چلے تو یہ تنقار سے جلدی تدارک اسکا نہ کرے کہ تعالیٰ وَاِخْوَانُهُمْ يَمْعَدُوْنَهُمْ  
فِي النَّفْيِ ثُمَّ لَا يَقْصِرُوْنَ یعنی متقیوں کا تو وہ حال اور جوار کے بجائی ہیں انکو یہ میرا ہی میں کھینچنے  
ہیں پھر وہ کوتاہی نہیں کرتے اور یہ مرتہ فسق و فجور کا ہو کہ بالاجماع لیاقت امامت میں خلل انداز ہو  
تیسرے یہ کہ اگر ابو بکرؓ ایسے کلام صادر ہوئے تو اس سبب سے وہ منصب امامت سے گرجائیں ابو بکرؓ سے  
صادر ہوئے تو تعجب ہوا حضرت امیرؓ نے کہ بالاجماع امام برحق تھے اپنے یاروں سے ایسے کلمات فرمائے  
نہج البلاغت میں کہ امامیہ کے نزدیک سب کتابوں میں زیادہ صحیح اور متواتر روایت یہ ہے کہ وہ ہو تو کہ  
لَا تَكْفُرُوْا عَنْ مَّقَالَةٍ بَهِجَةٍ اَوْ مَشْوَرَةٍ بِعَدَلٍ فَاِنِّيْ لَكُنتُ بِقَوْلِيْ اِنْ اَخْطِئْتُ وَلَا اَمْنٌ ذٰلِكَ  
مِنْ فِتْنَةٍ اِلٰى اٰخِرِ مَا سَبَقَ نَقْلُهُ ترجمہ بندہ ہو حق بات کہنے سے یا مشورہ صل سے بیشک میں  
نہیں ہوں میں اپنے قول میں کہ خطا نہ کروں اور نہیں مطمئن ہوں میں ایسے ہی اپنے فعل میں آخر تک ہو  
پہلے گزری نقل اسکی اور کیا کہہ سکتا ہو وہ جسے سپارہ الم کا قرآن مجید سے پڑھا ہو حضرت آدمؑ کے  
حق میں جنگی خلافت کی نص ہو اِنِّيْ جَاعِلٌ فِيْ الْاَسْرَافِ خَلِيْفَةً یعنی میں کرنا چاہتا ہوں میں میں  
اپنا نائب اور کیا کہیگا جسے سورہ صادر پڑھی ہوگی حضرت داؤد کے حق میں کہ وہ بھی نص اسکی سے  
خلیفہ تھے يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِيْ الْاَرْضِ بِمِثْلِ اِمْرَاؤَدِ وَهِنَ خَلِيْفَةٍ کیا ہو مگوزمین میں  
حال آنکہ اور یا کی عورت کے معاملہ میں کیسا پریشان کیا کہ آخر محتاج تنبیہ و عتاب خدا سے تعالیٰ کے  
ہوے اور زینت توبہ و استغفار پونہچی اور کیا کہیں گے شیعہ و خلیفہ والے جنھوں نے صحیفہ کاملہ حضرت  
سجاد کا دیکھا ہو گا اور انکی دعائیں گوش ہوش سے سنی ہوگی کہ اپنے حق میں کیا فرماتے ہیں چنانچہ  
مَنْجِلہ انکے یہ ہو کہ مَلِكُ الشَّيْطَانِ عَنَانِيْ فِيْ سُوْرِ الظَّنِّ وَصُغْفُوْا الْيَقِيْنِ وَاِنِّيْ اَشْكُوْ  
سُوْرَ مَجَاوَسَاتِهِ اِلٰى اِطَاعَةِ نَفْسِيْ لَهُ ترجمہ بیشک بکری ہو میری باگ شیطان نے بدگمانی میں

اور ضعف یقین میں اور میں شکایت کرتا ہوں اسکی کہ یہ میرا بد عہد ہے ہوا و نفس کی کہ اسکا مطیع ہو گیا ہے جواب  
اس عبارت کو اور ابو بکر کی عبارت کو تو لانا چاہیے لفظ یقین تری و ان من عت کو ایک ہے میں اور لفظ طاعت  
عنائی و اطاعت نفسی ایک ہے میں قضیہ حلیہ کہ کلام امام میں واقع ہو کہ دلالت و قیوع طرفین پر نسبت  
بالجزم میں طرفین کرتا ہو اور قضیہ شرطہ ابو بکر کو بھی دل میں لانا چاہیے کہ ان من عت ہرگز قیوع طرفین  
کو نہیں چاہتا اور بھی سمجھنا چاہیے کہ خطرات شیطان سے جب تک کہ وہ اپنے مقصود پر قابو نہ پائے کیا  
نقصان بلکہ ایک فضیلت ہو اور سورہ یوسف سے اول آیت سیارہ و مَا أَتٰ بِرَحْمَةٍ نَّفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَآ تَدْرٰکُ  
اِلَّا شَوْءًا مِّنْ حَمِیْمٍ سَرِیٍّ ترجمہ میں یہ عیب نہیں کہنا اپنے نفس کو بیشک نفس میں ایک ہر ایک کرتا ہو مگر وہ کہ حکم کرے  
پروردگار میرا اسکو پڑھنا چاہیے اور ابو بکر کو منصب خلافت سے گرانہ چاہیے طعن نہم یہ کہ عمن خطاب  
مروی ہو کہ فرمایا اَلَا اِنَّ بَعْثَہٗ اِنِّیْ بَکُمْ کَانَ فَلَیْسَ وَفِی اللّٰہِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَشْرَکَافَمَنْ عَادَ اِلٰی مِثْلَہَا  
فَاَتٰکُوْهُ تَرْجَمَہٗ خُبْرًا ہو بیشک بیعت ابو بکر کی بے اندیشہ تھی بچا لیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انکے شر سے  
تس جو کوئی کہ دوسرا ایسا کام کرے اسکو مار ڈالو اور روایت بخاری میں اور الفاظ میں کہ محل معنی  
انکائی ہی ہو پس یہ روایت صریح دلالت کرتی ہو کہ بیعت ابو بکر کی ناگاہ و بے مشورہ اور بے تامل ہوئی تھی  
اور بے دستاویز کسی دلیل کے اسکو خلیفہ کیا پس خلافت اسکی بے بنیاد تھی نہ اصلی لاجرم امام برحق نخواست  
جواب یہ کلام عمر کا اس شخص کے جواب میں واقع ہو جو کہ تانتھا انکے وقت میں کہ اگر عمر جابین تو فلان  
شخص سے بیعت کر لگا اور اسکو خلیفہ کر لگا اسواسطے کہ ابو بکر کے اول ایک ہی دواومی نے فلتیہ بیعت  
کی تھی آخر یہ مقدمہ کرسی نشین ہوا اور سب مہاجر و انصار اس کے تابع ہوئے اور بخاری میں یہ کلام مذکور ہو  
بس معنی کلام عمر کے اس سائل کے جواب میں یہ ہیں کہ بیعت ایک دواومیوں کی بے تامل اور بے رجوع مجتہدوں  
اور مشورہ اہل حل و عقد کے صحیح نہیں ہوا اور جو کچھ ابو بکر کے حق میں واقع ہوا ہر چند ناگاہ اور بے تامل تھا لیکن  
رجوع ہونا اسکا اپنے موقع پر خوب جہا اور حق حقدار کو پونچا اور بیجا نہوا بسبب ظہور اس کے اسی خلافت پر اہست  
نازا اور اور قرینوں حالیہ و مقالہ یہ چیز سے اُن محاملات میں جو اُن سے کیے تھے اور فضیلت انگلی تمام صحابہ پر  
ہر کسی کو ابو بکر پر قیاس نہ کرنا چاہیے بلکہ اگر دوسرا ایسی بیعت کرے تو اسکو مار ڈالو کہ جو کچھ واجب ہو یعنی تامل  
اجتماع اور اجتماع اہل حل و عقد وہ اُس نے نہ کیا اور باعث فتنہ و فساد کا ہوا اہل اسلام میں آ و آخر میں اس کلام کے  
کہ شیعت نے اسکو اپنا خلیفہ مروج کرنے کو کمال ڈالا ہے لفظ واقع ہو و اِنِّکَ وِیْلُ اِنِّیْ بَکُمْ فَضِیْلَتٌ اَوْ رِیْبٌ مِّنْ یَّحٰیجِی

اور نہ حاجت ہوئے طرف مشورہ اور تامل کے اس کے حق میں پس معلوم ہوا کہ معنی وَفَى اللّٰهُ لَكُمْ حَاقَہِ سَیِّئِ  
 بین کہ ہر چند ابوبکر کی خلافت میں عجلت ہوئی بنی ساعدہ کے سقیفہ یعنی مشورہ باطل کے سبب سے کہ  
 انصار اس کی پر خاش کرنا چاہتے تھے فرصت مشوروں اور مراجعتوں طویل کی نپائی لیکن عجلت میں  
 جو خوف ہوتا ہو کہ مبادا بیعت اپنے موقع پر نہ پڑے اور نالائق منصب امت پر والی وغالب ہو جائے  
 خدا کی عنایت سے یہ بات ظہور میں نہ آئی اور حق اپنے مرکز پر ٹھہرا اور ظاہر ہو کہ مراد عمر کی یہ نہیں ہے  
 کہ بیعت ابوبکر کی صحیح نہیں ہو اور خلافت ان کی درست نہیں ہوئی کس واسطے کہ عمر اور عبیدہ بن جراح  
 بھی دو شخص ہیں کہ اول ابوبکر سے سقیفہ میں بیعت کی ہو اور سقیفہ کے معنی ایک ایوان پنہان کے بھی  
 ہیں جس میں بیٹھ کے عرب مشورے باطل کیا کرتے تھے بعد ان دونوں کے اور وں نے بیعت کی اور ان  
 دونوں نے اس وقت میں ابوبکر کے حق میں کہا ہوا اَنْتَ خَيْرُنَا وَ اَفْضَلُنَا تو بہتر اور بزرگتر ہے  
 اور یہ کلمے ان کے سب لوگوں نے مابعد انصار سے تسلیم کیے انکار نہیں کیا بس خیریت و فضیلت ابوبکر  
 کی تمامی صحابہ کے نزدیک قطعی اور سب کی مانی ہوئی ثابت ہو اور انصار جو پر خاش کرتے تھے یہ چاہتے تھے  
 کہ انصار میں سے بھی ایک خلیفہ ہو نہ یہ کہ ابوبکر قابل خلافت نہیں ہیں اور اہل سنت کی روایتوں صحیحہ سے  
 ثابت ہو کہ سعد بن عبادہ نے بھی بعد اس صحت کے ابوبکر سے بیعت کی اور حضرت امیر اور حضرت زبیر نے بھی  
 بیعت کی ہو اور پہلے روز کے خلاف کا عذر کہ شکایت کی کہ ہمارے مشورے پر کیوں نہیں موقوف رکھا  
 ابوبکر نے اس شکایت کے جواب میں پر خاش انصار اور عجلت ان کی اس کلام میں بیان کی اور حضرت امیر  
 اور حضرت زبیر نے یہ وجہ عجلت کی پسند کی اور مان لی چنانچہ تمامی صحابہ اہل سنت میں ابھرت و تواتر  
 ثبات اگر شیعہ حضرت عمر کے اس قول مذکور پر تکیہ کرتے ہیں تو لازم یہ ہو کہ جمیع اقوال پر ان کے جو  
 ابوبکر کے اور ان کی خلافت کے حق میں ہیں تمسک کرنا چاہیے کہ یہ بات کس موقع پر پڑتی ہو وہ فقر اور  
 طومار جو عمر کو ابوبکر کے حق میں ہیں باوجود ان کے عمر کو مستعد صحت امامت و خلافت ابوبکر کا ٹھکانا ایسا  
 عجیب جہاں ہو کہ بیان میں نہیں آتا طعن ہم یہ کہ ابوبکر نے کہا کہ لَسْتُ بِمَخْذُومٍ وَ عَلِيٌّ فَيَكُونُ يَعْنِي  
 میں علی کے ہوتے تم میں بہتر نہیں ہوں پس اگر وہ اس قول میں اپنے سچے ہیں تو قابل امت نہیں  
 اس واسطے کہ افضل کے ہوتے مفضول لائق امامت نہیں ہوتا اور اگر جموع نے ہیں تو بھی لائق امامت  
 نہیں لیے کہ کاذب فاسق ہوتا ہو وَالْفَاسِقُ لَا يَصْلِحُ لِلْإِمَامَةِ یعنی فاسق لیاقت امامت کی نہیں کھتا





آدمیوں کی سلطنت سے انکو نصیب ہوا۔ لیکن ہم کہیں کہ میں منصب چنی کسی محبوب ترین اولاد پر چھوڑ دوں گے  
قبول نہیں کریں گے بلکہ گائون گائون اور محلے محلے کے رئیسوں میں ہی بخل و حسد دیکھنے میں آتا ہے پھر کیا ٹھکانا  
اُس یاست کا جو ابوبکر کے ہاتھ آئی تھی اور عزت دنیا و آخرت کی نصیب ہوئی تھی ایسی عزیز چیز کو خود  
پھینکنا اور دوسرے کو دنیا نہایت بے طمع اور زہد اس سے ظاہر ہو اور یہی کتب شیعہ میں صحیح روایتوں سے  
ثابت و مروی ہے کہ حضرت امیر بھی بعد قتل حضرت عثمانؓ کے خلافت قبول نہیں کرتے تھے بڑی خوشامد  
اور مبالغہ فاجرو انصار سے قبول فرمائی تھی اگر ابوبکرؓ نے بھی ایسے ہی ناز و کرشمے اظہار حجت اور اقرار رائے  
لوگوں کی نسبت اپنے کمال کے منظور رکھے ہوں تو کیا عجب اور منصب مامت میں اُن کے کیا تصور طعن  
یا زہم یہ کہ ابوبکر کو پیغمبرؐ نے سو بے برات سے مین پونچا ہے کوروانہ کیا جبریل نازل ہوئے اور کہا  
کہ برات حوالے علی کے کرو ابوبکرؓ نے لیا و پیغمبرؐ نے ابوبکر کے پیچھے علی کو روانہ کیا اور کہا کہ برات کو جو دوسرا  
تیرا ہوا اُس سے لے لے اور اہل مکہ پر پڑھیں جو شخص کہ اس بل نہیں کہ قرآن کے ایک حکم کو ادا کر سکے و حقوق  
خلق اللہ اور جملہ احکام شریعت و قرآن کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور امام بن سکے گا جواب اس آیت  
میں عجیب خط و غلط واقع ہوا جو وہل ہو کر کسی کسی شہر چھوٹ گئی تھی کہ ہر سوئی چلا لایا ایسا الساقی اور کاسا دانا لیا  
یا وہ ہفتا چو مشہور ہو خوشنشین معاویہ کے تینوں لڑکیوں کا کیا حکم ہو تفصیل اس مقدمے کی یہ ہے کہ روایتیں  
اہل سنت کی اس قصے میں مختلف ہیں اکثر اس مصنون کے ساتھ وارد ہیں کہ ابوبکرؓ کو واسطے امارت حج کے مقرر  
فرما کے روانہ کیا تھا نہ سورہ برات پونچا نیکو تہجد اسکے سورہ برات نازل ہوئی حضرت امیر کو سورہ برات  
پونچا ہے کو بھیجا کہ ائمنین مشرکوں سے عہد توڑنا نازل ہوا تھا تا حضرت امیر احکام تازہ کو پونچا مین اہل  
صورت مین عزال ابوبکر کا مطلق نہیں ہوتا بلکہ یہ دونوں آدمی دوام مختلف پر مقرر تھے پس اس آیت میں  
خود شیعہ کو ٹھکانا متسک کا نہ رہا کہ مدار اسکا عزال ابوبکرؓ پر ہو اور حب اس خدمت کا نصیب ہی تھا تو عزال  
کسطح ہو گا بیضاوی اور مدارک و رزاقی اور تفسیر نظام نیشاپوری اور جزیل مکتوب و مشکوٰۃ میں یہی  
روایت اختیار کی ہے اور یہی روایت اہل حدیث کے نزدیک سب پر فائق ہے اور بحال اور حسینی اور  
روضۃ الاحباب و حبیب السیر اور مدارج سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ابوبکر صدیقؓ کو اس صورت کے پڑھنے کا حکم دیا تھا بعد اسکے علیؓ رضی کا نام اس کلام پر رکھا اور ائمنین دو  
احمال میں ایک یہ کہ ابوبکرؓ کو اس خدمت سے عزل کر کے علیؓ رضی کو بجائے اُنکے مقرر فرمایا دوسرے یہ کہ

علی مرتضیٰ کو انکا شریک کیا تو دونوں اس خدمت میں قدم بڑھائیں چنانچہ روایات روایت الاحباب بخاری  
 و مسلم اور تمام محدثوں کے اسی احتمال کو قوت بخشی ہیں اس واسطے کہ انھوں نے باجماع روایت کی ہے  
 کہ ابو بکر صدیقؓ نے ابو ہریرہؓ کو قربانی کے دن مع دوسری جماعت کے جو علی مرتضیٰ کے متعینہ تھے فرمایا کہ منادی  
 کرو وکلا ۛ ۛ ۛ بعد العادۃ مشرک ۛ وکلا یطوف الیک عمریا ۛ ترجمہ اس سال کے بعد کوئی مشرک  
 حج نہ کرے اور غائۃ کعبہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے ان روایتوں سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اس  
 خدمت سے معزول نہیں ہوئے تھے والاخریٰ کی خدمت میں دخل نہیں کرتے اور منادی لوگ مقرر نہ فرمائے لآبد  
 اس صورت میں بھی تمسک شیعہ کا باقی نہ رہا اسلئے کہ عزل ہی نہیں ہوا اب ہم احتمال اول بیان کرتے ہیں  
 کہ ظاہر کا یقودہ علیؓ لکھ لکھ لکھ یعنی جو چیز میرے ذمے ہو اسکو ادا نہ کر لگا کرو وہ شخص جو مجھے ہوگا  
 اسکو قوت بخشا ہے اور نیز حکم آنحضرتؐ کا کہ ابو بکرؓ سے لے لے اور تو پھر در صورت صحیح ہونے کے موید اسکا  
 بیہوشی ہم کہتے ہیں کہ یہ حال سوجھ سے تھا کہ ابو بکرؓ اس کے لایق اور قابل تھے کس واسطے کہ بالاجماع ثابت ہے  
 کہ ابو بکرؓ امارت حج سے معزول نہیں ہوئے اور جب لیاقت سرداری حج کی جسکے درمیان میں اصلاح  
 عبادتوں کی لاکھ مسلمانوں کی ہو جسکو بہت سے احکام ادا کرنا اور خطبہ پڑھنا اور بہت مسائل تعلیم کرنا  
 اور ہر امر میں فتویٰ دینا ہوتا ہو اس کے بہت وقایع اور حوادث جو اُس انوہ کثیر میں پیدا ہوتے ہیں  
 جنکو حاجت پڑے اجتہاد اور بہت علم کی پڑتی ہے ہر گاہ یہ سب ابو بکرؓ کے واسطے ثابت ہوئے تو لیاقت  
 چند آیت باواز بلند پڑھنے کی جسکو ہر قاری و حافظ سرانجام دے سکتا ہے کیونکہ نہیں انکو ثابت ہوگی اور  
 خطبہ ابو بکرؓ کے اور صفت اقامت حج کی کہ ابو بکرؓ سے اسوقت میں ظاہر ہوئی صحیح نسائی اور احادیث کی  
 کتابوں میں گن گن کے سب لکھی ہو اور تمام اہل تاریخ کے اجماع سے ثابت کہ علی مرتضیٰ اس سفر میں پیروی  
 ابو بکرؓ کی فرماتے رہے انھیں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور مناسک حج میں بھی انکی متابعت کرتے تھے اور یہی  
 کتب سیر اور احادیث سے ثابت و صحیح ہے کہ جب علی مرتضیٰ مدینہ سے روانہ ہوئے بہت جلدی قطع مسافت  
 کر کے ابو بکرؓ کے پاس پہنچے ابو بکرؓ نے آواز ناقدہ رسول خدا کی اُٹھائی یہ جہین ہو گئے اور گمان کیا کہ شاید رسول خدا  
 خود حج ادا کرنے کو تشریف لائے تمام لشکر کو کھڑا کیا اور توقف فرمایا بعد ملاقات حضرت علی مرتضیٰ سے پوچھا  
 کہ اَنْتَ اَمِيْرٌ وَاَمَّا مَوْسُوْنِیْ تَمِیْرٌ امیر ہو اور میں امارت سے معزول ہوں یا تم تابع اور مامور ہو میں امیر  
 ہوں علی مرتضیٰ نے جواب میں کہا میں مامور ہوں در قبل روز ترویج سے خطبہ پڑھا اور تعلیم مناسک

حج کے موافق قاعدہ اہل اسلام کے شروع کی کسب ضروریہ عزال بوکر کا کہ چند آیت قرآنی پونچھانے میں واقع ہوا بالوجہ تھانہیں تو مقرر کرنا ابو بکر کا ایسے کام میں کہ بڑا جلیل القدر تھا اور عزال بے کام کل صریح خلاف عقل کے ہی سرگزین غیر سے کہ سب سے بڑے کے عقیل تھے واقع نہیں ہو سکتا تھا پھر کیا ٹھکانا کہ حکم الہی ہی خلاف حکم کے نازل ہو مَعَ ذَٰلِکَ اللَّهُ مِنْ ذَٰلِکَ اور وہ وجہ یہ ہو کہ عرب کی عادت تھی کہ عہد کرنے یا توڑنے اور صلح اور لڑائی کی بنیاد رکھنے میں بلا واسطہ سردار قوم کے یا جو حکم سوار کا رکھتا ہو مثلاً بیٹا یا بھائی یا داماد کے عمل نہیں کرتے تھے دوسرا شخص کسی ہی بزرگی رکھتا ہو اس کے قول و فعل کو خاطر میں نہیں لاتے تھے نہ معتبر مانتے تھے بلکہ اب بھی ہی رائج اور جاری ہو کہ جب سلاطین و امرا اور زمینداروں میں اہت ملک یا دھورے کے جھکڑا پڑتا ہو دونوں طرف سے وزیر و امیر اور فوج و لشکر جنگ و جدال سعی و تلاش و رجہ و کد کرتے ہیں جب نوبت عہد و پیمان و رقول و قسم کی پہونچتی ہو جب تک شاہزادوں کو بطور تورے کے نہیں بلالیتے اور انکی زبان سے یہ مصنون نہیں کہلا لیتے ہیں معتبر نہیں جانتے اور جو ہم سوچتے ہیں کہ ایسے انہو کثیر میں سورہ برات کا پڑھنا کہ منان واقع ہوتا ہو اور بقدر چھ لاکھ آدمی کے اس میدان وسیع میں جمع ہوتے ہیں ہر شخص کے کان میں آواز پونچھنا محتاج ہو بڑی گردش سخت اور محنت شدید اور بلند کرنے آواز کا متصل ہر شخص کے اور ہر مثل اور ہر بازار میں بس امیر حج سے یہ کام نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ وہ مشغول بخوارسی اعمال حج اور فتنہ و فساد کی نگہبانی اور احرام حج کے بگڑنے اور برائیان حج کی خیال کرنے میں رہے لہذا اس کلام کے واسطے دوسرا آدمی ہو اور جو یہ بھی بڑا کام اور مہات عظیم سے ہو لابد وہ شخص بھی عظیم القدر بلند مرتبہ ہو مثل ابو بکر کے اس واسطے جناب پیغمبر نے اس کلام کے واسطے علی رضی کو میر کیا اور ابو بکر کو حج پر تاد و دونوں ہم بخوبی سرانجام پائیں اور لوگوں کے نزدیک بھی مقصود بالذات حائین جائیں اور اگر ابو بکر کی منادیوں پر اکتفا فرماتے لوگوں کو گمان ہوتا کہ معاملہ عہد و پیمان کا پیغمبر کے نزدیک چند ان ضرورت تھا جب تو اس کلام کے واسطے کوئی شخص مستقل مقرر فرمایا ہوتا ایک اعلیٰ اور بھی ہو کہ اہل سنت کے مدقون نے اسکا سلیخ لگایا ہو اور مقصود ولی مامل کیا وہ یہ کہ ابو بکر منظر صفت رحمت الہی تھے لہذا ان کی شان میں فرمایا اَرْحَمُ اُمَّتٍ بِاُمَّتٍ ابو بکر پر تہمہ بڑا مہربان میری ہمت میں میری ہمت پر ابو بکر بھی پس کلام مسلمانوں کا کہ مورد رحمت

اتھی ہیں اسکو لکھنے والے کیا اور علی مرتضیٰ کہ شیر خدا منظر حلال و قہر آئی تھے کافر کشی شیعہ و انکار کافر و کفر کی عہد شکنی  
 کو کہ سورہ قہر و غضب میں اُنکے ذمے کیا توصفات جمال و جلال آئی اُس مجمع عظیم میں کہ نمونہ محض اور سرور مسلمانان  
 کافرا کا تھا ان دو قہاروں دریا سے بے پایاں صفات حقانی سے جوش کوے اور طرفہ یہ ہو کہ ابوبکر رضیق بھی اس  
 کام میں علی مرتضیٰ کے مددگار تھے بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت موجود ہے کہ اُنکو دوسری جماعت علی مرتضیٰ  
 کے ساتھ کیا اور آپ بھی کبھی کبھی اس خدمت میں شریک ہوئے چنانچہ ترمذی میں حاکم سے بروایت ابن عباس  
 ثابت ہو کہ کان علی یثینا دینی فاذا اغنی قَام ابُو بکرٍ مَنَا دَی بَہَا وَفِی رِوَاۃٍ فَاِذَا اَبُو بکرٍ مَنَا دَی بَہَا  
 فَاِذَا دَی بَہَا تَرَجَمَ مَنَا دَی کرتے تھے جب وہ تھک جاتے تھے ابوبکر لکھڑے ہوتے تھے اور مذا کرتے تھے  
 اُن کلمات کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اُنکی آواز بڑجاتی تھی تو ابوبکر ہریرہ کھڑے ہوتے تھے  
 اور اُنھیں کلمات سے مذا کرتے تھے بالجملہ وجہ عزل ابوبکر کی یہی تھی کہ عہد شکنی کو موافق عادت عرب کے  
 کہ سردار یا اُس شخص کو جو حکم سردار میں ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا بخوبی ظاہر کر دیکھائے تا آئندہ عربوں کو  
 مجال عذر کی نہ رہے کہ ہمکو موافق ہماری رسم و قاعدے کے آگاہی نہ ہوئی تاہم اپنی راہ اختیار کرتے اور  
 تدبیر کر لیتے اور یہ وجہ معاملہ اور زہدی اور بیضاوی اور شرح تجربہ اور شرح مواقف اور صواعق محرقہ  
 اور شروح مشکوٰۃ اور اور کتب اہل سنت میں مذکور مسطور ہی ایسا واسطے جب پیغمبر خدا لے حبیبہ میں بعد  
 مصالحت اُن انصار کو کہ فن کتابت میں پوری مہارت رکھتے تھے عہد نامہ لکھنے کو بلایا سہیل بن عمرو  
 جو مشرکوں کی طرف سے مصالحت کو آیا تھا کہا یا محمد یہ عہد نامہ تمہارے چچے بھائی علی کو لکھنا چاہیے اُسکا  
 لکھنا قبول کیا چنانچہ راج و معارج اور اور کتب سیر میں مرقوم ہے و سراج جواب پہنے ہا کہ ابوبکر کو  
 تبلیغ برات سے عزل فرمایا لیکن عزل ایسے شخص کا کہ صاحب عدالت ہو اور ہزار جگہ پیغمبر و آیات قرآنی  
 اُسکی عدالت پر گواہی دیں تو بظہر کسی مصلحت جزئیہ کے اُسکی نسبت اس بات پر دلیل نہیں ہو سکتا کہ اُنھیں  
 صلاحیت ریاست کی تھی خصوصاً جس خدمت سے کہ معزول ہوا ہو اُنھیں کوئی کوتاہی اور خیانت اُس سے  
 نہ ہوئی ہو کسواسطے کہ حضرت امیر نے عمر بن ابی سلمہ کو کہ ربیب خاص حضرت پیغمبر کا تھا اور ربیب وہ جو اپنی مالکے  
 ساتھ آتا ہوا و شیعہ باخلاص حضرت انیس سے اور بڑا عابد و زہد اور امین اور فقیہ اور متقی ولایت بحرین  
 سے معزول فرما کر اُسکو عہد نامہ عذر کا لکھا کہ کتب صحیحہ بلکہ اصح الکتاب شیعہ میں جو بیخ البلاغت ہی موجود  
 اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّی وَلَیْتُکَ اَلنِّعْمَانِ اَبْنِ عَجَلَانَ اللّٰہُ وَرَفِی عَلَی اَبْنِ عَجَلَانَ وَنَزَعْتُ بِیَدِکَ بِالْاَدَمِ لَکَ

وَلَا تَنْزِيلَ عَلَيْكَ فَقَدْ أَحْسَنَتِ الْوَلَايَةَ وَكَادَتْ كَلَامَةً قَائِلٌ عَشْرُ ثَلَاثِينَ وَلَا مَسْلُومٌ  
وَلَا مَقْتُومٌ ترجمہ لیکن بعد اسکے میں نے والی کیا نعمان بن عجلان دورقی کو بحرین پر اور نکال لیا میں نے  
تیرے ہاتھ کو بدولت مذمت اور بغیر الزام کہ تجھ کو کچھ نہیں تھا یہ کہ تو نے اچھی حکایت کی اور امانت ادا کی پس  
منسوب ہو بغیر اس کے کہ تجھ میں بدگمان ہوا ہوں اور نہ ملامت نہ تہمت نہ نسبت گناہ اندہ بالیقین ثابت ہو  
کہ عمر بن ابی سلمہ نعمان بن عجلان دورقی سے افضل تھا دین کی راہ سے بھی اور حسب نسب کی راہ سے بھی اور  
ولایت کو بخوبی سراخجام دیا تھا اور امانت کو کما حقہ ادا کیا اور اگر ابو بکر صدیق کو لیاقت اور قابلیت ادا کرنے کی  
حکم قرآن کی تھی اور امیر کج کرنا کہ بدرجہا اس سے ہم و ہم و عظم تر ہو اس سال کی لدا کرنے سے کیا معنی تھے  
اور پیغمبر سے کہ بالا جماع معصوم ہیں کس طرح بیعت صادر ہوتی طعن و واروہم یہ کہ ابو بکر نے فاطمہ کو ان کے  
باپ کے ترکہ سے ورثہ نہ دیا پس فاطمہ نے کہا اے ابو بکر تو اپنے باپ سے میراث پائے اور میں اپنے باپ سے  
میراث نہ پاؤں یہ کو نسا انصاف ہو اور فاطمہ کے مقابلے میں کہ بروایت ایک شخص کے وہ خود موجود تھیں حجت  
کرنے لگے اور کہا کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ ہم لوگ کہ پیغمبر کے فرقے سے ہیں نہ کسی سے میراث لیتے ہیں  
نہ کوئی جسے میراث لیتا ہو حالانکہ یہ خبر صحیح نص قرآن کے خلاف ہے وَصَّيْنَاهُ اللَّهُ فِيْ اَوْلَادِهِ كَمَا كُنْتَ كَوَيْلُ  
حَقِّ الْاُنْثَيْنِ ترجمہ وصیت کرتا ہے تمکو اللہ اولاد کے حق میں کہ مرد کا عورت سے دوناصصہ ہو کہ بیٹس عام ہو  
نبی اور غیر نبی سب کو شامل اور بھی دوسری نص ہو اس کے بھی مخالف و وَرِثَ سُلَيْمَانُ حَاوُدَ اور وراث  
ہوئے سلیمان داؤد کے وَهَبَ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يٰ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرِثَ مِنْ اِلِ يَعْقُوبَ اَبْرٰهِيْمَ تُوْلِيْنِ  
پس سے محلو کوئی ولی کہ وراث ہو میرا اور وراث ہو آل یعقوب سے پس معلوم ہوا کہ انبیا بھی وراث ہوتے ہیں  
اور ان کے وراث بھی ان سے میراث پاتے ہیں جواب اس طرح کیا کہ ابو بکر نے جو میراث کا حضرت فاطمہ  
سے کیا حصن بسبب نبی اس نص پیغمبر کے تھا کہ آنحضرت سے نبی تھی نہ بسبب عداوت و بغض فاطمہ کے اس دلیل سے کہ  
اگر میراث ٹھہرتی تو ان لوگ مطہرات کو بھی ترکہ پیغمبر سے حصہ پہونچتا اور عائشہ ابو بکر کی دختر بھی ان لوگ سے  
تھیں پس اگر ابو بکر کو فاطمہ سے بغض و عداوت تھا تو ان لوگ مطہرات اور ان کے باپ بھائی خصوصاً خود اپنی لڑکی کہ  
عائشہ تھیں ان سے کیا عداوت تھی جو سب کو محروم المیراث کیا اور بھی قرینہ بغض ترکہ کے حضرت عباس کو جو آپ کے چچا تھے  
انکو پہونچا تھا پس اس صورت میں کہ عباس ابتدائے خلافت سے ابو بکر کے رفیق و مشیر تھے انکو کیوں محروم المیراث کیا اور  
جو کہا کہ فقط ایک شخص فاطمہ کو جواب دیا کہ وہی تھیں حصن جھوٹا ہو کسو اسطے کہ یہ خبر کتب اہل سنت میں ملتی نہایت غلط

[illegible]

محمد بن یعقوب رازی نے کافی میں ابی انخروی ابی عبد اللہ جعفر بن محمد اذق علیہ السلام سے کہا بیشک علما وراثت انبیاء کے ہیں اور یہ بات اس سبب سے ہو کہ انبیاء میراث نہیں چھوڑتے ہیں اور ایک نسخے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے میراث نہیں پائی ہو درم و دنیا سے تسلی انکی یہی چند باتیں اپنی باتوں سے میراث ہیں جس نے ان باتوں سے کچھ حاصل کیا پس اس نے بڑا حصہ پایا اس حدیث میں کلمہ اِنَّمَا کُوفُوا اَوْ اَرَضِیْعَہ کے صحر کی واسطے ہو جیسا کہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ میں گذر افرض معلوم ہوا کہ سولے علم و حدیثوں کے کوئی چیز کسی کو نہیں دی ہو پس ثابت ہو ادا موافق روایت مصوم کے اور بھی خبر پیغمبر کی جس نے بلا واسطہ پیغمبر سے سنی ہو اسکے حق میں مفید علم یقینی کی ہو بلاشبہ پس اپنے سے ہوئے پر عمل کرنا واجب چاہے دوسرے سے سنے یا نہ سنے اور سب شیعہ اور سنی اصول والے اس پر متفق ہیں کہ تقسیم خبر کی متواتر اور غیر متواتر کی نسبت ان لوگوں کے ہو کہ نبی کو نہ دیکھا ہو اور اوروں کے واسطے سے اسکو سنا ہو ان لوگوں کے حق میں کہ نبی کو نہ دیکھا بھی اور بے واسطہ اُس نے کوئی خبر نہ بھی سنی کہ یہ خبر اسکے حق میں حکم متواتر رکھتی ہو بلکہ متواتر سے بڑھ کر ہو اور جب خبر انکو بکرتے خود سنی تھی حاجت تفتیش کی نہ تھی کہ کسی دوسرے سے سنا کرتے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں جو شیعہ کہتے ہیں کہ یہ خبر مخالف آیت کے ہو یہ بھی جھوٹ کس واسطے کہ گھر سے خطاب است کی طرف ہو نہ پیغمبر کی طرف پس یہ خبر میں یقین خطاب کے ہو نہ مخصوص اسکے اور اگر مخصوص بھی ہو تو تخصیص آیت کی لازم نہیں آتی کیونکہ ہر جا نیکی اور آیت نے بہت جگہ تخصیص پائی ہو مثلاً اولاد کافر کی وارث نہیں ہو اور رفیق وارث نہیں ہو اور قاتل وارث نہیں ہو اور شیعہ بھی اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے باپ کے بعض وارثوں کو اپنے باپ کے بعض ترکے سے منع کیا ہو اور آپ لیا ہو جیسے تلوار اور قرآن شریف اور انگوٹھے اور پوشاک برنی باپ کی اس خبر کے ساتھ کہ جبکہ راوی ہنما آپ ہی ہیں کہ ابھی تک عصمت اس خبر کی اہل سنت کے نزدیک ثابت نہیں ہو نہ دلیل ثبوت و صحت اس خبر کی بلکہ عامی اہل بیت پر حضرت امیر المؤمنین سے لیکر آخر تک یہ ہو کہ جب ترکہ آنحضرت کا انکے قبضے میں پڑا تو حضرت عباس اور انکی اولاد سب کو خارج کیا اور دخل نہ دیا اور ازواج کو بھی انکا حصہ نہ دیا پس اگر میراث ترکہ پیغمبر میں جاری ہوتی تو یہ بزرگوار کہ شیعہ کے نزدیک حصوم ہیں اور اہل سنت کے نزدیک محفوظ کس طرح یہ حق تلفی صحیح رو کر رکھتے کس واسطے کہ باجماع اہل سیر اور تواریخ والوں اور علما سے حدیث کے ثابت اور ٹھہرا ہوا ہو کہ ترکہ آنحضرت کا خیر اور فکد وغیرہ سے غنم بن خطاب کے وقت میں حضرت علی اور عباس کے



اختیار میں تھا علیؑ نے عباسؓ پر غلبہ کیا اور بعد علیؑ مرقیٰ کے حسن بن علیؑ انکے بعد حسین بن علیؑ پھر علی بن حسینؑ اور حسن بن حسینؑ کے ہاتھ آیا کہ دونوں زمین تداول کرتے ہیں یعنی ایک سے دوسرے کے اختیار میں جاتا تھا انکے بعد زید بن حسن بن علیؑ برادر حسن بن حسینؑ کے متصرف ہوئے رضی اللہ عنہم آئین پھر مروان کے قبضے میں کہ وہ اس پر تھا پڑا اور مروانوں کے اختیار میں رہا حتیٰ کہ نو بہت بادشاہی عمر بن عبدالعزیزؑ کی پہنچی یہ ایک شخص عادل تھا اُسے کہا کہ میں اُس چیز کو جسکے لینے سے پیغمبر خدا نے فاطمہ کو منع کیا اور روانہ رکھا اور نہ دیا زمین کو چکا میرا زمین کچھ حق نہیں ہو میں اُنکو پھر تارہوں میں اُنکو اولاد فاطمہ علیہا السلام پڑوٹا دیا بنی ہاشم میں یہ مصروفیت کے اہل بیت سے معلوم ہوا کہ ترک آنحضرت کا میراث نہ تھا نہ حکم میراث زمین جاری ہوا اب آیت میراث نے حدیث مذکور سے خصوصیت پائی اب ہم اس آیت وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کو جو دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ انبیاء بھی وارث رکھتے ہیں اور انبیاء سے میراث بھی لیتے ہیں بیان کرتے ہیں حال آنکہ حدیث مخالف قطعی اسکے ہے اور بروایت معصومین ثابت ہے ہر قسم بھی اس مشکل کے حل کرنے میں قول معصوم کی طرف رجوع کریں اور طبعیہ کی کتابوں کی طرف التجا لیجائیں سَوَى الْكَلْبَيْنِ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ اِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَانَّمَا مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ ترجمہ روایت کی کلینی نے ابی عبد اللہ سے بیشک سلیمان وارث داؤد کے ہوئے اور محمد صلعم وارث سلیمان کے ہوئے پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم و نبوت اور کمالات انفسانی سے ہے نہ وراثت مال و مترک و کافر و غیرہ عقلیہ بھی مطابق قول معصوم کے اسی وراثت پر دلالت کرتا ہے جو اسطے کہ باجماع اہل تاریخ حضرت داؤد کے انیس لڑکے تھے جس سب وارث آنحضرت کے ہوتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ نے اختصاص امتیاز حضرت سلیمان میں یہ عبارت فرمائی کہ جو وراثت کہ ان سے اختصاص رکھتی ہے دوسرے بھائیوں کو نہیں شریعت نہیں ہو سکتی اور وہ بھی وراثت علم و نبوت کی ہے کہ اور بھائیوں کو اس سے کچھ حاصل نہ تھا اور یہ بھی خوب ظاہر ہے کہ ہر بیٹا میراث باپ کی لیتا ہے اور باپ کا وارث ہوتا ہے پھر جس سے خیر و نفع ہو اور کلام الہی مشتمل بر نبوت نہیں ہو سکتا اور حضرت سلیمان کو اُس چیز میں کہ حسین تمام عالم شریک ہو شریک بیان فرماتا کوئی بزرگی کی بات ہے کہ حق تعالیٰ فضیلتیں اور تفضیلات وراثت عامہ کی مذکور فرمائے اور سوا اس کے کلام آئندہ صریح ناطق ہے یا نہ کہ مراد وراثت سے وراثت علم ہو حیثُ قَالَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْتُ مَا مَنَعُكَ الظُّلُمُ ترجمہ اُس جگہ کہ فرمایا ہے اور کہ سلیمان نے اسی کو گو سکھائی گئی مجھ کو پرندوں کی بولی اور اگر کہیں وراثت علم کی مجازی ہو اور مال کی حقیقی پس لفظ کو حقیقت سے مجاز کی طرف کیوں لیجا نا چاہیے



مال دوسرے کا ہو گیا تو صرف اس مال کا بھی ذمہ دوسرے کے ہو خواہ بیجا اٹھائے خواہ بیکار دے کو اس  
 خرچ پر کچھ مواخذہ اور عتاب نہیں ہو اسکے ساتھ اس خوف کو جناب الہی میں عرض کرنا کیا ضرور اس  
 خوف کا دفع بھی انکے قبضے میں تھا اپنی وفات سے قبل تمام مال نقد صدقہ اور خیرات کر دیتے اور اپنے باپکے  
 وارثوں کو زیان و نقصان میں جھوڑتے اور محروم رکھتے اور انہما کو انکی موت سے آگاہی دیتے ہیں  
 اس صورت میں یہ خوف بھی نہ تھا کہ ناگہانی مرگ مفاجات سے مر جائیں پس مزور اس جگہ پر اوصاف ہے  
 کہ مبادا بنی اسرائیل کے شریر لوگ بعد میرے مستولی ہو کر احکام الہی تحریف کریں اور خدا کی شمشیر لیتوں کہ  
 بدل ڈالیں میرے علم کی نہ مخالفت کریں نہ اسکے موافق عمل نہور میں لائیں اور فساد عظیم پھیلان لہذا  
 قصہ انکا بیٹا لگنے سے جاری کرنا احکام الہی اور مروج کرنا شریعت اور باقی رہنا نبوت کا اپنے خاندان  
 میں ہو تا موجب وئے اجر کا ہوا اور مدت دراز تک باقی رہے نہ بخل مال اور بعض علمایا بحث کرتے ہیں  
 کہ اگر بغیر سے کوئی میراث نہیں پاتا ہو تو ازواج کے حصے ازواج کی میراث میں کیوں دیتے اور غلطی اس  
 بحث کی خوب ظاہر ہو اسلئے کہ ازواج کا رہنا حجون میں بسبب انکی ملکیت کے تھا کہ انکے اختیار میں تھا  
 وہ بسبب میراث کے اسی دستور پر حضرت زہرا کا رہنا تھا اپنے حصے میں جو انکے قبضے میں تھا اسوا سلع  
 کہ جناب پیغمبر نے ہر حصے کو ہر زوجہ کے نام پر بنا کے انکے حوالے کیا تھا بس یہی مع قبض کے ثابت ہوا  
 کہ موجب ملکیت ہو بلکہ حضرت زہرا و حضرت اسامہ کے بھی ایسے ہی گھر بنا کے انکے حوالے کر دیے تھے  
 اور یہ سب ان گھروں کی مالک تھیں اور حضرت کے حضور میں تصرف مالکانہ کرتی تھیں اور دلیل اس  
 دعویٰ پر یہ کہ جماع سنی و شیعہ کی ثابت ہو کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی  
 ام المؤمنین عایشہ صدیقہ سے اذن چاہا کہ مجھ کو بھی کسی جگہ اپنے جد بزرگوار کے پر دوس فریق کے لیے جگہ دو  
 پس اگر مجھ پر حضرت عایشہ کا وہی ملک تھا تو اذن چاہنا کیا معنی اور ولایت انکے مالک ہونے کی  
 اپنے گھر و پر قرآن سے بھی سمجھی جاتی ہو کہ گھروں کو ازواج سے نسبت کر کے ارشاد فرمایا ہو وَفَوَن  
 فِیْ بُیُوتِکُنَّ لِتَعْنِیْ قَرَارِ کَیْوَ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ مِنْ اٰیَاتِ کِتَابِیْ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ  
 التَّسْوِیْلِ لِتَعْنِیْ قَرَارِ کَیْوَ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ مِنْ اٰیَاتِ کِتَابِیْ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ  
 زہرہ اور ولید اسلئے کیوں حضرت امیر کو دیا ہم کہتے ہیں یہ دنیا خود دلیل میرے ہو اس بات پر  
 کہ مگر وہ پیغمبر میں میراث تھی اسوا سلع کہ حضرت امیر کو سپیلج میراث پیغمبر کے نہیں پہنچتی تھی اگر

اور بنی اسرائیل کے شریر لوگ بعد میرے مستولی ہو کر احکام الہی تحریف کریں اور خدا کی شمشیر لیتوں کہ بدل ڈالیں میرے علم کی نہ مخالفت کریں نہ اسکے موافق عمل نہور میں لائیں اور فساد عظیم پھیلان لہذا قصہ انکا بیٹا لگنے سے جاری کرنا احکام الہی اور مروج کرنا شریعت اور باقی رہنا نبوت کا اپنے خاندان میں ہو تا موجب وئے اجر کا ہوا اور مدت دراز تک باقی رہے نہ بخل مال اور بعض علمایا بحث کرتے ہیں کہ اگر بغیر سے کوئی میراث نہیں پاتا ہو تو ازواج کے حصے ازواج کی میراث میں کیوں دیتے اور غلطی اس بحث کی خوب ظاہر ہو اسلئے کہ ازواج کا رہنا حجون میں بسبب انکی ملکیت کے تھا کہ انکے اختیار میں تھا وہ بسبب میراث کے اسی دستور پر حضرت زہرا کا رہنا تھا اپنے حصے میں جو انکے قبضے میں تھا اسوا سلع کہ جناب پیغمبر نے ہر حصے کو ہر زوجہ کے نام پر بنا کے انکے حوالے کیا تھا بس یہی مع قبض کے ثابت ہوا کہ موجب ملکیت ہو بلکہ حضرت زہرا و حضرت اسامہ کے بھی ایسے ہی گھر بنا کے انکے حوالے کر دیے تھے اور یہ سب ان گھروں کی مالک تھیں اور حضرت کے حضور میں تصرف مالکانہ کرتی تھیں اور دلیل اس دعویٰ پر یہ کہ جماع سنی و شیعہ کی ثابت ہو کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی ام المؤمنین عایشہ صدیقہ سے اذن چاہا کہ مجھ کو بھی کسی جگہ اپنے جد بزرگوار کے پر دوس فریق کے لیے جگہ دو پس اگر مجھ پر حضرت عایشہ کا وہی ملک تھا تو اذن چاہنا کیا معنی اور ولایت انکے مالک ہونے کی اپنے گھر و پر قرآن سے بھی سمجھی جاتی ہو کہ گھروں کو ازواج سے نسبت کر کے ارشاد فرمایا ہو وَفَوَن فِیْ بُیُوتِکُنَّ لِتَعْنِیْ قَرَارِ کَیْوَ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ مِنْ اٰیَاتِ کِتَابِیْ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ التَّسْوِیْلِ لِتَعْنِیْ قَرَارِ کَیْوَ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ مِنْ اٰیَاتِ کِتَابِیْ وَ اِنِّیْ اَمْرٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ زہرہ اور ولید اسلئے کیوں حضرت امیر کو دیا ہم کہتے ہیں یہ دنیا خود دلیل میرے ہو اس بات پر کہ مگر وہ پیغمبر میں میراث تھی اسوا سلع کہ حضرت امیر کو سپیلج میراث پیغمبر کے نہیں پہنچتی تھی اگر

وارث ہوتے تو زہرا اور زواج اور عباس وارث ہوتے پس دنیا حضرت امیر کا اس سبب سے ہی  
 کہ مال حضرت کا بعد وفات حکم وقف کا رکھتا ہے سب مسلمانوں کے واسطے خلیفہ وقت جسکو چاہے کسی چیز پر  
 مخصوص کر دے حضرت امیر کو ان چیزوں کے لائق بلکہ الیق جاں کے خلیفہ اول نے مخصوص کیا اور بھی  
 بعض چیزیں آنحضرت کی متروکہ زبیر بن عوام کو کچھ بھی زاد بھائی تھے دین اور محمد بن مسلمہ انصاری  
 کو بھی دین بس تقسیم صریح دلیل اسکی ہے کہ توریث نہ تھی اور اسکو حصہ مین لانا اہل سنت ہی کے واسطے  
 دوسری دلیل بڑھانا ہوشعر عدو و شوبہ سب رفق گرد خواہد خمیرہ و کاکشہ شہ گرسنگ ست  
 یہاں ایک فائدہ عظیم ہی جانتا چاہیے کہ شیعہ ابتدا باب مطاعن ابوبکر مین منع میراث کا لکھتے اور  
 کہتے لیکن جب عمل ایہ معصومین و رانگی روایتوں سے عدم توریث پیغمبر کی ثابت ہوئی تو دوسرا  
 دعویٰ تراشا اور دوسری طعن نکالی کہ وہ طعن تیرھویں ہر طعن سیزدہم ابوبکر نے مذک فاطمہ کو  
 نہ دیا ہر چند کہ پیغمبر نے ہبہ کیا تھا اور دعویٰ حضرت فاطمہ کا نہ سنا اور گواہ شاہد طلب کیے آپ  
 حضرت علی اور ام امین کو گواہی کے واسطے لائیں کہ ایک عورت ایک مرد کی گواہی کافی نہیں ہے  
 بلکہ ایک عورت اور چاہے حضرت فاطمہ نہایت حصہ ہو مین اور بولنا چھوڑ دیا حال آنکہ پیغمبر صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہر مَن اَعْضَبَهَا اَعْضَبْتَنِي مَرَّ حِمِّهِ جِنِّ فَاطِمَہ کو غصہ دلایا مجکو غصہ دلایا جواب  
 اس طعن کا یہ کہ اہل سنت کی کتابوں مین ہرگز موجود نہیں ہے کہ حضرت دہرائے دعویٰ ہبہ کا کیا  
 اور حضرت علی اور ام امین نے گواہی دی مع حسنین کے کہ امین بھی اختلاف روایتوں کا ہوا یہ سب  
 مفتریات شیعہ سے ہو اسکو اہل سنت کے الزام مین لانا اور جواب چاہنا کمال بیوقوفی ہے بلکہ  
 اہل سنت کی کتابوں مین اس کے برخلاف ہے مشکوٰۃ مین ابو داؤد کی روایت سے کہ مغیرہ سے  
 لایا ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز کہ بیٹا عبد العزیز بن مروان کا تھا خلیفہ ہوا بنو مروان کو جمع  
 کر کے کہا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کَانَتْ لَہٗ فِدَیْکُمْ فَکَانَ یُفْقُ مِنْہَا وَ  
 یَعُوْدُ مِنْہَا عَلٰی صُغَرَ بَنٰی ہَاشِمٍ وَیَزُوْرُ مِنْہَا اَیْمَہُمْ وَاِنَّ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ  
 عَنْہَا سَاَلَتْہٗ اَنْ یَّجْعَلَهَا لَہَا قَابِلًا فَاَنْتَ کَذَلِکَ فِی حَبِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ  
 عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ حَتّٰی مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ فَلَمَّا اَنَّ وَلٰی اَبُو بَکْرٍ عَمِلَ فِیْہَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ  
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فِی حَیَاتِہٖ حَتّٰی مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ فَلَمَّا اَنَّ وَلٰی عُمَرُ بَنَی اَحْمَطًا عَمِلَ

فِيهَا بِمَا عَمِلَا حَتَّىٰ مَضَىٰ سَبِيلُهُ ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرَاوَنَ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَإِثَّتْ  
 أَمْرًا مِّنْعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاطَمَةُ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ وَإِنِّي أَشْهَدُ كَمَا رَأَيْتُ  
 سَادَ ذُنُهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْني عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي نَكِرْتُ وَعَمَرُ تَحْمِيهِ  
 بِيَشِك رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَے واسطے فدك تھا سوائس سے خرچ کرتے اور پونہ چاتے تھے نبی ہاشم کے  
 بچوں کو اور نکاح کر دیتے تھے عورتوں بے شوہر کا بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے سوال کیا کہ فدك انہیں  
 كے واسطے مقرر کر دین آپ نے انكار کیا بسل ایسے ہی آپ کی زندگی بھر رہا تا حضرت اپنی راہ چلے گئے پھر  
 جب ابو بکر والی ہوئے انھوں نے ایسا عمل کیا فدك میں جیسا آنحضرت نے کیا تھا اپنی حیات میں وہ اپنی  
 راہ گئے حضرت عمر جب اُلی ہوئے فدك میں انھوں نے بھی وہی عمل کیا جو دونوں صاحبوں گذشتہ نے کیا تھا  
 یہاں تک کہ انھوں نے بھی اپنی راہ لی پھر مروان نے اُسکو اپنی جاگیر میں لیا سو پونہ چار طرف عمر بن عبدالعزیز  
 كے ہنس میں نے غور کیا اُس چیز کو جو حضرت فاطمہ جیسے عزیز کو آنحضرت نے مذی عجبو بھی سزاوار نہیں ہر اور  
 میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُسکو بھیج دیا اُس دستور پر جیسا وہ تھا یعنی محمد رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور ابی بکر و عمر میں بس واقع میں جب ہبہ ہی ثابت نہوا ہو تو گواہی دینا ان بزرگواروں کا کاشیہ  
 كے نزدیک محسوم اور ہمارے نزدیک محفوظ ہیں اور دعویٰ کرنا حضرت فاطمہ کا اُسکی گنجائش و امکان ہی کب ہو  
 دو سر اجواب سمجھنے اس دایت کو موافق قول شیعہ كے قبول کیا لیکن یہ مسئلہ تو شیعہ میں سب كے نزدیک اتفاق  
 ہو کہ ہبہ کی ہوئی چیز پر جب اُسکا قبضہ اور تصرف جسکو ہبہ کی ہر ثابت نہوا اُسكے ملک نہیں ہو سکتی اور فدك  
 باتفاق حسین حیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی نہ ہر ارضی اللہ عنہا كے تصرف میں نہیں آیا بلکہ آپ ہی كے تصرف  
 میں رہا اور آپ مالكا نہ تصرف فرماتے رہے پس اُنکو بکر نے فاطمہ كے دعویٰ ہبہ میں تكدیہ نہیں کی بلکہ بقدر اُسکی  
 مگر مسئلہ فقہیہ بیان کیا کہ فقط ہبہ ہی ملک نہیں ہوتا جب تک كے قبضہ اُس شخص کا نہوا اس صورت میں حاجت  
 گواہ شاہد بلائے کی منتہی اور بالفرض اگر حضرت علیؑ اوام امین نے بطور ایک خبر محض كے اس ہبہ کو ظاہر بھی  
 کیا ہو تو اُسكو یہ كہنا كہ اُسکی شہادت رد کی اور نہ مانی عجیب جہل کی بات ہو یہاں تو یہ ہر كہ ایک مرد اور ایک  
 عورت کی گواہی پر حکم نہ کیا نہ یہ كہ گواہی کو رد کیا گواہی کا رد کرنا تو یہ ہر كہ گواہ كے تحت دروغ کی لگائیں اور دروغ گو  
 جانین تصدیق گواہ کی اور چیز ہو اور اُسکی گواہی كے موافق حکم کرنا اور چیز آدو جو کوئی ان دونوں چیز میں فرق  
 نكرے اور حکم نہ دینے کو یہ سمجھے كہ گواہ یا مدعی كو جھوٹا جانتا ہو وہ علا كے نزدیک قابل بات كرنے كے نہیں ہر

اور جو مسئلہ شرع کا جس پر نفس قرآنی پر یوں ہی ہو کہ جب تک ایک مرد اور دو عورت نہ ہوں حکم کرنے کے لائق نہیں ہوتا ابو بکر بھی بہر حکم نہ کرنے میں شرع سے مجبور تھے اور یہ جو کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہومن اَغْضَبَهَا اَغْضَبْنِي اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ انت عرب کے معنی بالکل نہیں جانتے اس واسطے کہ غضاب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص یہ قصد کرے کہ اپنے قول و فعل سے دوسرے کو غضب دے لائے اور خوب ظاہر ہے کہ ابو بکر کو قصد فاطمہ زہرا کی ایذا کا تھا بارہا مقام عذر میں کہتے تھے وَاللّٰهُ يَا اَبْنَتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنْ قَرَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ سَرَّ حِمْمَیْ سَرَّیْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تم محکوم زیادہ دوست ہو اہل قرابت دے اپنے سے پھر جب اعضا بآئنی طرف سے ثابت نہوا تو وہ اس عید میں کس طرح داخل ہو گئے ہاں اگر حضرت زہرا بمقتضیٰ بشریت غضب میں آئی ہوں تو آئی ہوں لیکن جب عید غضاب کی لفظ ساتھ جو یہ غضب کی تو پھر ابو بکر کو اس سے کیا خوف اگر وہ عید اس لفظ کے ساتھ ہوتا مگر غَضَبْتُ عَلَیْکَ ترجمہ جس پر غصہ ہو گئی فاطمہ غصہ ہو گئی میں آپس تو البتہ ابو بکر کے لیے خوف کی بات تھی اور غضب حضرت زہرا کا حضرت امیر پر بارہا خانگی مقدموں میں واقع ہوا ان میں سے یہ ہو کہ جب ابو جہل کی بیٹی کا خطبہ اپنے نام پر کیا حضرت زہرا روتی ہوئی باپ کے پاس گئیں اور اسی تقریب سے بجناب نے یہ خطبہ فرمایا اَلَا اِنَّ فَاطِمَةَ بُغِضْتُ مَتٰی یُوْذَنُ لَیْہَا اِذَا حَا وَیُوْثِقُہَا مَا رَاَ بِہَا فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبْنِیْ ترجمہ خبردار ہو بیشک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ایذا پہنچاتی ہو محکوم ایذا پہنچاتی ہو اور محکوم درد میں ڈالتی ہو جو اس کو درد میں ڈالتی ہو میں کوئی اس کا غضب دینا یا محکوم غضب دینا اور اس سے یہ کہ حضرت امیر حضرت زہرا سے رنجش فرما کے مسجد کو چلے گئے اور مسجد میں میں ہر بے فرش کے سوا رہے حضرت کو اس کی خبر ہوئی حضرت زہرا کے پاس جا کر پوچھا اِنَّہٗ سَعَتْہُ کہان ہو میرے چچا کا بیٹا زہرا نے عرض کی غَا صَبْنِیْ فَتَحَاجَّہٗ وَلَکُمُ الْفِیْلِ عِندَیْ ترجمہ مجھے رنجش کی بھر نکل گئے اور میرے پاس قیلو نہ کیا یہ رواج میں صحیح ہیں اور اپنا اتفاق ہو اور بڑی ظاہر باتوں سے یہ ہو کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ نے بحکم بشریت اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون پر کہ نبی تھے اور مقرب خدا کے غضب کیا یہاں تک کہ سر اور ریش مبارک لنگی پکڑ کے کھینچا اور یقین ہو کہ حضرت ہارون نے قصد غضب حضرت موسیٰ کا نہیں فرمایا تھا اس واسطے کہ نبی کو غصے میں لانا کفر ہے لیکن حضرت موسیٰ کے غضب میں شک نہیں اگر یہ معاملہ غضاب کا ہوتا تو ضرور حضرت ہارون اس وقت میں متصف بکفر ہوتے مَعَآذَ اللّٰہ

میں ذلک دو سہل جواب دینے مانا کہ حضرت زہراؑ نے اس سبب کہ انکو میراث سے باز رکھایا انکا دعویٰ  
 بیہ کمانہ سنا غضب فرمایا اور ابو بکر سے بولنا چھوڑ دیا لیکن خدیجہؓ نے دونوں کی رویتوں سے صحیح وثابت ہو  
 کہ یہ بات ابو بکر پر بہت شاق ہوئی حضرت زہراؑ کے دروازے پر گئے اور امیر المومنین کو اپنا سفارشی بنایا  
 یہاں تک کہ حضرت زہراؑ نے راضی ہو گئیں یہ روایتیں اہل سنت کی یعنی مایج النبوة اور کتاب ابو نوافہ بیہقی اور  
 شروح مشکوٰۃ میں موجود ہیں بلکہ شرح مشکوٰۃ عبدالحق میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ بعد اس قضیہ کے فاطمہؑ سے  
 گھر گئے اور دھوپ میں اٹکے دروازے پر کھڑے ہوئے اور حضرت زہراؑ نے راضی ہوئیں دریا ضل انصرۃ  
 میں بھی یہ قصہ تفصیل مذکور ہے اور فصل الخطاب میں بروایت بیہقی اور شعبی یہی قصہ مروی ہے اور ابن السمان  
 نے کتاب الموائفہ میں ادعای سے روایت کی اور کہا کہ آئے ابو بکر فاطمہؑ کے دروازے پر دوپہر کی دھوپ  
 میں اور کہا کہ میں ہرگز یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھے بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی راضی نہ ہوگی  
 پھر حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور قسم دی کہ راضی ہو جاؤں پس وہ راضی ہو گئیں اور روایات شیعہ خصوص  
 زید کے اس مقدمہ میں موافق روایت اہل سنت کے ہیں لیکن امامیہ میں صاحب محتاج السالکین نے  
 اور سوا اسکے اور انکے علماء سے روایت کی ہر اثن ابا بکر کما ساری ان فاطمہ انقبضت عندہ  
 وَحَجَرَتْهُ وَكَتَمَتْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي آخِرِ ذَلِكَ كَبُرَ ذَلِكَ عِنْدَهُ فَادَّارَ اسْتَوْصَاءَهَا  
 فَأَنَّا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتَ يَا ابْنَتَ رَسُولِ اللَّهِ فِيمَا ادَّعَيْتِ وَلَكِنِّي سَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنُ السَّبِيلِ بَعْدَ أَنْ يُؤْتِيَ  
 مِنْهَا قَوْلُكُمْ وَالصَّانِعِينَ بِهَا فَقَالَتْ أَفْعَلُ فِيهَا كَمَا كَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيهَا فَقَالَ ذَلِكَ اللَّهُ عَلَى أَنْ أَفْعَلُ فِيهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ أَبُوكَ فَقَالَتْ وَاللَّهِ  
 لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا فَعَلَنَّ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَوَضِعْتُ يَدِي وَأَخَذْتُ الْعَهْدَ عَلَيْهِ  
 وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُنْطِهُمُ مِنْهَا قَوْلُهُمْ وَيُقْسِمُ الْبَا قِي فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنُ السَّبِيلِ  
 مَرَّةً بَعْدَ بَعْدٍ بِيَدِهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو بِيَدِهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو بِيَدِهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ  
 سَامِعًا فَذَكَرَ يَهُ انکو بہت گراں ہوا پس ارادہ انکی رضا جوئی کا کیا اس واسطے انکے پاس آئے اور کہا  
 امی بنت رسول اللہ تم نے جو کچھ دعویٰ کیا تھا سچا تھا لیکن میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو کہ اسکو بانٹ دیتے تھے فقروں اور مسکینوں اور مسافروں کو اور اسی میں سے تمکو قوت دیتے تھے



اور کام کرنے والوں کو جو وہاں کے تھے بس فاطمہؑ نے کہا کرو جیسا میرے باپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر کہا ابو بکرؓ نے قسم یہ خدا کی تھا کہ واسطے کرونگا وہ کام جو کچھ تمہارے باپ کرتے تھے پھر فاطمہؑ نے کہا تمکو قسم یہ خدا کی تم ویسا ہی کرو گے ابو بکرؓ نے کہا خدا کی قسم ضرور کروں گا تو فاطمہؑ نے کہا خدا یا تو گواہی پھر راضی ہوئیں فاطمہ علیہا السلام اس سبب سے اور عہد لیا ابو بکرؓ سے اور ابو بکرؓ انکو اٹھیں سے قوت انکا دیتے تھے اور باقی فقیروں مسکینوں مسافروں کو بانٹ دیتے تھے یہ عبارت مبالغہ السالکین کی ہے اور اگر کتب معتبرہ امامیہ کی اور یہ عبارت صحیح یہ فائدہ دیتی ہے کہ ابو بکرؓ نے دعویٰ نہ کیا تصدیق کیا لیکن تاحیات جناب پیغمبرؐ جو انکا نقرہ رہا اور انکا قبضہ نہوا اسکو مانع ملکیت کا سمجھا کہ مَا هُوَ الْمَقْرُءُ عِنْدَ جَدِّهِ كَلَامُهُ تَرْجُمہ جیسا کہ مقرر ہے نزدیک تمام اس کے اور جب ابو بکرؓ نے دعویٰ زہرا کا سچا ٹھہرایا ہو تب بھی حاجت گواہوں کی نہیں ہے پھر حضرت امیر اور ام ایمن کی کیا احتیاج الحمد للہ کہ خود امامیہ کی روایات سے انہما حق ہوا اور ابو بکرؓ کو جو تمت لگائی تھی کہ دعویٰ نہ سنا اور گواہی روکی جھوٹ نکلا وَاللّٰهُ يُحَقِّقُ الْحَقَّ وَيُظِلُّ الْبَاطِلَ تَرْجُمہ اور خدا ثابت کرتا جو حق کو اور باطل کرتا ہے جھوٹ کو یہاں بھی یہ بات جانتا چاہیے کہ علمائے شیعہ نے جب دیکھا کہ یہ بی غیر قبض موجب ملکیت نہیں ہے تو حضرت زہراؑ کیون غصے ہوئیں اور ابو بکرؓ کی کیا تفسیر ناچار ہو کے ہمارے زمانے میں جو انکے علمائے اہل بیتؑ نے اس دعویٰ سے انتقال کر کے دعویٰ دوسرا نکالا اور دوسری طعن گرائی کہ وہ جو دعویٰ ہے طعن چہارم ہے کہ پیغمبرؐ نے حضرت زہراؑ کے واسطے فدک کی وصیت کی ابو بکرؓ نے انکو خلاف وصیت پیغمبرؐ کے فدک پر لقمہ لٹوایا جو اب اس طعن کا بھی بھندو جو وہ ہوا اول تو دعویٰ وصیت کا حضرت زہراؑ سے اور پھر ثبوت اس دعویٰ کا کسی کتاب کتابوں معتبرہ اہل سنت یا شیعہ سے ثابت کرنا چاہیے پھر جواب لگنا چاہیے دوسرے یہ کہ وصیت باجماع شیعہ و سنی میراث کی ہیں یہ پس میں الہین کہ میراث نہ جاری ہو اٹھیں وصیت کیونکر جاری ہوگی اس واسطے کہ میراث و وصیت دونوں ہی میں کہ کسی شخص کی ملکیت اُس کے مرنے کی بعد دوسرے کے پاس جائے اور بعد وکے انہی کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے بلکہ انکا مال خدا کا مال ہو جائے اور بیت المال میں داخل ہوتا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ کَلَّا نَبِيَّا ؕ لَا يَشْهَدُ وَاَنْ مِّنْكُمْ مَّنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ تَرْتَجِمہ انہما اللہ کے ہوتے اپنے ملک کو نہیں دیکھتے بس جو چیز کے انکے ہاتھ آتی ہے اسکو خدا کی طریت ملنے ہیں اور اس سے فائدہ پاتے ہیں اسی واسطے زکوٰۃ اُپر واجب نہیں ہوتی نہ انکے ترک سے

قرض واکرنا واجب ہو بسن یہی ہو کہ مالک کے مال میں وصیت کرنا اور میراث دینا کس طرح ہو سکتا ہے تو سب ال انبیا کا ورثہ مٹھرا حصہ وایت معصومین کی قطعاً تو انہیں وصیت کا مکھوسنا بطریق اولی ثابت ہوا اس واسطے کہ ورثہ مٹھرا یا وصیت سے بہت قوی ہو اور وصیت تو ریث سے نہایت ضعیف تیسرے یہ کہ وصیت نامہ کسی شخص کے واسطے جب درست ہو تو جو کہ سابق اس سے جو وصیت کی نہ وصیت کرنے والے سے کوئی بات نہ صادر ہوئی ہو اور یہاں تو لفظ مَا تَرَکْنَا صَدَقَہُ جو کچھ پہنچے چھوڑا صدقہ ہی پہنچا ہی اپنا کام کر چکا ہو اور سب مترکہ وغیرہ کا وقف فی سبیل اللہ ہو گیا گنجائش وصیت کی کب ہی تو تھے یہ کہ بالفرض اگر وصیت واقع ہوئی ہو اور ابوبکر کو اس سے اطلاع نہ ہوئی نہ گواہوں سے ثبوت کو پہنچی وہ خود معذور ہوئے لیکن حضرت امیر کو اپنی خلافت میں کیا عذر تھا کہ اس وصیت کو جاری نہ فرمایا موافق اگلے دستور کے فقہروں اور مسکینوں اور مسافروں میں تقسیم کرتے رہے اگر اپنا حصہ تقسیم کرتے رہے تو بیچا کی راہ میں تو حسین اور ان کی بہنوں کو انگلی بان کی میراث سے کیوں محروم کیا شیعہ نے اس بات کے چار جواب دیے ہیں چاروں میں جو خلل ہیں ان سمیت لکھے جاتے ہیں اول یہ کہ اہل بیت غصب کی ہوئی چیزیں نہیں لیتے چنانچہ آنحضرت نے اپنے گھر غصب کئے ہوئے کو کہ کئے میں تھا بعد فتح مکہ غاصبے نہیں لیا اس جواب میں یہ خلل ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے وقت میں مذک حضرت امام باقر کو دیا انھوں نے لے لیا اور انکے قبضے میں رہا پھر خلفائے عباسیہ اس پر تصرف ہوئے یہاں تک کہ سلسلہ میں ہامون عباسی نے اپنے عامل کو کہ تشریف بن جعفر تھا لکھا کہ مذک اولاد فاطمہ کو دیدے اس وقت امام علی نے لیا پھر متوکل عباسی اس پر تصرف ہوا اسکے بعد معتضد نے پھر اس کو پھر دیا پھر کنتفی متصرف ہوا پھر معتضد نے پھر دیا چنانچہ قاضی نور اللہ نے مجالس المؤمنین میں مفصل لکھا ہے پھر اگر اہل بیت غصب کی ہوئی چیز نہیں لیتے ہیں تو ان حضرات نے کیوں لے لی اور حضرت امیر المؤمنینؑ بعد شہادت عثمان خلافت غصب کی ہوئی کیوں قبول کی اور حضرت امام خلافت معصومہ کے زیر پدید سے کیوں خواہاں ہوئے کہ نکال لین آخر نہایت شہادت کی پونجی جواب ہے وہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت امیرؑ حضرت فاطمہؑ کی بیروی کی اور مذک سے نفع نہیں اٹھایا اس میں سراسر خلل ہی خلل ہے اسی کے بعد نقل یہ ہے جو مذک کو لیا اور نفع اٹھایا انھوں نے حضرت فاطمہؑ کی بیروی کیوں نہ کی اور یہ جاؤ کہ بیروی فرض تھی یا نہیں اگر فرض تھی تو اور ایسے ترک فرض کیوں کیا اگر تھی حضرت امیرؑ نے نفل کے پیچھے فرض کیوں ترک کیا کہ حقدار کا حق پونچانا فرض ہے اور بیروی کسی کی ان مخلوق میں ہوتی ہے جو اختیار ہی میں

نہ انہیں جو اضطرابی ہوں اگر حضرت زہراؑ نے کسی کے ظلم و ستم سے فک پر قابو نہ پایا اور نفع نہ اٹھایا مجبور  
تھیں اور مظلومیت کے حال میں کہ سلسلہ مجبوری و ناچارگی بخیر و بی کیا معنی اور بالفرض اگر پیروی ہی  
فرمائی تھی تو آپ اُس سے فائدہ نہ اٹھاتے حسنینؑ اور اُنکی بہنوں کو اُس سے کیوں محروم المیراث کیا  
جو اب سووم شیعہ کہتے ہیں گواہی حضرت امیرؑ کی اپنا نفع کھینچنے کے واسطے تھی بلکہ حسبہؑ نہ تھی یعنی  
واسطے رضا جوئی خدا کے کہ یہ بات لوگوں پر ظاہر ہو اور سب جان لیں اس جواب میں ہی خلل میں اول یہ کہ  
جو لوگ گمان فاسد اس مقدمے میں حضرت امیرؑ کی نسبت رکھتے ہونگے وہ وہی لوگ پہلے گئے جنہوں نے کہ  
ہبہ اور وصیت کی معاملے میں انکے شہادت کا رد کرنا ٹھہرایا ہو سو حضرت امیرؑ کے زمان خلافت میں مر گئے  
ہونگے پھر انہوں نے جو فک سے نہیں لیا انکے نہ لینے کو وہ کب جان سکتے ہیں دوسرا جواب یہ کہ  
جب حضرت امیرؑ نے نہ لیا اور بعض اولاد نے اُنکی لیا جب بھی تو خارجیوں یا صبیوں کو تو ہم ہو گا کہ گواہی  
امیرؑ کی خیال نفع اپنی اولاد کے تھی کہ میری اولاد کو نفع پونچھے بلکہ زمین اور ملک باغ میں نفع اولاد کا  
زیادہ منظور ہوتا ہی اپنے نفع سے پس چاہیے تھا کہ اپنی اولاد کو بھی وصیت فرمائے کہ ہرگز ہرگز نہ  
نہ لینا کہ میری گواہی میں خلل نہ آئے اور یہی اُنکی اولاد کو دوسریاں مانع میراث لینے کی نہیں ایک  
پیروی حضرت زہراؑ کی ایک پیروی حضرت امیرؑ کی جواب چہارم شیعہ کی طرف سے یہ ہو کہ یہ سب  
بسبب تقیہ کے تھا اس میں یہ خلل ہو کہ جب امام خروج فرمائے اور جنگ و قتال کرے تو اسکو تقیہ حرام  
ہو جاتا ہی چنانچہ جملہ امامیہ کا یہی مذہب ہو اسی واسطے حضرت حسنینؑ نے ہرگز تقیہ نہ فرمایا اور جان اپنی  
راہ خدا میں دیدی پھر اگر اپنے زمان خلافت میں حضرت امیرؑ تقیہ فرماتے تو مرکب حرام کے ہوتے  
معاذ اللہ من ذلک اور ان سب کو جانے دو کتاب پنج البلاغت میں شیخ ابن مطر حلی نے ایسی ایک بات  
کہی ہو جسکے سبب جو مشکل تھی اُسکی جڑ بنیاد اکھڑ گئی اور ہرگز ابوبکرؓ پر طعن کا ٹھکانا نہ رہا کہ وہ یہ ہے  
اِنَّہٗ لَمَّا وَعَظَتْ فَاطِمَةُ اَبَا بَكْرٍ فِيْ فِدَا لَہٗ کَتَبَ لَہَا کِتَابًا وَرَدَّ عَلَیْہَا تَرْجَمَہٗ بِصَوْتِ کہ  
نصیحت کی فاطمہؑ نے ابوبکرؓ کو فک کے معاملے میں تو ایک نوشتہ ابوبکرؓ نے لکھ دیا اور فک حضرت فاطمہؑ کو  
پھیر دیا پس در صورت صحت اس روایت کے جو دعویٰ کہ ابوبکرؓ پر تھا میراث خواہ ہبہ خواہ وصیت کا سب  
ساقط ہو گیا اور شیعہ کو کسی دعویٰ کے ساتھ موقع طعن کا نہ رہا ان دو شبہ باقی رہے کہ اکثر شیعہ اور سنی  
دونوں کے دل میں گذرتے ہیں شبہ اول یہ کہ حضرت زہراؑ کی طرف سے چند دعویٰ میراث اور دعوے چھپے

واقعہ میں آئے کہ ابوبکر کے نزدیک ثابت نہوئے لیکن اگر مرضی حضرت زہرا کی فدک کے لینے پر تھی تو کیونش دیدیا اور کیونش توقف کیا کہ یہ بخش نہوتی گوانجام اسکا صلح و صفا پر ہوا رقع اس شہبہ کا یہ کہ ابوبکر کو اس مقدمے میں ایک بلا عظیم پیش آئی تھی اگر رضا جوئی حضرت زہرا کی مقدم کرتے دو وجہ سے دین میں رخصتہ عظیم پڑتا اول یہ یقین تھا کہ لوگ گمان کریں گے کہ خلیفہ مسلمانوں کے معاملات میں فرق کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور رعایت ملحوظ رکھتے ہیں اور بے ثبوت دعوے کے رواداروں کو مدعا انکاح حوالے کر دیتے ہیں اوروں کو عوام الناس جان نگران سے ثبوت دعوے کے واسطے خاطر خواہ گواہ مانگتے ہیں اور یہ گمان بد بڑے فساد کی بات تھی دین میں قیامت تک جو قاضی حاکمون کے ہوتے اس دستور العمل کو اپنے کام کا پیشوا بناتے جگر جگرستی و ہلکاری اور رعایتیں اور جانب اریان اسی دستاویز سے ظہور میں آتیں دوسرے یہ کہ اس صورت میں کہ جب حضرت زہرا کی ملکیت میں یہ زمین دیدیتے اور ملک ارث کی حقیقت ملکیت مورث کے ہوتی ہو اس واسطے کہ اسکے خلافت اور نیابت تو ہر جس عاودہ اس میں کا کہ صدقہ رسول کا تھا بلکہ مائتو کتنا صدقہ جسکے معنی اوپر گذرے عاودہ صدقے کا خاندان رسول میں لازم آتا ہو باوصف اسکے کہ جناب پیغمبر سے سنا تھا کہ اَلْكَافِرُ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْذُ فِي قَيْدِ بِلَیْنِ صَدَقَہ کا بھرنے والا ایسا ہو جیسے کتا اپنی قو کی طرف بھرتا ہو پس یہ حرکت عظیم ابوبکر سے ممکن نہ تھی کہ صادر ہوتی اور ان دونوں جون دینی کے ساتھ ایک جہ دنیوی اور بھی تھی کہ حضرت عباسؓ اور ازواج مطہرات بھی وہاں طلب کھولے ہوئے تھے اپنے اپنے واسطے ایسے ہی زمین و دیہات چاہتے تھے اور ابوبکر کو مشکل میں ڈالے ہوئے تھے اگر ان مصلحتوں کی رعایت کر کے انکو مقدم کرتے تو حضرت زہراؓ آزرده ہوتی تھیں ناچار بلکہ حدیث نبوی اَلْمُؤْمِنُ اِذَا اَبْلَى اِبْلَیْنِ یَحْتَأْسِرُ اَحْوَنُهُمَا تَرْجُمُهُ مَوْنِ جو دو بلا میں پڑتا ہو ان میں سے ہل کو اختیار کرتا ہو ابوبکر نے یہی بات اختیار کی اس واسطے کہ تدارک رکھ سکتے تھے ہو سکتا تھا جیسا کہ ہوا و تدارک اس شوق کا نہیں ہو سکتا تھا اور باعث فساد عام تھا دوسرا شہبہ یہ کہ جب حضرت زہرا اور ابوبکر میں بابت اس معاملے کے صلح و صفا ہو گئی اور کوئی کدورت نہ رہی جیسا کہ شیعہ سنی دونوں کی روایتوں میں ثابت ہوا تو پھر یہ کیا باعث تھا جو حضرت زہراؓ اپنے جنازے پر ابوبکر کے آنے کی روادار نہوئیں اور حضرت امیرؓ نے انکو حسب صیت انکی رات ہی کو دفن کر دیا اس شہبہ کا رفع یہ ہو کہ یہ وصیت حضرت زہراؓ کی بوجہ نہایت ستر و حیا کے تھی چنانچہ بروایت صحیح مروی ہو کہ حضرت زہراؓ نے اپنے مرض موت میں فرمایا کہ مجھ کو

سبحان ہر  
عالم ہر  
ہو

نشرم آتی جو اس سے کہ بعد موت کے بے پردہ سامنے مردوں کے نکالین اس سبب کہ اس زمانے میں ہی ہم  
تھی کہ عورتوں کو مثل مردوں کے بے پردہ نکالتے تھے آسمان بنت عیسٰی نے کہا میں نے جنت میں دیکھا ہی  
کہ خرمے کی شاخوں سے جنازہ مثل کجاوے کے بناتے ہیں حضرت زہراؑ نے فرمایا کہ میرے سامنے بنا آسمان  
بنائے حضرت زہراؑ کو دکھایا بہت خوش ہوئیں اور مسکرائیں اور حال یہ کہ بعد واقعہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے کبھی کسی نے انکو خوشوقت اور مسکراتے نہ دیکھا تھا آسمان سے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تو مجھ کو  
غسل دینا اور تیرے ساتھ علیؑ ہونا و کسب کو نہ آنے دینا بس اس سبب حضرت امیرؑ نے کسب کو جنازے پر  
نہیں آنے دیا نہ بلایا اور ایک قول یہ کہ حضرت عباسؑ نے مع چند اہل بیت کے نماز پڑھ کر رات ہی ان  
دفن کیا بعض روایتوں میں ہیں کہ دوسرے دن جو ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور اوجہا بن تغریب  
کیواسطے حضرت علیؑ کے گھر گئے شکایت کی کہ ہلکے کیون نہیں خبر کی تو شرف نماز و حضورؐ کی باتے علی مرتضیٰؑ  
نے کہا کہ فاطمہ علیہا السلام کی وصیت تھی کہ جب میں دنیا سے جاؤں مجھ کو رات میں دفن کرنا تو نا محرم کی آنکھ  
مجھ پر پڑے نہ میرے جنازے پر میں نے اسی وصیت پر عمل کیا یہ تو روایت مشہور ہے اور فضل الخطاب  
میں لایا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اور عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن عوام نماز عشا کے وقت  
حاضر ہوئے اور رحلت حضرت فاطمہؑ کی مغرب عشا کے درمیان میں شب سہ شنبہ سوم ماہ مبارک  
رمضان بعد چھ مہینے کے وفات آنحضرت سے واقع ہوئی کہ عمر انکی اس وقت میں اٹھائیس برس کی تھی  
اور ابو بکر باجائز علی مرتضیٰؑ کے پیش امام ہوئے اور نماز ادا کی اور چار نگیر نکالیں بس دلیل عقلی اسی پر ہے  
کہ حضرت زہراؑ کی وصیت سے ابو بکر کا جنازے پر نہ بلانا تھا نہ کسی کو رت و ناخوشی سے اگر کہ رت اور  
ناخوشی سے ہوتا تو یہی تو تھا کہ ابو بکر اپنے نماز نہ پڑھیں سو یہ خود درست نہیں کس واسطے کہ باجماع مورخوں  
طریقین یعنی شیعہ و سنی کے ہے کہ جب جنازہ امام حسینؑ کا نکالا امام حسینؑ نے سعید بن قاص کی طرف کہ معاویہ کی نجف  
امیر مدینہ کے تھے اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر سنت میرے صحابی کی اس بات پر ہوئی کہ امام جنازہ کا امیر ہو کبھی نکلا امام کو کتاب  
معاویہؓ کو کہ حضرت زہراؑ پر ایسا کیا تو نماز ابو بکر کے نفرا یا تھا وہ حضرت امام حسینؑ خلاف وصیت حضرت زہراؑ  
کے طرح علی علیہ السلام ظاہر ہو کہ سعید بن قاص نیز اور جو ابو بکر کے حکم تھا لیاقت امامت نماز میں اور مرتب چھ مہینے  
ہی گذرے تھے کہ جناب پیغمبرؐ پر بزرگوار حضرت زہراؑ نے ابو بکر کو امام مہاجر اور انصار کا پیش نماز کیا تھا اور اس  
معاہدے میں بڑی تاکید فرمائی تھی کہ نہ گمان نہ کیا جائے کہ اتنی مدت قلیل میں حضرت زہراؑ اس کو چھ مہینے

۳۳  
معاویہؓ  
۲۸ ماہ



اور یہی روایت ہر مالک و شافعی اور سنی بن راہویہ سے اور جب حکم ابو بکر کا موافق حکم پیغمبر کے ہوا تو عین کا  
ٹھکانا ہی کب ہو اور ظاہر ہو کہ ابو بکر صغریٰ تھے کہ خلاف مذہب حنفیہ کے نہ کرتے دوسری دفع ایک چور کو ان کے  
سامنے لائے کہ جس کا سیدھا ہاتھ اور پائون کٹا ہوا تھا لہذا بایان ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اس موقع پر بھی مذہب  
اکثر علماء کا یہی ہو کہ ایسے شخص کا اٹنا ہاتھ کاٹنا چاہیے اور اس قصے کو موطا میں امام مالک بروایت عبد الرحمن  
بن قاسم اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص اہل مین سے کہ ہاتھ پائون اُس کے کٹے تھے ابو بکر کے  
پاس آیا اور اُنکے گھر میں اُترا اور عامل مین کی شکایت پیش کی کہ مجھ پر ظلم کیا اور چوری کی تمت سے میرے ہاتھ پائون  
کاٹ ڈالے اور اکثر رات کو تعجب پڑتا تھا یہاں تک کہ ابو بکر نے کہا کہ خدا کی قسم تیری رات چوروں کی ہی رات  
نہیں ہوا اتفاقاً بی بی ابی بکر کی کہ اسما بنت عمیس تھیں ان کا زیور گر گیا اور ابو بکر کے گھر کے لوگ نکلے چراغ لیے  
تلاش کرتے تھے کہ شاید کہیں گر گیا ہو وہ ہاتھ پائون کٹا بھی لوگوں کے ساتھ پھرتا تھا اور کٹا تھا مارا ریا تھا  
شخص کو جس نے نیکوں کے گھر میں چوری کر کے انکو رنج دیا سزا دے آخر لوگ ناامید ہو کے لوٹ گئے بعد چند روز  
کے اُسی زیور کو ایک سُنا رکے پاس بیٹا اُس سُنا رکے بعد شخص کے معلوم ہو کہ وہی ہاتھ پائون کٹا میرے ہاتھ  
پہنچ گیا ہوا قبیلہ کا رشتہ ہاتھ پائون کٹے اُتر اُس زیور کی چور کیا کیا ابو بکر نے حکم دیا کہ اس کا بایان ہاتھ  
کاٹ ڈالو ابو بکر کہتے تھے کہ وہ جو بد دعا اپنی جان پر کرتا تھا مجھ کو انکی چوری سے بہت زیادہ سخت معلوم ہوتی  
تھی اور سو اُن دور روایت کے اور کوئی روایت ابو بکر سے بایان ہاتھ کاٹنے چور کی مروی نہیں ہوئی لہذا طبعین  
محض بیجا تعصب ہی تعصب یہ قطعاً یار کو پیٹتے ہیں پورے قصے کو نہیں دیکھتے دوسری دلیل یہ کہ ابو بکر نے لوطی کو جلا دیا  
اور آنحضرت نے جائزہ کا آگ میں جلا نا مقام تعذیب میں منع فرمایا جو اب اس دلیل کا بھی بچند وجوہ ہے  
اول یہ کہ لوطی کا جلا نا بروایت ضعیف ابو ذر کے وارد ہوا جس اہل سنت کے الزام میں حجت نہیں ہوتا اور نہ  
صحیح سعید بن خلف کی ابی ذر سے اس طرح پر یہ اُتار اُس پر یہ فَعْتَرَبَ عَقْلَهُ ثُمَّ اَصْرَبَ فَاَحْرَقَ تَوْحِيدَهُ حَلَمَ کَیَا سَکَرِیٰ مَنَیٰ  
ہو سکی گردن پر پھر حکم کیا اُس کے حق میں جلا دیا اور سر کو آگ میں لے روں کی عبرت کے لیے جلا نا درست ہو جیسے دوسرے کو سولی پر  
رکھنا درست ہی اس واسطے کہ دوسرے کو عذاب نہیں معلوم ہوتا دگر دوسرے کا معلوم ہونا شرط زندگی کے ساتھ ہوا اور  
مرتضیٰ نے کہ بہت بڑا عالم علما شیعیہ سے ہوا اور لقب بعلم الہدیٰ اُسی روایت کی صحت اور روایت سابق کے  
جلا نا پر اقرار کیا جس وہ روایت نہ اہل سنت کے نزدیک صحیح ہو نہ شیعہ کے نزدیک ایسی روایت کو مدار عین کا  
کرنا دلیل قناعی ہو یعنی دل کو تسکین بخشنے والی نہ الزامی دوسری وجہ یہ کہ بھنے مانا کہ ابو بکر صدیق سے ایک دفع



آدمی جلانا عمل میں آیا اور نقی علی سے کئی بار جماعت کثیر کے حق میں واقع ہوا ایک شخص جماعت کثیر زندیقوں  
 کہ بقول بعض مرتد تھے اور باعتقاد بعض عبد اللہ بن سبا کے یا رجلا نیکا حکم فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں کہ اس سنت  
 کے نزدیک سب کتابوں میں زیادہ تر صحیح ہو عکرمہ سے روایت کی ہو کہ اُوْنِیْ عَلٰی یَزَادُ فِیْہِ فَاَخْرَجُوْهُمْ فَبَلَغَ  
 اُولٰٓئِکَ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ اَنَا لَمْ اَخْرَجُوْهُمْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَخْذَلُوْا  
 بَعْدَ اِیَّیْ اللہ ترجمہ لائے پاس علی کے چند شخص زندیق پس جلایا انھوں نے انکو بت خمر بن عباس کو پوچھی  
 کہا اگر میں ہوتا تو ہرگز نہیں جلانا انکو اس سبب سے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہو کہ خدا کے عذاب کی طرح عذاب  
 نہ کرو دوسری دفعہ دو آدمیوں کو کہ دونوں اہل تشیعہ باہم میں گرفتار ہوئے تھے انکو بھی جلادیا چنانچہ  
 مشکوٰۃ میں زرین نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ سے روایت کی بغیر خدا صلعم نے فرمایا مَلْعُوْنَ مَنْ  
 عَمِلَ قَوْمٌ لَّوْ طَعْنُیْ مَلْعُوْنَ ہر جس نے قوم لوط کا عمل کیا اور کماؤنی سراوایت عن ابی عباس ان عَلَیْنَا اَلْحَقُّ قَوْمًا  
 حَرَّمَ جَسَدِیْ عَلَیْہِمْ کہ علی نے ان دونوں کو جلادیا اور اگر ان روایتوں کو علی مرتضیٰ کے حق میں قبول  
 نہ کریں باوصف اسکے کہ ابو بکر کے حق میں ایک روایت ضعیف مروود کو مدارائے طعن کا کیا ہو کہ اس فرقے کے  
 تعصب سے بعید نہیں ہونا چار شیعہ کی کتابوں سے جہیز انکو اعتبار ہو اس مضمون کو لانا چاہیے شریف رضی  
 ملقب بعلم الہدیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء اور ایمہ میں روایت کی ہر ان عَلَیْنَا اَجْرَقَ رَجُلًا اَنِّیْ عَلَیَّ مَا فِی  
 دُجُوْہِ ترجمہ بیشک علی نے جلادیا ایک مرد کو کہ بد فعلی کی تھی اُس نے ایک لڑکے کے ساتھ اُس کے دہریں اور جب  
 ایسا ہوا تو شیعہ کو موقع طعن کا ابوبکر پر نہ رہا لہذا لفظ فعل فعل المعصوم ترجمہ اس واسطے کہ فعل انکا فعل  
 معصوم سے موافق پڑا تیسری وجہ یہ کہ اہل سنت کی روایتوں سے ثابت ہو کہ ابوبکر صدیق نے لوطی کو حضرت  
 امیر کے مشورے اور حکم سے جلایا ہو نہ اپنے اجتہاد سے اَخْرَجَ الْکَیْفَہِ فِیْ شَعْبِ الْاَیْمَانِ وَابْنِ اَبِی  
 لَدُنْیَا سَنَادٌ جَدِیْدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَمْدِیِّ وَوَالْوَقْدِیِّ فِیْ کِتَابِ الْوَدَّیِّ فِیْ اَخْرِاجِ الرَّدِّ عَنْ  
 بَنِیْ سُلَیْمٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ لَمَّا اَسْتَشَارَ الصَّخَّابَةَ فِیْ عَذَابِ الْوَطْطِیِّ قَالَ عَلٰی اَسْرٰی اَنَّ یَصْحَرَقَ  
 بِالْکَثَارِ فَاَجْتَمَعَتْ کُلُّی الصَّخَّابَةُ عَنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَہُ اَبُو بَکْرٍ فَاَخْرَقَ بِالْکَثَارِ روایت کی ہو پھر  
 شعب الایمان میں اور ابن ابی الدنیاء نے اسناد جدید محمد بن منکر سے اور روایت کی واقدی سے کہ محدث ہو  
 کتاب لروہ قصہ آخر مرتد ہونے بنو سلیم میں یہ کہ جب ابوبکر نے مشورہ چاہا صحابہ سے لوطی کی سزا میں علی نے  
 کہا میں یہ صلحت دیکھتا ہوں کہ اسکو جلادواگ میں منفق ہوئے صحابہ اس صلحت میں اسی قول پر ہیں ابوبکر نے

اس کے جلاوینے کا حکم دیا سو انکو آگ میں جلا دیا اور بعض راویوں نے شیعہ کے جو کھا ہو کہ ابو بکر نے فجاہ مسلمی کو جو رہبری کرتا تھا زندہ آگ میں ڈال دیا اور جلا یا یہ غلط ہی صحیح یوں ہو کہ شجاع بن زہر قان کو کہ کو ملی تھا موافق حکم امیر کے جلا دینا کا حکم فرمایا اور بالفرض اگر سیاست کی راہ سے ایک ہزن کو حکم جلا دینا کیا عیب بھی محل طعن نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ انکا فعل فعل معصوم سے موافق پڑا تیسری دلیل یہ کہ ابو بکر کو مسئلہ جدہ اور کلاہ کا معلوم تھا اور وہ اس سے پوچھتے تھے و لیل سوم یہ کہ یہ طعن اہل سنت پر مروجہ لازم کی نہیں ہو سکتی کس واسطے کہ اس کے نزدیک علم تمام احکام کا بالفعل نام کے واسطے شرط نہیں ہو بلکہ اجتہاد بلکہ احتساب شرط ہو اور مجتہد کا یہی کام ہو کہ پہلے پیروی ان انصوص کی جو جمع کی ہوئی ہو میں کرتا ہو اور اخبار کی جستجو فرماتا ہو اگر حکم منصوص پایا موافق نص کے فتویٰ دیا اور اگر منصوص نہ پایا تو اس کے چھٹے نکالنے میں مشغول ہوا اور جبکہ ابو بکر کے وقت میں انصوص جمع کی ہوئی نہ تھیں اور روایتیں حدیثیں مشہور نہیں ہوئی تھیں ناچار صحابہ سے تفصیل کرتے تھے کہ تم نے آنحضرت سے کیا سنا ہو قال فی شرح التجرید اما مسئلہ التجدد و انکلا لہ فلیست بذعامین المجتہدین اذ ینتھون عن مداریک الاحکام و ینتھون من احاکمہ علیہم علمکما ولہذا رتبہ علی فی امہات الکلا و لانی قول عمر و ذلک لایدل علی عدم علمہ و ترجمہ شرح تجرید میں کیا ہو لیکن مسئلہ جدہ اور کلاہ کا پس نہیں ہو خلاف عادت مجتہدوں سے اس واسطے کہ دلائل احکام سے جستجو کرتے ہیں اور ان لوگوں سے پوچھتے ہیں جنہوں نے خبریں پائی ہیں اسی سبب کہ حضرت علیؑ نے ام ولد کی فروخت میں عمرؓ کے قول کی طرف رجوع کی اور اس جستجو سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ علم تھا بلکہ تفصیل اور تحقیق ثابت ہوتی ہو کہ ابو بکر صدیقؓ احکام دین میں نہایت رعایت احتیاط کی کرتے تھے اور قواعد شریعت میں پورا اتہاسم بجالاتے تھے اور اس واسطے جب مسئلہ جدہ کا مغیرہ نے ظاہر کیا پوچھا ہل معکف عیدک یعنی تیرے ساتھ سو اتیرے کوئی اور بھی تھا ورنہ روایت میں اتحاد شرط نہیں ہو بوقت امر و حقیقت بہت بڑی صفت ابو بکرؓ کی ہو اور منقبت مگر کس بلا کا تعصب بجا ہو کہ خواہ مخواہ منقبت کو منقصت بناتے ہیں اور محل طعن چھڑاتے ہیں سچ ہی شعر چشم باندیش کہ برکنہ باد و عیب نماید ہنرش در نظر اگر شیعہ کہیں کہ اکتفا اجتہاد پر ایم کے حق میں مذہب اہل سنت کا ہو اور ہمارے نزدیک علم محیط بالفعل سب سائل پر شرع کی شرط امامت کی ہو یہ جواب ہمارے کام کا نہیں ہے ہم کہیں گے جب بنا مطاعن کی مذہب اہل سنت پر ہو تو ضرور اس کے بیان جو بات ٹھہری ہو اسکو مسلم رکھنا چاہیے نہیں تو نفی امامت ابو بکر کی اہل سنت کے نزدیک کے معائنات بک

یہ سر نہیں آئے گی اور اگر اہل سنت کو بہت تنگ کر کے تشیع انکے ذمہ ثابت کرتے ہو تو کو یہی جواب اور اس کا موافق  
 اصول شیعہ کے سننا چاہیے دوسرا جواب یہ کہ اگر ابو بکر کو مسئلہ جہدہ اور کلام کا معلوم تھا تو امت میں ان کے  
 کچھ نقصان نہیں کرتا سو اسطے کہ بموجب روایات شیعہ حضرت امیر کو بھی بعض مسائل معلوم تھے حال آنکہ باجماع  
 امام مطلق تھے مروی عبد اللہ ابن یسیر ان علیاً سئل عن مسئلہ فقال لا علم لى بہا ثم قال  
 وابدھا کلمۃ یکبک فی سئل عمن لا اعلم ترجمہ روایت کی عبد اللہ بن بشر نے یہ کہ علی رضی  
 ایک مسئلہ پوچھا گیا کہا مجھے نہیں ہے اس مسئلے سے پھر کہا میں ٹھنڈا کرتا ہوں اپنے کلیجے کو اس سے کہ مجھے  
 پوچھا گیا اس چیز سے کہ میں نہیں جانتا ہوں ورواۃ سعد ابن ابن کعبہ ایضاً ترجمہ روایت کی علی  
 سعدان بن نصر نے بھی آدم بھی امام محسن ناطق جعفر صادق کو بعض مسائل معلوم تھے مروی صاحب قرب  
 الاستاد میں الامامیۃ عن اسمعیل ابن جابر انہ قال قلت لابن عبد اللہ علیہ السلام  
 فی طعام اهل الکتاب فقال لا تاکلہ ثم سکت ثم قال لا تاکلہ ثم سکت ہیثمۃ ثم قال  
 لا تاکلہ ثم سکت ہیثمۃ ثم قال لا تاکلہ ثم سکت ہیثمۃ ثم قال لا تاکلہ ولا تشرکہ الا نذرھا  
 ان فی ابیہم الحکمۃ والحکم الخیر ترجمہ روایت کی صاحب قرب اسناد نے جو بخلاف امامیہ کے جو اسمعیل  
 بن جابر سے بیشک اس نے کہا کہ پوچھا میں نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے اہل کتاب کے طعام سے تنو فرمایا کہ  
 مت کھا او سکوتر سکوت کر کے کہت کھا او سکوتر سکوت کیا پھر کھات کھا او سکوتر سکوت کیا پھر کھات کھا  
 او سکوتر ترک بھی نہ کرا او سکوتر احتیاط کی راہ سے بیشک اون کے برتنوں میں شراب اور  
 خوک کا گوشت ہوتا ہو اس روایت سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کو حکم  
 کھانے اہل کتاب کا معلوم تھا آخر بہت نال سے بھی حکم صریح معلوم ہونا چار احتیاط پر عمل فرمایا

مطاعن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ گیارہ ہیں

اول عمدہ طعنوں میں شیعہ کے نزدیک قصہ قطاس یعنی کاغذ کا جو بخاری و مسلم کی روایت کے  
 موافق ابن عباس سے مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینہ کے دن چار روز پہلے وفات سے  
 صحابہ سے جو جو مبارک بین حاضر تھے خطاب کیا کہ کاغذ اور قلم دوات میرے پاس لاؤ تا میں تمہارے لیے  
 ایک خوشہ لکھ دوں کہ بعد میرے گمراہ ہو اس بات پر حاضرین نے اختلاف کیا کاغذ قلم لانے میں اور نہ لائے میں اور غرض کہ  
 قرآن مجید جو ہمارے پاس آج بھی کافی اور اس وقت حضرت کو درو کی شدت ہو کھڑو تیں بعض نے غم کے نوال کی تائید کی

بعض نے کہا ضرور لانا چاہیے جو حضرت منکائے ہین کا غزل و غیرہ اس اثنا میں بہت سا طور و فل ہوا اور  
کسی نے یہ بھی کہا کہ آنحضرت کو ہریان در اختلاط کلام ہو گیا پھر آپ سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں پھر سے  
فرمایا آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس ہے اٹھ جاؤ اس واسطے کہ پیغمبروں کے پاس جھگڑا کرنا اور شور  
وغل مچانا لائق نہیں ہے اس قضیہ اور پر خاش کے سبب کسی نوختے کا لکھنا موقوف رہا بس یہ قصہ فرط اس کا ہی  
موافق صحیح روایات اہل سنت کے خاطر خواہ شیعہ اور اس قصے میں کئی طرح غم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں دل  
یہ کہ قول آنحضرت کا وحی ہوا در غم نے آپ کے قول کو رد کیا گویا وحی کو رد کیا تو تعالیٰ و مَا يَخْلُقُ هِيَ لَمْ يُهَوِّ  
بِإِنْ هُوَ كَلَامٌ وَحْيِي يُؤْتِيهِ تَرَجُّمُهُ بِغَيْرِ بَنِي خَوَاشِ نَفْسٍ سَلَامٌ نہیں کرتا ہی مگر وحی سے کہ پھر نازل کی جاتی ہے  
اور رد وحی کا کفر ہے تو تعالیٰ وَمَنْ كَفَرَ يَحْمِلْ كُفْرَهُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ترجمہ  
اور جو کوئی اس چیز پر حکم نکلے جو نازل ہوئی وہ کافرون سے ہے دوسرے یہ کہ کہا آنحضرت کو ہریان اور  
اختلاط کلام ہو گیا یعنی ہبکی ہبکی باتیں کرنا اور انبیاء ان باتوں سے محصور ہیں جنوں بالا جماع انبیاء پر جائز  
نہیں ہو ورنہ اُنکے قول و فعل کا اعتماد ہی کیا رہے پس ہر حال میں قول و فعل انبیا کا قابل اتنا ہی پوری  
کے ہی تیسرے یہ کہ آنحضرت کے سامنے رفع صوت کیا اور ترنازع یعنی چلائے اور جھگڑنے لگے باوصف اسکے  
رفع صوت آپ کے سامنے گناہ کبیرہ ہو یہ لیل قرآن یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ  
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ  
ترجمہ اموہ لوگ کہ ایمان لائے ہو مت بڑھاؤ اپنی آواز کو آواز نبی سے اور چلا کے اس سے بات مت کہو  
جیسے چلائے ہو بعض بعض کے ساتھ ایسا نہو عمل محبط و نابود ہو جائیں ورنہ تم اسکو نجاؤ جو تھے امت کی حق تلفی  
کی اس واسطے کہ اگر یہ نوشتہ لکھ جاتا مگر ابی سے محفوظ رہتے اب ہر مقدمے میں حیران و پریشان ہیں اور فروغ و  
اصول میں اختلاف پیدا کیے ہیں جس غم نے جو اس بات کو رد کیا ان سب اختلافوں کا وبال انکی گردن پر ہے ہر  
تقریر طعن کی اور ایسے زور شور سے کہ کسی کتاب میں ایسی طمطراق سے معلوم نہیں ہوتی جو آپ ان طعن  
طعنوں کا جملہ ذکر کرے کہ یہ کام فقط غم نے نہیں کیے ہیں چنے لوگ جو بے میں حاضر تھے اس مقدمہ میں رد و ردہ  
بہ گئے تھے اہد حضرت عباس اور حضرت علی بھی اس وقت میں حاضر تھے جس اگر یہ بھی منع کر دیتے تھے  
تو شریک غم کے ہوتے جملہ مطالعہ میں اور جو اس گمردہ میں تھے جو کا غم وغیرہ کا لانا بخیر و کفر  
مطالعہ انکی طرف بھی مائد ہوتے ہیں جیسے رفع صوت بخیر و کفر مخصوص اس وقت نازل ہوا ہے

امت کہ منع کرنا واللہ کے منع کرنے سے کافروں کو حاضری کرنے سے باز رہنا سوقت لاسنہ نہ دوسرے وقت  
 جاتا ہے تاکہ بعد اسکے کہ فرصت دراز مٹی لا کر لکھا لیتے تہرہ جو دہس طعن کا مشترک ہے عمر کو بھی شامل ہوا وغیرہ  
 عمر کو بھی کہ بعض اُن سے ایسے ہیں کہ باتفاق شیعہ اور سنی کے مطعون نہیں ہو سکتے اور جب طعن مطعون اور غیر مطعون  
 دونوں میں مشترک ہوئی تو وہ طعن ہی ماقط ہوئی طعن ہی نہ ہے نہ متعلق جواب کی بلکہ اگر تامل کیا جائے تو پتہ چلے گا  
 جو طعن کی یہ وہ بھی مشترک ہے کسواسطے کہ امر آنحضرت کا بلفظ لا یُؤْتُوْا بَیْعًا طعن ہے لاؤ تم میرے پاس کا مذہب  
 سب حاضرین کی طرف تھا نہ خاص عمر کی طرف بس اگر یہ امر واجب یا فرض ہو تو ہر ایک گناہگار اور مخالف  
 فرائض کے ہوئے حدیث کے عمر اور ان کے لیے باعث اس فرائض کے ہوئے اور ان کے حکم عمر کا مانا اور مخالفت  
 حکم رسول کی کی اور مَنْ لَّمْ یُخْلِطْ بَعَا آتَزَلِ اللّٰهُ مِنْ بَیْشَکْ اخل ہوئے بس جانشینت عمر کی ایسی ہوئی  
 جیسے شیطان کہ کافروں کے واسطے باعث کفر کا ہو اور جانشینت اور ان کی مثل کافروں کے اور خوب  
 روشن ہے کہ طعن کے واسطے فقط شیطان ہی کی طرف توجہ نہیں کر سکتے ورنہ کافر معذور ہو جائیں بلکہ اجر پائیں  
 وَهُوَ خِلَافُ الْقُرْآنِ بَلِ الشِّرْکَیْنِ کَلِّہَا ترجمہ در یہ خلاف قرآن بلکہ جملہ شریعتوں کے ہو اور اگر یہ امر  
 واجب و فرض نہ ہوا اصلاح اور ارشاد کی غرض سے ہو تو عمر اور غیر عمر سب اسکے سستے میں طعون نہیں ہوا کہ کس طرح  
 علامت انبیا علیہ السلام نہیں ہو سکتی اس لیے کہ جو امیر پیغمبر کا کہ اصلاح و ارشاد کے واسطے ہو مخالفت اس کی باطل جائز نہ  
 چنانچہ امینا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر جو تفصیلی ان مطالعہ کا سننا مرغوب ہو تو بغضیل سننا چاہیے تب اول  
 طعن کی مبنی اس بات پر ہے کہ عمر نے وحی کو رد کیا اور جملہ قول پیغمبر کے ہی ہیں اقوالہ تعالیٰ وَمَا یَنْطِقُ مِنْ اَنْھُوْنِ  
 اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اَر دو وزن مقدسوں میں کھلا ہوا اخل ہے اول میں یہ کہ عمر نے آنحضرت کے قول کو  
 رد نہیں کیا بلکہ آرام و راحت اور تر فیا و در پخت نہ اٹھانا آنحضرت کا شدت بیماری میں منظور رکھا اس طعن کے  
 اشارہ حکم پیغمبر کا سمجھنا نہایت ہی تمسب و بغض ہے کہ کوئی اپنے بیمار عزیز کو محنت اٹھانے اور سچ کھینچنے  
 سے بچاتا ہو اگر کسی وقت میں بیمار حالت شدت درد و مرض میں حاضرین کی مصلحت و فائدہ سیکے واسطے  
 خود ہی کچھ مشقت اٹھانا چاہتا ہو تو اس کو کسی سبب درد و فعیہ سے مانع ہونا ہوا اپنی بے پروائی جتنا ہو کہ  
 کسی کچھ حاجت اور ضرورت نہیں ہو اور یہ معاملہ ہر گون میں زیادہ تر مروج و معمول ہے لہذا جب عمر نے  
 یہ کیا آنحضرت واسطے فائدہ اصحاب و امت کے چاہتے ہیں اس تنگ وقت میں کہ شدت مرض کی اندھ ہوا  
 خود اٹھنا و نشہ کا فرائض یا خود گھسیں کہ یہ بات اور حرکت قولی یا فعلی یعنی کسی کی مصلحت بتانا یا آپ لکھنا

موجب کمال ہرج و مشقت کا ہو گا بخیر از اس بات کی گوارائی اور آنحضرتؐ سے بسبب کمال و ب کے خطاب  
 نکلیا بلکہ اور لوگوں کو ایسے کریمہ سے ثابت کیا کہ اس حرج دینے کے کچھ ضرورت نہیں ہو اس سے استغنا  
 حاصل ہو تو آپ کے کان تک پہنچی اور آپ جانیں کہ اسوقت میں ایسی مشقت اوٹھانے کی چندان ضرورت  
 نہیں ہو اور فی الواقع اس مقدمہ میں عقلمندوں کے نزدیک صد آفرین اور ہزار تمسین ہا ایک بنی فکر  
 عمر زبرد ہو کہ قبل اس واقعہ سے تین مہینے پہلے آئے کریمہ الْیَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَالْعَمَلُ  
 عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتْ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا تَرَوْحُمَهُ آج میں نے دین تمہارا تمہارے واسطے کامل کیا  
 اور نعمت اپنی تمہارے تمام کی اور پسند کیا تمہارے واسطے طریق اسلام کو دین تانزل ہو چکی تھی اور واسطے  
 نسخ و تبدیل و رد کی پیشی دین کے مطلقاً بند کر کے اور ہر واسطہ لگا کے چھوڑ دیا تھا اسی آیت پر غور کرنے  
 اشارہ کیا اس عبارت میں کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ تَعْنِي ہكُو اللہ کی کتاب کافی ہو مطلب یہ کہ اگر خیال  
 کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں کوئی نئی بات کہ پہلے سے کتاب و شریعت میں نہیں  
 آئی ہو لکھا و نیکی کہ موجب تکذیب اس آیت کی ہو یہ تو آنحضرت سے محال پس مقصد آنحضرت کا اسوقت میں  
 سوا اسکے نہیں ہو کہ تاکید اور احکام کی فرمائیں جو پہلے ٹھہر چکے ہیں اور ہر کوئی خدا کے تعالیٰ کی تاکید سے  
 زیادہ آپ کی تاکید مقابل وہی منزل یعنی قرآن کی ہوگی پھر مشقت اوٹھانا آپ کا اسوقت میں کیا ضرور  
 ایسی بات کیواسطے جو چندان درکار نہیں ہو بہتر یہ کہ راحت و آرام میں رہیں اور یہ لفظ اِنْ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَلِمَهُ الْوَحْيُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللَّهِ حَسْبُنَا بِشَاك رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 پر زور و کاغذ ہوا اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہو وہی ہکوا کافی ہو صریح اس قصہ پر گواہ ہو جس معلوم ہوا کہ  
 عمر کی نسبت یہ بات کہنا کہ حکم پیغمبر کا رو کیا کمال غلط فہمی اور نادانی اور نہایت ہی عداوت و نفی کی بات  
 اور ایسی مصلحتیں اور مشورے ہمیشہ معمولی بات تھی کہ آنحضرت صائبہ کے اور صحابہؓ آنحضرت کے ساتھ کرتے تھے  
 خصوصاً عمر کو اس مقدمہ میں خصوصیت و جرات سب سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی کہ منافق پر نماز پڑھنے اور  
 پردہ نشین کرنا زواج مطہرات کا اور جنگ بدر کے قیدیوں کا قتل کرنا اور مقام ابراہیم کو مصلے پہنانا  
 اور مثل لکھ ان سب معاملات میں موافق عرض عمر کے وحی آئی تھی اور اس صواب کے اکثر مقدمات میں قبیلہ  
 پیغمبر ہوتی تھی بلکہ خدا کے تعالیٰ کو اور اگر ایسی عرض مصلحت کو رد وحی اور رد قول پیغمبر کہا جائے تو حضرت پیغمبرؐ  
 بھی خمد و قہقہوں میں شریک عمر کے ہو جائیں گے اول یہ کہ بخاری میں جو بڑی صحیح کتاب بل سنت کی ہو

بطریق متعدد مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت امیر و زہراؓ کے گھر شریف  
 لے گئے اور انکو خواہاں بکاہ سے اٹھایا اور نماز تہجد ادا کرنے کی بہت تعید فرمائی اور کہا قُوا مَا كَصَلَاتِنَا  
 یعنی اوتھو دو نون اور نماز پڑھو حضرت امیرؓ کے کہا وَاللّٰهُ لَا يُصَلِّيْ لَنَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا تَرْجُمَهُ قَسَمُ ہُو  
 خدا کی ہم مقرر فرماؤں گے زیادہ نہیں پڑھینگے وَاللّٰہَا اَنْفُسَنَا بِیَدِ اللّٰہِ اور بیشک ہمارے دل اللہ کے  
 ہاتھ میں ہیں اگر نماز تہجد کی توفیق ہو تو ہم پڑھتے آنحضرتؐ انکے گھر سے لوٹ گئی اور انہیں پیٹ کر  
 کہتے تھے وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَّ لَا تَرْجُمُهُ اِنْسَانٌ كَثْرَاتٍ مِّنْ ہِرْجِہِ عَزَادَہٗ بَات  
 بنا یوالا ہو پہلے اس قحط میں دوام حضرت امیرؓ سے وقوع میں آئے ایک تو ہر دل آنحضرتؐ کے ساتھ مقدمہ  
 شرع میں دوسرے تمسکِ شبہہ فرقہ جبر یہ کہ ہرگز خضرؑ میں مسیح نہیں لیکن جو فرقہ عالیہ گواہی صدق و راستی  
 اور انکی قصد نیک پر مینا تھا آنحضرتؐ نے کچھ ملامت فرمائی دوسرے یہ بھی صحیح بخاری میں موجود ہے  
 کہ جب حدیبیہ کی روائی میں صلوانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے درمیان میں لکھا جاتا تھا  
 حضرت امیرؓ نے لفظ رسولؐ لکھا آپ کے القاب میں لکھا کفار کے رئیسوں کی طرف سے اس لفظ کے لکھنے کا  
 انکار ہوا اگر ہم اس لفظ کو مٹاتے تو لڑتے کیوں آنحضرتؐ نے ہر چند حضرت امیرؓ سے فرمایا کہ اس لفظ کو  
 مٹا دو حضرت امیرؓ نے کہ حدود و اہان آپ کے ساتھ رکھتے تھے نہیں مٹایا اور تھا لفت امر رسولؐ کی کسی  
 یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوانہ لکھے ہاتھ سے لیلیا اور اپنے ہاتھ سے مٹا یا مگر پہلے  
 ایسے امور کو نہ مخالفت بنی ہو گئی کہتے ہیں اور نہ جانتے ہیں نہ حضرت امیرؓ پہن کرتے ہیں عمرؓ کیسے پہن کر گئے  
 شیعہ اگر ایسی باتوں کو بھی رد و قیاب غیرہ کہیں گے تو بنی ہاشم پر آپؐ بسولہ ماہرین گئے اور دائرہ گفتگو کا اپنے پر  
 تنگ کر گئے کسوا سے کہ انکی کتابوں میں بھی اس قسم کی مخالفتیں حضرت امیرؓ کے حق میں جو عرض  
 مصلحت اور مشورے کے وقت حضرت امیرؓ سے ہوئے ہیں مروی ہیں رَوَى الشَّعْبِيُّ الْمُؤَدَّبُ الْمُتَقَبُّ  
 يَعْلَمُ اَنَّهُ دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَرَّادُ وَالدَّرْدَنِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيهِ  
 اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ عَلٰى مَا رِيَتْهُ الْقَطِيفَةُ اَمَّا اَبُو اَعْبَدٍ  
 ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ اَبُو اَعْبَدٍ لَمْ يَكُنْ يَرُدُّهَا وَتَحْلِفُ اِلَيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا السِّيفُ وَالنَّطَاقُ فَاِنْ وَجَدْتُمْ عِنْدَهَا قَاتِلَةً فَلَمَّا اَقْبَلَتْ نَحْوَهُ عَلِمَ  
 اَنِيْ اَبِيْهَا فَاَنِيْ غَلَّةٌ فَرَّقَ اِلَيْهَا ثُمَّ رَفَعَ بِفَرْسِهِ عَلَى قَفَاہُ وَشَفَّرَ بِرُجْلَيْہِ فَاَبَاہُ لَعَبًا يَسْتَمُكِلُ اِلَيْهِ الرَّجَالُ اَلَيْسَ



وَلَا كَثِيرٌ قَالَ فَعَمَدَتِ السَّيْفَ وَرَجَعَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ  
فَقَالَ أَخْبَدَ اللَّهُ الَّذِي يُعَصِّرُ عَنَّا الرَّجُلَ أَهْلَ الْبَيْتِ انْتَهَى ترجمہ روایت کی شریفہ تفسیر  
نے جب کہ لقب امامیہ کے نزدیک علم الہدی ہو کتاب در عز و عز میں محمد بن حنفیہ اور انھوں نے اپنے باپ  
امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے فرمایا بیشک جب یہ قبیلہ کی ہمت میں لوگوں نے بہت سی باتیں بن  
کر ماہر اہم حضرت کعبہ کی ہین انکے چچا زاد بھائی کے ساتھ کہ قطعی تھا اُنہیں ملتا تھا اور ان کے پاس  
آتا جاتا تھا پس فرمایا آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمہارا لے اور جا اگر اُس مرد کو ماریہ کے پاس پائے تو  
مار ڈال پس میں متوجہ ہوا اُنکی طرف اُنہیں جانا کہ میں اُسکا قصد رکھتا ہوں سو آیا میرے پاس اور دُش  
خرا پر چڑھا اور پیچھے ہل آپ کو گرایا اور اپنے دو وزن پانوں اُٹھائے تو ناگاہ میں نے اسکو دیکھا محبوب  
صاف کہ اُسکے پاس مثل مردوں کے کچھ تھا یکم زیادہ یعنی خوبہ تھا میں نے تمہارا رسیان میں کر لی اور حضرت  
کے پاس لوٹ آیا اور اُنکو اُسکے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہو کہ ہمارے جلا اہل بیت کو  
پلیدی سے بچاتا ہی اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ ماریہ قبیلہ بھی اہل بیت سے تھیں آنحضرت میں داخل  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى شَمُولِ الرَّحْمَةِ وَعُمُومِ النِّعْمَةِ أَوْ شَكَرَ خُذَا اسکی وسعت رحمت اور عموم نعمت پر  
سَوَى مُحَمَّدُ بْنُ بَابُوْنَةَ فِي الْأَمَانِي وَالَّذِي يَلْمِي فِي إِرْشَادِ الْقُلُوبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى فَاطِمَةَ سَبْعَةَ دَرَاهِمَ وَقَالَ أَعْطَوْنَهَا عَلِيًّا وَمُرَبِّهَ أَنْ يَشْتَرِيَ كَاهِلَ  
بَيْتِهِ طَعَامًا فَقَدْ عَلِمَهُمْ الْجَمُوعُ فَأَعْطَوْنَهَا عَلِيًّا وَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَمَرَ أَنْ يَبْتَاعَ لَنَا طَعَامًا فَآخِذًا عَلِيًّا وَخَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ لِبَيْتَاعِ طَعَامًا كَاهِلَ بَيْتِهِ  
فَيَسْمَعُ سَاجِدًا يَقُولُ مَنْ يَقْرَأُ الْحَمْدَ الْوَفَى فَأَعْطَاهُ الدَّرَاهِمَ رَوَيْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَابُوْنَةَ  
أَمَانِي مِّنْ أَوْطَانِي فِي إِرْشَادِ الْقُلُوبِ مِّنْ بَيْتِكَ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَضْرَةِ فَاطِمَةَ كِرْسَاتِ دَرَمٍ دِي  
أَوْ فَرَمَا يَدِ دَرَمٍ عَلِيٍّ كُوْدِے اور کہہ کہ خریدے اپنی اہل بیت کے واسطے کھانا اسواسطے کہ انپر بھوک غالب  
ہو رہی ہو سو دیے فاطمہ نے وہ دَرَمِ عَلِيٍّ کو اور کہا بیشک تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ  
خریداؤ ہمارے واسطے کھانا پس علی نے وہ دَرَمِ لے اور گھر سے نکلے تاکہ انا خریدیں اپنے اہل بیت کے  
واسطے اس اثنا میں سنا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کون ہی ایسا جو بھوک و قرض دے سچے وعدے پر پس علی نے  
وہ دَرَمِ اسکو دے دیے اب اس قصے میں مخالفت حکم رسول اللہ کی بھی ہو اور بھی تعریف کے مال بے اجازت

اوسکی اور بھی تلف کرنا حق عیال کا اور قطع رحم کا جوڑ کے اور بی بی ہین اور بیچ دینا آنحضرت کا  
اولاد اور فرزندوں کو بھوکا دیکھنے سے ہوگا لیکن یسب اللہ وفی اللہ وَاِنَّا سَالِطَا عَلَی اللّٰہِ  
ترجمہ واسطے خدا کے اور راہ خدا میں برگزیدہ طاعت خدا سے تھا مقبول و محل تعریف و توصیف  
ہو اندکہ موقع عتاب شکایت کا اور قرینہ ان سے حضرت امیر کو خوب معلوم تھا کہ حضرت زہراؑ اور حسینؑ  
اسپر راضی ہو گئے اور آنحضرت بھی جائز فرمائیں گے اب دوسرا مقدمہ یعنی تمام قول پیغمبر کے وحی میں دلیل عقلی  
و نقلی دونوں راہ سے باطل ہو یا عقلی سو بہ عاقل کے نزدیک ظاہر ہو کہ معنی رسول کے پیغام پونچا بیویوں  
کے ہیں اور جب نسبت اسکی خدا کریم کی طرف کی تو معنی ہو خدا تعالیٰ کا پیغام پونچا بیویوں الّا برس سلامت میں  
اتنا ہی داخل ہو کہ اسکی طرف وحی آئی ہو اور اُسکے درسیان سے وہ پیغام خدا کی طرف سے ہو کہ پونچے  
نہ یہ کہ ہر قول اسکا پیغام خدا کا ہو اور یہ آیت اَنِیْطِقُ غَنِیّ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحّیُّ یُوْحٰی مِیْرَیْ خَاص  
قرآن کے ساتھ جو دلیل علمہ شدیدیٰ لِقَوٰی کے ترجمہ سکھایا اسکو سخت قوت دلانے کا جملہ باتون میں  
پیغمبر کی اور خوب روشن ہو کہ اگر کسی کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنا رسول کر کے کسی ملک کی طرف بھیجے ہرگز اس  
ملک کے لوگ جملہ باتون کو اس رسول کی اس بادشاہ کا حکم نہ مانیں گے لیکن نقلی سو اس سبب کہ اگر جملہ باتون  
آنحضرت کی وَحّیُّ مُنْزَلٌ مِّنْ اللّٰہِ یعنی وحی نازل کی ہوئی اندہ سے ہو تین تو قرآن مجید میں بعض باتوں پر  
آپکی عتاب کیوں ہوتا حالانکہ بہت جگہ عتاب شدید نازل ہوا جیسے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لَمَّا اَذِنْتَ لَہُمْ  
مَعَانِ کہیے اللہ تجکو کیوں اجازت دی تو نے انکو و قولہ تعالیٰ وَلَا تَلْکُمُ الْاِنۡمٰنُ اَنِیۡنَ خَیۡفَۃٌ اَوْ اَسْتَعۡیۡزٌ  
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَظُوْمًا رَّحِیۡمًا ترجمہ مت ہو خیانت کا روں کی طرف سے خصوصیت کنندہ اور بخشش چاہ  
خدا سے بیشک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہو و لّا یجحد علی الذین یجتہون انفسہم الخ  
اور لڑائی مت کر ان لوگوں کی طرف سے کہ خیانت کرتے ہیں آپس میں آخر آیت تک خیال کرو کہ آپنے  
جو بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کا اذن دیا اسپر ایسا تشدد کیوں واقع ہوتا لہٰذا کتاب من اللہ سبق  
لَعَسَکُمْ فِیۡہَا اَخَذَ ثُمَّ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ اگر اگلہ نشتہ خدا کا تمہارے پاس ہوتا تو جو کچھ تمہنے لیا اُس میں تمکو  
سزا بڑی دیجاتی اور اگر ایسا ہی ہوتا تو قبضی کے قتل کا حکم اور خرمدینے طعام اور مٹانے لفظ  
رسول اللہ اور حکم تمہد کا سببی وَحّیُّ مُنْزَلٌ مِّنْ اللّٰہِ ہوتا اور رسوای کا جناب امیر پر لازم آتا  
بھی اس صورت میں امر صحابہ سے مشورہ کرنا کہ آیت وَشَاوِرْہُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی مشورہ کرنا کاموں میں

انکے ساتھ اسکی کیا معنی تھے اور اطاعت بعض امور میں جس صاحب کی جھکوئی طاعت کرنا گناہ نہیں تھا اگرچہ اگر فرمانرواری کرے تو ہماری بہت کاموں میں تو ضرور گرفتار ہو جاوے مستغادہ ہوتی ہر کس چیز پر قیاس کیجا گئی اور بھی جناب امیر کو جو آنحضرتؐ نے اپنے ہونے کے سبب سے کہ بتوک کی روانی کو جانتے بیٹے میں اہل خیال کے پاس رہنے کا حکم دیا تو کیسے کہتے تھے اَتَخْلِفُنِي فِي النَّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ آیا چھوڑے جاتے ہو ہوگو عورتوں اور بچوں میں وحی کے مقابلے میں ان امور میں ان کا کرنا کب جائز تھا اور اصول ملیہ میں بھی دیکھنا چاہیے کہ سب باتوں کو آنحضرتؐ کی وحی نہیں جانتے ہیں اور جملہ افعال کو ایسا نہیں جانتے کہ سب کی پیروی واجب ہو تب اس طعن میں یہ مقدمے فاسد باطل کہ نہ مطابق واقع کے نہ اپنے مذہب نہ مخالف کے مذہب کے موافق اپنے طعن کی کرتے اور رواج دینے کو لانا کیسا حق تعصب و عناد کا ادا کرنا ہو اب ہم بھی بلند سرائی کرتے ہیں اور اقوال پیغمبرؐ سے بھی اوپر کو چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیعیہ سنی دونوں کے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ صحت کا کرنا اور شفقت کو ٹالنا اور بر خلاف حکم الہی کے جو سواطعہ کہ بالقطع وَحْيِي مُنَزَّلٌ مِنَ اللَّهِ ہر چند بار اصرار کرنا رد وحی نہیں ہو جناب پیغمبر خاتم المرسلین نے شب معراج بمشورہ دوسرے پیغمبر کے کہ عمدہ اور العزم سے ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شب دنیا و علیہ السلام نو دفعہ لوٹ لوٹ کئے اور عرض کی اس کو میری امت نہ اوٹھا سکیگی اور اسکو بابوہ نے کتاب المعراج میں ذکر کیا ہے معاذ اللہ اگر یہ امر رد وحی کا ہو تو پیغمبرؐ نے کیسے صادر ہوا اور اسکو رد وحی کہنا سوائے ملحدی اور زندقہ کے اور کیا کہا جائے اور سہی لوٹنا حضرت موسیٰ کا اپنے پروردگار کے حکم کو بعد اسکے کہ بلا واسطہ اوٹلو حکم ہوا تھا قرآن مجید میں صریح منصوص ہے قَوْلُهُ تَعَالَى وَاِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ اِنَّ اَنْتَ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ قَوْمٌ فَرَعُونَ لَا يَتَّقُونَ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُكَلِّمُنِيْ وَيُصْنِفَ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقَ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلَيَّ هَارُونَ وَلَهُمْ عَلٰى ذَنْبٍ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبْ اِلَيْنَا اِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُوْنَ ترجمہ ہوتا ہے کہ خدا کی تیرے پروردگار نے موسیٰ کو کہا و قوم ظالم پر جو قوم فرعون کہنے و نہیں دیتے موسیٰ نے کلامی پروردگار کی طرف سے کہ مجھ کو جو بھوٹا جانیکے اور میرا سینہ ٹھٹھکا اور میری زبان نہیں چلیگی پس ہارون کو رسول کر اور ہارون کو گواہ ایک گناہ بھی میرے ذمے ہو اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ مباد مجھے مار ڈالیں فرمایا یہ بات ہرگز نہیں جانتے تھے کہ خدا کے ساتھ ہر آئینہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور سنتے ہیں اور بھی شیعوں کے اپنے اصول میں یہ بات منجمل

نصری ہوئی باتوں کی ہر کہ امر رسول کا بلکہ امر خدا کا بلا واسطہ ہو محتمل مذہب کا ہی اور مقتضی وجوب کا نہیں بقیہ  
بس تو سنا چاہیے تا واضح ہو جائے کہ مراد اس امر سے وجوب ہی یا مذہب ذکر کہ الشریف النصیر فی الدیوب  
واقعیہ میں جیسا یہاں حال ہی تو عمر کا اس نوٹنے میں کیا گناہ اور کیا تقصیر جسکے ساتھ مقدمہ مستقنا میں  
آیت قرآنی کی دستاویز موجود اور تحمل مشقت کے واسطے کہ صریح دلالت مندوبیت اس امر پر کرتی ہی  
لگی ہوئی ہو اور وجہ ثانی جو طعن میں ہو یعنی عمر نے پہلی باتوں کی نسبت میں تبرک کی طرف کی نہ بھی بجا ہی  
اس واسطے کہ اول تو یہ کہ اس نے یقین ثابت ہو گیا کہ یہ لفظ آجھڑا استفہامیہ کا ترجمہ آیا پریشان بات  
کہی پھر اس نے پوچھو عمر ہی نے کسی اکثر روایتوں میں قالوا واقع ہی احتمال ہو کہ شاید جو لوگ کاغذ و ات  
لانا تجویز کرتے ہوں انہوں نے اس قول سے تقویت اپنی بات کی کی ہو یا استفہام انکاری ہو یعنی جبر اور  
ہذیان جسکے معنی پریشان اور بیہودہ کہنے کے ہیں یہ تو عمر اچھا ہی کہ زبان میں میرے نہیں نکلتی بس جو کچھ فرمایا ہی  
اسکا اہتمام کرو اور جسکے لکھنے کا ارشاد ہوتا ہو اسکو پوچھو کہ کیا بات منظور ہو اور احتمال ہوتا ہو کہ جو مانگتے  
انہوں نے بھی استفہام انکاری کے طور پر کہا ہو کہ آخر یہ غیر دل کو ہذیان تو ہوتا نہیں ظاہر یہ کلمہ ہماری  
سمجھ میں نہیں آتا پھر پوچھو کہ حقیقت میں کسی نوشتے کا لکھنا مد نظر ہی آیا اور کوئی چیز اور وجہ سمجھنے اس کے  
کی صریح و ظاہر بھی اسلیئے کہ عادت شریف آنحضرت کی ایسی تھی کہ احکام کو خدا سے نسبت فرماتے تھے اور اس  
موقع پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ بِيْ اَنْ اَكْتُبَ كِتَابًا لِّاَنْ تَقْبَلُوْا بَعْدِيْ تَرَجُمَہُ بِمِثْلِ اس کے  
حکم کیا ہو محکوم میں ایک نوشتہ لکھ دوں کہ بعد میرے ہر کوئی نہیں منع کرنے والوں کو تو ہم پیدا ہو کہ آپ نے تو عمر و  
خلاف عادت نہیں فرمایا ہو گا مگر ہم نہیں سمجھے ہتھسار کرنا چاہیے اور قطعاً جانتے تھے کہ آپ لکھتے تھے  
ہم مشق اس ہنر کی رکھتے تھے نہ کبھی لکھا ذَقْنَا لِلنَّبِيِّ بَعْدِيْ یعنی دفع تمت کے واسطے موافق نص قرآن وَمَا كُنْتُ  
تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّوْا بِمِثْلِكَ تَرَجُمَہُ اور تو ایسا تھا کہ پڑھ لیتا کسی نوشتے کو  
نزدول قرآن سے پہلے اور نہ لکھتا اسکو اپنے سیدھے ہاتھ سے اور اس عبارت میں اسکی نسبت اپنی طرف فرمائی  
یہ کیا بات ہی سمجھنا چاہیے اس واسطے کہ کلام آپ کا ہذیان ہو نہیں سکتا اور یہ بھی عادت آنحضرت کی تھی کہ  
سوائے قرآن کے اور کچھ لکھاتے نہیں تھے بلکہ ایک بار عمر بن خطاب ایک نسخہ تورات سے لائے اور پڑھتے تھے  
آپ نے منع کیا اور اسوقت میں خلاف عادت مقررہ کے سوائے قرآن کے اپنے ہاتھ سے لکھنے کو فرمایا حاضرین  
کو کمال تعجب ہوا اور کچھ نہیں سمجھتے تھے انسی سبب سے ذکر ہذیان کا بطریق استفہام انکاری یا تعجبی نہیں ہے

بعض کی زبان پر گذر اگر عرض الکی ہذیان ثابت کرنے کی پیغمبر پر ہوتی تو یہ کہتے پھر پوچھو بلکہ یہ کہتے کہ جانے دو ہذیان کی بات کا کیا اعتبار اور تفصیل کلام کی اس مقام میں یہ کہ ہجر لغت میں اختلاف کلام کے معنی میں ہو ایسے طور پر کہ سمجھانے والے اور یہ دو قسم ہوتا ہے ایک قسم میں کہ وہ انبیاء کو بھی ہوتا ہے کسی کو جھگڑا نہیں ہو وہ یہ کہ آواز بڑ جائے یا غلبہ شکلی کا زبان پر ہو یا آلات گویائی کی ضعیف ہو جائیں اگر مخارج حروف کے کما بین ظاہر نہ ہوں اور لفظ اچھی طرح سننے میں نہ آئیں کہ ان حالتوں کے لاحق ہونے سے انبیاء کو کچھ نقصان نہیں ہو کہ سوا سطلے کہ یہ ماریوں اور توان مرض سے ہیں ہمارے پیغمبر کو بھی باجماع یہ مرض ہوتا ہے میں سبب الصوت عارض ہوا تھا یعنی آواز بگڑ گئی تھی چنانچہ صحیح کتابوں میں حدیث کی موجود ہو دوسری قسم اختلاف کی یہ کہ سبب غشی اور بخارات دماغ کو چڑھ جائیسے جیسا کہ شدت تپوں میں ہوتا ہے کہ اکثر کلام نادرست غیر منظم خلاف مقصود زبان پر جاری ہوتا ہے اور یہ امر اگرچہ امور بدن سے پیدا ہوتے ہیں لیکن اثر انکار روح و مدد کہ کو پونہا ہے ملا کو اس امر کی تجویز میں انبیاء پر اختلاف ہے بعض قسم جنوں سے قیاس کر کے متنع جانتے ہیں لیکن غیبت پر قیاس کر کے جائز رکھتے ہیں اور جن سبب سے یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے وہ سبب انبیاء کو بھی لاحق ہوتا ہے امین کوئی شبہ نہیں ہے اسوا سطلے کہ لاحق ہونا غشی کا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ پر قرآن مجید میں منصوص ہے **قَالَ تَعَالَى وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا قَرَّبَهُ** اور اگر موسیٰ بیہوش اور بیہوش ہو مانا سبب پیغمبروں کا وقت نفع صورت کے سولے حضرت موسیٰ کی یہ بھی صحیح اور ثابت ہے **قَالَ تَعَالَى وَخَرَّ فِي السُّمُورِ فَصَدِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ تَرَجُّمَهُ** اور جب ہم پھر نکلا جائیگا صورت میں تو بیہوش ہو جائیگا جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں گو جسکو اللہ چاہے گا حدیث صحیح میں آیا ہے **قَالَ كُنْ أَوَّلَ مَنْ يُصَبِّقُ فَإِذَا أَمُوسَىٰ أَخَذَ بِعَاقِبَتِهِ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا دَوِيَّ أَصْبَحَ فَأَنَاقَ قَبْلِي أَمْ جَوْنِي بِصَفَةِ الطُّورِ تَرَجُّمَهُ** بس پہلے جسکو بیہوش ہو گا وہ میں ہوں گا اور ناگاہ دیکھو ناگاہ کو موسیٰ عرش کے پایوں سے ایک پایہ پکڑے ہی میں نہیں جانتا ہوں آیا بیہوش ہو کے افاقہ پایا مجھے پہلے یا بیہوشی طور سے مبادلہ ہو گیا البتہ اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو سبب الکی کرامت اور بزرگی کے حالت غشی و بیہوشی میں بھی جو کچھ اسکے خلاف مرضی ہو بچائے رکھتا ہے قولا اور فعلا جو مرضی حق کی ہوتی ہو وہی اسے صادر ہوتا ہے ہر حالت میں اور خوب ظاہر ہو کہ اس حالت کو جنوں پر نہیں قیاس کر سکتے کہ جنوں میں اول خلل روح کے قولے مدد کہ میں پڑتا ہے اور ہمیشہ مضبوط رہتا ہے

بجائے اس حالت کے کہ روح میں ہرگز اختلال نہیں ہوتا بلکہ آلات بدن کے بسبب غلبہ مخالف کے جو مرض ہر جب روح توجہ اسکی مرض کی کرتی ہو تو اسکے حکم میں نہیں رہتی اس واسطے یہ حالت ہمیشہ اور جمی نہیں ہوتی بہت حالت مثل نمید کے ہو کہ انبیا کو بھی لاحق ہوتی ہو کہ اس سے اور حالت بیداری سے بڑا فرق ہو حدیث کہ نمیند میں نزول حکام سے یہ بزرگوار آگاہ و خبردار ہوتے ہیں اسکے ساتھ بھی کہ احکام نمیند کے ان کاموں میں جو با تھربا تون اور آنکھ کان سے متعلق ہیں اشر کرتے ہیں اور ناز کا جاتا رہنا اور بیخبری اسکے وقت کھانچا سے ظاہر ہوتی ہو چنانچہ کافی کلینی میں یلیۃ القریس کی خبر میں مذکور ہو ایسے ہی سہو و نسیان بھی ناز میں آنکھ لاحق ہوتا ہو جیسا کہ امامیہ نے اپنی صحیح کتابوں میں انبیا و ائمہ سے وقوع سہو کو روایت کیا ہے جو اس قصہ میں بہت وجہوں کے ساتھ جناب پیغمبر سے خلاف عادت ظہور میں آیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا اگر تعجب حاضرین کو وہم پیدا ہو اہم کو مبادا قسم اختلاط کلام سے ہو جو ایسے مضمون میں ظاہر ہوتا ہو تو بعید بھی نہیں ہے نہ موقع طعن و تشنیع کا خصوصاً اس وقت میں کہ شدت دروس اور التهاب جمی یعنی تب نے آنحضرت پر بہت ہی زور کیا تھا اور ایک روایت سے میرے یہ بات اور معلوم ہوتی ہو کہ لوگ ایکو بعید جانتے تھے کہ قہ مَشَانَهُ اَھْجَرًا اسْتَفْهَمُوْهُ ترجمہ کیا حال ہو انکا آیا ہکتے ہیں پوچھو تو اُننے اسکے ساتھ بھی اس کہنے والے نے برعایت ادب قطعی بات نکسی بلکہ بطریق تردد کہا آیا اختلاط کلام ہی یا ہم نہیں سمجھتے پھر تو پوچھو تو واضح فرمائیں اور بیداری و ہوشیاری کے ساتھ ارشاد کریں تو کاغذ دوات لائیں نہیں تو جائزین اس واسطے کہ آپ کو چندان حاجت مشقت اٹھانے کی نہیں ہو یہ سب باتیں اس صورت پر ہیں کہ اختلاط کلام سے قسم اخیر مراد ہوا اور اگر قسم اول مراد ہو تو یہی اس مضمون کو خلاف عادت پیغمبر کے ہم دیکھتے ہیں لیسا نہو ایکے ناطقے میں ضعف ہو گیا ہو اس سبب سے ہم آپ کے الفاظ کو بخوبی نہیں معلوم کر سکتے ہیں لفظ اور میں ہم کچھ اور سنتے ہیں دوبارہ پوچھو تا ظاہر فرمائیں اور ہم یقین جان لیں کہ یہی لفظ میں اس وقت دوات و کاغذ لائیں سپہن کوئی مشکل نہیں پڑتی تیسری وجہ طعن کی جو یہ وہ بھی سراسر غلط فہمی ہو اور حق سے چشم پوشی ہو اسطے کہ بلند کرنا آواز کا یعنی چلانا آواز پیغمبر سے منع ہو اور اس قصہ میں یہ بات کسی سے ظہور میں نہ آئی نہ پھر سے نہ غیر پھر سے اور برف صوت باہم خود آپ کے سامنے بختون اور جھگڑوں میں ہمیشہ جاری و ساری تھا ہرگز انکو آپ نے منع فرمایا بلکہ اشارہ قرآن کا ان بختون کو جائز اور مجوز فرمایا ہو و طبع سے اول یہ کہ اس لفظ کے ساتھ فرمایا ہو کہ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اور یوں نہیں فرمایا ہو کہ لَا تَرْفَعُوْا





اور باوصف آمد و رفت اہل بیت کے اسوقت میں بھی کہنے نفرائین کہ ایسا نوشتہ لکھ کر رکھو جو روایت کیا گیا  
 ہذا ایہنا ان عظیم تر ترجمہ پاک ہو تو یہ بہت بڑا بہتان ہو سوا اسکی دلیل عقلی اس بیہودہ خیال کی ہرچوکی  
 پر یہ ہے کہ اگر پیغمبر نوشتہ لکھنے کے واسطے قطعاً اور ضرورۃً جناب باری تعالیٰ سے مامور تھے باوصف اسقدر عظمت  
 کے کہ باقی روز و شب نہ بکا اور تمام دن جسد اور شبہ و رایت نہ کے پیغمبریت گزرے کیونکہ میں اس کتاب کے لکھانے میں  
 مستعرض ہوں کہ اس سے تساہل لازم آتا ہو احکام الہی کے پونچھانے اور اوکرنے میں جھوٹان آنجناب کے اور  
 حکاکا میں ذلک قولہ تعالیٰ یا ایہنا الرسول نیکہ ما انزل الیک من ربک وان کما فعل فما بلغت  
 سر ما لک و اللہ یفعلک من الناس ترجمہ اور رسول پونچھا جو کچھ پیغمبر انا گیا یہ سب پروردگار سے اور اگر  
 ایسا تو نے نہ کیا تو تو نے خدا کا پیغام ہی نہ پونچھا یا اور خدا تیرا نگہبان ہو تو کون کے شر سے پھر اسوقت میں کہ موت  
 حیات پر غالب ہوئی تھی عمر سے دینا کیسا بے اطمینان ہو تا ہو وعدہ الہی سے کہ عصمت و محافظت کے ساتھ وارادہ  
 معاذ اللہ من ذلک اور اگر اپنے اجتہاد سے چاہتے تھے کہ کچھ لکھیں تو عمر نے اس جہاد سے رجوع فرمایا یا نہیں در صورت  
 شق اول یعنی فرمانے کے بالکل طرح اہل ہو گئی بلکہ تمام موافقات عمری میں مصلحت بقبۃ منی بمنقبت بعضی غیر او  
 ذل ذلیل کے ساتھ بصفت کمال ترجمہ یعنی سات عزت پائے کسی عزیز یا ذلت پائے کسی ذلیل کے اور در صورت  
 شق ثانی تذکرہ میں جو کچھ نافع ہو سکتا تھا مصداق رحمت الہی کا نہوا حاکم جنابہ میں ذلک قولہ تعالیٰ لقد  
 جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم خیر من علیکم بالمتوینین سوف رحیم ترجمہ ہرگز  
 بیشک یا تمہارے پاس رسول تم میں سے کہ بھاری ہو اس پر تھا ریح شفیق جو تم پر اور مومنوں کے حق میں ہرمان اور نرم  
 دوسری دلیل یہ کہ آپ جو کتاب لکھنا چاہتے تھے ہر حال یا تو کوئی نئی بات تھی یا زیادہ اگلے پونچھانے ہوئے یا ناسخ  
 اور مخالف اسکا یا تاکید اسکی پہلی اور دوسری شق کی صورت میں تاکید یہ اس آیت کی ہوتی ہو ایوم اکملت لکم  
 دینکم و اتممت علیکم نعمتی اور تیسری شق میں امت کی کچھ حق تلمی نہیں ہوتی اس سبب کہ تاکید پیغمبر کی  
 خدا کی تاکید سے بڑھ کے نہیں ہو اگر خدا کی تاکید کو گنتی میں نہ لائینگے پیغمبر کی تاکید سے اُنکے حق میں کیا تشوہ ہوگی  
 اور دلیل نقلی جو اس خیال کے بطلان پر یہ ہے کہ روایت سعید بن جبیر میں بن عباس سے اسی قرطاس کی خبر میں آیا کہ  
 اور صحیحین میں موجود کہ استند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ فقال لا ینوفی بکتبکم ان کتب لکم کتابا  
 لکن تفضلوا ابدا ما ابدا فتنازعوا فکانوا ما شانہ ہجر استقموا وہ قد ہبوا ابدا و ان علیکم فقال  
 دعونی فالذی انا ذیہ خیر مما تدعونی الیکہ و وصاہم بثلث قال اخرجا الشریکین من جہنم

وَاجِيزُ الْوَقْتِ بِمَحْوٍ مَا كُنْتُ اَحْزَنُهُمْ وَكَسَلْتُ هَوْنًا لِّثَلَاثَةِ اَوْ ثَلَاثِيْنَهَا وَفِي سِرِّهَا وَفِي الْكَيْفِيَّةِ  
 سِرِّهَا مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ الْوَجْهَ وَعِنْدَ كَرِّ الْقُرْآنِ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللَّهِ تَرَجَمَهُ  
 یعنی حضرت سوال اللہ علیہ السلام پڑھا اور وہاں شدت ہوئی تو فرمایا لاویجے پاس ہی شانے کی تو تمکو ایک خوشہ لکھ دوں کہ  
 بہک جاؤ پھر کبھی مہاجرین جھگڑا کر لیا کر لیا کہ آنحضرت کو کیا ہو گیا ہو آیا بیخود کی طرح ہر پھر پھر اُسے پیش وع کیا ایسا کہ اگر کرتے  
 تھے آن سرور علی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا چھوڑ دیجو اُس شغل میں کہ میں حسین بن علی کو وہ غفل میں سے بہت خوشی کی طرف جھکوا رہے ہو  
 اور میں دوستوں میں کیا بات یہ کہ کمال و شعرون کو جزیرہ عرب اور انعام و دلچسپی کو حبسہ کہ میں بتاتا تھا انکو یہ کھلے خاموش ہو  
 تیسری حدیث یا انکا کہ میں انکو بھول گیا اور ایک روایت میں یہ کہ کہ میں ہر گز نہیں مرو تھے اُنہیں عمر بن خطاب لکھا کہ حضرت پر  
 مرض غلبہ کیا ہوا اور تمہارے پاس قرآن کی ہر کہ وہ اللہ کی کتاب ہو اس روایت سے بھی صریح معلوم ہوتا ہو کہ عمر کے  
 بولنے سے پہلے حاضرین نے تنازع کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہ لیا اور پھر جناب پیغمبر سے پوچھا اپنے اُسکو لوٹ کر وعات  
 سنگھانے کو کتاب لکھنے سے سکوت فرمایا اگر یہ بات غلطی یا موافق وحی کے ہوتی اور آپ سکوت فرماتے اور جاری نہ کرتے تو خلاف  
 عصمت تھا آنحضرت بعد اس قصے کے پانچ روز تک زندہ رہے اور روز دوشنبہ کو رفیق لما اعلیٰ کے ہونے کے اسکے شیعہ بھی  
 مقرر ہوئے مگر وحی تھی تو اسکی تبلیغ کی اس وقت میں فرصت بہت باقی تھی پس معلوم ہوا کہ ہر دو دن سے کچھ لکھنا منظور تھا  
 بلکہ سیاست مدینہ اور مصالح ملک اور تدبیرات دنیوی میں زبانی وصیت فرمائی اور تیسری چیز کہ اس روایت میں فراموش شدہ  
 لکھی ہو رہی سالانہ شکر اسلامہ کی موجود و سری روایت سے ثابت ہوا اور اہل دلیل میں جاہل رہے کہ جب تیسری دفع اصحاب  
 وعات و شانہ لانے کو پوچھا تو جواب یہ کہ فَالَّذِي نَافِلُهُ حَيْثُ مَكَانٌ مَّا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ لَعَنِي تَمَّ جَابِتُهُ هُوَ كَمِنْ هَوِيَّتِ لَمْ يَكُنْ  
 اور میں اپنے باطن سے مشغول ہوں شاہد حق تعالیٰ میں اور اُسکے قرب مناجات میں جلشائے اور اگر امور دنیویہ یا تبلیغ  
 وحی کا منظور ہوتا مہنی خیریت کے کیونکر درست ہوتے کس واسطے کہ باجماع انبیاء کے حق میں وحی پونچھانے اور احکام پر جاری  
 کرنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہو اور یہ بھی اس واسطے ظاہر ہوا کہ جب آنحضرت دوسری دفع جواب طلقی اور زبانی  
 کا اس عالم سے اصحاب کو ارشاد فرمایا حاضرین کو یا میں حسرت و انگیر ہوئی عمر بن خطاب نے انکی تسلی کے واسطے یہ عبارت کہی کہ  
 یہ جواب پیغمبر کا تھا یہ حق میں عتاب و غصے کی راہ سے نہیں ہو بلکہ سبب شے تہد کے ہو کہ جس سے تنگ مزاجی ہو گئی جو  
 اور پیغمبر کی آزادی سے یا یوسس تہد کہ اللہ کی کتابانی و کافی ہو تمہاری تسلیم اور تمہارے دین ایمان کی نگہبانی کو  
 پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلام عمر بن خطاب بعد اس گفتگو کے مقام تسلی اصحاب میں واقع ہوا نہ فائز کتب میں اور  
 آخر کلام اس مقام میں یہ کہ حضرت امیر بھی اس قصے میں حاضر تھے اس پر سیرتی و شیعہ دونوں کا اجماع ہوا اور ہرگز

اٹکارا نکلا عمر یا اور حاضران مجلس یہ کہ کتاب سے مخالفت کی تھی منقول نہیں ہوا نہ آپ کی حیات میں اور نہ بعد وفات  
 آپ اُس نے میں جواب آپ کی خلافت کا وقت تھا کسی قیدیہ سے نہ کسی ہنی سے جس اگر عمر اس کام میں خطا و اہر حضرت  
 ائیر بھی اُنکے م کے مجوز ہیں اور سوا ابن عباس کے کہ اُوقت میں مغیر بن کعب کی افسوس و کسی کی حسرت کبھی منقول  
 نہیں ہوئی اگر کوئی امر عظیم اس ماجر میں فوت ہوا ہوتا تو بڑے بڑے صحابہ اونی یہ کہ حضرت ائیر خود اُنکا ذکر فرماتے اور  
 حسرت ظاہر کرتے اور شکایت اس مخالفت کی زبان پر لاتے اگر اس موقع پر کسی کے دل میں شبہ گزیرے کہ اگر کوئی امر عظیم  
 سمات دین ہے اس لکھتے میں منظور نظر پیغمبر تھا تو یہ کیوں فرمایا کہ تَصَلُّوْا اَعْدٰی اَوْ اَسَلُّوْا لَہُمْ اَوْ اَسَلُّوْا لَہُمْ اَوْ اَسَلُّوْا لَہُمْ  
 کرتا ہو کہ اس کتاب کے لکھ جانے سے تم گمراہ نہیں ہو گے اور معنی گمراہی کے یہی ہیں کہ دین میں خلل پڑے جواب اس شبہ کا یہ ہے  
 کہ لفظ ضلال لغت عرب میں جیسا یعنی گمراہی در دین کے آتا ہو ویسے ہی دنیا کے معاملات میں بد تدبیری کے معنی میں  
 بھی بہت متعلیٰ ہر مثال اسکی کلام اتی میں حضرت یوسف کے بھائیوں کی طرف سے حضرت یعقوب کے حق میں علیٰ نبینا  
 وعلیہم الصلوٰۃ سورہ یوسف میں مذکور ہے قَالُوْا لَیْسَ بِیْہِ اِلٰہٌ اِلَّا الْیَوْسُفُ وَ اَخُوْہُ اَحَبُّ اِلَیْہِمْ اِنَّمَا تَتَّبِعُوْنَ اَیْۤیٰۤہِمْ اِنْ اَبَاکُمْ  
 لَفِیْ ضَلٰلٍۭ مُّبِیْنٍ ترجمہ کیا یوسف کے بھائیوں نے ہر آئینہ یوسف اور اسکا حقیقی بھائی باب کو جسے زیادہ دوست ہو  
 اور ہم مرد قوی ہیں بیشک ہمارے باپ غلطی میں ہیں اور بھی اسی سورۃ میں دوسری جگہ فرمایا کہ اِنَّکُمْ لَفِیْ  
 ضَلٰلٍۭ مُّبِیْنٍ ترجمہ بیشک تم اسی غلطی میں ہو ظاہر ہو کہ حضرت یوسف کے بھائی کا فریختے کہ اپنے پدر  
 بزرگوار کو کہ پیغمبر عالی مرتبہ تھے گمراہ دین اعتقاد کریں مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ہٰذَا النُّفُوْثِ الْفٰسِدِہِ اَو اُنکی بے تدبیری  
 معاملات دنیوی کی تھی کہ کام کرنے والے رٹکوں کو کہ ہر طرح کی خدمتیں بجا لاتے ہیں ایسا دوست نہیں رکھتے  
 جیسا خرد سال لوگوں کم محنت قاصر خدمت کو تا محمد کیہ نوبت عشق کی پونچائی ہو جس بیان بھی مراد تھو ہے  
 خطا تدبیر ملک میں نہ گمراہی دین اور دلیل قطعی اس راوے پر یہ کہ تئیس برس کی مدت اور وحی اور قرآن کا  
 نزول اور پونچا تا حدیثوں کا اگر انکی ہدایت اور دفع گمراہی کو کافی نہیں ہوتا یہ دو تین سترین کتاب کی کیونکر کافی  
 اس کام میں ہو سکتی ہیں اور بعضوں کے دل میں اس موقع پر یہ بھی گذرنا ہو کہ شاید آئینہ اب کو اور خلافت کا لکھنا منظور ہو  
 عمر کی مخالفت سے یہ امر عظیم توقف میں پڑ گیا ہم کہتے ہیں اگر خلافت کا لکھنا منظور ہو تو دو حال سے خالی نہیں ہے  
 یا خلافت ائیر کی یا خلافت حضرت ائیر کی اول صورت میں یہ کہ آنحضرت نے اسی مرض میں ابو بکر کے واسطے ارادہ  
 دل میں کر کے خود بخود موقوف کیا ہے اسکے کہ عمر نے منع کیا ہو بلکہ خدا اور مسلمانوں کے اجماع پر حوالہ کیا اور ہاتھ  
 یہ مقدمہ خود ہی ہونے والا ہو حاجت لکھنے کی کیا بھی صحیح مسلم میں موجود ہے کہ آنحضرت نے اسی مرض میں ائیر سے منع فرمایا

اَدْعٰی بٰی اَبَاكَ وَ اَخَاكَ اَلْكُتُبُ لَهَا بَا بَا فَاِذَا بَا فَاِذَا اَنْ يَمْتَحِنَ وَ يَقُولُ قَاتِلْ اَنَا وَ لَا  
 وَ يَا بِي اَللّٰهُ وَ اَلْمَوْمِنُونَ اَلَا اَبَا  
 میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ کوئی آرو کرے والا آرو کرے یا کوئی کھنے والا کھے کہ میں ہی ہوں وہ کوئی  
 نہیں ہے اور خدا اور آدمی با ایمان اسکو قبول نہ کریں گے مگر انوکھ کو یہاں عمر کب موجود تھے کہ صبیح نامہ  
 لکھنے سے مانعت کی ہو اور وہ دوسری صورت میں حاجت لکھنے کی نفعی ہو اسلئے کہ قبل اس واقعے سے ہزاروں  
 آدمیوں کے سامنے میدان غدیر خم میں خطبہ ولایت امیر المؤمنین کا فرمایا تھا اور امیر المؤمنین کو مولانا  
 اور مومنہ کا فرمایا اور یہ قصہ تمام جہان میں مشہور اور زبان زد خلایق ہوا تھا اگر با وصف اس تفسیر و تائید  
 اور شہرت اور تواتر کے اس پر عمل نہ کریں تو اس غانگی لکھنے سے کہ چند آدمی بے زیادہ وہاں حاضر نہ ہوں گے  
 کیا کشود چال ہوگی حاصل کلام کسی صورت سے اس کتاب کے منع کرنے میں حق اہمیت کا باطل نہیں ہوا  
 دین کے کام کوئی چھپے نہیں ہے اور یہ خیال طبل مثل خیال غیبت امام مہدی کے ہیں خُذْ وَ خُذْ وَ اِنِ  
 قدم بر قدم کے بالکل سوساں ہو اور سوساں کا کچھ علاج نہیں چلے گا و ہم یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مکان  
 حضرت سیدۃ النساء کا جلا دیا اور انکے پہلو مبارک پر اپنی تلوار سے ایسا صدمہ پہنچا یا کہ حل ساقط ہوا  
 یہ قصہ بالکل واہی اور بتان و رسیہ افراہی کچھ اصل اسکی نہیں اسلئے اکثر امامیہ قائل اس  
 قصہ کے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ قصہ مکان مبارک جلا نہ کیا تھا لیکن جلا یا نہیں تھا ہر کہ قصہ امور  
 قلبیہ سے ہو کہ سولے خدا کمالی کے اس سے کوئی واقف نہیں ہو تا اور اگر مراد انکی قصہ سے زبانی ڈرانا و ہمکانا  
 ہو کہ جلا دو لگا تو اسکی وجہ یہ ہو کہ اس جگہ اور ڈرلنے سے ان لوگوں کا ڈرانا منظور تھا کہ ہر اہل خیانت  
 نے آپ کے مکان کو امن و پناہ کی جگہ جانکر حکم حرم مکہ معظمہ کا دیا تھا اور وہاں جمع ہو کر خلیفہ اول کی  
 خلافت لوٹ پوٹ کرنے کے واسطے صلاحین اور مشورے فساد انگیز کرتے تھے اور فساد و فتنہ اٹھایا  
 چاہتے تھے حضرت زہرا بھی انشست بر نہایت سے انکی نہایت مکدر و ناخوش تھیں لیکن بسبب کمال حسن خلق  
 کے ظاہر انکے نہیں فرماتی تھیں کہ ہمارا گھرت آؤ عمر خطاب جو یہ حال دیکھا اس گروہ سے دھمکا کر کہا کہ میں  
 اس گھر کو تم پر جلا دوں گا کہ پھر نہ آنے جائے پاؤ اور خصوصیت جلاسنے کی اس تہدید میں موافق حدیث آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو اور اسی سے مستنبط کہ آنحضرت نے ان لوگوں کو جو بچات ہیں انہیں سچو تھے اور امام کے  
 پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ گروہ ترک جماعت بازنہ آئے تو میں انکا گھرا نہر

پھونکنے والے اور جو انکو بھی امام نامزد مقرر کیے ہوئے حضرت پیغمبر کے تھے اور وہ لوگ انکی امامت بخیر کو ترک کرنا ناجوہر کرتے تھے اور رفاقت جماعت مسلمانوں کی اس امر میں نہیں کرتے تھے بس یہ قول عمر کا بھی مشابہ قول پیغمبر کے جو صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کے فسخ مکہ کے دن حضور میں آنحضرتؐ کے عرض کیا کہ ابن اخطل جو شعر اے کفار سے تھا اور بار بار اپنے شعروں میں جو آپ کی لکھنے اپنا کلام نہ کرتا رہا تھا خانہ کعبہ میں جا کر اُسکے پردوں میں جہان تجلی کا آشیانہ ہو چھا ہوا اُسکے مقدسے میں کیا حکم ہو فرمایا کہ اُسکو وہیں مار ڈالو اور کچھ پاس کشتی کا ٹکڑا اور جہاں سے مردود و جناب الہی کو خانہ خدا میں پناہ نہ تو حضرت زہراؑ کے گھر میں کیوں پناہ ملنا چاہیے اور حضرت زہراؑ ایسے شہر میں مفسدوں کے سزاوینے سے کب ملکر رہو گی کہ تَخْلُقُوا يَا خَلْقَ اللَّهِ آپ کی طینت پاک کا شیوہ تھا یعنی عادت پاک و خدا کی عادتوں کے موافق اور اُسکے ساتھ صحیح خیر و نیک سے ثابت ہو کہ حضرت زہراؑ بھی ان لوگوں کو اس جادو سے منع کرتی تھیں اور بھی قول عمر کا اس موقع پر حضرت امیرؑ کے فعل سے بہت گھٹنے ہو کہ جب بعد شہید ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے آپ کی خلافت پھری جو لوگ کارادہ برجم کرنے اس منصب عظیم کا دل میں رکھتے تھے مدینے سے نکل کے مکہ کو دوڑے اور پناہ سایہ حرم محترم رسولؐ یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہؓ میں داخل ہو کے دعویٰ قصاص عثمانؓ کا اُن کے قانون سے کر کے آمادہ جنگ و پیکار کے ہوئے تھے حضرت امیرؑ نے انکو قتل کیا اور کچھ پاس حرم محترم رسولؐ اور رعایت لوبابہؓ نبیؐ والو مومنینؓ کا جو محبوب نفس قرآن کے ہر نفاذ پر خند جیسے کچھ ذلت و اہانت اور آسیدہ صدہ حرم محترم رسولؐ نے اُٹھایا انظر من الشمس جو اور واقعی حضرت امیرؑ جو کچھ کیا نہایت نیک و رخصا الخاص حق تھا کہ ایسے بڑے کاموں میں جیسے فتنہ اور فساد عام ہو مصلحتوں جزئیہ کی رعایت کر کے اُسکے مقدموں اور مبادی کو چھوڑ دینا اور نہاد رکھ کر کمال بے انتظامی امور میں و دنیا کی ہر جس جیسا کہ حضرت زہراؑ کا واجب التعظیم اور احترام تمام انہوں اور حرم محترم رسولؐ و زوجہ محبوبہؓ انکی کہ محبوب الہی تھی یہ بھی واجب التعظیم و احترام تھا بلکہ غرض سے صرف قول در تحریف واسطے ڈالنے دیکھائی و قریع میں آئی اور حضرت امیرؑ نے تو اس فعل کو بھی حد و حکیک پہنچا دیا جس اس مقام میں زبان طعن کی عمر پر بڑھادینا حالانکہ حکما قول فعل حضرت امیرؑ سے بدرجہا گھٹا ہوا ہو سکا منصب عناد کے اور بنیاد اسکی کیا ہو اور جاہل سنت کے مقابلے میں فرق نکالنا کہ خلافت امیرؑ کی حق تھی اسکا حفظ انتظام تو ضرور پڑا اور پاس ام المومنینؓ اور تعظیم حرم رسولؐ کی سب ساقط ہو گئی اور خلافت ابو بکرؓ کی ناحق تھی عمرؓ نے اس خلافت فاسدہ کا پاس کیا اور اُسکے حفظ انتظام کی واسطے حضرت زہراؑ بنت رسولؐ

کے گھر کا لحاظ کیا کہ وبال پر وبال ہو یہ سب انکی نہایت معیقلی و نادانی ہو اس لیے کہ اہل سنت کے نزدیک دونوں  
 خلافتیں برابر ہیں دونوں کو حق مانتے ہیں خصوصاً اس وقت میں طعن و تحریک کی طرف متوجہ ہوتی  
 شمر کے نزدیک جو خلافت ابوبکر کی مقرر بحقیقت تھی یعنی انھیں کا حق تھا اور اس وقت میں کوئی جھگڑا ہوا اور  
 مخالفت کہ ابوبکر کا ہم جنب ہوتا یعنی برابر والا اور یہ انکی مخالفت کی پروا نہ کرتے اور گنتی میں نہ لاتے بنیاد  
 ایسی خلافت منتظمہ کی کہ اول جو شر اسلام کا تھا اور وقت نشو و نما نہال دین اور ایمان کا برہم کرنا اور اگر کو  
 فاسد سوچا ضرور موجب قتل و تعزیر نہ مہی تو کم سے کم موجب ڈرنے دھمکانے کا تو ہوا اور عجب یہ ہو کہ بعض  
 فضلاء شیعہ نے اس طعن میں بطور ترقی کے ذکر کیا جو کہ زبیر بن عوام بھوپتی زاد بھائی بھی آنحضرت کے  
 منجملہ اُن جو انون بنی ہاشم کے تھے جبکہ ڈرنے دھمکانے کو ٹھٹھانے یہ بات کہی تھی کہ بعد اس کے حضرت زبیر نے  
 اُن جو انون بنی ہاشم اور حضرت زبیر کو جواب دیا کہ اب ہمارے گھر میں ایسی مجلس اور جمعیت کر دے سبحان اللہ  
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ خلافت ابوبکر میں اگر زبیر بن عوام تدبیر فساد ڈالنے کی کریں تو معصوم و جب التعظیم  
 ہوں اور حضرت عثمان کے قصاص چاہنے میں اگر سخت بات موندے محالین تو واجب القتل اور تعزیر ہوں اور  
 جو حضرت زبیر کے گھر میں میٹھ کے ایسے ارادے فساد اور صلاحین فتنہ انگیزی کی کریں وہ تو واجب القبول ہوں  
 اور جب حضور میں حرم محترم حضرت رسول کی اور ہمارے انکے ہوں کہ بلا شہد وہ ام المؤمنین ہیں دعویٰ  
 قصاص یا شکایت عثمان کے قاتلون کی زبان پر لائیں تو وہ واجب الرد اور ازالہ ہوں جس یہ فرق تو مبہنی  
 اصول شیعہ پر ہو اور اگر چاہیں کہ اہل سنت کو اپنے طریق پر الزام دیتی کیوں اتنے دور دوڑتے پھر میں ایک بات  
 کافی ہو اور جب کہ ترک جماعت پر کسنت موکہ ہو اور فائدہ اسکا فقط اُسی کے واسطے ہو چہرہ پر تکلیف  
 شرعی ہو اور اسکے ترک سے مسلمانوں کو کچھ ضرر نہیں آنحضرت نے ہتھ دیا انکے گھر جلانے کی فرمائی ہوں اگر مردان  
 کے جلانے میں کہ جنہیں ایسے مفسدے برپا ہوں جنکا شر تمام مسلمانوں بلکہ تمام دین کو پونچھ دھکی دینا کیونکر  
 جائز نہ ہوگی اور جبکہ پیغمبر علیہ وسلم بسبب ہونے پر وہ منقش اور تصویروں کے گھر میں حضرت زبیر کے  
 نہ گھسین جب تک دور نہ کر دیا جائیں بلکہ خانہ خدا میں نجائیں جب تک صورتیں حضرت ابراہیم اور اسماعیل کے  
 وہاں سے نہ نکال ڈال جائیں اگر تحریک کی خطاب بھی بسبب ہونے مفسدون کے اس خانہ کرامت آشیانہ میں  
 جہاں فتنہ انگیز تدبیر و نکا دفعی معلوم ہوتا تھا وہاں کے لوگوں کو گھر بھونکے بننے کی دھمکی دین تو کیا گناہ  
 انکے ذمے عائد ہوتا ہو یہ کہ مراعات اور مقتضی ایسی دھمکی کی تھی لیکن معلوم ہوا کہ رعایت ادب کی ایسے

بڑے کاموں میں کوئی نہیں کرتا ہو بدلیل فعل حضرت انیس یا عایشہ صدیقہ کہ بیشبہ زلزلہ محبوبہ رسولؐ اور  
تمام مسلمانوں کی اور واجب التعلیم تھیں لہجہ بات غم سے مطابق فعل محسوم کے وقوع میں آئی محل طعن و تشنیع  
کیونکہ یہ طعن سووم یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر کے مرنے سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ آنحضرتؐ مرنے میں  
یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُنکے سامنے یہ آیت پڑھی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ترجمہ  
تو بھی مرے گا اور بیشک وہ بھی مرے گا یہ عجب طعن ہو کہ ایک شخص بسبب کمال محبت رسولؐ و وفارقت آنحضرتؐ  
اور شدت مرغن کا حال دیکھ کر بیہوش و بیخود ہو گیا اور ایسا عقل سے جاتا رہا کہ اپنا اور اپنے باپ کا نام بھی  
یا نہ رہا اپنی موت حیات کو بھول گیا اسنے مدہوشی اور بیخبری میں کمال محبت سے انکار موت پیغمبرؐ کیا تو اُنکو  
نشانہ اپنے طعن کا کرنا چاہیے شہر چشم بد اندیش کہ برکنہ و باد عیب نماید ہنرش و نظر آیات قرآنی  
سے ثابت کہ اکثر کفر و غم و حزن اور جہنم فرج میں غفلت اور بیہوشیاں واقع ہوتی ہیں مگر جاع طعن ملامت  
نہیں ہونیں شیعہ کی صحیح روایتوں سابق میں گذر کہ حضرت موسیٰؑ کو عین حالت مناجات میں علم قرب الہی کا  
اور پاک ہونا اُسکا اسکان سے حاصل نہوا حال نکہ حضرت موسیٰؑ کو اُسوقت میں کوئی عارضہ عارض نہ ہونشی  
اور جبرانی سے لاحق نہ تھا اگر عمر کو ایسی حالت میں کہ اُنکے نزدیک نمونہ ہول محشر کی تھی پیغمبرؐ کی موت جائز  
ہونے کی خبر رسمی کیا گناہ نسیان و بیہوشی لوازم بشریت سے ہو حضرت یوشع کہ بالا جلع بنی معصوم تھے  
خبر عجیب ہی کو باوصف تقید موسیٰؑ کے بھول گئے اور خود موسیٰؑ باوصف قول قرار کہ خضر علیہ السلام سے  
کیے تھے کہ ہرگز میں تھے کچھ سوال نہیں کروں گا بسبب مشاہدہ عزابت قصہ اور اُنکی ندرت کے بھول کر  
پوچھتے تھے حضرت آدم ابو البشر کہ آدمی کی جڑ میں حق تعالیٰ اُنکے حق میں فرماتا ہو قَسَبَہٗ وَلَمْ يَجِدْ لَهُ سَعِيًا  
ترجمہ سو بھول گیا آدم اور بننے اُسکا ارادہ آمین نہیں پایا اور نسیان پیغمبرؐ کا ناز میں کافی کلینی میں موجود  
کہ ابو جعفر طوسی اور اور امامی نے اُنکی صحت پر حکم کیا ہو اور خود ابو جعفر طوسی ابو عبد اللہ حلبی سے روایت کیا کہ  
اِنَّ لَا مَآءَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَسْهُوُ فِي صَلَاتِهِ وَيَقُولُ فِي تَسْبِيحِهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ  
وَبِاللّٰهِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ترجمہ بیشک امام عینی ابو عبد اللہ علیہ السلام کہ اپنی ناز میں سہو  
کرتے تھے اور دو سو عبدوں میں سہو کے بسم اللہ اور باشد اللہ کہتے تھے جس اگر کو بھی ایک آیت قرآنی بطور غفلت کے  
ایسے حادثہ قیامت نمایں دل سے اُتر جائے کس طرح محل طعن ہو سکے طعن چہارم یہ کہ عمر جاہل تھے بعض مسائل  
شرعیہ جنکا جاننا حیات امامت و خلافت میں اہم ہو نہیں جانتے تھے انہیں سے یہ کہ ایک عورت حاملہ کو جسے



زنا کیا تھا سنا کر نیک حکم دیا امیر المومنین نے مانع ہو کر کہا اَلْكَانَ لَا بَقَ عَلَيْهِمَا سَبِيلٌ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِ  
 مَنَافِي نَقَطُهَا سَبِيلٌ تَرَجُمُهُ اَلرَّجُلُ بِسُورَتٍ پُر رَاہِ ہُو تُو اُسکے بچے پر چما سکے پیٹ میں ہو کب راہ ہو مگر  
 نادم ہوئے اور کہا لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهَلَّكَ عُمَرُ مَرَجُمُهُ اَلرَّجُلُ عَلٰی نَمُوْتِ تُو عمر ہلاک ہی ہوا تھا اور انھیں میں سے  
 یہ کہ ایک دیوانی عورت کو حکم سنگساری کا دیا اُسکو بھی امیر المومنین نے کہا اور یہ حدیث پیچیدگی ان کے  
 سامنے پڑھی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِمَّنْ قَالَمَ عَنْ فَلَانَةٍ عَنِ النَّاسِ اِيْم  
 حَتَّى يَسْتَقْبِظَ وَهِيَ الصَّبِيَّةُ حَتَّى يَبْلُغَ وَعَنِ النِّجْمُونِ حَتَّى يُفِيْقَ تَرَجُمُهُ مَن نے رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے سنا ہو فزاتے تھے میں شخصوں سے قلم اٹھا لیگی ہو سوتا جب تک جاگ نہ جائے اور اڑا کا جب تک  
 بالغ نہ ہو اور دیوانہ جب تک فا تو نہ پائے اور انہیں سے یہ کہ اپنے مرے ہوئے بیٹے پر کہ اچھو مجھے تھے اور اتنا  
 حد مارنے میں مر گئے تھے حداری اور گنتی ضربات کی پوری کی حال اُنکے مردے پر حد مارنا خلاف عقل و  
 شرع ہے اور انہیں سے یہ کہ حد شراب پینے والے کی نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کی مسلح و  
 مشورے سے مقرر کی اس قصے سے معلوم ہوا کہ جو ظاہر باتیں شرع کی ہیں اُنکا علم بھی نتھا بھر قیامت  
 امامت کی کب رکھتے ہو گئے جواب اس طعن سے یہ کہ ان قصوں کے نقل کرنے میں انھوں نے  
 بڑی خیانتیں کی ہیں ایک بات تو انہیں سے نقل کی ہو باقی کچل کے پیٹ میں رکھ لی ہو تو طعن متوجہ  
 ہوئی اور یہ کام تعصب عناد والوں کا ہی جیسے یہود نے کہا اِنَّ اللَّهَ فَقِيْرٌ وَنَحْنُ اَغْنِيَا عَنْهُ یعنی بیشک  
 اللہ فقیر ہو اور ہم مالدار قصہ اس حاملہ کی سنگساری کا یہ ہو کہ عمر کو خبر نہ تھی کہ یہ حاملہ ہو اور حل ایسی چیز نہیں کہ  
 عورت کو دیکھتے ہی معلوم ہو جائے کہ حاملہ ہو مگر بعد تمام ہونے مدت حمل یا قریب ہونے تمام مدت کے حضرت  
 امیر پہلے سے اُسکے حاملہ ہونے پر مطلع تھے عمر کو خبر دار کیا اور وہ ممنون ہوئے اور یہ کھلو لولا علی البہ مقام  
 شکر میں کہا کہ اگر مجکو بعد مارتے اسکے اور اسکے بچے کے مرجانے سے اطلاع ہوتی کہ حاملہ تھی کسی حسرت  
 و افسوس اسکے بچے کے مرجانے کی ہوتی کہ گویا بمنزل موت و ہلاک کی تھی اگر علی مجکو آگاہ نہ کر دیتے کیسا حزن  
 و اندوہ مجکو ہوتا اور بالاجماع شیعہ سنی کے امام کو لازم نہیں ہو کہ جب کوئی عورت زانیہ زنا کا اقرار کرے  
 یا گواہ گواہی زنا کی دینا سب بات کا پوچھنا کہ تو حاملہ تو نہیں ہی بلکہ خود اس عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے حمل کو ظاہر  
 کر دے تب جو حکم کہ انجانی میں حقیقت حال کے صادر ہو کہ واقع میں حقیقت حامل کی اور جو اُس حکم کو نہیں  
 جانتے اُس حکم کو جعل و نادانی نہیں کہہ سکتے بلکہ بے اطلاعی حقیقت حال کی کہ امامت کیا نبوت میں بھی اس

کچھ قصور نہیں اس واسطے کہ حضرت موسیٰ نے بے اطلاعی میں اپنے بڑے بھائی ہارون کی کہ پیغمبر تھے واپسی پکڑی اور سر کے بال کھینچ کر امانت کی حال آنکہ حضرت موسیٰ جاہل تھے پیغمبر اور شہر بھائی کی تعلیم ہم سلسلہ و علیہ تھے اور ہمارے جناب پیغمبر بھی فرماتے تھے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَاِنَّكُمْ تَخْشَعُونَ اِلَيْ وَاِنَّ بَعْضَكُمْ اَلْخَافِيَةُ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَفَيْتُ لَهُ بِحَقِّ اَخِيهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قُطْعَةً مِّنْ نَّارٍ مَّجْرِبَةٍ بیشک میں بھی انسان ہوں تمہاری طرح اور تم خصوصیت الہیہ میرے پاس آ اور البتہ بعض تمہارے کا بعض سے دلیل میں گویا تر ہو جس کو میں حکم کروں اُس چیز کا کہ حق اُسکے بھائی کا ہو تب نہیں ہو سوا اسکے کہ میں نے اُسکو ایک ٹکڑا آگ کا تراش دیا اور سنن ابی داؤد میں موجود ہے کہ جو امین بن حلال ہارنی نے آنحضرت سے درخواست کان نمک کی کی اول دفع میں تو سبب سے اطلاعی کے اُسکو بخشدی اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ کان تیار ہو نہ کہ بنا بنایا ہے اسکے کہ حاجت نبلنے اور کسی محنت کی ہو نکلتا ہو اس سے پھیری اور جاننا کہ سب مسلمانوں کا امین حق ہو حاصل ایک کی ملک ہونا جائز نہیں ہو اور جامع ترمذی میں صحیح روایت موجود ہے و اس بن حجر کندی سے کہ ایک عورت جو آپ کی درزن تھی جماعت کے ارادے میں گھر سے نکلی ایک گچے میں ایک مرد نے اُسکو زبردستی گرا کے جلع کیا وہ عورت رونے چلانے لگی اور وہ مرد تو بھاگ گیا ایک مرد اور اُس کے نزدیک ہو کے نکلتا تھا عورت نے اُسکو بتا دیا کہ اسی نے مجھے زبردستی زنا کیا اُسکو پکڑ کے حضرت کے حضور میں لائے آپ نے سنگساری کا حکم دیا جب چاہا کہ چھر ماریں اور جرم شروع کریں وہ زانی اٹھا اور اقرار کیا یا رسول اللہ وہ میں ہوں جس نے یہ کام کیا ہو یہ مرد بیگناہ ہو آنحضرت نے دوسرے آدمی سے غدر کیا اور زانی کو سنگسار کر دیا حکم دیا اور نیز ایک حدیث متفق علیہ کہ اہل سنت اور امامیہ دونوں کی کتابوں میں مروی ہے موجود کہ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عَلِيًّا بِاَقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى اِمْرَأَةٍ وَحَدَّيْتُهُ بِنَفَاسٍ فَلَمْ يَقُمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ خَشْيَةً اَنْ يَمُوتَ فَنَذَرُكَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ دَعَهَا حَتَّى يَنْقُطَ دَمُهَا ثُمَّ جِئْتَنِي بِشَيْءٍ نَبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحْكَمْ عَلَيَّ كَوَافِلَ عَوْرَتٍ بِرَحْمَةٍ قَائِمٍ كَرِهَ نِيَاكَ وَتَا زَهْرَةَ حَبْنِي تَحْتِي اَمْهَوَانِ سَتَةِ اسِيرِ حَدِّ نَحْنِ قَائِمٍ كِي كَمَا مَبَادِرُ جَانِ اَوْ رِيهِ ذَكَرَ اَنَّهُ فَرَّقَ لَمْ يَنْفَرَتْ اَمِيْرُ كَرْمَانِ بَهْتِ اَجْحَا كِيَا جَهْوَرُ وَتَا خُونِ اُسْكَامُ مَوْتُفٍ هُوَ جَانِ اَوْ رِيهِ نَا صَبِيوْنَ كِي فَرَّقَ لَمْ يَنْفَرَتْ اَمِيْرُ كَرْمَانِ مِيْنِ كَمَا هُوَ كِي اُپْنِي دَرَسَ مَارِنَا اَوْ رِيهِ سَنَسْكَرَا كَرِنَا دُونِ مَزَاوِنِ كُو حَقِّ مِيْنِ شَرَاهُ جَهْدَانِي كِي سَنَسْ زَنَا كِيَا تَحَا جَمْعَ كِيَا كِي اَسْخَصَّ كِي جَوْرُ هُوَ بَهِ تَحِي اَوْ رِيهِ خِلَافِ شَرِيْعَتِ كِي هُوَ كُسُوَا سِطْلَ كِي اَنَّهُ فَرَّقَ لَمْ يَنْفَرَتْ اَمِيْرُ كَرْمَانِ كِي

کہ دونوں نام مرد و عورت کے ہیں فقط رحم فرمایا ہی اور خلافت عقل کے بھی ہو کہ جب رحم جو سخت تر نہ ہو  
 سے ہر کسی پر جاری ہو تو جلد یعنی ڈرتی مارنا کہ اس سے خفیف تر ہو کیون جاری کرنا چاہیے اہل سنت  
 جواب میں اس فرقہ زیاںکار کے یہی کہا ہو کہ حضرت انیس کو اول میں احسان اس عورت کا معلوم تھا حکم درے  
 مارنیکو دیا اور بعد درے مارنے کے جو اسکے احسان لیجئے شہر والی ہونے پر اطلاع پائی حکم رحم کا فرمایا پس  
 دو محدود کو جمع کرنا یہ واقع نہیں ہوا حاصل یہ کہ اطلاع انہو ناکسی حقیقت حال پر یہ اور بات ہو اور مسئلہ  
 شرعی سببنا اور بات ان دونوں باتوں میں اگر کوئی فرق نکرسے تو قابل بات کرنے کے نہیں ہی اور اسی  
 طور پر قصہ مجنونہ کو قیاس کرنا چاہیے کہ اگر اسکے حال جنون سے خبر دار تھے چنانچہ امام احمد بروایت عطا  
 بن سائب کے ابو ظبیان جنی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت کو گناہنا میں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے لائے حضرت عمرؓ  
 نے حکم دیا اسکو سنسار کر کرین لوگ اسکو کھینچے لیے جاتے تھے ناگاہ حضرت علیؓ راہ میں ملگئے پوچھا کہاں لیے  
 جاتے ہو لوگوں نے کہا خلیفہ نے اسکے رحم کا حکم دیا ہو کہ اسپر زنا ثابت ہو حضرت علیؓ نے اس عورت کو لوگوں  
 کے ہاتھ سے چھوڑا لیا اور اپنے ساتھ لیکر عمرؓ کے پاس آئے اور کہا یہ عورت دیوانی ہو فلان قبیلہ سے میں اسکو  
 خوب جانتا ہوں اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہو کہ دیوانے پر قلم تکلیف کی نہیں چلی ہو عمرؓ نے رحم اسکا موقوف فرمایا  
 اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ دیوانیکے رحم کمرنیکا عمرؓ کو معلوم تھا مگر اسکا خاص دیوانہ ہونا معلوم تھا اور ظاہر  
 ہو کہ دیوانے سے جب تک حرکتیں اور آواز بے ربط ظاہر نہ ہوں کوئی حسن عقل سے اسکے جنون کو معلوم نہیں  
 کر سکتا اسواسطے کہ قافل اور مجنون دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہو کچھ امتیاز نہیں ہوتا جیسے عقلی نہیں  
 نہ دریافت ہونے سے نبوت میں کچھ نقصان نہیں آتا پھر امامت کا کیا ٹھکانا شریف مرقسی کی روایت سے  
 دوزخ زر میں منقول ہو کہ جناب پیغمبر کو اس قطعی کے حال پر جو ماریہ قبیلہ کے پاس آتا جاتا تھا کچھ اطلاع تھی  
 کہ محبوب ہو یا نامرد یا نر مع آلت تناسل در نیز پیغمبر کو حال اس عورت کا جو نئی نئی جنی تھی معلوم تھا کہ  
 خون اسکا بند ہو گیا یا نہیں اگر عمرؓ کو اطلاع ایک عورت کے حمل یا دوسرے کے جنون پر نہ کوئی شرط امامت  
 میں خلل پڑا جاتا ہو شرط امامت کی تو جانتا احکام شریعہ کا ہونا پہچاننا حسی باتوں پر مشدہ یا عقلی جزئیات  
 اور پہچاننا سب احکام شریعہ کا بالفعل نہ نبوت میں شرط ہونا امامت میں ایمان نبی کو دوسری سے احکام شریعہ  
 ثابت ہوتے ہیں امام کو اجتہاد سے اور اکثر یہ ہو کہ اجتہاد میں خطا پڑتی ہو جیسا کہ ترمذی میں موجود ہی  
 عَنْ عُمَرَ مَةَ اِنْ عَلِيًّا اَحْرَقَ فَوَقَّامًا رَتَدُ وَاَعِنَ الْاِسْلَامَ فَبَلَغَ ذَا لِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ





مَکَّةَ بَیْطُہٗ تَرْتَجِمُہُ یعنی عورت زانیہ اور مرد زانی دونوں کے سو کوڑے مارو جواب یہ کہ فیصل شکر کا فعل  
 پیغمبر کا ہر شکوہ اور شرح السنہ میں بروایت سعید بن سعد بن عبادہ کے لائے ہیں کہ سعد بن عبادہ پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد ناقص الخلق تھا بہار کو کپڑے لائے کہ محلے کی ایک جھوکری سے زنا کرتا تھا  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایک لبنی شاخ اسکے واسطے لاؤ حسین سوشاخص چھوٹی ہون کر ایک دفع  
 کے مارنے میں سب اسکے لگین اور ابن جابر نے بھی ایک حدیث ایسی ہی روایت کی ہے جو مذہب علما  
 اہل سنت کا اس مرض میں تیسکے اچھے ہونے کی توقع منو قال فی الفتاویٰ العالمیہ: الْمَرْيُوعُ إِذَا  
 وَجِبَ عَلَيْهِ الْخُذُّ أَنْ كَانَ الْحَدَّ سَجْمًا يُقَامُ عَلَيْهِ لِلْحَالِ وَإِنْ كَانَ حَلْدًا لَا يُقَامُ عَلَيْهِ حَتَّى  
 يَبْرَأَ وَيَصْرِفَهُ إِذَا كَانَ هَرَبِيضًا وَقَعَ الْيَأْسُ عَنْ بَرِّهِ فَيُخَذُّ يُقَامُ عَلَيْهِ كَذَا فِي التَّهْذِيبِ  
 وَلَوْ كَانَ النَّمْرُضُ لَا يُرْجَى مَرَلَهُ كَالسَّلِ أَوْ كَانَ مُخَذَّجًا ضَعِيفَ الْخَلْقَةِ فَيُخَذُّ نَاغِرًا بَشْكَالٍ  
 فِيهِ مِائَةٌ شَمْرَاحٍ فَيَضْرِبُ دَفْعَةً وَلَا مَدَّ مِنْ مَوْصُولٍ كُلِّ شَمْرَاحٍ إِلَى قَدْنِهِ كَذَا فِي الْفَتْحِ الْقَدِيرِ  
 ترجمہ جب بیمار پر حد واجب ہو اگر وہ حد سنساری ہو تو فی الحال قائم کیا جائے اور اگر سو کوڑے مارنا تو جب تک  
 اچھا نہ ہو جائے نہ قائم کیا جائے اور تندرست ہو جائے اور اگر ایسا بیمار ہو کہ اسکے اچھے ہونے سے ناامیدی ہو تو  
 اس وقت میں اس پر حد قائم کیا جائے ایسی ہی ہر طرح میں اگر ایسا مرض جو جانے والا نہ ہو جیسے سل یا و شخص ناقص  
 ضعیف البدن ہو بس ہمار نزدیک لگائی جائے ایک لکڑی حسین سوشاخص ہون بس وہ لگائی جائے ایک دفعہ  
 اور ضرور ہو کہ اسکی ہر شاخ اسکے بدن پر لگ لیسلی فتح القدیر میں ہے اور جبکہ عمر بن خطاب نے اس صورت پر  
 حد جاری کرو ضعیف الخلق تھا اور قرآن مجید میں بھی شاہ اس جیلہ شریعہ کا جو کہ جو متحق حد کا ہر اسکی روایت  
 بھی ہے اور محافظت حکم کی بھی ہو جائے قول تعالیٰ خُذْ يَدَكَ مِنْ خِلْفِكَ فَضْرَبْ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ ترجمہ  
 لے اپنے ہاتھ میں رشتہ کیا وہ کا اور اسکے لگا اور قسم اپنی مت تو طعن ششم یہ کہ مغیرہ بن شعبہ سے حد  
 زنا کی دفع کی یعنی اسکو بیا باوجود اسکے کہ نبوت اسکا چار آدمیوں کی گواہی سے تھا اور تلقین کیا ایک  
 گواہ کو ایسا طرح کے سبب حد ثابت ہوئی وہ تلقین یہ تھی کہ جب چوتھا گواہ اولے شہادت کو آیا اس سے کہا  
 اَسْمَى وَجْهَ رَجُلٍ لَا يَفْضَحُ اللَّهُ بِهِ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ترجمہ میں نے اسے آدمی کی موت دیکھا ہوں  
 کہ نفیوت نہ کر لیا خدا تعالیٰ اسکے سبب ایک مرد کو جو مسلمانوں سے ہے جواب اس طعن کا یہ کہ حد بعد نبوت  
 کے جاری ہوتی ہے اور چوتھے گواہ نے خاطر خواہ گواہی نہ دی پھر جب حد ہی ثابت ہوئی تو دفع اسکا کیا معنی

اور گواہ کا تلقین کرنا محض افراد صریح ہستان ہو آئیں جریر طبری اور محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی تاریخ  
اور حافظ عطاء الدین ابن اثیر اور حافظ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی و شیخ شمس الدین مظہر سبط ابن الجوزی  
اور اور مورخین ثقات نے نقل کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ میر بصرہ کا تھا بصرہ کے لوگ اسکی بڑی پرستش کرتے  
تھے کہ انکو موتوں کو دین اسلیے اُسپر ہمت و زناکی باندھی اور چند گواہ جھوٹ مقرر کیے کہ امیر المومنین عمر  
بن خطاب کے حضور میں اہل غنہ کی گواہی مغیرہ پر دیں اور خبر ہمت و زناکی بصرہ میں پھیلی رفتہ رفتہ حضرت  
عمر کو پونہ سب کو اپنے حضور میں بلا یا مغیرہ اور چاروں گواہ دار الحکومت میں سامنے صحابہ کے کہ  
حضرت امیر بھی انہیں تھے حاضر ہوئے بصرہ کے مدعیوں نے دعویٰ کیا کہ مغیرہ بن شعبہ نے زنا کیا ہے  
ایک عورت سے جسکو ام جہیل کہتے ہیں اور گواہ گواہی کو حاضر ہوئے ایک گواہ نے کہا سَأَشْفِقُكَ يَوْمَ  
كَخَذْتَهَا مِنْ نَسْكِ دُونَ رَانُونَ مِنْ كَيْسِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَمْرٍو كَمَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى قَدْ شَهِدْتُ أَنَّ  
يَكُنْ فِيهَا وَلَوْ أَنَّ الْمَرْءَ دَفَنِي الْمَكَلَّةَ تَرَجَمَهُ نَبِيْنِ قَوْمِ هَذَا كَيْسِ بْنِ مَرْثَدَةَ كَمَا بَانَ مِنْ  
أَسْكَى الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا  
نُوبِتْ بِنُجْجِي كَدُو زِيَادَ بْنَ أَبِي تَحَّاسٍ سَ بُو جَحَّالٍ تَوْبَحْلِي بَنِي يَارُونَ كَسَ مَوَافِقِ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ  
أَنَا جَانَا هُولَ كَسَايْتُ كَحْلَسًا وَفَسَا حَظِيْنَا وَانْتَهَا أَوْدَايْتُ مُسْتَبْنِيْنَا وَدَحْلِيْنَا  
كَا نَهْمَا أَذْنَا حَمَا كَسَا تَرَجَمَهُ مِيْنِ دَكِيمِي شَمْسُ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ  
كُيْهِيَا مِيْنِ مَرْثَدَةَ كَسَايْتُ بَرَا وَدُونَ بَانُونَ أَسْكَى الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ  
كَا نَهْمَا أَذْنَا حَمَا كَسَا تَرَجَمَهُ أَيْ يَاسَا دَكِيْهِيَا سَمْرَةَ دَانِي مِيْنِ سَلَانِي قَالُ كَا كَامِيْنِيَا بَانِي فَصِيْنِيَا كُنَا  
جَاسِيَةً كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ  
صَحَابَةُ بَارَكَاهُوَا وَرَحْمَةُ رَبِّهِمْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ جَبِيْهِيْ  
اَتَنِ جَاعَتِ كَثِيْرُ كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا كَامِيْنِيَا  
كَا دِيْنَا تَحَابَرَا مَرَاتِحِيْ مِيْنِ اِهْلِ مَقْدَمِيْ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ كَسَايْتُ  
جَعُوْذِيْنِيْ يَا اَعْمَرَ سَلَفِيْنِ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا بَنِي تَجْدِدُ دَسْرَ الْوَاهِي دِيْنًا  
خَوْدَرُ وَايْتُ كَرْنِيْ هِيْنِ كَمَقْدَرَاتِ دِيْنِيْ مِيْنِ اِيْكَ عَوْرَتِ جَابِلِيْ كِيْ بَاتِ سَ قَاْلُ يُوْجَاوُنِيْ تَحَابَرَا



صحابہ کے پیچھے اور ہمیشہ ان کے کوئی ہر دین کا انجام نہیں دیتے تھے اور جو یہ کہا کہ عمرؓ نے یہ بات کی کہ  
 اَدَى وَحْدَهُ رَجُلٌ لَا يَفْضَحُ اللَّهُ بِهِ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ غلط صحیح اور افتراق بیچ عمرؓ ہی پر آن وغیرہ  
 بن شعبہ نے یہ کلمہ اس وقت کہا تھا ظاہر کہ جسکی جان پر آنتی ہو وہ سب کچھ کہتا ہو اور مکر و خوشامد کرتا ہو  
 پھر اگر گواہ اللہ کے واسطے گواہی دینے آیا تھا اسکو مغیرہ کے کینے کا پاس کیوں ہوتا مگر اگر گواہ مدعی علیہ  
 کا پاس کر کے وجہی گواہی نہ دے تو حاکم کو کتبات پہنچتی ہو کہ اس سے بھر واکر امدعی علیہ کے ضرر پر  
 گواہی دلائے کون سے مذہب اور کونسی شریعت میں ہو کہ فرض یہ مقولہ عمرؓ ہی کا سہی تو یہ انگلی فرست کی بات ہو  
 کہ بارہا جس چیز کو فرست سے دریافت کر کے جیسی بتا دیتے تھے وہ ویسی ہی نکلتی تھی یہ کہاں سے  
 ثابت ہو کہ گواہ کے سامنے کہا اور اسکو سنا دیا اور پھر اسل را دے کہ گواہ گواہی سے باز رہے کہ یہ بات  
 دلی ہو کیونکہ ثابت کر سکتے ہیں اسلیے کہ ارادہ دل کے غفلوں سے ہو اور دل کا حال خاص خدا کو معلوم ہوتا ہو  
 دوسرا جواب اگر عمرؓ نے بالفرض اس حد کو نکلا ہی چھوڑا ہو تب بھی فعل معصوم کے موافق ہو اور جو فعل کہ  
 موافق فعل معصوم کے ہو اس پر کسی کا طعن کرنا معصوم پر طعن کرنا ہو اور جو کچھ فعل معصوم کے بجا وہیں تعجب  
 تلاش کر رکھی ہو اسکو بیان بھی عمل میں لائیں سو وی ابی بکابویر القی فی القیہ ان رجلاً جاء  
 اِلٰی اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَقْرَبَ السَّرَقَةِ اقْرَبًا يَفْقَهُ بِهِ الْيَدُ فَلَا يَقْطَعُ يَدًا تَرْجُمُهُ  
 محمد بن بابویر قمی نے کتاب فقیہ میں کہا ہو کہ ایک شخص امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس آیا اور ایسا اقرار  
 چور کیا کیا جس سے ہاتھ کاٹا جاتا لیکن اسکا ہاتھ نہ کاٹا طعن چھوڑا کہ ان شر خطبہ میں بھاری مرزا بندھنے  
 کو منع کرتے تھے کہ اگر بھاری مرزا بندھا بہتر ہوتا تو اس خوبان کے واسطے مگر پیغمبرؐ سے بڑھ کے تھے  
 حال آنکہ میں نے پیغمبرؐ خدا کو دیکھا ہو کہ پاسو دم سے زیادہ مرزا ہی پر بیویاں درمیںوں کا نہیں ہاتھ باندھا  
 چاہیے کہ تم مخاللات صدقات یعنی بھاری مرزا بندھنے میں مبالغہ مت کرو اپنے پیغمبرؐ کی سنت کی پیروی  
 اپنے اوپر لازم کرو اگر بعد اسکے کوئی بھاری مرزا بندھیکا تو میں سیاست کی راتے بقدر افزون کے جو کچھ  
 ہوگا بیت المال میں ضبط کرو گھا اس ثنائیں ایک عورت نے اُٹھ کر کہا ای عمرؓ من خداے تعالیٰ فرماتا ہو  
 وَاتَّبِعْهُمْ اِحْدَ مِثْرَيْنِ فَلَا تَأْخُذْ بِمَا مِنْهُ شَيْئًا یعنی اگر یہ ہو تینہ کسی عورت کو بہت سامان  
 تو مت لو اس سے کچھ تو کون ہو کہ پھر سے لیتا ہو بہت سے مرزا بھاری دیے ہوئے کہ عمرؓ قائل ہوئے اور اپنی خطا  
 کا اقرار کیا اور کہا اِنَّ النَّاسَ اَفْقَهُ مِنْ عَمْرَةٍ فَتُحْذَرُ فِي الْيَحْيَالِ ہر شخص فقیہ تر ہو عمرؓ سے بہانہ

کہ پردہ نشینین جھلوئی جس محل طعن یہ کہ عمر اس عورت کے جواب سے عاجز ہوئے اور سکوت کیا اور جو کوئی ایک ایک عورت کے جواب سے بزدل کے قبال امت ہو گا جواب اس طعن کا یہ کہ عمر نے جو اس عورت کے جواب سے سکوت کیا تو عجز کے سبب سے نہیں ہے کہ جواب باصواب مذ سے جو انکی خطا ثابت ہو اور عجز واقعی لازم آئے بلکہ لحاظ کمال ادب کتا باللہ کے ہو کہ اس کے مقابلے میں چون و چرا کرنا اور دشمنی کے ہنر جانا اور توجہیں خرج کرنا مناسب حال ہے ایمان والوں کے نہیں ہوا انکو سوائے سکھانے اور تابعداری ظاہر الفاظ کے کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ورنہ اس عورت نے جو یہ آیت پڑھی تو اس کا مقصود یہ تھا کہ مہر کی گفتگو میں اس آیت سے ثبوت رضا الہی کا کروں جو صریح خلاف سمجھ پیغمبر کے ہو اس لیے کہ صحیح حدیثوں میں اسکی نہی ہوا نہیں سے ساری انخطائی فی غریب الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تیا سراً وافی الصدق فان الرجل لا یطیع المرأة حتی یتقی فی نفسہ حسینکۃ ترجمہ آسانی کروہ دون میں بیشک مروئین و تیا ہو عورت کو یہ بیان نہ کہ اس کے دل میں کاٹنا سچیتا رہتا ہو وروی ابن حبان فی صحیحہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من خیر النساء ائیسرھن صدقا ترجمہ روایت کی ابن حبان نے صحیح میں ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے تون میں وہ عورت بہت اچھی ہو کہ اپنا مہر آسان رکھے وعن عائشہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یعن المرأة تسهل امرأ فی صدقہا ترجمہ روایت کی عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مبارک کہ وہ عورت ہو جس کا معاملہ مہر میں سہل ہو واخرہ احمد والبیہقی من روفوا اعظم النساء بركة ائیسرھن صدقا ترجمہ روایت کی احمد و بیہقی نے پیغمبر خدا تک بڑی برکت عورتوں کو مہر سہل ہونا ہو اور سنا اسکی جید ہو اب حدیہ ہو کہ آیت سے جو کچھ ثابت ہوتا ہو وہ جائز ہو مع کراہت اور آیت نص بھی نہیں ہو اس پر کہ انہیں جو لفظ قطار ہو مہر ہو بلکہ بخشش ہر قسم زیور و مال سے بے پختہ مہر کہ بخشش کا پہرہ نہ ہو کہ جو عورت کو دیدیا نہ یا نہیں ہو اور غصا اس حال میں کہ اسکو طلاق دیکے دہشت جزائی میں ڈالا ہو اس کے ساتھ جو اسکو بقتا تھا اسکی طرف رجوع کرنا بڑی ایذا دینا ہو اور خلاف شریعت و مروت کے عمل کرنا جس ایک امر جائز سے منع کرنا لحاظ کسی مصلحت خیر الہیہی مومنین کے ہو بدینہ جو کمال کا ضایع ہونے اور صرف بیجا سے بچے جیسے کہ لوگ عورتوں کی رضا جوئی میں ڈوب جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچتی ہو کہ اور لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں مثلاً غلام نوکر قرض خواہ اور اور مدد دار اور آپس میں لڑائی اور حسد اور فتنے عظیم ہوتے ہیں اور واسطے تقویت جہاد اور حقانی خرچہ

بچین یہ کام خلیفہ راشد کا جو چنانچہ ہم اپنے وقت کے ملوک و امراء سے یہ غیر اندیشی مشاہدہ اور دریافت کرتے  
ہیں اور آنحضرتؐ زید کو زینب کے طلاقینے سے منع فرماتے تھے حال انکہ طلاق بے شبہ جائز ہے اور حضرت امیرؓ  
بھی کہنے کے لوگوں کو منع فرماتے کہ امام حسنؓ کو اپنی اہل کیان ندین کہ بلا شک جائز تھا اور فرماتے تھے  
يَا اَهْلَ الْكُوفَةِ لَا تَزَوَّجُوا الْحَسَنَ فَإِنَّهُ مُطْلَقٌ لِلنِّسَاءِ ترجمہ اے کوفہ کے لوگو حسن کے ساتھ زوجیت  
کر و بیشک وہ عورتوں کو طلاق بہت دیتا ہے اور کلام عمرؓ سے جو طعن میں منقول ہے صریح معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے  
مہر ہونیکو جائز جانتے تھے لیکن اُسکے آخر کی بُرائی سے منع فرماتے تھے اور اگر حضرت عمرؓ رت کی یہ بھی کہ مہرون کا  
بھیر ناجرام ہے اور ایسے حرمت معلوم ہوتی ہے تو عورتوں اور شوہروں کے حق میں ہے نہ خلفاء اور ملوک کے حق میں  
کہ استرداد یعنی پھرنے کے حق میں تنبیہ و توجہ کریں کہ لیل قرآن و اِنْ اَخْرَجْتُمْ سُبُلًا لِّسَوْفٍ فَسَكَا ذُوْجٍ  
وَ اَنْتُمْ اَخَذْتُمْ اَحَدَهُنَّ فِقْطًا ترجمہ اگر ارادہ کرے کہ کسی عورت کے بدلنے کا کسی عورت کی جگہ اور دیا ہو نہیں  
تو وہ مال کا اور جو یہ وعید کیا کہ ضبط کیا جائیگا اور بیت المال میں داخل ہوگا صرف و معنی کے واسطے تھا  
جسہور اہل سنت کے نزدیک ہے کہ جو امر جائز حسینؓ سے عیسےؑ حالیہ اور وقتیہ ہوں یعنی اب اُنھنے ہوں یا آئندہ کس  
وقت میں تو تعزیر کرے اور مال ضبط کرنا یہ بھی ایک قسم تعزیر ہے اور جو طعن میں لائے ہیں کہ عمرؓ نے اپنی خطا کا  
اقرار کیا یہ انکے نقل کرنے کی خطا ہے کسی روایت میں اقرار خطا کا نہیں آیا یا ان تنابھی صحیح ہے کہ فرمایا اُمّیؓ بَا پس اَفْقَهُ  
مِنْ عَمْرٍَا لَمْ اَوْرِیْہُ اَزْہَا حَسْنِ خَلْقٍ اَوْ خَا کَسَارِیْ دُکْرِ نَفْسِیْ کے ہے کہ ایک عورت جاہل بہت سوچ غور سے  
ایک آیت اپنے مطلب کی سند میں لائی ہے اُسکو تو جہات حق سے باطل کروں اسکا دل ٹوٹ جائیگا پھر رغبت  
کتابا شد کے معنی کھانے کے نہیں کر گئی اسواسطے اُسکو تو تحسین فرماؤں اور آپ کو اُسکے معاملے میں  
قائل اور مقرر ظاہر کروں کہ آئندہ اُسکو اور اوروں کو اس بات کی حرص ہو کہ قرآن سے معنی نکالیں اور پیری  
کریں اور ایسا ادب کتابا شد کا کرنا اور ایسا لوگوں کو حرص لانا کہ کلام اللہ کے معنی نکالیں اور اجتہاد کریں  
کہ عمرؓ کے اس قصہ اور اوصوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بڑی تعریف ہے کہ اُن سے مخصوص ہے ورنہ کونسا رئیس  
گوارا کرتا ہے کہ اُسکو کوئی عورت جاہل مرداروں کے روبرو قائل کرے اور الزام دے اور وہ سکوت کرے نہ کہ  
اُسکی غریب و توصیف فرمائے کیسی بڑی نا انصافی ہے کہ اسکو طعن پھرتے ہیں بآفرین اگر عمرؓ کو فوراً جواب نہیں  
بن پڑا تھا تو یہ بات کب ہاتھ سے نکل گئی تھی کہ فرماتے یہ کون عورت ہے اسکو قتل کرو کہ میں تو ذکر سنت پیغمبر کا  
کر رہا ہوں یہ حق اُسکے مقابلے میں قرآن لاتی ہیں کیا پیغمبر قرآن کو نہیں سمجھتے تھے یا یہ عورت اُنسے زیادہ

سمجھتی ہو لیکن بزرگ دین کے اپنے جوہر نفس میں نفسانیت اور سخن پروری کی بوہنیں چھوڑتے ہیں اور ایسکو شایان بزرگی جانتے ہیں حق کی پیروی کرتے ہیں خواہ خود حق پر ہوں خواہ غیر اور جو حامی بزرگوں دین و مابہل یقین کا اس صفت عظمیٰ میں ایک ہی چال چلن ہو اس قسم کا قصہ حضرت امیر کا بھی بیان کیا جاتا ہو آخر سراج ابن جریور ابن عبد البر عن محمد ابن کعب قال سأل رجل علياً عن مسئلته فقال فيها فقال الت رجل ليس هكذا ولكن كذلك قال علي أصبت وأخطأنا و فوق كل ذي علم عليم ترجمہ روایت کی ابن جریر اور ابن عبد البر نے محمد بن کعب سے کہا پوچھا علی سے ایک شخص نے ایک مسئلہ انھوں نے اس کا جواب دیا اس شخص نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو اور ایسا ایسا ہی علی نے کہا تو نے یہ کہہ کہا میں نے خلا کی اور ایک سے ایک بڑھ کے جانتے والا ہو اور حال یہ تھا صبیحہ خدا کو غمرا نے ایسی عمدہ صفت کو حضرت امیر کی طعن میں تاکا ہو موافق نعل خنیفہ شیعہ کے کہ انھوں نے عمر کے حق میں کہا ہو کیا خوب کہنے والے نے کہا ہو شہر چشمہ ہدایت کے کہ بکنندہ باد و عیب ناید ہنرش در نظر آس موقع پر جان لینا چاہیے کہ اگر امام کے سولے کوئی اور شخص ایک مسئلے کو اچھا سمجھے اور امام کو وہ باریکی معلوم ہو تو بیاد امت کی امام سے جاتی نہیں ہتی ہو دیکھو حضرت داؤد کو کہ نبی تھے اور وقت کے خلیفہ موافق نص آئی قولہ تعالیٰ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بنین النکاح بالحق ترجمہ امیر داؤد دہنہ شکو اپنا نائب کیا ہو زمین میں بس تو حکم کرو لوگوں میں ٹھیک ٹھیک مگر بکریوں کا حکم سمجھنے میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کی زراعت تلف کی تھی حضرت سلیمان سے کہہ اس وقت میں نہ نبی تھے نہ امام تھے ہوئے اور حضرت سلیمان کہ بچے صغیر میں تھے حضرت داؤد و ہر اس حکم میں بڑھکے اور حکم آئی کو خوب بی جان لیا ساری ابن بابویہ فی الفقیہ عن احمد ابن عمار الخلیفہ قال سألت أبا الحسن عن قولہ تعالیٰ وداؤد و سلیمان اذ یحکمان فی النحرث قال حکم داؤد یرکاب نعیم و فہم اللہ سلیمان ان احکم لعلنا حب النحرث فی اللہ و الصلوۃ ترجمہ روایت کی ابن بابویہ نے کتاب فقیہ میں حمد بن عمر حلبی سے کہا میں نے پوچھا ابا الحسن اس حکم آئی کو اور یا دکر داؤد و سلیمان کو بصورت میں کہ حکم کرتے تھے حکمت کے معاملے میں کہا داؤد نے اس کو دلا دلائے حکم کیا تھا آشد تعالیٰ نے سلیمان کو سمجھا یا کہ کھیتی و لے کو دودھ اور اون دلائی جائے ایسے ہی اگر ایک مسئلہ کسی نادان عورت کو سمجھائیں اور عمر کو نہ سمجھائیں انگلی امامت میں کیا ڈر جیسے نبوت حضرت داؤد کو اس واقعے میں کچھ خلل نہوا اور ظاہر کہ امامت نیابت نبوت کی ہو اور ایسا کوئی جہان میں نہو گا کہ اس نے

ایک دفعہ بھی اپنے نفس کو کظاہر باتوں سے غافل ہوا تجربہ نہ کیا ہوا اور ان لوگوں نے جو اس سے سمجھ بوجھ میں بہت گھٹکے ہیں اور نہایت نیچے انگو خردار کیا ہو سکیں بغض و عناد کا کچھ علاج نہیں طعن شتم یہ کہ غرض نے حصہ اہل بیت کا خمس میں سے جیسے نص قرآنی ہو قولہ تعالیٰ **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ حُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِلَّذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ تَرَوْهُمْ جَانِ لَوْ كَرِهَ جَاهِلٌ** لوط میں لاؤ ہر قسم سے بیشک اُس میں باپ بچہ اُن حق خدا کا ہو اور حق رسول اور قربت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا انکو نہ یا بس خلاف حکم قرآن کے کیا جواب یہ طعن موافق مذہب امامیہ کے دست نہیں ہوتی اس واسطے کہ یہ آیت بیان میں اُن موقعوں کے جو جنہیں خمس خرچ کیا جائے نہ خمس میں کسی کا حق ثابت کر نیکو پس اگر امام وقت اپنی رائے صواب ان چاروں فرقوں سے جسکا ذکر قرآن میں ہوا ایک فرقے کو خاص کر لے رہا ہو گا اور ایک فرقہ امامیہ کا یہی مذہب ہی جیسے کہ ابوالقاسم شرایع الاحکام والے نے جسکا لقب امامیہ کے نزدیک محقق ہوا رسوا کئے اور علانے انکی اس بات کی تصریح کی جو اور امامیہ سے بھی اس مذہب پر سنا لائے ہیں پس اگر دو ایک برس گزرنے قربت والوں کو خمس میں سے کچھ نہ دیا ہو خواہ انکو مال خمس سے بے پروا سمجھا ہو بسبب لادار ہو جانے کے خواہ اسوجہ سے کہ محتاج ہر قسم کے بکثرت ہوں تو انکے نزدیک محل طعن نہیں ہو سکتے اور آیت کا اصل مطلب بھی یہی ہو کہ یہی چاروں فرقے یعنی اقربا اور یتیم اور مسکین اور مسافروں کو خمس دینے کے ہوتے ہیں چاہے ہر ایک کو اسنے پہنچے چاہے دو ایک فرقے کو بدلیل آیت زکوٰۃ وہو قولہ تعالیٰ **أَتَيْنَا الصَّدَقَاتِ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ تَرَوْهُمْ بِشِكْ زَكَاةٍ** فقروں اور مسکینوں کے واسطے ہو کہ آیت میں بھی بیان ٹھکانوں خرچ زکوٰۃ کا ہے موافق مذہب صحیح کے چہ اگر کوئی شخص تمام زکوٰۃ اپنی آنکھ گردہ سے اس آیت میں نہ کرے مذکور میں ایک گروہ کو دیکر روا ہو گا اور اسی سبب حضرت امیر نے اپنے ایام خلافت میں حمد ذوی القربی کا آپ لیا بلکہ بطور عذر فقروں اور مسکینوں نبی ہاشم کو دیا اور جو ان سے بچا اور فقیرین اور مسکینوں کو ان کو دیدیا پس جب فعل عمر کا سبب فعل مصوم کے ہو چکر ہو کر محل طعن ہو گا سو ذوی الطہارۃ والذات فطین عن محمد بن ابی اسحاق اِنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ اِنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَعَا وَلِيَّ أَمْرِ النَّاسِ كَيْفَ صَنَعَ فِي سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ فَقَالَ سَلَّكَ بِهِ وَاللَّهِ مَسْلَكَ اِنِّي بَكَرٍ وَعُمَرُ ذَا الطَّهَارَةِ وَنِي قُلْتُ كَيْفَ أَنْتُمْ تَقُولُونَ قَالَ وَاللَّهِ مَا كَانَ أَهْلُهُ يَصْدُرُونَ اِلَّا عَنْ مَرَايَةٍ تَرْجُمُہ

روایت کی طحاوی اور دارقطنی نے محمد بن اسحاق سے کہ میں نے پوچھا امام باقر بن علی بن حسین سے کہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب جب معاملات مردم کے حاکم ہوئے تو انھوں نے قرابت والوں کے حصول میں کیا کیا کما قسم خدا کی انگوا ابو بکر و عمر کی راہ پر جاری رکھا اور طحاوی نے بڑھایا ہو کہ پھر میں نے کما سطح تم کہتے ہو کما قسم خدا کی نہیں تھا ہل کے مگر انکی رے اور فعل پر چلتے تھے اور فعل عمر کا تقسیم خمس میں یہ تھا کہ اول اہل بیت سے جو یتیم فقیر ہوتے تھے اولاد سے باقی بیت المال میں بکھوئے اور جو ٹھکانے بیت المال سے خرچ کرنے کے ہوئے انہیں خرچ کرتے تھے اسی واسطے روایتیں اہل بیت کے دینے کی بھی عمر سے متواتر اور مشہور ہیں مافوقی ماؤد عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی عن علی ان ابابکر و عمر قسما سہم ذوی القربی لہم ترجمہ روایت کی داؤد نے عبد الرحمن ابن ابی لیلی سے اُسے علی سے بیشک ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں حصہ ذوی القربی کو دیتے تھے و آخر جہر ابو داؤد ایضا عن جبیر بن مطعم ان عمر کان یعطی ذوی القربی من خمسہم ترجمہ روایت کی ابو داؤد نے بھی جبیر ابن مطعم سے بیشک عمر دیتے تھے حصہ ذوی القربی کا اُنکے خمس سے اور حدیث صحیحہ جہا نخج حافظ عبد العظیم منذری نے اسکی تصریح کی اور تحقیق اس امر کی جو کچھ روایات سے معلوم ہوتی ہے یہ ہو کہ ابو بکر و عمر حصہ ذوی القربی کا خمس سے نکالتے تھے اور انکے فقیروں اور مسکینوں کو دیتے تھے اور انھیں کے اور کاموں میں خرچ کرتے تھے یہ کہ بطریق و رتہ کے ان لوگوں کے غنی اور فقیر اور محتاج اور غیر محتاج مسکودین چنانچہ حضور پیغمبر میں بھی یہی معمول تھا اب بھی مذہب حنفیہ اور ایک جماعت کثیرہ کا امامیہ سے یہی ہیسیا کہ سابق نقل کیا گیا و عن الشراۃ قال فی الہدایۃ اما الخمس فیکسب علی ثلاثۃ اسہم سہم لیتامی و سہم المساکین و سہم لا یماء السبیل یدخل فقاء ذوی القربی و یقتد مون و لا یدفع الی اغنیاء و ہم ترجمہ آد شرائع سے یوں ہوا یہ میں کہا کہ بانٹا جاتا ہر خمس تین حصوں پر ایک حصہ یتیموں کا ایک حصہ مسکینوں کا ایک حصہ مسافروں کا انھیں میں فقیر ذوی القربی کے داخل ہیں اور مقدم ہیں اور مالداروں کو دیا جائے و قال الشافعی لہم خمس خمس یتقون فیہ غنیہم و فقیرہم و یقتد مون و لا یدفع الی اغنیاء و ہم لبقولہ تعالیٰ ولذی القربی من غیر فضل یلین الغنیہ و الفقیر ترجمہ اور شافعی نے کہا انکا پانچواں حصہ خمس ہے ہر کہ انہیں اسودہ انکے اور محتاج انکے سب برابر ہیں اور بانٹا جاتا ہوا انہیں مرد کو و نساء و عورت اور بو عی ہاشم اور بنی مطلب کے بیچ میں غیر میں موافق دلیل کلام الہی کے کہ فرمایا ہر ذوی القربی اور کچھ

فرق غنی فقیر کا نہیں کیا جس فعل بزرگ کا موافق فعل پیغمبر اور معصوم اور مطابق مذہب مامیہ کے ہر چہ کہ جو مکمل طعن ہو سکتا ہو البتہ شافعی مذہب کے مخالف ہو البتہ عمر و شافعی کے تھے جو انکی پیروی کرنے میں طعن نہیں اور بالجمہ اکثر امت حنفیہ اور امامیہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھی اور رفیق ہونے میں شافعیہ سے نہیں ڈرتے اب ہم یہ کہتے ہیں کہ دونوں روایتیں دینے مذہب کی تو صحیح ہیں مطابقت دونوں میں کس طرح ہو سکتی ہو اسکا جواب یہ کہ دو وجہ سے ہو سکتی ہو ایک یہ کہ بعض اہل بیت کو کہ محتاج تھے دیا بعض کو جو محتاج تھے نہ دیا پس جس کیکو پونچھا اُسے تو کما حصہ ذوی القربی کا دیا اور جسکو نہیں پونچھا اُسے کما نہیں دیا دوسرے یہ کہ دنیا اور دینا بطریق عطا کے دار ہو یعنی جسے کما دیا اُسے اس اہ سے کما کر بطریق مصرف کے دیا اور جسے کما نہیں دیا اُسے اس اہ سے کما کر بطریق ورثہ کے نہیں دیا پس نفی و اثبات دونوں صحیح ہیں اور دلیل اس مطابقت کی وہی روایتیں ہیں جو مفصل مذکور ہیں کہ عمر بن خطاب حصہ ذوی القربی کا خمس سے الگ کر کے اپنے پاس رکھتے تھے اور گھر گھرانہ نام بانٹ دیتے تھے بلکہ اٹھا حضرت عباسؓ و حضرت علیؓ کے حوالے کر دیتے تھے تو فقہروں کو دین اور بے شوہر عورتوں اور بے عورت مردوں کے نخل میں صرف کرین چنگے باغ میں نہیں ہیں غلام چھو کر بی بیوں چنگے گھر نہیں ہیں گھر بنا دین اور مرمت کر دین آپے سواری والوں کو سواری دلو اور دین یہ سب سامان کر دین اور یہی دستور حضرت عمرؓ کی آخر خلافت تک جاری تھا اور جب حضرت عمرؓ کی عمر سے ایک سال باقی رہا اس سال میں بھی بتدریج حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بلا یا تو حصہ ذوی القربی کا خمس سے لے لیں حضرت علیؓ نے کہا کہ اس سال بنی ہاشم سے کوئی محتاج نہ رہا اور فقیر مسلمان بہت جمع ہیں بہتر یہ ہو کہ یہ حصہ بھی مسلمان فقیروں کو دیدیا جائے اس سال میں حصہ ذوی القربی کا بالکل موقوف رہا اگرچہ حضرت عباسؓ نے وہاں سے اٹھ کر حضرت علیؓ کو منسوب بچھا لیا اور کما تھے غلط کیا کہ اپنے ہاتھ سے فقیروں کو نہ دیا اور اپنے قبضے میں نہ کیا بعد اسکے جو خلیفہ ہو گئے انکو دستاویز ہو جائیگی کہ تم نے خود موقوف کیا پس یہ حصہ تمکو نہیں چنگے اب مسئلہ خمس کا مفصل تینوں مذہب کے موافق سننا چاہیے شیعہ کے نزدیک خمس آدھا تو وہ لے لے جو کوئی امام ہو باقی نصف کو یتیموں مسکینوں مسافروں میں بقدر حاجت بانٹ دے اور انکے اعتقاد میں خمس سات چیز میں واجب ہوتا ہے اول مال غنیمت جو حربی کافروں سے ہاتھ آئے جتنا ہو دوسرے جو کان ہو جیسے فیروزہ اور تابنا اور گل آفریں اور مثل اسکے مگر بعد اخراجات ضروری جیسے کھودنا ہو اور صاف کرنا ہی بھر جو کچھ رہا جائے اسکی قیمت میں مشغال شرعی طلا ہو تیسرے جو کچھ دوسرا سے بذریعہ غواصی برآمد ہو جو تھے مال حلال حرام مل میں مل چل گیا ہو



پانچویں روز میں کہ کافر ذمی مسلمان سے خریدے چھٹے دینہ جو زمین سے نکلے سا کوین وہ فائدہ جو تجارت اور کھیتی اور پیشہ اور شغل کے حاصل ہو بس جب وہ فائدہ اس شخص کے کل سال بھر کے خرچوں سے زیادہ ہو اسکا خمس مینا چاہیے اور حنفی لوگوں میں تمام خمس کو تین حصے کرنا چاہیے یتیموں مسکینوں مسافروں کو اول یتیموں فرقوں سے جو بنی ہاشم ہوں انکو دسے پھر جو بچے اور اہل اسلام کو کہ انھیں یتیموں فرقوں سے ہوں انکے نزدیک خمس تین چیز میں ہر اول غنیمت دوسرے وہ کان کہ منطیع ہو یعنی جسے نقش و نگار میں سکن جیسے سونا چاندی تانبارا انگا پارہ اور اسکے مثل قیسرے مال دینہ جو زمین میں ملے اور شافعی کے نزدیک خمس کے پانچ حصے کرے حصہ رسول کا وقت کے خلیفہ کو دینا چاہیے اور ایک حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو اس میں غنی اور فقیر برابر ہیں دونوں کو دینا چاہیے پھر میراث دو حصے مرد کے ایک حصہ عورت کا اور تین حصے یتیموں مسکینوں مسافروں کے انکے نزدیک خمس دو چیز میں واجب ہوتا ہر اول غنیمت دوسرے وہ خزانہ جو زمین میں ملے اے اب عمر کی تقسیم کو ان تینوں مذہب پر قیاس کرنا چاہیے ظاہر ہو مذہب حنفیہ اور اکثر امامیہ سے بہت چسپان ہو کہ حضرت عباس اور حضرت علی کو اکٹھا دیدیتے تھے ہر ایک کو جدا جدا بنی ہاشم سے نہیں دیتے تھے

**طعن سوم** یہ کہ عمر نے دین میں نئی بات پیدا کی جو انہیں مذہبی یعنی نماز تراویح اور جماعت کے ساتھ کہ اس میں خود انکا اقرار بدعت کا ہو اور حدیث متفق علیہ سے روایت ہو من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فهو ساء وکل بدعة ضلالة ترجمہ جو کوئی نئی بات پیدا کرے دین میں ہمارے جو کچھ ہمیں نہیں ہو بس وہ چیز مردود ہو اور جو بات نئی پیدا کی ہوئی ہو گرا ہی ہو اس طعن سے اہل سنت پر الزام نہیں ہو سکتا کس واسطے کہ انکی ساری حدیث کی کتابوں میں بشہرت و تواتر ثابت ہو کہ پیغمبر نے تین رات رمضان کی تراویح جماعت کے ساتھ ادا کی اور نفلوں کی طرح انکو نہ مانا کیا اور ترک بھی اور ہذا ترک کا یہ بیان فرمایا اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یُفَرَّقَ عَنْ عَلَیْکُمْ یعنی میں ڈرتا ہوں تم پر فرض نہ ہو جائے جب بعد وفات پیغمبر کے یہ عذر جاتا رہا عمر نے سنت بنوی کو بھرنہ کیا اور اصولی قاعدہ شیعہ اور سنی دونوں میں مقرر ہو کہ جس حکم میں بموجب نص شارع کے کوئی علت لگی ہو جب وہ علت جاتی رہے تو وہ حکم رافع ہو جاتا ہو یعنی اس علت سے خالی اور یہ جو کہتے ہیں کہ خود انکے اقرا سے بدعت ہو جیسا کہ فرمایا ہو بَعَثَ الْبَیْضَ عَرَضًا یعنی یہ اچھا نیا طریقہ پیدا ہوا یہ اس معنی کو کہ ہمیشگی اس پر جماعت ایک نئی چیز پیدا ہوئی کہ آنحضرت کے وقت میں نہ تھی اور بہت چیزیں ہیں کہ مطلقاً راہیں ہیں اور ایسے اظہار اور اجماع امت کے وقت میں ثابت ہوئیں کہ آنسور کے وقت میں تخمین اور انکو

بدعت نہیں کہتے آویکتے بھی ہیں تو بدعت حسنہ ہوگی تو بدعت سیئہ جس حدیث کی نقل کی خاصاں کے واسطے ہی  
 جسکی شرح میں کچھ اصل ہو کہ خلفاء اور ائمہ اور اجماع امت سے ثابت ہوئی ہو اور کیا کہ سکین کے شیعہ عید غدیر کے حق میں  
 اور تعلیم و روزا وادائے نماز و فکر و روز قتل عمر رضی اللہ عنہ یعنی زین ربیع الاول اور چھوڑیوں کی ترمیم و حلال  
 کردہ دینی اور محرم رکھنے بعض اولاد کو بعض ترکے سے کہ ہرگز ان چیزوں کا آنحضرت کے زمانے میں نشان نہ تھا اور انگو  
 انگے زعم میں یہ نے نیا پیدا کیا ہو اور جب اہل سنت کے نزدیک خلفاء راشدین بھی حکم ائمہ کا رکھتے ہیں موافق  
 حدیث مشہور کے وَمَنْ تَعَشَى مِنْكُمْ بَعْدِي فَقَبِي اِخْتِلَافًا كَثِيرًا فَكَلِمَاتُكُمْ بَيِّنَاتٌ وَسُنَّةُ خُلَفَاءِ الرَّسُولِ  
 مِنْ بَعْدِي عَصَوْنًا اِلَّا تَوَاحِدًا عَلَيْهِمْ تَرَجُمَهُمْ كَوْنِي حَيْثَارِ مِثْلًا تَمَّ مِنْ سَيِّئِهِمْ وَدَكِيكًا بَرَّةً خِلَافًا  
 پس لازم پڑو میرے طریقے اور طریقہ خلفاء راشدین کو بعد میرے اور حکم و مضبوط اس طریقے کو دانستوں کی جڑ سے  
 احداث عمر کو بدستور پیدا کرنے اور ایمہ کی بدعت نہیں جاتے اگر بدعت جانتے تو بدعت حسنہ طعن و ہم شیعہ بنی  
 کتابوں میں روایت کرتے ہیں کہ اِنَّ عُمَرَ كَفَعَنِي فِي الْحُجَّةِ مَا نَدَّ قَضِيَّةً تَرَجُمَهُ مِثْلًا عُمَرَ لَدَا كِي مِرَاثٍ مِثْلًا  
 حکم جاری کیے اور اسی عبارت کو بعینہ نواسب حضرت امیر کے حق میں روایت کرتے ہیں معلوم نہیں کہ اسکا اختراع  
 کون سے فرقے سے ہے جس نے اس عبارت کو پہلے بنایا کہ دوسرے فرقے نے پسند کر کے اپنے کام میں لگالیا ہمارا لگان غالب  
 یہ ہے کہ یہ اختراع ان دونوں فرقوں کے استاد حضرت اہلسنن علیہ اللعنة کا ہے کہ دونوں فرقے انھیں کے شاگرد ہیں  
 اور ایک چشمے سے فیض پائے ہیں لیکن امامیہ کو اس لفظ کی روایت میں اس سبب سے کہ انکی عادت ہے روایت کو بدل دینے  
 ہیں اور ہر چیز میں اختلاف کرتے ہیں اختلاف ہی سمجھتے ہیں روایت کرتے ہیں سمجھتے ہیں اور بعض روایتوں میں ان کے  
 لفظ حد الخمر واقع ہے حال جب یہ روایت اہل سنت نے منی ہی نہیں تو محتاج اسکے جواب دینے کے بھی نہیں ہیں  
 اور اگر اس سبب سے کہ کوئی متنزل سمجھے قصد جواب کا کہ یہ تو اس صورت پر کہ مراد غمر سے ہو کوئی طعن ہو تو ہر نہیں  
 ہوتی اس واسطے کہ حد شراب کی قرآن و حدیث سے کوئی نقد و معین نہ تھی اسوجہ سے اسکے مقرر کرنے میں مختلف  
 باتیں صحابہ کی خاطر ہیں آتی تھیں اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ہر کسی کی بات اپنے ذہن میں تولتے جابجائے تھے یہاں تک  
 کہ حضرت علیؓ اور عبدالرحمن بن عوف کی رائے صواب پر اتفاق ہوا جیسا کہ اوپر گزرا اور لفظ جد کا مجسم ہو  
 تو محض جھوٹ اس واسطے کہ ابو بکر کے زمانے میں دادی کی میراث میں باہم صحابہ کا اختلاف ہوا اور وہ باہم  
 ٹھہرے ابو بکر کا یہ قول کہ دادا کو بچا ہے باپ کے اختیار کرین آدم زید بن ثابت کا یہ قول کہ اسکو بھی میراث میں  
 شریک کر دیں اور بجائیں سے گنیں پھر کو ان دونوں قولوں میں تردد تھا کہ اچھا کون سا ہے لہذا اس مسئلے میں

صحابہ سے بحث اور جھگڑے کرتے تھے بارہا اس واسطے کہ ان کو بکر کے قول کو ترجیح ہو آئی بن کعبہ اور زید بن ثابت اور اور پڑے بڑے صحابہ کے گھر گئے اور دونوں طرف سے بہت دلیلیں ہوئیں اور کسی بروماست اور گفت و شنید مناظرہ میں کچھ عیب نہیں ہو ایک مدعا پر ہزار دلیلیں ہوتی ہیں اور ہر دلیل کا نصیہ جدا ہوتا ہے اسکو محل طعن ماننا نادانی ہو آخر اسکا یہ کہ مذہب زید بن ثابت کا انکو بھی منع ہوا اور زید بن ثابت ان کو اپنے گھر لے گئے اور ایک نہر کھودی اسیں سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکالیں اور ان چھوٹی نہروں سے نہروں کے اور نیچے نکالے اور بانی اُس نہر میں اس طور پر جاری کیا کہ سب شاخوں و شعبوں کو پونچھے پھر ایک نیچے کے شعبے کو آگے سے بند کیا بانی اُس شعبے کا لوٹ گیا اور بیچ کے شعبے میں پہونچا اور نیچے کے دونوں شعبوں میں بھیل گیا اور فقط اوپر کے شعبہ کو نگیا تب اس تمثیل و صورت دکھانے سے ثابت ہوا کہ جو کچھ دادا سے منتقل ہوا بیٹے کو پونچھا اور بیٹے سے سوار بیٹوں کو اُسکے فقط دادا کو نہیں پہونچتا ہے بلکہ قرابت و اولی کی اپنے حال پر ہو اور قرابت بھائیوں کی اپنے حال پر ایک دوسرے کو باطل نہیں کہتے اور یہ تمثیل عمر کے دل میں جم گئی اور مذہب زید کا ٹھہر گیا طعن یا زوہم یہ کہ لوگوں کو عورتوں سے منع کرنے کو منع کیا اور متعہ حج کا بھی ناجائز کیا اور یہ کہ دونوں متعہ آپ کے وقت میں جاری تھے بس حکم خدا کا منسوخ کیا اور مَسَا أَحَلَّ اللَّهُ مَعْنَى جَوَکْچہ اشد نے حلال کیا اسکو حرام ٹھہرایا اور یہ بات خود ان کے اقرار سے اہل سنت کی کتابوں میں ثابت ہو جس جگہ کہ ان سے دونوں روایتیں کی ہیں جو کہتے تھے مُتَّعَتَانِ کَانَتَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَذْهَبُ عَنْهُمَا ترجمہ و متعہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور میں ان دونوں سے منع کرتا ہوں جواب اس طعن کا یہ کہ اہل سنت کے نزدیک سب کتابوں میں زیادہ صحیح مسلم ہو اور اس صحیح میں بروایت سلمہ بن اکوع اور سہرہ بن عبد بنی اور دوسری صحاح میں بروایت ابو ہریرہ کے بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعہ کو حرام فرمایا بعد اُسکے جو عمر بن کی اجازت دیدی تھی اور اُس تحریم کو مؤید کیا بآلِی یَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنی قیامت تک حرام ہو اور یہ اجازت تین دن کی اور اس کی لڑائی میں تھی اور بروایت حضرت امیر کے حرام ٹھہرا نامتعہ کا انسرو سے اسقدر شہرت اور تواتر کو پہونچا کہ حضرت امام حسن کے تمام اولاد اور محمد بن حنفیہ کی اولاد نے روایتیں کی ہیں اور موطا اور تجاری اور مسلم اور مشہور کتابوں میں بطریق متعدد یہ روایتیں ثابت ہوئی ہیں کہ ان روایتوں میں بعضے شیعوں نے پیدا کیا ہے کہ یہ خبیث کی لڑائی میں حرام ٹھہرایا تھا اور اس کی لڑائی میں

پھر حلال ہو گیا جواب اسکا یہ کہ یہ سب غلط فہمی انکی اپنی ہی بد روئے روایت حضرت علی کی موجود اصل میں  
 خیبر کی لڑائی کو تاریخ متحریم محرم کا خلیفہ تینے گوشت خرابی کا حرام ہو فرمایا جو نہ تاریخ حرام  
 ٹھہرانے متعہ کی لیکن عبارت ایسی ہو جس سے وہم و گمان کا ہوتا ہو بعض محققوں نے نقل کی ہو نہی عن  
 متعہ النساء یوم خیبر یعنی منع کیا عورتوں کے متعہ سے خیبر کے دن اور اگر حضرت مرتضیٰ نے اس روایت  
 میں حرام ٹھہرانا متعہ کا تاریخ خیبر پر موقوف کر کے روایت فرمائی ہو تو ابن عباسؓ پر رد کرنا اور الزام دینا  
 اسکی کیا صورت حال آگے جو وقت میں کہ یہ رد و الزام تھا اسی وقت میں یہ روایت فرمائی اور ابن عباسؓ کو  
 متعہ جائز کرنے پر سخت جھڑک کے کہا انت ساجل تانہ تعینی تو ایک مرد دیوانہ ہو جس کو کوئی خیبر کی لڑائی کو  
 تاریخ حرام ٹھہرانے متعہ کی کہ گویا جھوٹا دعویٰ ہو کہ حضرت علیؓ کے استدلال میں کرتا ہو اور اسکی تاوانی و حق  
 پر یہی دعویٰ دلیل ہو کافی اور ایک گروہ محدث اہل سنت نے روایت کی ہو عبد اللہ اور حسینؓ پر ان محمود بن حنفیہ  
 سے اور انھوں نے اپنے باپ اور انھوں نے امیر المؤمنین علیؓ سے اِنَّهُ قَالَ اَمَّا فِي مَسْئَلِ اللَّهِ تَعَالَى  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُتَادِيَ بِتَحْرِيمِ الْمُتَعَةِ تَرَجُمَةً بِشَيْءٍ حَلَمَ كَمَا مَجْهُورُ سَوَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْسَلِ مَا كَرِهَ  
 ہونے متعہ کی منادی کر دے اس معلوم ہو کہ حرام ہونا متعہ کا ایک باریاد و بارز مانہ میں آنسوؤں کے بھی ٹھہر چکا  
 ہو جسکو یہ نہیں پونہی اُس سے باز رہا اور جسکو نہ پونہی باز نہ رہا جب حضرت عمرؓ کے وقت میں یہ فعل بہت ساجھلا  
 اسکا حرام ہونا اور مشہور کرنا اور ڈرنا و حکمانا اسکے کرنے والے کو بیان کیا تو حرمت اسکی خاص و عام کے  
 نزدیک ثابت ہوئی اور عمرؓ کے کلام سے صرف متعہ کا ہونا آنحضرتؐ کے وقت میں ثابت ہوتا ہو گا اس سے یہ لازم نہیں  
 آتا کہ جس صفت سے وہ حلال ٹھہرے تو باقی رہنا اس حکم کا لازم آئے اور یہ بات خوب ظاہر ہو اور اسکو بھی جلنے و  
 پھلنے سے روایتوں اور حدیثوں اہل سنت کو قرآن کی آیتیں جس سے متعہ حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں اسی وجہ سے  
 کہ تاویلین شیعہ کی اون آیتوں میں حد تحریف کو پہنچتی ہیں جیسا کہ گذرا اور کیونچہ عورت متعہ کو زوجہ میں داخل کر سکیں  
 حال انکہ جو احکام زوجہ کے ہیں اوہیں سب تنفی ہیں جیسے عدت اور طلاق اور اطلاق یعنی عورت کے پاس جائیکے  
 قسم کمالینا اور ظہار یعنی عورت کو یا باہن ٹھہرانا اور آحصان حاصل ہونا کیسے مباشرت سے اور مکان  
 لعان اور آرٹ خود شیعہ کے نزدیک بھی وَاِذَا اثْبَتَ الشَّيْءُ ثَبَتَ يَكُونُ جِدِّ تَرَجُمَةً جب ثابت ہوئی ایک چیز تو  
 ثابت ہوئی مع اپنے لوازم کے قاعدہ ظاہری وَقَدْ رَوَى أَبُو نُصَيْرٍ فِي التَّحْقِيقِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّادِقِ  
 اِنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتَعَةِ حَيٍّ مِنْ كَلَامِ نَبِيِّهِ قَالَ لَا وَلَا مِنْ اَسْبَعَيْنِ ہر آئینہ روایت کی ابو نصیر نے صحیح میں

امام جعفر صادقؑ سے کہ پوچھا اوں سے متعہ کے معاملے میں کیا وہ چار میں داخل ہے کہ انہیں اور داخل ستر میں  
اور یہ روایت دلیل صریح ہے کہ عورت متعہ زوجہ نہیں ہے نہین تو چار میں مجسوب ہوتی اور قرآن مجید میں جان  
عورتوں سے فائدہ اٹھانا حلال ٹھہرایا ہوا ہے اسکے ساتھ قیاحصان کی ہر یعنی عفت والی اور غیر طلع  
کی ہوئی اور اسفاح سے منع کیا ہے یعنی شہوت راندن تو لہ تعالیٰ وَاِجْلُ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ فَانْتَبِهُوا  
يَا مَوَالِئَ الْمُحْصَنَاتِ فَيُرْجَعْنَ تَرْجِمَةً اَوْ رَحْلًا ہر تگ و کچھ ہوا اسکے ہر اس صورت پر کہ اپنے مال کے بدلے  
اپنے قید میں لاؤ نہ شہوت رائتو وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ تَرْجِمَةً اَوْ رَحْلًا عفت والی عورتیں مومنات  
سے وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ اَوْ تَوَالِئَهُنَّ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا اَنْتَمُوهُنَّ اُجُورًا هُنَّ بِالْكَفَرِ وَفِي مُحْصَنَاتٍ  
غَيْرِ مَسَاكِينَ تَرْجِمَةً اَوْ رَحْلًا والیان اور غیر سے جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور جب دید و ہر و نکاحا قید  
میں لے ہو نہ شہوت نکالنے کو اور عورت متعہ والیں ظاہر احصان حاصل نہیں ہے اسبواسطے شیعہ بھی اسکو  
سبب احصان نہیں جانتے اور حد سنساری کی متمتع غیر منکوحہ پر جاری نہیں کرتے ہیں اور مسافح ہونا متمتع کا ظاہر کہ  
اس سے اب مٹی کا بھانا اور برتن مٹی کا خالی کرنا غرض ہوتا ہے نہ خانہ داری اور بچے لینا اور حمایت ناموس اور سوا  
اسکے اور شیعہ کو متعہ حلال ہونے کے لیے بغیر آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاُولَٰئِكَ اُجُورُهُنَّ قَرَبُضَةً  
کوئی دستاویز نہیں ہے کہ اہل سنت کے مقابلے میں بول سکیں اور سابق معلوم ہوا کہ یہ آیت ہرگز متعہ حلال ہونے پر دلالت  
نہیں کرتی اور مرد امتنع سے فائدہ پاتا ہے یعنی صحبت اور دخول بدلیل کہ فاکہ واسطے تعقیب کے ہے اور شلخ  
بھکانا ایک کلام کا دوسرے کلام پر جو سابق چیز میں بھلج و تہرہ اور یہ جو کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ  
بن سعود اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہیں فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسْتَقَرٍّ تَرْجِمَةً ہر کہ پڑھو تم متمتع  
اُن عورتوں سے وقت معین تک اور یہ لفظ صریح ہے اس بات میں کہ مراد متعہ سے ہے ہم تمہیں اس لفظ کو جو لاتے  
ہیں بالا جماع قرآن میں نہیں ہے اور قرآن کو تو اتر باجل شیعہ اور حدیثی شرط ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی نہیں ہے  
بھر کس چیز کو دستاویز بنائینگے حدیہ کہ کوئی روایت شاذ و منسوخ شدہ ہوگی اور ایسی روایت کو قرآن کے  
مقابلے میں جو محکم اور متواتر ہو لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہے چھوڑنے کے اس روایت شاذ پر کما بتک کسی  
سند صحیح سے ثابت نہیں ہوئی تنسک کرنا کس بات پر قیاس کیا جائیگا اور سی شیعہ دونوں میں قاعدہ اصولی  
یہ ہے جب دو دلیلین قوت و یقین میں برابر یا ہم جگہ اگر بن حلال و حرام میں حرمت کو مقدم کرنا چاہیے  
ہیجان جو دلیل ہے وہ محض جھوٹ اب تک کسی نے یہ قوت ہی نہیں سنی اور تمام عرب و عجم میں قرآن میں نہ کسی

قرآن میں دیکھی سطح بنائی ہوئی کو ہم مقدم کرینگے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ابن عباس سے تعویذ کرتے تھے ہم کہیں  
افسوس پیروی ابن عباس کی سب مسائل میں اختیار کرتے اور لازم پکڑتے تو راہ پر ہو جاتے قصہ ابن عباس کا  
ایسا ہی کہ خود اسکی تصریح کر کے کہتے ہیں کہ اول اسلام میں مطلقاً مباح تھا اب مضطر یعنی نہایت ضرور والیکہ  
مباح ہو جیسے خون اور خوک اور مردار اسناد النجاء فی مرن طریقی الخطائی الی سعید ابن جبیر قال  
قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ لَقَدْ سَأَلْتُ بِفَتْيَاكَ الرُّكْبَاتِ وَقَالُوا فِيهَا شَعْرًا قَالَ وَمَا قَالُوا مَشْعُرًا  
فَقُلْتُ الشَّيْخُ لَمَّا قَالَ مَجْلِسُهُ يَا شَيْخُ هَلْ لَكَ فِي فِتْيَا ابْنِ عَبَّاسٍ فِي عَيْدٍ وَخَصَّةٍ لَا طَرَفَ فِيهَا بَسْمَةٌ  
تَكُونُ مَتَوَالٍ حَتَّى مَصَدُّ النَّاسِ كَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا لِهَذَا أَفْتَيْتَ ثَمَامِي كَأَمَلِيَّةٍ وَاللَّهِ وَحَمْدُ اللَّهِ  
ترجمہ کہا کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ ہم روانہ ہوئے ساتھ عورتوں سوار کے اور انھوں نے اس مضمون میں  
شعر کی کہا کیا کہی انھوں نے پھر میں نے کہا اس بڑھے کو پر گاہ کہ اُسکے بیٹھنے میں درازے ہوئی اے شیخ  
آیا تجھ کو رغبت فتویٰ کی ہو واسطے ابن عباس کے عورت نازک اندام ملائم ہاتھ پاؤں والی میں کہ انس  
پکڑنے والی ہوگی تیرے گھر میں جب تک کہ لوگ ٹوٹیں سو کہا ابن عباس نے سبحان شہینج یہ فتویٰ نہیں دیا ہو  
وہ متعہ میرے نزدیک سوا کھانے مردار اور خون اور گوشت و خوک کے نہیں ہو ورسا والترمذی عن ابن  
عباس قال إِنَّمَا كَانَتْ الْمَتْعَةُ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقُومُ بِالْبَلَدِ وَلَيْسَ لَهُ بِهَا  
مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدَرِ مَا يَرَى أَنْ يَقِيَمَ بِهَا فَتَحْقِظَ لَهُ مَتَاعَهُ وَتَعْلَمَ لَهُ شَيْئُهُ  
حَتَّى إِذَا أَنْزَلَتْ الْإِمْرَأَةُ عَلَى أَمْرٍ وَاجِهَهُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ تَرَجُمُهُ رَوَايَتُ كِي تَرْمِذِي  
ابن عباس سے کہا بیشک متعہ شروع اسلام میں تھا اور غایہ کہ کوئی آدمی کسی شہر میں ٹھہرتا تھا کہ اسکا وہاں  
کوئی جان بچان نہیں ہوتا تھا بس نکلی کرتا تھا کسی عورت سے اتنے دن کہ جتنے دن وہاں ٹھہرنا تجویز  
کرتا تھا بس محافظت کرتی تھی وہ عورت اُسکے اسباب کی اور طیار کرتی تھی اُسکے واسطے اسکی چیزیں تاک  
کہ یہ آیت نازل ہوئی لَا عَلَى أَمْرٍ وَاجِهَهُمْ اَلَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ فَسَّخٍ سِوَا هُمَا حَوَامٌ تَرَجُمُهُ  
سوا ان دو کے ہر عورت حرام ہے یہ حال تو متعہ النساء کا ہے لیکن متعہ الحج کہ معنی متع یعنی فائدہ مند ہونے  
کے ہی یعنی عمرہ کرنا حج کے ساتھ ایک سفر میں حج کے مہینوں میں بغیر اسکے کہ گھر کو لوٹے پس عمرہ ہرگز اسکو  
منع نہیں کیا اس متعہ کی نسبت حرام ٹھہرا نہ کیلئے ائمہ ائمہ اصحیح جو بلکہ حج اور عمرہ دونوں کے افراد کو ادنیٰ  
جانتے تھے دونوں ایک حرام میں اکٹھا کرنا کہ قرآن ہی یا ایک سفر میں کہ متعہ ہو اور تاک مذہب شافعی اور

سکھان ثوری آمد اسحاق بن راہویہ اور قیسون کا یہی ہو کہ ایک ایک کرنا افضل ہو متنع اور قرآن سے  
اور دلیل اس فضیلت کی قرآن سے صریح ظاہر ہو تو لہٰذا **وَأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ وَالْعَصْرَةَ** تمام  
کر و تم حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور تمام کے معنی تفسیر میں یوں مروی ہیں کہ **إِنَّمَا كُنْتُمْ أَنْ تَعْتَمِدَ**  
**بِهِمْ كَأَنَّكُمْ دُونَ تَوْبَةِ أَهْلِكَ** ترجمہ کمال ان دونوں کا یہ ہو کہ احرام کرے پہلے کنبے کے محلے سے متنع  
حج کے واسطے اور بعد اس آیت کے فرمایا **فَمَنْ تَعَتَّمَ بِالْعَصْرِ إِلَى النَّجْوَى** ترجمہ جس جو کوئی فائدہ اٹھائے  
ساتھ عمرے کے حج سے ملے کہ آمد متنع پر ہی واجب کیا ہو نہ مفرد پر پس ہر حج معلوم ہوا کہ متنع میں یہ نقصان بھی  
ہو کہ امین ہی دینا ہوتا ہی کسی واسطے قطعاً معلوم ہو کہ موافق شریعت کے حج میں ہی واجب نہیں ہوتا ہو مگر  
قصور کے سبب سے اور اسکے ساتھ متنع اور قرآن بھی جائز ہو اور حضرت نے جو افراد کو متنع اور قرآن پر اختیار  
فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہو صریح دلیل فضیلت افراد کی ہو اس سبب سے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع میں افراد  
حج کی فرمائی اور عمرۃ القضاء اور عمرہ جبرائہ افراد عمرہ کی اور باوجود فرصت عمرہ جبرائہ میں حج نہ ادا کیا  
مدینہ منورہ کو لوٹ آئے اور عقل کی راہ سے بھی فضیلت افراد ہر ایک کی حج و عمرہ سے معلوم ہوتی ہو کہ ہر ایک  
کے واسطے احرام اور ہر ایک کے ادا کے واسطے سفر جدا جدا ہو گا ظاہر و احسانات حاصل ہو گا جیسے کہ  
استحباب وضو ہر نماز کے واسطے یا مسجد میں ہر نماز کو مانا بیان کیا ہو اور عمرے جسکو منع کیا وہ یہ نہیں ہی  
متنع الحج کے دوسرے معنی ہیں یعنی حج کو کرنا عمرہ کے ساتھ اور احرام حج سے ٹکلتا عمرہ کے افعال کے ساتھ  
بے عذر اسی پر اجماع است کا ہو کہ متنع الحج بلا عذر حرام ہو اور جائز نہیں ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے یہ نسخ اپنے اصحاب سے مصلحتاً کرایا تھا اور وہ مصلحت دفع رسم جاہلیت کی تھی کہ عمرہ کوچ کے مہینوں  
میں انہر فجر جانتے تھے اور کہتے تھے **إِذَا أَحْفَا لَأَتَوْا بَرَاءَ الدَّيْمِ وَأَسْلَخُوا الصُّفْرَ حَلَّتِ الْعَصْرَةُ**  
**لِمَنْ اعْتَمَرَ** ترجمہ جب مٹ جائیں نقش قدم اور اچھی ہو جائے پشت زخمی سواری کی اور تمام  
ہو جائے ماہ محرم حلال ہوتا ہو عمرہ اس شخص کی کہ عمرہ کرے لیکن یہ نسخ اسی زمانے سے مخصوص ہو اور ان کو  
جائز نہیں ہو کہ نسخ کرین بغیر عذر کے اور یہ شخصیں بروایت ابو ذر اور اصحاب کے ثابت ہو آخر حج مقسم  
عن ابی نذرانہ قال کانت متعۃ النجی لا تضایب محمد خاتمة ترجمہ روایت کی مسلم نے  
ابو ذر سے بیشک سنے کہ کہ متنع حج میں خاص واسطے اصحاب محمد کے ہو **وَأَخْرَجَ النَّسَائِي عَنْ حَادِثِ**  
**الْحِجَلِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَتَعْتَمِدُ النَّجْوَى لَنَا خَاتَمَةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٍ فَقَالَ بَلْ لَنَا خَاتَمَةً**



ترجمہ روایت کی نسائی نے عمار بن بلال سے کہا اُس نے کہا میں نے یا رسول اللہ نسخ حج کا خاص ہمارے واسطے ہی یا سب لوگوں کے واسطے عام تو فرمایا بلکہ ہمارے واسطے ہی خاص قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا يَرِدُنِي اخْتَلَفَ فِي الْمُتَعَةِ الَّتِي نَهَى عَنْهَا عُمَرُ فِي الْحَجِّ فَقِيلَ فَسَمِعُوا الْحَجَّ إِلَى الْعُمْرَةِ ترجمہ کہا تو وہی نے شیعہ مسلم میں کہا مازری نے اختلاف کیا ہی متعہ سے منع کیا ہی اُس سے عمر نے حج میں سو بعضوں نے کہا ہی کہ مروج کا توڑنا ہی عمر کے واسطے وَقَالَ الْقَاضِي عِيَّاضٌ ظَاهِرُ حَدِيثِ جَابِرٍ وَعُمَرَانِ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي مُوسَى إِنَّ الْمُتَعَةَ الَّتِي اخْتَلَفُوا فِيهَا إِنَّمَا هِيَ سَمْعُ الْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ قَالَ وَلِهَذَا كَانَ عُمَرُ يَصْرِفُ النَّاسَ عَنْهَا وَلَا يَصْرِفُهُمْ عَلَى مُجَرِّدِ التَّمَتُّعِ أَيْ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ترجمہ قاضی عیاض نے کہا ہی ظاہر حدیث جابر اور عمران بن حصین اور ابی موسیٰ کی بیشک متعہ کہ جس میں اختلاف رکھتے تھے صحابہ مروج توڑنے سے ہی عمر کے واسطے اور کہا قاضی عیاض نے یہی سبب تھا کہ عمر لوگوں کو باندھتے تھے اس واسطے اور نہیں مارتے تھے اُن کو صرف تمتع کرنے پر نہی عمرہ ادا کرنا حج کے مہینوں میں اور یہ جو عمر سے نقل کی ہوا اِنَّهُ قَالَ وَ اَنَا نَهَيْتُهُمْ عَنْهَا اُسکے مسمیٰ ہی ہیں کہ بیشک تم نے کہا کہ میرا منع کرنا تمہارے دونوں میں زیادہ تاثیر رکھتا ہوا سیلے کہ میں وقت کا خلیفہ ہوں دین کے کاموں میں میری سختی تم کو معلوم ہوا ایسا نہ کہ ان دونوں کاموں کو سہل جانو اور حقیقت میں نہی ان دونوں کی قرآن میں نازل ہو اور خود بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو لستم فَمَنْ اتَّبَعَهُ وَ سَأَلَ ذُلًّا فَاتَّكَ وَ لَبِثَ هُمْ الْعَادُونَ ترجمہ پھر جو کوئی ڈھونڈے سوا اسکے تو وہ لوگ حد سے بچنے والے ہیں وَقَوْلُهُ تَالِي فَاسْتَوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اور کامل کرو حج کو لیکن فاسق اور عوام الناس خدا کے منع کیے ہوئے کو اور حدیث کو کب خیال میں لاتے ہیں بیان پادشاہی حکم چاہیے اِنَّ السُّلْطَانَ يَرْجِعُ الْكُفْرَ وَمَا يَرْجِعُ الْقُرْآنُ ترجمہ کہ حاکم کا بندوبست قرآن کے بندوبست سے زیادہ ہی پس صاف نہی اپنی طرف اسی نکلتے کے واسطے ہی مطاعن عثمان رضی اللہ عنہ کہ یہ وَشَّ مِنْ طَعْنٍ وَلَیْكَ حَاكِمٌ اور امیر مسلمانوں کا اُن لوگوں کو کیا جیسے ظلم و خیانت ظہور میں آیا اور بُرے کاموں کے مرکب ہوئے جیسے ولید بن عقبہ کہ شراب پی اورستی کی حالت میں پیش نماز بنا اور صبح کی چار رکعت پڑھیں پھر کہا اِنِّیْذُکُمْ لَعْنَتِیْ پین نے تمہارے لیے جڑھائیں اور چاروں صوبہ شام کے معاویہ کو یہ یاد اور اسی قوت دی کہ زمان غلام

حضرت امیر مومنین جو کچھ اس سے مل کر اپنا پوشیدہ نہیں چاہتے تھے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مکر کا حکم کیا اٹھنے وہاں کے  
لوگوں نے سخت غم کیا کہ مجبور ہو کر مدینہ کو آئے اور پلوہ کیا امر وہاں کو اپنا وزیر دشمنی کیا کہ محمد بن ابی بکر کے حق میں میں کچھ غامضی  
اٹھاتا ہوں یعنی تو تم کو قتل کروں گا اور اگر جب طلحہ ان عاملوں کی ہوتی تو سکوت کیا جلدی موقوف نہیں کرتے  
تھے یہاں تک کہ لوگوں کو عثمان سے سخت نفرت ہو گئی ایسے عاملوں سے تنگ ہو گئے تھے چہرہ جو موقوف کیا اوس سے کچھ  
فائدہ نہوا اور بہت فساد و قتل کی بھی پھر تیار کر کے لہذا جو کوئی ایسا بد مذہب ہو کچھ رکاوٹ دے اور عامل کفار  
سے تیز کرے اور مردم شناس نہو قابل مامت کے نہیں ہوتا جواب اس طعن کا یہ کہ امام کو چاہیے جسکو حکم  
کے لائق سمجھو وہ کام ادا کرے پھر کرے اور غریب کا عالم سولے خیمہ کمال سنت کیا اور کسی گمراہ میں بھی مسلمانوں سے  
خسروا مامت ہرگز نہیں ہر عثمان نے جسکو کارآمد جانا اور جس پر گمان نیک تھا اور امانت دار و نصف طہرانہا مطیع و  
تابع سمجھا یا است و حکومت اوسکو دی تاہم سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ قریہ ہے کہ واقعہ میں عثمان کے عامل محبت اور  
تا بعد دی اور فوج کشی اور دور دور کے شہر فتح کئے اور لڑائی و جستی اور چالاک کی ہنر کیا ہے زمانہ تھے کوئی مسلمان  
و آرام طلب تھا یہی قیاس کرنا چاہیے کہ غرب کی طرف سے قریب نہ لے کر سلام کی پہنچائی تھی اور شرق کی  
طرف سے کا بل و آج بیک پھر مردم میں گوسا دشمن کے تری میں ردیوں سے لڑنے کا غالب ہوئے اور عراق عرب  
و عجم و آسان کو کہہ میں خلیفہ مردم کی وقت میں لڑائی فساد اٹھائے رہتے تھے ایسا جہاں اوصاف کیا اور جہاں ہمسکا  
کہ سر نہیں اٹھا سکتے تھے اور نشان فتنے کا انکے دل میں بچ پڑا اگر ایسے لوگوں سے بعض ظلم و عنین ظلم گمان کیا  
تھا ہوا عثمان کی کیا نصیحتیں بھی سپر سکوت کیا ہاں مگر اتنا ہی کہ جو کوئی کسی کی بڑائی کرتا تھا اسکی تہمت ثبوت  
و تحقیق بھی ہو جائے اس نظر سے کہ عاملوں اور کام والوں کے دشمن بہت ہوتے ہیں اور زبان خلق خصوصاً عوامی  
انکے حق میں رکتی نہیں ہے مرد جلتی ہو اوکلی موقوفی میں جلدی کرنے سے ملک سلطنت میں خرابی پڑتی ہے اور ملکی  
خیانت اور بغاوتی ثابت ہوتی جیسے ولید اسکو موقوف کیا اور معاویہ سے عثمان کے وقت میں کچھ یعنی فساد نہوا  
بلکہ روم سے رطسے اور بڑی ہنود کی فتحیں کہیں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نے عثمان کے بعد کنارہ اختیار کیا  
اور ہرگز جھگڑوں و لڑائیوں میں دخل نہ دیا اب ان موقعوں سے خوبی حال اور اچھی مکتوی مال کا کچھ لگانا  
چاہیے اور جو شکایتیں اچھی مدیہ کو پہنچیں اور پوچھنا نہیں ہے سب تو طے عبد اللہ بن سعد اور اٹھنے بھائی بھائی  
کے تھے اور محمد بن ابی بکر حب عبد اللہ بن سعد سے بھڑے انکی البتہ اٹھنے ذلت و ابانت کی بالماصل عثمان سے  
ہر کچھ واجب تھا عثمان نے ادا کیا جو تقدیر الہی موافق تہ جہر کے تھی فتنہ فساد بند نہو کا اور اٹھنا حاصل

حالِ اُمیرِ کبیر کو یاد قدم قدم کہ ہر چند حضرت اُمیر بھی عمرہ تہ پر میں اور مشغولے پورے پورے ریاست و ملک  
کے انظمام میں کل میں لائے جو تقدیر بد و گارتھی کرسی نشین بنوئے ایسا ہی اٹکے اور حضرت اُمیر کے عاملوں کا  
حال یکساں ہو بلکہ اتنا ہی کہ عامل عثمان کے تسلیم و فرمانرواری اور محبت و وفاسے تیر کرتے تھے اور حمد و کام  
سزا کام جیتے تھے اور غنیمتیں اور خمس برابر دار الخلافت کو پہنچاتے تھے کہ تمام مسلمان اُس بل سے اسودہ ہو کر  
حد بھر ناز و نعمت و خوش حالی سے بسر کرتے تھے کہ آخر وہی بہت سادیش و تنعم باعث بنی و فساد کا ہوا اور  
حامل حضرت امیر کے ہرگز مطیع و تابع اُنکے تھے کام بگاڑتے تھے ہر طرف شکست کھاتے تھے اور ذلیل ہو کر  
باوصف خیانت اور ظلم و ذون جہان کی روسیاہی لیکر بھاگتے تھے اور انکی قرابت والوں اور چچا زادوں کا  
بھی یہی حال تھا پھر اوروں کا کیا ٹھکانا اگر اس بات کا یقین ہو کہ کتاب پنج البلاغت کہ شیعہ کے نزدیک  
اصح کتابوں سے ہو نامہ حضرت اُمیر کا کہ اپنے چچا زاد بھائی کو لکھا یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ عبارت ثلثہ کہ مت ثلثہ  
ہی یہ ہو اور یہ نامہ نہایت مشہور ناموں حضرت اُمیر سے ہو کہ اکثر کتاب مامیہ میں موجود اُمّا بعد فاکتے  
اُس ثلثہ فی اُمّا نئی وَ بَعْلُکَ سَعَارِی وَ بَطَانِیْ وَلَوْ لَکِنِّیْ اَهْلِیْ رَجُلٌ اَوْ ثَقِیْ صَدِّقٌ  
فی نفسی لَمَّا سَاکِنِیْ وَ مَوَازِنِیْ فَاَدَاوِیْ لَا مَانِدَا فِی تَرَجْمَہُ مَن لَیْ تَجْکُو شَرِکَیَا اِنِّیْ لَمَانِت  
میں کہ کیا تجکو اپنا لباس اور اسٹر اپنے لباس کا اور تجسا معتمد میرے کنبہ میں تھا میرے دل سے میری  
غمواری کو اور رفاقت کو اور امانت گذاری کو اس عبارت میں قائل کرنا چاہیے اور حضرت اُمیر کے حسن ظن  
کا مرتبہ اُس و سیاہ کے حق میں سمجھنا چاہیے فَلَمَّا رَاَ اَیْتِیْ اَلْزَمَانَ عَلٰی اِبْنِ عِمْرَانَ قَدْ کَلَبَ وَ اَلْعَدُوَّ  
قَدْ حَرَبَ وَ اَمَانَةُ النَّاسِ قَدْ خَوِبَتْ وَ هَذِهِ الْاُمَمَةُ قَدْ فُتِکَتْ وَ شَفَعَتْ وَ قَلْبُکَ لَیْ اِنِّیْ  
عِمْرَانَ ظَهَرَ لِحِیْنٍ فَفَاسَ قَتْرَہُ مِنَ الْمَقَارِیْفِیْنِ وَ هَذِلْنِیْ مِنَ الْخَاذِلِیْنِ وَ خَسَنَتْ مَعَ الْخَاثِلِیْنِ  
فَلَا اِبْنَ عِمْرَانَ وَ اَسِیْتَ وَ لَا اَلَا مَانَةُ اَدْنِیْتَ وَ کَانَ لَمَنْ تَکُنِیْ اَللّٰهُ تَرَبُّدٌ بِجِہَادِہُ وَ کَانَ  
لَمَنْ تَکُنِیْ اَللّٰهُ عَلٰی بَیْئَتِہُ مِنْ دَبِّکَ وَ کَانَ لَمَنْ تَکُنِیْ هَذِ الْاُمَمَةُ عَنْ دُنْیَاہُمْ وَ تَنْهَوٰی عَنْ  
عَمَلِہُمْ مِنْ فِیْہُمْ فَلَمَّا اَمْلَکْتَ الشَّدَّةَ فِیْ حَیَاۃِ الْاُمَمَةِ اَسْرَعْتَ الْکُرُوۃَ وَ حَاحَلَتْ  
اَلْوَبَّةَ وَ اَخْتَلَفَتْ مَا قَدَّرْتَ عَلَیْہِ مِنْ اَمْوَالِہُمْ اَلْعُتُوۃَ لَا دَا وَ لِہُمْ وَ اَنْتَا مِہُمْ  
اِحْطَاتِ الَّذِیْ لَا نَزَلَ وَ اَمِیَّتَا لَمَغْرَبِی الْکِیۡتُوۃَ فَحَمَلَتْہَا اِلَی الْجَاۡنِزِ وَ رَجَبِہُ لَمَسْدَا  
مَحْمِلُہُ فَمَا کَانَ مِنْ اَحَدٍ مَّا کَانَ لَا اَلَا لَکَ اَخْرَجْتَ اِلَی اَمْلَاکَ وَ تَرَاکَ مِنْ

[illegible]

معلوم کرنا چاہیے کہ اتنی خیانت عثمان کے مالوں سے کیسی منقول بنوئی خصوصاً مالِ خورسے اور خلیفہ سے بھاگنا اور نیز حضرت امیر کے مالوں سے مندرجین بارود و عہدی تھا کہ وہ بھی غوطہ خانان اور چڑھا تھا بعد طور اسکی خیانت کے حضرت امیر نے ایک مہر دیا کہ اسکو لکھا تھا اور وہ پند نامہ مشہور کتابوں حضرت امیر سے ہو اور سچ ابلاغت اور اور کتاب امیر میں مذکور و مسطور عبارت ارشاد اشارت اسکی یہ ہوا اب بعد فصلاً اَیْکَ عَنِّي مَنَّاكَ وَظَنَنْتُ اَنَّكَ تَبِعَ هَذِهِ وَتَسْلُكُ سَبِيلَهُ فَاِذَا اَنْتَ فِيمَا جِئْتِ اِنِّي عَنْكَ لَا تَتَجَرَّعُ لِهَوَاكَ اِنْقِيَادٌ اَوْ لَا تَبْقَى لَخُرُوتِكَ حَيَاةٌ اَلْاَنْصَرُ دُنْيَاكَ بِخُرَابٍ اٰخِرَتِكَ وَتَقُولُ عَفِيْرَتِكَ لَقَطِيعَتِهِ دُنْيَا عَلِيٍّ اٰخِرِ الْاَلْبَابِ لَمْ كَرَّمْ تَرَوْهُ جَمْعاً تَبْرَسَ بَابُكَ صَلَاحِيَّتِ لَمْ يَكُوْنِ دُوْنَا يَمِيْنُ لَمْ يَكُنْ لِمَا نِيْلَ كَمَا اُوْرَ حَلِيْلُكَ اُسْكَ رَاہِ پَر نَاگَا و تَلْکُو دِکْھَا کہ تو اُسی مین ہو جسکی مجھ کو خبر ہو پوچھتی ہو کہ تو نہیں چھوڑتا اپنے نفس کی خواہش اطاعت کرنے میں اور نہیں کھتا اپنی آخرت کا کچھ سرفہام آیا دنیا کو انہی عقبن ویران کر کے آباد کرتا ہو اور سلوک کرتا ہو اقربا سے بدسلوکی جو آخر قرعہ شریف تک حاصل اہل سنت کے نزدیک حضرت امیر اور حضرت عثمان میں اس معاملے میں کچھ فرق نہیں ہو اسواسطے جو کچھ لنگے دے تھا و وزن لے ادا کیا اور اپنی نیک گمانی سے مالوں کو عمل دیا اور غیبی علم خدا کو ہر پیغمبر بھی ظاہر بنے سنبھلے دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں باطن کی خرابی سے واقع نہیں ہوتے جب تک کہ وحی اور واقعات اُسی نہ اسکو کھول دے قولہ تَالٰی وَیُخَيِّرُ اللّٰهُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تَرْجِمُهُ اَوْ جَبَلًا خَاصًّا لِّکُلِّ اَللّٰہِ تَعَالٰی اَیْمَانُ کُو و قولہ تَالٰی مَا کَانَ اللّٰہُ لِيُذْکِرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِمْ حَتّٰی یَسْمِیْرَ الْجَنِيْتِ مِنَ الْغَيْبِ تَرْجِمہ کبھی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ چھوڑ دے ایمان لانے والوں کو جیسے کہ وہ ہیں جب تک کہ چھانت نہ لے ناپاک کو پاک سے اور امام کو ضرور نہیں کہ علم غیب کھتا ہو کہ اپنی نیک گمانی میں خطا کرے اور ہر سیکو جان لے کہ یہ اس ہو گا لیکن شیعہ کے نزدیک بہت بڑا فرق ہو کہتے ہیں کہ حضرت امیر خیانت کرنے اور کام و خدمت دینے سے پہلے ہی جان لیتے تھے کہ یہ خائن ہو اس سے خیانت ہوگی اسلیئے کہ ایمہ کو مَا کَانَ مَا یَاکُوْنُ کا علم ضرور ہی یعنی جو ہو گیا اسکا بھی اور جو ہو گا اسکا بھی اور اس مسئلے پر سب کا اتفاق ہو محمد بن یعقوب کلینی اور اور علما نے قسم قسم کی روایتوں اور طرق متعددہ سے اس مسئلے کو ثابت کر چھوڑا ہو اس صورت میں حضرت امیر دیدہ و دلہستہ خائون اور مفسدون کو حاکم مسلمان کے معاملات کا کرتے تھے کہ آخر کار وہ خائن مال مسلمانوں کا اور انکا حق بھگن کر کے بھاگ جاتے تھے اور سولے پند نامہ اور نصیحت کے کچھ تدارک اسکا نہیں

ہو سکتا تھا اور عثمان بیچارے ناہستہ بظاہر اچھا سمجھ کے عاملوں کو کام سپرد کرتے تھے اتنے خیانتیں نمودار  
 میں آتی تھیں کہ وہ اپنے کچھ سے ذامت اٹھاتے تھے اب حضرت امیر کے عاملوں سے دوسرے عامل کا قصہ  
 سننا چاہیے کہ حضرت امیر کے عاملوں کے ساتھ جو قبیلہ و کبیہ مخلوق اور محکا نادین و ایمان ہر گروہ کے میں کیا کیا  
 اور کیا سوچا کہ وہ عامل مردود و زیاد و مالز ناجی کہ صوبہ دار ملک فارس اور شیراز کا تھا اور وہ عیال و اولاد  
 ہونے پر فخر کرتا تھا اور پکار پکار کے کہتا تھا اور اپنی باپ گواہی زنا کی دیتا تھا قصہ اسکا یہ کہ ابوسفیان  
 سعادیہ کے باپ جس وقت میں کہ اسلام پہنچا تھا ایک عورت سمیعہ نامی پرکھ کرے حارث ثقفی طیب کی سختی  
 مبتلا ہوے رات دن اس کے پاس آتے جاتے تھے اور مزہ اٹھاتے تھے اسی یام بن سمیعہ کے بچہ ہوا جس کا نام  
 زیاد ہو لیکن وہ بچہ کوئی کہ گھیت حارث کی تھی اور اس کے غلام کے نکاح میں تھی بچہ بن اس رٹ کے کا  
 عبدالحارث لقب کیا یہاں تک کہ بڑا اور ہوشیار ہوا اور نشانیاں اس کے شجاعت و بلاغت و خوش تقریر کا  
 ولسانی کی مخلوق کے زبان پر جاری ہوئیں اور دانائی و ہوشیاری انکی تمام جہان میں مشہور ہوئی ایک دن  
 عمرو بن ماس نے کہ بزرگان قریش سے تھا اور زبیر کو دانا کا لوکاں **هَذَا الْغُلَامُ بِمِثْلِ لِسَانِ**  
**الْعَرَبِ بِصَاحَةِ تَرَجُمَةٍ** اگر ہو تار یہ رٹ کا قریش سے تو عرب کو اپنے ڈنکے سے ہانکتا ابوسفیان نے اس  
 بات کو سنا کہ ما و اللہ ای لا عرف من وضعہ فی بطن امہ یعنی قسم خدا کی میں خوب بچا بنا ہوں  
 اسکو اسکی بلن کے بیٹ میں رکھا ہر حضرت امیر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے پوچھا من ہو یعنی وہ کون ہے  
**قَالَ ابُو سَفْيَانَ اَنَا فَقَالَ اَنَا مَهْلَا يَا اَبَا سَفْيَانَ** ترجمہ ابوسفیان نے کہا میں ہوں فرمایا اس  
 نے ابوسفیان **قَالَ ابُو سَفْيَانَ اَمَّا وَاللّٰهِ وَلَا خَوْفٌ مِّنْكَ** شخص ویرانی یا علی من کا عادی کا تھا  
**مِنْ اَخِيَّ مِنْ حَرْبٍ بَعْدَ لَعْنَةِ الْقَالَةِ** عن زید کا کہ **هَذَا كَالْتَحَا مِلْحِي نَقِيضًا وَتَوَكَّلِيْ فَيَوْمَ**  
**نَحْنُ الْفَوَادِ** ترجمہ کہا ابوسفیان نے خبردار ہو خدا کی قسم اگر اس سے نہ رتا جو دیکھا ہے مجھ کو اسکی دشمنوں  
 سے صبر نہ رکھا ہر کرتا اس کے بھید کو ابوسفیان اور گنگو زیاد سے نہیں ہوتی ہر اور بیشک میں نے قوم  
 نقیض سے بہت چھپایا اور اپنا میوہ دیکھا انہیں جھوڑ رکھا زیاد نے بھی اس قصہ کو سنا تھا یہیانی سے  
 لوگوں کے سامنے کہتا تھا کہ اصل میں میں لکھنے ابوسفیان کا ہوں اور قوم قریش سے ہوں جب امیر ابوسفیان نے  
 اسکو فارس کا حاکم کیا ملک کے دبائے اور فساد کو ٹھیک کر دینے میں اچھی کوششیں نمایاں اس سے  
 نمودار میں آتیں حادویہ اس سے خفیہ خط کتابت شروع کی اور جا ہا کہ اسکو اس لالچ میں کہ مجھ کو اپنے بیٹے میں



ملا لیں گے اپنا رفیق بنائے اور میری رفاقت سے الگ کر کے ایسے شخص ہر وار خوش تدریج ہوا دیا گیا ہے  
و غرض کہ الگ کر لینا غیبت ہو اس سے مضبوط وعدہ کیا کہ اگر ہم میں آلیگا تو ہم تجکو اپنا بھائی بتائیں گے  
اور کہیں گے کہ ابوسفیان کی اولاد سے ہو اس واسطے کہ آخر ہر تو تو ابوسفیان ہی کا نطفہ تیری مائاتی اور شہادت  
اور شجاعت اور بد بیاں میں عویسے بچے گواہ ہیں جب حضرت ان خطوں سے خوب واقف ہوئے زیادہ  
خط لکھا جسکی یہ عبارت ہو **قَدْ عَرَفْتُ اِنَّ مَعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَيْكَ يَسْتَقْبِلُ اِيَّاكَ وَيَسْقِطُ فَرَسَكَ**  
**فَاَخَذْنَاهُ اِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ يَأْتِي الْمَرْءَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ**  
**شِمَالِهِ لَيْقِظُكُمْ غَفْلَتَهُ وَيَسْتَلْبِثُ حَرْثَهُ** **فَاَخَذْنَاهُ ثُمَّ اخَذْنَاهُ وَقَدْ كَانَ مِنْ اَبْنِ سُفْيَانَ**  
**فِي نَزَاهٍ مِنْهُمْ اَبْنِ الْخُطَّابِ قَلْبُهُ مِنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَنَزَعَةٍ مِنْ نَزَعَاتِ الشَّيْطَانِ**  
**لَا يَنْبِثُ بِهَا نَسَبٌ وَلَا تَصْنَعُ بِهَا مِيرَاثٌ وَالْمَتَّوَلِقُ بِهَا كَالْوَاعِدِ الْمُدْفِعِ وَالْمُتَوَلِّ**  
**الْعَدَا نَبْذُكُ تَرْجَمُهُ مِنْ يَدَيْهِ** جانا تحقیق کہ تجکو مادی نے خط لکھا ہو کہ تجکو اپنی طرف پہلانا ہو ا میرے  
بزرے کہ کند کرتا ہو جس تو اس سے ہمیشہ وہ شیطان ہو کہ آدمی کو آگے پیچھے دابھنے بائیں سے پکڑتا ہو تو  
ناگمان وہ غافل ہو جائے انکی بجزی میں انکو روٹے بس بچ اس سے پھر کتنا ہوں بچ اس سے اور  
بیشک ابوسفیان سے عمر بن خطاب کے وقت میں ایک لفظ زبان سے نکلا ہو قسم خیالات نفس اور قسم و قدر  
و سوسون شیطان سے اسی نسبت بنیں ثابت ہوتا اور ان سے تجکو میراث نہیں پہنچتی اور ایسی چیزوں کو  
دستاویز پکڑنے والا ایسا ہو جیسے کوئی درہم دیتی آتا ہو اور انکو ملانے میں اور لٹکا ہوا ہو اور لٹکا ہوا جو جب  
یہ خط زیادہ پڑھا اور اب تک کتبہ شہدائی ابوالحسن یارانی آنا انہی ابی سفیان ترجمہ قسم ہر  
پروردگار کہہ کی گواہ ہو میرے لیے علی اس بات پر کہ میں ابوسفیان کا بیٹا ہوں یہ بھی بڑی جیانی کی بات  
تھی مگر جب تک آپ شہید ہوئے ظاہر داری کرتا رہا اور اظہار بے پردہ آپ کی رفاقت چھوڑ دی جب حضرت  
امیر شہید ہوئے اور حضرت امام حسن نے ملک و سلطنت معاویہ کے سپرد کیا معاویہ نے زیاد کی تسلی و لاسانیا  
کہ بڑی جمعیت اسکے ساتھ تھی اور بڑا دربار اور بادشاہوں کو ایسے آدمیوں کی ضرورت  
ہوتی جو حد سے زیادہ بڑھائی کا اسکی رفاقت میں بھی حضرت امیر کی رفاقت کی طرح اچھی محبتیں نمایاں  
کریں وہی بات ابوسفیان کی جو عمر و بن عاص اور حضرت امیر کے سامنے انکے منہ سے نکلی تھی دستاویز  
پکڑ کے انکو اپنا بھائی قرار دیا اور کشتہ جاری میں اُسکے قہب کو زیاد بن ابوسفیان مقرر کیا اور ملک میں



اسکی منادی کرادی کہ انکو زیاد بن ابوسفیان کہا کریں اب شرارت ابن زیاد زنا نادی دیکھنا چاہیے کہ بعد رفاقت معاویہ کے اول فعل جو اس سے ہوا عداوت اولاد حضرت امیر کی تھی اسوقت تک کہ سبط اکبر حسن مجتبیٰ بقید حیات رہے تھوڑا بہت ملاحظہ کرتا رہا جب انھوں نے بھی رحلت فرمائی زیاد معاویہ کی طرف سے عراق کا حاکم ہوا اور کوفے پر قبضہ پایا پہلے سعد بن خیرج کے کہ خالص شیعوں بنی ہاشم سے تھا اور انکے خاندان عالی شان کے بڑے دوستوں و اخلاص والوں سے پیچھے پڑا اور چاہا کہ انکو پکڑ کے ڈانڈے وہ خبردار ہو کر بھاگا اور مدینہ منورہ میں آپ کو سید الشہداء خاتم ال عبا جلالہ ام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پونچایا یاد دے کوفے میں اسکا گھر ضبط کیا اور جو کچھ نقد و جنس تھا سب لے گیا اور گھر جلادینے اور کھود ڈالنے کا حکم دیا جب یہ بات حضرت امام کے گوش مبارک میں پہنچی خط سفارشی زیاد کو اس گمان پر کہ آخر بنی ہاشم کا قدیم رفیقوں سے ہو اور نمک پروردہ آنجناب کا کما تنک بھیائی کر لیا اور کھیل ہو فانی کا کھیل لگا لگا کہ عبارت اسکی یہ ہو میں حسین ابن علیؑ الی زیاد آگاہ بعد فَقَدْ عَمِدَتْ اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ لَهُ مَعَالِهِمْ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ فَعَدَّ مَتَّ دَارَهُ وَاحْذَتْ مَالَهُ وَعِيَالَهُ فَاِذَا تَاكَ كِتَابِيْ هَذَا فَاَنْبِ دَارَهُ وَسُخِّرْ اِلَيْهِ مَالَهُ وَعِيَالَهُ فَاِنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُهُ فَشَقِيقِيْ فِيْهِ تَرْجُمَةُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ سَے طرف زیاد کے لیکن بعد اسکے تو نے قصد کیا مسلمانوں سے ایک شخص پر کہ اسکا حق بھی ثابت ہو جیسا کہ سب مسلمانوں کا اور اس کے ذمے بھی جو کچھ اوروں کے ذمے ہو تو نے اسکا گھر ویران کر دیا اور مال لیلیا مع عیال کے جب پونچے تو یہاں میرا خط تو اسکا گھر بنا دے اور مال و عیال پھر دے میں نے اسکو پناہ دی ہو بس سفارش میری اس کے حق میں ہاں لے آپ کے جواب میں وہ کافر نعمت ناشکر یوں لکھتا ہوں مِنْ زِيَادِ بْنِ ابِي سَفِيَانَ اِلَى الْحُسَيْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَتَاَنِيْ كِتَابُكَ اِبْتَدَاُ بِاسْمِكَ قَبْلَ اسْمِيْ وَاَنْتَ حَاكِبٌ لِلْحَاجَةِ وَاَنَا سُلْطَانٌ وَاَنْتَ سَفِيْقٌ وَكِتَابُكَ اِلَى فَاَسْقِيْ لَا يُؤَدِّيْهِ اِلَّا فَاَسْقِيْ مِثْلَهُ وَشَرٌّ مِّنْ ذَلِكَ اِذَا تَاكَ وَكَذَلِكَ اَدْنَيْنَا قَامَتِ مِنْكَ سُوءُ الرَّايِ وَسَرَحَنِيْ بِذَلِكَ وَاَيْمُ اللَّهِ لَا يَسْفِيْ اِلَيْهِ سَابِقٌ وَلَوْ كَانَ بَيْنَ جِلْدِكَ وَجِلْدِكَ فَاَنْ أَحَبَّ لِمَعْنَانِ اَكْلَهُ لِّلْحِمِّ اَنْتَ فِيْهِ فَاَسْلَمْتُهُ بِعَرَبِيَّتِهِ اِلَى مَنْ هُوَ اَوْلٰى بِهِ مِنْكَ فَاِنْ عَفَوْتُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ شَفَعَكَ فِيْهِ وَاِنْ قَتَلْتُهُ لَمْ اَكْتُلْهُ اِلَّا بِمُحْتَبَرٍ اِيَّاكَ تَرْجُمَةُ زِيَادِ بْنِ ابِي سَفِيَانَ سَے طرف

حسین بن فاطمہ کے لیکن بعد اسکے کہ یہ کیا میرے پاس خط تیرا کہ تمہیں تو نے اپنے نام سے ابتدا کی ہو میرے  
 نام سے پہلے حال یہ کہ تو طالب حاجت کا ہو اور میں حاکم ہوں اور تو رحمت اور خطیر ایک فاسق کے  
 معاملے میں ہو کہ انکوادا کرے مگر وہی جو اس جیسا فاسق ہو اور یہ اور بھی بدتر ہو کہ وہ تیرے پاس  
 گیا اور تو نے انکو چک دی اور اڑا ہوا ہی تیرے سبب سے اپنی بدتدیری پر اور راضی ہوا جو اس کے  
 ساتھ اس کام پر اور قسم ہو خدا کی کوئی نہیں پوچھیکا مجھے پہلے اس پر اگرچہ وہ تیرے گوشت پوست  
 میں ہو گا بس ہر آئینہ ہر سب گوشتوں میں ہو گا یہ گوشت کہ میں انکو کھاؤں اور تو نہیں ہو پس حوالے کر انکو  
 اسکے جو اسپر زیادہ تصرف رکھتا ہو تجھے پس اگر معاف کرونگا میں اس سے تو یہ بخانا کہ میں نے تیری عار  
 مان لی اس کے حق میں اور اگر مار ڈالوں گا انکو تو نہیں ماروں گا مگر اس بات پر کہ وہ تیرے باپ کا محب ہو جو  
 یہ نامہ ناپاک کہ اسکے صاحب کو حق تعالیٰ اپنے صل کا مزہ چکائے اس سے زیادہ کیا کہ میں حضرت امام کے  
 پاس پوچھا ویسے ہی لفاظی کر کے معاویہ کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ قصہ اس طرح پر ہو اور میں نے زیادہ کو ایسا  
 لکھا تھا اسے جواب میں یہ نامہ لکھا ہوا اس خط کے پہنچنے ہی معاویہ غصے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے زیادہ کو لکھا  
 مِنْ مَّكَوْنَةٍ مِنْ سُفْيَانٍ إِلَى ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كَانَ حُسَيْنٌ ابْنُ عَلِيٍّ بَعَثَ إِلَيْنَا كِتَابًا بِالْجَوَابِ  
 كِتَابِيهِ إِلَيْنَا يَا بَنِي شَرِيحٍ فَهَلِمْتُ إِلَيْكَ بَيْنَ الرَّائِيَيْنِ رَأَيْتُ مِنْ ابْنِ سُفْيَانَ وَرَأَيْتُ مِنْ سَمِيَّةٍ  
 أَمَّا رَأَيْتُ مِنْ ابْنِ سُفْيَانَ فَحَلُمْتُ وَعَزَمْتُ أَمَّا الَّذِي مِنْ سَمِيَّةٍ فَلَمَّا يَكُونُ سَامِيًا مِثْلَهَا  
 وَمِنْ ذَلِكَ كِتَابُكَ إِلَى الْحُسَيْنِ بِشَيْءٍ أَبَاكَ وَلَعَلَّ مِنْ لَكَ بِالْفُسْقِ وَلَعَلَّ مِنْ أَنْتَ أَوْلَى  
 بِالْفُسْقِ مِنَ الْحُسَيْنِ وَلَا يُولَى إِذْ أَلَمْتُ تَنْسِبُ إِلَى عَبْدِ أَوْلَى بِالْفُسْقِ مِنْ أَبِيهِ وَإِنْ كَانَ  
 الْحُسَيْنُ بَدَأَ بِأَسْمِهِ إِسْرَافًا عَنَّا فَإِنَّ ذَلِكَ لَمْ تَقْضَ وَمَا تَشْفِيعُهُ فِيمَا شَفَعْنَا فِيهِ فَقَدْ  
 دَفَعْتَهُ عَنْ نَفْسِكَ إِنْ مَنْ هُوَ أَوْلَى بِهِ وَمِنْكَ فَإِذَا أَنْكَ كِتَابِي هَذَا الْخُلُ مَا فِي يَدِكَ  
 بِسَعِيدٍ بَنِي شَرِيحٍ وَابْنِ لَهُ دَامَرَةٌ وَلَا تَعْرِضْ لَهُ وَأَسْرُدْ ذُو إِلَيْهِ كَالَهُ وَعِيَالَهُ فَقَدْ كَتَبْتُ  
 إِلَى الْحُسَيْنِ أَنْ يَجْهَرَ صَاحِبُهُ بِذَلِكَ فَإِنْ شَاءَ أَقَامَ حِدَّةً وَإِنْ شَاءَ سَرَّجَعَهُ إِلَى بَلَدِهِ فَلَيْسَ  
 لَكَ عَلَيْهِ سُلْطَانٌ بَيِّدٌ وَلِسَانٌ قَامٌ كِتَابُكَ إِلَى الْحُسَيْنِ بِأَسْمِهِ لَا تَنْسِبُ إِلَى أَبِيهِ بَلْ إِلَى أُمِّهِ  
 فَإِنَّ الْحُسَيْنَ وَبِلَاكَ مِنْ كَا يُرْمَى بِهِ الرِّجَالُ أَنْ تَصْغُرَتْ أَبَاكَ وَهُوَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ  
 أَهَمُّ إِلَيْنَا مِنْهُ وَكَلَنَهُ وَهِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ أَفْخَرُ لَنَا أَنْ كُنْتَ تَقْطَعُ وَالسَّلَامُ

تقریباً معاویہ بن سفیان سے طرف زیادہ کے لیکن بعد اسکے تحقیق بھیجا حسین بن علی نے تیرا خط چوائے  
 نام تو نے بھیجا تھا میرے پاس ابن شریح کے مقدمے میں سو میں نے جانا کہ تو دورایوں کی کھینچان میں ہوا ایک  
 رلے ابوسفیان کی طرف سے اور دوسری میسک طرف سے لیکن ابوسفیان والی رلے سے تو تجھ میں علم و عزم ہی  
 اور سمیہ والی رلے تو ویسی ہی جیسی ان لوگوں کی ہوتی ہے اس قسم سے تیرا خط ہی حسین کی طرف تو ان کے  
 باپ کو دشنام دیتا ہے اور انہیں تعریف کرتا ہے فسق کے ساتھ میں اپنے جان کی قسم کھاتا ہوں کہ فسق میں تو  
 نہایت بہتر ہے حسین سے اور ضرور تیرا باپ جس وقت کہ تو غلام کا بیٹا لگتا جاتا ہو وہ حسین کے باپ سے فسق  
 میں نہایت ہی اولیٰ ہے اگر حسین نے ابتدا نامی کی اپنے نام سے کی آپ کو اونچا جان کر تجھے تو تو بہت نہیں جانتا  
 لیکن قبول سفارش اُسکے اُس مقدمے میں سفارش کی بس اس نیکی کو تو نے دفن کیا اسکی طرف کہ وہ اس کام کے  
 واسطے تجھے بہت بہتر ہے جس جس وقت میرا خط تیرے پاس پہنچے جو کچھ تیرے قبضے میں سعید کی ملکیت ہے  
 چھوڑ دے اُسکو اور گھر بنا دے اور اُس سے متعرض نہ رہو اور پھر دے اُسکا مال و عیال میں نے بیشک  
 لکھا ہے حسین کو کہ وہ اپنے دوست کو خبر کر دیں اس نفی سے بھی میرے بس اگر وہ چاہے ان کے پاس رہے  
 و اگر چاہے اپنے شہر کو لوٹ جائے تجھ کو اس پر نفرت نہیں ہے نہ ہاتھ سے نہ زبان سے لیکن خط لکھنا تیرا محض اُسکے  
 نام پر چکی نسبت تو اُنکے باپ سے نہیں کرتا بلکہ اسے کہتا ہے بس بیشک حسین جو تجھ پر وہ شخص ہے کہ گریا نہیں  
 جاتا اُسکو اس سے کہ آیا کم گنا تو نے اُنکے باپ کو کہ وہ علی بن ابی طالب ہی تو جھگڑنے اُنکے امی طرف حوالے کیا  
 حال آنکہ وہ رسول خدا کی بیٹی ہیں یہ تو اُنکا بہت بڑا فخر ہے جو تجھ کو عقل ہوتی تو سمجھتا اور سلام حاصل کلام  
 شرارت و بد ذاتی ابن زیاد اور اُنکی اولاد ناپاک کی خصوصاً عبداللہ قاتل حضرت امام حسین کے حق میں  
 گروہ مسلمانوں اور خاص نماذن حضرت امیر میں اُس حدیث کہ قلوب کی زبان اُسکے گھنے سے عاجز ہوئی  
 اور شکام مسئلہ شیعہ کے نزدیک یہ ہے کہ ابن زیاد و ولد الزنا تھا اور ولد الزنا اُنکے نزدیک نجس العین ہے باوصف  
 اُنکے حضرت امیر نے فارس کے لوگوں اور مسلمانوں کے لشکر پر امیر فرمایا اس وقت میں جماعت پانچون وقت  
 نماز اور جمعہ اور عیدین کی سب کام و امیر کے ذمے ہوتی تھی بس یہی ولد الزنا اُنکے جاتا تھا اور سب کی نماز تباہ  
 کرتا تھا حال آنکہ یہ مسئلہ امیر کے نزدیک سب کے ساتھ خوب تصریح کیا ہوا ہے کہ ولد الزنا کی امامت سے  
 نماز نہیں ہوتی ابامیہ کو زبان میں ہے عثمان کے عاملوں کی خیانت و ظلم سے عثمان پر طعن کرین اور ہبات  
 کو جو بجا میں طعن و دم ہے کہ حکم بن ابی ماص کو کہ مروان شیطان کا باپ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کو ایک قصیدہ نکال دیا تھا پھر مدینہ میں بلالیا جو اب اس کا یہ حکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سببے کمال دیا تھا کہ وہ منافقوں سے دوستی رکھتا تھا اور مسلمانوں میں فتنہ اٹھاتا تھا اور کافر و فکی مدکر تا تھا جب بعد وفات پیغمبر اور خلافت شیخین علیہم السلام کے کفر کا زوال و رنفاق کا بطلان حد کو پہنچا کہ ان دونوں فرقوں کا نام و نشان حجاز کے شہروں میں علی العموم اور مدینہ منورہ میں بالخصوص شیطان کے اڈے سے بھی زیادہ کیا ہو گیا اور اصول کا قاعدہ مقرر ہوئے لکنہم المعلنون بالنبیۃ یتوقفہ عندہ استیفا عہد کا ترجمہ جس حکم کے ساتھ کوئی علت لگی ہو جب علت جاتی رہیگی وہ بھی جاتا رہیگا جس حکم اسکے کھال دینے کا بھی جاتا رہا اور شیخین اسکے آنے کے اس سببے روادار بنوئے کہ ہنوز احتمال فتنے و فساد کا قائم تھا اس لیے کہ حکم نبی امیہ سے تھا اور شیخین قیم سے بسبب عداوت جاہلیت یعنی قبل اسلام کے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر اس کی حرکت کی جوش کرے اور مسلمانوں میں شتا بہ دوڑے آگ پھیلاے اور جب عثمان غلیف ہوئے کہ یہ اٹکا بھتیجا ہوتا تھا اس سبب سے بھی اطمینان کلی حاصل ہوا اس واسطے کہ مدینہ منورہ میں بلالیا اور رعایت صلہ رحم کی کی اور خود عثمان سے یہ بات لوگوں نے پوچھی تھی کہ حکم کو مدینہ میں کیوں لائے انھوں نے خود جواب شافی فرمایا کہ میں نے اجازت اسکے آنے کی مدینہ منورہ میں بحالت مرض موت آنحضرت سے لے لی تھی جب ابو بکر غلیف ہوئے ان سے میں نے کہا اپنے جازت کا دوسرا گواہ چاہا جو کہ دوسرا گواہ میرا کوئی تھا خاموش ہو گیا اسی طرح عمر کے پاس گیا کہ شاید مجھ اکیلے کے کہنے کو مان لینا میں نے بھی حسب دستور ابو بکر کے دوسرا گواہ مانگا پھر میں خاموش ہو گیا جب خود غلیف ہوا اپنے علم یقینی پر عمل کیا اور عثمان کی ہبات گواہ اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہیں بروایت صحیح کہ مرض موت میں آنحضرت نے ایک ن فرمایا کیا اچھا ہو کہ میرے پاس کوئی مرد صالح آئے جس سے بات کروں آرزو واج مطہرات اور اور خادموں نے عمل کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کو بلائیں فرمایا نہیں پھر کما عمر کو بلائیں کما نہیں پھر کما علی رضی کو بلائیں کما نہیں پھر کما عثمان کو بلائیں فرمایا ہاں جب عثمان آئے سب کو الگ کر دیا تنہائی میں دیر کائنات سرگوشی کی تعجب نہیں ہو کہ وہ وقت آپ کے لطف و کرم کا تھا عثمان نے اس گنگار کی سفارش کی ہو اور قبول ہو گئی ہو دوسرا اسپر مطلع ہوا اور بھی ثابت ہو کہ حکم نے اپنے آخر عمر میں نفاق و فساد سے توبہ کرنی تھی چنانچہ بعد توبہ کے کوئی بات اس سے وقوع میں نہیں آئی اور اسکے ساتھ نہ نجات ہوڑھا ہو گیا تھا اور قوی اسکے کرتے تھے کچھ خون فتنہ و فساد کا اس سے نہیں رہا تھا جس بلالینا اسکا مدینہ میں ایسا

ہو گا جیسے کسی بڑے صاحبِ زانی و مالدار کو بجا لیا کہ ہرگز محلِ طعن نہیں ہو مگر اپنے گھر کے لوگوں اور اقربا کو بہت مال دیا اور خرچ بیودہ و حد سے زیادہ کیا خزانہ بیت المال کو مجازاً جب حکم بن ابی حاص کو دینے میں لائے ایک لاکھ درم اسکو دینے اور اسکے لڑکے کو کہ حادث بن حکم تھا محصول دینے کے بازار کا اور وہ یکین گنج اور سب منڈیوں کی دین مروان کو خمس افریقیہ کا عطا کیا عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی حاص بن امیہ کو جو کہ سے اُنکے ہیں یا تین لاکھ درم لسانہ و لیلک لڑکی کو اُسکے دو دانے ایسے موتیوں کے لیے کہ قیمت اسکی جوہری و سوداگر نہیں دے سکتے تھے دوسری لڑکی کو ایک لکھ ٹھنی زر کی جرّ اور یا قوت جوہر عمدہ گران قیمت کی بھٹی اور اکثر بیت المال کو عمارتوں اور باغوں کی تعمیر اور اپنی زمین اور کھیتی کے صرف میں خرچ کیا عبداللہ بن رقم اور عقیقہ و سے نے جو عمر خطاب کے وقت سے دار و نہ خدمت بیت المال کے تھے یہ حال دیکھ کر استعفا کیا اور چھوڑ دی مجبور ہو کے یہ خدمت زید بن ثابت کو دی ایک تن بقیہ تقسیم کرتے بیت المال کے جو بجا زید بن ثابت کو دید یا کہ وہ بچا ہوا لاکھ درم سے زیادہ تھا ظاہر ہو جو شخص کہ اپنے مال کو بیودہ خرچ کرتا ہو اُسی کو ضعیف مطعون و ملامت کرتی ہو نہ کہ مسلمانوں کے مال میں ایسے معاملے کرے کہ ان کے حق تلف ہوں جواب ایسے کثیر خرچوں کو بیت المال سے قرار دینا اور محل طعن ٹھکانا محض فقر اور صریح بہتان ہو مالدار سی و اسود کی عثمان کی قبل خلافت اُلو کبر سے متنی خصوصاً خلافت عمر کے آخر میں کہ ہر طرف فتوحات پیش آتی تھیں اور بڑھتی تھیں تمام صحابہ بڑی دولت و ثروت والے ہو گئے تھے چنانچہ بعض فقرا ہماجرین کے جو آنحضرت کے وقت میں رات کی روٹی کو محتاج تھے اسی اتنی درم زکوٰۃ کے ٹھکے تھے اور حضرت امیر کو بھی پوری وسعت و فراخی تھی عمارتیں اور باغ اور کھیتیاں اپنے پیدا کین تھیں کہ یہ ہچھپانے کی چیز نہیں ہو عثمان تو پہلے سے بھی مالدار تھے تجارت اُنکی عمدہ تھی اسوقت میں اور بھی مالدار ہو گئے یہ خرچ و بخشش اُنکی بالکل اپنے ہی کنبہ پر تھی راہِ خدا میں مثل زاد کرنے بدولت اور جو خیرات نیک بین مرن کو دے تھے ہر سے کو ایک بردہ آزاد کرتے تھے اور ہر روز سب ہماجرین و انصار کی ضیافت فرماتے مکلف کھانہ ہیئت مجموعی کھاتے جیسا کہ حسن بصری نے کہا ہو شہدات مُنادی حُثّاٰنُ یُنَادِیْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَعْدُوْا عَلَیْ اِغْظَاکُمْ فِیْکُمْ دُوْنَ فَاِخْذُوْهَا وَ اَمْرًا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَعْدُوْا عَلَیْ اَسْرَاکُمْ فِیْکُمْ دُوْنَ فَاِخْذُوْهَا حَتّٰی وَاللّٰہُ لَقَدْ سَمِعْتُمَا نَامِیْ یَقُوْلُ عَلَیْ کَسُوْتِکُمْ فَاِخْذُوْا اَنْحُلْ وَاَعْدُوْا عَلَی السَّمَنِ وَالْعَصْلِ وَ کَالِیْ الْحَسَنِ وَاَسْرَاؤَیْ دَوْلَا وَاَلِیْہِ کَثِیْرٌ

رواہ ابو عمر فی الاستیعاب ترجمہ گواہی دیتا ہوں میں کہ منادی عثمان پکارتا تھا اے لوگو صبح اور اپنے عطیات لینے کو بس صبح جاتے تھے اور پوری پوری لیتے تھے یعنی بہت آؤ لوگو صبح آؤ اپنا رزق لینے کو سو جاتے تھے صبح پاتے تھے یہاں تک کہ میں اپنے غنہ کا نون سے سنا کہ کہا تھا حاضر ہوا اپنی پوشاک لینے کو اور ملے پاتے تھے اور صبح آؤ گی اور شمد لینے کو اور کہا حسن بصری نے روزینے جاری تھے اور خیر خیر روایت کی اسکی ابو عمر نے استیعاب میں اور خرج اس کے راہ خدا میں تواریخ میں دیکھنا چاہیے جسے سخاوت و بخشش انکی سمجھی جائے اور کسی نے اس کو جو راہ خدا میں جو اسراف یعنی خرچ بیہودہ نہیں کہا ہو اور صحیح حدیث ہو کہ اسراف فی الخیر یعنی نیک ٹھکانوں میں خرچ کرنا بیہودہ خرچ نہیں ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ چاہے عزیز اقارب پر خرچ کرتا ہو دونا جراتا ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ مسکین کو صدقہ دینا فقط صدقہ ہی اور اقربا کے دینے میں صدقہ بھی ہے صلہ بھی ہے قرآن مجید میں بھی اقربا کو اور مصارف پر مقدم کیا ہے قوله تعالیٰ وَ اٰتِیَ الْمَالَ عَلٰی اَحْسَنِ ذَوٰی الْقُرْبٰی وَالْاٰیَتَا فِی الْمَسٰكِیْنِ وَ اٰتِیَ الْمَسْكِیْنِ قَرَحِمَہ اور دے مال موافق مقدار کے اقربا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو حضرت امام احمد حنبل نے سالم ابن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ عثمان نے ایک جماعت کو اصحاب رسول سے کہ منجملہ ان کے غار بن یا سر بھی تھے اپنے پاس بلایا اور کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں صبح کھانا آیا تم اور جاسنے کہ پیغمبر خدا بخشش و عطایا میں قریب کو اور سب سے بہتر جانتے تھے پھر نبی ہاشم کو اور قریش سے صحابہ نے سکوت کیا بس عثمان نے کہا اگر میرے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں یا یرق میں ضرور نبی ہاشم کو دونا کوئی نہیں کہ جس کا باہر زبردست غل و جائیں لیکن ان خرچہ کو بیت المال سے جانتا خاص تعصب نبض ہے اور خود عثمان کو جو بیت المال کی بابت پوچھا تو جواب میں کہا کہ قبل خلافت سے تم کو معلوم ہے جو کچھ مال میرا ہو اور خرچ و بخشش بھی میری جانتے ہو پھر ایسے شے بیجا اور لگانہ بردہ عدالت و تقویٰ سے دور ہیں مجھ کو کون کہتے ہو اب صنف کہتے ہیں کہ ہم بیان ان قصوں کا کرتے ہیں جو مذکور ہوئے جانتا چاہیے کہ اس نقل میں سر اسر خط و غلط ہے قصہ تو اور ہے اور یہ روایت اور کرتے ہیں کسی قصے کی روایت میں ذکر بیت المال کا مطلق نہیں ہے اور جو مروی ہے یہ کہ عثمان نے اپنے بیٹے کا حارث بن حکم کے اٹھی سے نکاح کیا اس کو اپنے اصل مال سے ایک لاکھ درہم برہم ساچن کہیجے اور اپنی اسکی کو کہ ام روان سخی مروان بن حکم کے ساتھ نکاح کیا اس کے جہیز میں بھی ایک لاکھ درہم دیے اور یہ غلام اس کے اپنے مال سے تھے نہ بیت المال سے نہ اس قسم کا دنیا صلہ رحم ہے کہ خاص و عام سب کے زمانے میں پسندیدہ

اور عند اللہ اور عند الناس خوبی و نیکی کے ساتھ ظاہر اور یہ قصہ کہ انقصیہ کا خمس مروان کو دیدہ یا یہ بھی محض غلط  
اصل یہ ہو کہ عثمان نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو لاکھ آدمی سوار و پیادہ کا لشکر ساتھ کر کے فتح ملک مغرب  
کو بھیجا جب قریب شہر افریقیہ کے کہ پاسے تخت ملک مغرب کا ہو لڑائی پڑی مسلمانوں نے بھی کوشش و کشش  
کے بعد فتح پائی اور شیشیا رلوٹ ہاتھ آئی عبداللہ بن سعد بن سرح نے اس لوٹ سے از قسم نقد بقدر پانچ لاکھ  
اشرفی کے کہ اس وقت میں ان کا چلن تھا اور اس ملک میں رائج تھیں خمس محلکے خلیفہ وقت کے پاس بھیجیں اور  
جو کچھ بابت خمس کے باقی رہا قسم لباس و مویشی اور اسباب و متاع سے بسبب بعد مسافت کے کہ دار الخلافہ پہنچی  
مدینہ منورہ سے چند مہینے کی راہ تھی انکی بار برداری میں بہت خرچ ہوتا تھا اور اسکے ساتھ بڑی شقت بھی تھی  
انکو مروان کے ہاتھ لاکھ درم کو بیچا اور مروان سے اکثر درم بھی وصول کر کے مدینہ کو بھیجے تھوڑا اس سبب  
کی قیمت سے دسے مروان کے رکھیا تھا و وصول ہوا تھا کہ مروان نے فقہ کا لیکڑی سیان میں مدینہ کو روانہ ہوا  
اور عبداللہ نے اقرار کیا کہ اقیانہ قیمت بھی اس خمس کی خلیفہ کے حضور میں پہنچاؤ و لگا اور مدینہ منورہ میں  
بسبب سختی اس لڑائی اور دور سے ملک در درازی پر غاش اور بند ہونے راہوں اور سڑکوں کے تمام مسلمان  
تب و تاب میں تھے اور کوئی ایسا تھا جس کا بھائی یا باپ یا لڑکا یا شوہر یا اور قرابت والا اس لڑائی میں نہ ہو  
کسی کے حال سے کسی کو کچھ اطلاع نہ تھی گول گول سنتے تھے کہ دشمن بہت پر زور ہو سخت لڑائی ہوئی کہ بہت لوگ  
شہید ہوئے ہرین سب کے حواس ٹسے ہوئے تھے اور کبوتر کے بازو میں دل لگے ہوئے عجب عینی میں تھے کہ  
ناگمان مروان سے اس زرخیر کے مہینے میں پہنچا اور خوشخبری و مبارکیا دگر گھر پہنچائی اور اخبار و خط لوگوں  
کے مفضل لایا سب کو ایک نئی عید ہوئی اور فرحت و شادی بر سر زید حاصل ہوئی تو ان میں دیکھنا چاہیے کہ ان دنوں  
مروان کے حق میں کونسی دعائیں تھیں جو مدینہ میں پہنچ رہیں اور کونسی تعزین تھیں جو ان لائق پر نہ ہوں اور  
ابھی مروان سے کوئی فعل ایسا ظہور میں نہ آیا تھا کہ ان سب کاموں کو اسکے جط کر دیتے اور ہرگز اسکے کام کو  
شمار میں نہ لاسے کہ اس عثمان نے اس بشارت و خوشخبری کے بدلے میں کہ ایسا کام نمایاں یعنی اتنا بہت  
روپیہ یا وصف و درے مسافت اور اندیشہ راہ کے امانت بسلامت پہنچا یا اور تمام اہل مدینہ کو خوش و خرم  
کیا جو کچھ قیمت اسباب و مویشی خمس سے اُسکے ذمے رہا تھا بخش دیا اور امام کو پہنچتا ہو کہ خوشخبری دینے والوں  
اور جا سوسوں اور اس قسم کے لوگوں کو کہ باعث تقویت دل مجاہدوں اور سبب طمیان خاطر انکی پس اندوختگی  
ہوں بیت المال سے انعام دیا اسکے ساتھ یہ کہ رو بروے صحابہ اور بسبب خوشدلی جمیع اہل مدینہ کے یہ بات ہوئی



ہرگز محل طعن نہیں ہو سکتی اور یہاں ایک باریکی بھی ہو جاتا چاہیے کہ انعام و عطا اور بخشش و بذل کو اس بل پر  
کہ جس سے یہ نکلا ہو اور عل میں یا قیاس کرنا چاہیے کہ کس قدر ہو گا اگر کوئی لاکھ روپیوں سے ایک روپیہ کیوں  
مقابل سو ہزار کے اسراف نہیں کہہ سکتے کس واسطے نسبت ہزار کی لاکھ کے ساتھ اسی پر جیسے نسبت دس کی  
ہزار کے ساتھ اور تمام امور حسیہ اور عقلیہ میں رعایتیں نسبت کی بھی مقتضائے عقل و نیز حکم شرع کے ہیں مثلاً  
اگر کسی معجون میں دس جزو حار اور سو جزو بارود ہوں تو اسکو مفرط الحار ت ہرگز نہیں کہیں گے اور شرع میں بھی  
اگر کسی جگہ کا خرچ لاکھ روپیہ ہوں وہاں سے پچاس ہزار لے لین عین عدل و انصاف ہو اور اسکو قلیل  
و ظلم کہنا خلاف حکم شرع کے اور علی ہذا القیاس زکوۃ کے مقداروں اور مقداروں شرعیہ اور غنیمتوں کی  
تقسیمات اور فی میں رعایتیں نسبت کی ملحوظ ہیں اور اکثر یہ کہ بہت روپیہ نسبت اس روپیہ کے کہ اس سے بچے  
اور غلطہ کیا جائے حکم شے ناجیز اور چیز فی قیمت کا رکھتا ہے نسبت مبلغ قلیل کے پس اگر خرچ عثمان کی نسبت  
کہ جس قدر بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور بٹتا تھا ملاحظہ کریں ہرگز اسراف نہونگے ہاں اگر جدا جدا اون  
خرچوں کو دیکھیں اور مجموع مال کے طرف لحاظ کریں تو اس نسبت اس پر حکم اسراف کا ہو گا لیکن تمام کاموں  
عقلیہ اور حسیہ اور شرعیہ میں ملاحظہ نسبت کا کرنا اور اسکی کمی بیشی پر حکم کرنا مردود و مقبول نہیں پھر یہاں  
کیونکہ مقبول ہو گا اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن خالد بن سہ کو تین لاکھ درم انعام فرمائے یہ بھی غلط ہے تواریخ  
معتبر سے ثابت ہو کہ یہ روپیہ انگو بیت المال سے قرض دیا اور اس کے ذمے لکھا تا پھر لین چنانچہ خود عثمان نے  
اس امر کو جواب میں اہل مصر کے جس وقت میں کہ محاصرہ اس کا کیا تھا کہا ہے آخر عبداللہ ذکر کرنے وہ روپیہ بیت المال  
میں پونہ چار آؤریہ جو کہا ہے کہ حارث بن حکم کو مدینے کے بازار اور گنچ اور منڈیان دین کہ اس نے کہہ مکین انکی  
لین اور خور و مکین یہ بھی غلط ہے صحیح یوں ہو کہ حارث کو محتسبون کی طرح داروغہ بازار کا کیا تھا بازار کے  
خرچ سے خبردار رہے اور دغا اور چوری اور فریب و ظلم و تعدی نہونے دی اور پیمانوں اور وزن کی  
چیزوں اور باٹون کو ٹھیک و درپور کرتا رہے وہی عین روز اس خدمت میں قیام کیا تھا کہ شہر والوں  
نے اسکی شکایت کی اور کہا کہ تمام گھریاں خریکی اپنے اوتھوں کے لیے خرید لین اوروں کو نہیں خرچہ دین  
لوگوں کے اونٹ دینے سے رہ گئے عثمان نے اسی وقت موقوف کیا اور بہت گھر کا اور شہر والوں کی تسلی  
کی آئین کو نسا عیب عثمان پر عاید ہوتا ہو بلکہ عین انصاف ہو کہ ہر جز اس سے قربت قریب تھی شکایت  
سننے ہی موقوف کیا اور ابن ارقم و معقیب دوسے کی استغفا دینے کی وجہ میں بھی بناوٹ اور جھوٹ

داخل کیا ہر صبح یہ ہر کرد و نون بوڑھے ہو گئے تھے اور یہ خدمت محنت طلب تھی اسنے حق اس خدمت کا ادا نہیں ہو سکتا تھا سوا سوا ملے استعفا کیا اور عثمان نے انکے استعفا کے بعد یہ خطبہ پڑھا یا ایہنا الناس ان عبد الله بن اسحاق کم یزل علی خزائیکم منذ من آتی بکیر و محسن الی الیوم و انہ قد کبر و ضعف و قد وکینا عملہ من یک بن ثکابہ ترجمہ ام لوگو بیشک عبداللہ بن اسحاق ہمیشہ تمہارے خزانوں کی نگہبانی پر رہا ہو زمانہ آؤ بکیر و عمر سے آج تک اور بیشک وہ بوڑھا اور ضعیف ہوا اور تحقیق میں نے یہ خدمت اپنی زید بن ثابت کے سپرد کی اور جو کچھ عمارات و باغات اور مزارع کے عثمان کی ملک بست کی ہو کہ یہ سب کا رخانہ بیت المال سے تھا یہ بھی جھوٹ اور افترا ہو حقیقتہً اللہ یہ ہو کہ عثمان کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا تھا کہ کسی کو ان کے بعد یہ بات میری سنوئی کہ وجہ حلال اور کمال عزت کے ساتھ بے رنج و تردد اس قدر مال کمائے یہ سب خدا کی مرضیوں سے تھا بسبب خیرات مبرات کے کہ جس میں خرچ کرتے تھے اور مصداق اس قول کے ہوتے تھے نفعم المال الصالح للرجل الصالح یعنی کیا ہی اچھا ہو مال صالح واسطے مرد صالح کے خلافت سے پہلے بھی انکے کسب مال کی بہت راہیں تھیں اور قسم قسم کی تجارتوں میں تعین کرتے تھے بعد خلافت ایک و تدبیر انکے دل میں گذر کی جان میں پڑی زمین پالتے تھے سوا و عراق میں بھی اور سوا و حجاز میں بھی گاؤں بسا دیتے تھے اور ایک گروہ کو اپنے غلاموں و رمولی سے مع اسباب آلات کھیتی کے وہاں مقرر رکھتے تھے تو اس جگہ کو آباد کریں اور اسکے محصول سے قوت گزاری کریں و باغ اور درخت میوہ دار لگانے اور کنوئے کھودنے اور نہر بن جاری کرنے میں مشغول ہوں یہاں تک کہ زمین عرب کی جی بے رونق اور خشک تھی انکے زانچ شمالی نشان میں ماثر خداں اور کشمیر و کوکن کی جنگی تھی کہ ہر جگہ چشمے جاری تھے اور جلیلین روان و درخت میوہ دار طیار اور کھیتیاں قسم قسم کی موجود اور اس سبب کہ آبادی ہو گئی تھی اور غلام و رمالی انکے رہتے تھے جنگوں اور وادی اور پیشوں سے دہزنی اور عیاری اور چوری سے خوف ہو گئی تھی اور ضرر و نقصان و دزدوں کا مثل خیر اور جیتہ اور گینڈے کے یہ بھی ناپید سا ہو گیا تھا سافر دن کی ٹھہرنے کی جگہ جہاں گھاس دانہ سب لمبا نے اسکی صورت پیدا ہو گئی تھی مسافر فتح و باب و سوداگر امن و امان آتے جاتے تھے جہاں کی متاع نفیس اور تھے شہروں و مختلف ولایتوں کے آسانی کے ساتھ جہاں چاہتے تھے لیجاتے تھے ان دونوں باتوں سے یعنی امن و رفاہیت بھی حاصل تھی اور

[illegible]

تھوٹے بیٹے گزرے غرض کہ یہ گردہ اپنی برکاتی کے سببے جہاں کہیں لفظ عثمان کا اور دنیا مال کا بیدھڑک  
 اُترا اور اور مسلمانوں کو باقیمرید رسول اور اور ٹھکانوں متبرک کانتے ہیں سب کو تصرف بیت المال  
 اور تلف کرنے لوگوں کے حق پر اپنے ذہن میں لکھ لیتے ہیں کہ اس آئی کا کچھ علاج نہیں اور یہ ایسا جو جیسے  
 احمد شاہ بادشاہ کے وقت میں جبکہ نقیب بڑا تھا اورانی وہلی میں آئے اور مال و متاع لوگوں کا اپنے حق میں  
 لائے جب بازار میں آتے تھے اور سخی مسجد میں در عمارتیں نقش اور مد سے اور نگر خانے کے بادشاہوں اور  
 امیروں کے بنائے ہوئے تھے بے اختیار کلمے حسرت و افسوس کے انکی زبان سے نکلتے تھے اہل شہر نے جو اسکی  
 بات پوچھا تو کہا ہوا سب کی حسرت ہو کہ ہمارے شاہ کا مال کیسا خراب کیا جو کاش یہ مال اگر جمع ہوتا تو  
 شاہ کے کام میں نہ آتا طعن چہارم یہ کہ عثمان نے اپنی خلافت میں ایک جماعت صحابہ کو کام سے موقوف  
 کیا جیسے ابو موسیٰ اشعری کو بھروسے موقوف کیا اور بجائے اسکے عبداللہ بن مرثد کو مقرر کیا اور عمرو  
 بن عاص کو مصر سے اور بجائے اسکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بھیجا اور یہ شخص تھا کہ آنحضرت کے  
 زمانے میں مزد ہو گیا تھا اور پیش رو بن جا ملا تھا آنحضرت نے اسکا خون مباح کر دیا تھا فتح مکہ کے دن  
 حتیٰ کہ عثمان اسکو آپ کے حضور میں لائے اور بڑی کوشش سے اسکا گناہ بخشوایا اور بیعت اسلام کی کی  
 اور عمار بن یاسر کو کوفہ سے معزول کیا اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی کوفہ سے اور عبداللہ بن سعد کو کوفہ کے  
 قضا سے اور سوا اسکے وہاں کے بیت المال کے خزانہ دار کی بار و علی سے جواب اس طعن کا یہ کہ  
 موقوفی و محال کا رکھنا انکی خلیفاؤں اور اماموں کا کام ہو لازم نہیں ہو کہ لگے کارکن لوگوں کو بحال رکھیں  
 اور اگر نہ رکھیں تو حقیر و جاہلین ان یہ ضرور کہ کسی کارکن کو بیچہ موقوف نہیں کرنا چاہیے ان سب کی  
 موقوفی کی جیسے ہیں کہ تواریخ میں مفصل لکھی ہیں کہ بعد اطلاع ان وجہوں کی خوبی تدبیر عثمان کی معلوم  
 ہوتی ہو کہ فی الواقع ان لوگوں کی موقوفی اور اور لوگوں کی بحالی جنکا اوپر ذکر ہوا موجب نظام  
 ملک کا بھی ہوا اور سبب بہت سے فتوح کا خلافت کا زنگ در رہی ہو گیا اور لشکر و فوج اور ولایت  
 اور قلمیوں و قلمرو اور سلطنت نے ایک لبنائی چوڑائی پیدا کر لی کہ قیصر یون اور کسری کی اولاد نے کبھی  
 ایسی خواب میں بھی نہ کی تھی سلطنتیہ سے درنہاں عرص ولایت اسلام کا تھا اور اندس سے پنج و کا ملک  
 طول اسکا اتسوس لگرا اہل عثمان کے دس بارہ برس اور صبر کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تہمت ترک  
 جہنم میں اُن و غرض ان کے سب یا علی یا علی ہی کہنے لگتے اُن بد بختوں نے انسجھا کہ عثمان نے چند

بنی امیہ کو مسلط کیا ہو اور انکے ہاتھ سے کام لیا لیکن یہ تو آخر نام محمد ہی کا اور علی کا خراسان کو جو ہند  
 بن عامر بن کر نے فتح کیا کہ اب شہداد و سبزوار اور نیشاپور میں سولے لکھ حیدری کے سنے میں نہیں آتا  
 آخر جو کہ عثمانی و بنی امیہ ترک و چینی اور راجپوتانہ اور ہندوستان میں نہیں پونچھے اس ملک کے لوگوں کی  
 نہ محمد کو بچا نہ علی کو جانا سولے رام اور کرشن اور گنگا اور جمنا کے کوئی انکا یہ جو نہ مرشد ہو اور چینی خطا  
 و ترک میں اتنا بھی نہیں کہ ان بزرگوں کا کوئی نام بھی بچا نہ ہو اور تعظیم کرے اس مقام پر ناچار بطور تعظیم ان  
 کے جملا و تبیین موقوفی بحالی کی بیان کی جاتی ہیں اور ابن قتیبہ و ابن اعثم کوئی و سمساطی کو کہ عمدہ سورج شریف  
 کے ہیں اس افسانہ سرائی کا گواہ کیا جائے تا قابل اختیار کے ہو لیکن قصہ ابو موسیٰ کا اگر انکو موقوف نہ کرتے بڑا  
 فساد اٹھتا جسکا تذکرہ ممکن تھا اور کوفہ اور بصرہ سب پر ان ہو جاتا جو بے نفاق و اختلاف کے کہ دونوں  
 شہروں میں بڑا تھا تفصیل سکی یہ کہ زمان خلافت عمر بن خطاب میں ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کا تھا جو کہ  
 ملک فارس کی حدیں لگی ہوئی تھیں اور زمیندار وہاں کے بڑی شوکت والے ابو موسیٰ نے اس نظر سے درج  
 مدد کی کی مٹی خلیفہ کے حکم سے لشکر کوفہ کا اسکی مدد کو تعین ہوا قبل اس سے کہ لشکر کوفہ کا ابو موسیٰ کے پاس پہنچ  
 اٹار راہ سے انکو راہ مہرزی لڑائی کو کہ ایک شہر درمیان کوفہ اور اہواز کے ہو متعین فرمایا لشکر کوفہ کا افسر  
 متوجہ ہوا اور اچھی فتح کی شہر اپنے تصرف میں لائے اور لوٹا اور تلے کو بھی لیلیا بہت مال اور بہت قیدی عورت  
 اور بچے ہاتھ آئے جب یہ خبر ابو موسیٰ کو پہنچی چاہا کہ اس لوٹ سے فقط لشکر کوفہ کو خاص کرے و لشکر کوفہ کو بار بار  
 مشقت اس لڑائی کی اٹھائی تھی محروم پنچھوڑے اسوجہ سے کوفہ کے لشکر کو کہا کہ ان مکانوں کو جو تم نے لوٹا  
 میں نے تو انکو چھ مہینے کی امان دیکر حلت منظور کر لی تھی تو واجبی معاملہ اٹنے کر لوں اور جو قول کیا ہو وہ بھی  
 مٹوئے ملک و محض انکے ڈرنے کے واسطے متعین کیا تھا تم نے جلدی کی اور ان سے بھر پڑے کوفہ کے لشکر نے اس  
 انکا کیا اور کہا کہ قصہ امان کا محض فرما ہو اور باہم بہت رد و بدل ہوئی اور دونوں لشکروں میں جھگڑا قائم  
 ہو گیا آخر یہ حال خلیفہ کو لکھا خلیفہ نے فرمایا کہ جو لوگ صالح لشکر ابو موسیٰ کے ہیں اور جو صحابہ بزرگ وہاں میں ہیں  
 حذیفہ بن ایمان و زبیر بن عازبہ و عمر بن حصین اور انس بن مالک و زید بن عمرو انصاری اور شلال کے  
 جمیع اور تحقیق اس بات کی کریں اور ابو موسیٰ کو قسم دیں کہ اٹھ چھ مہینے کی امان دی تھی لکھیں انکے مطابق  
 ہم عمل کریں گے ابو موسیٰ نے ان سب سرداروں مذکور کے سامنے قسم کھائی حاکم خلیفہ کا پونچا کہ مال و قیدی اس  
 شہر کے پھر دیں و مدت مقرر کی ایک قرض نکرین یہ بات کوفہ کے لشکر والوں کو بہت گران گذری ابو موسیٰ

کی طرف سے اور ایک جماعت اوس لشکر سے خلیفہ کے حضور میں پہنچی اور ظاہر کیا کہ اگر امان دیتا تو خود  
بصرے کے لشکر کو معلوم شدہ و معروف تھا کہ اب تک کوئی بصرے کے لشکر والوں سے اس بات پر خبردار نہیں  
ابوموسیٰ نے جھوٹی قسم کھائی خلیفہ نے ابوموسیٰ کو اپنے پاس بلایا اور قسم کی رو سے پوچھا کہ اشد میں نے  
حق پر قسم کھائی ہو خلیفہ نے کہا پھر لشکر اونپر کیوں بھیجا کہ انھوں نے کیا جو کچھ کیا بالفرض اگر قسم میں جھوٹا  
نہیں ہوتا ہم ملک داری کی مصلحت میں ضرور خطا کار ہو اس وقت مجھ کو ایسا آدمی میسر نہیں ہوا کہ اس کام کے  
قابل تھا اور تیسری جگہ مقرر کروں جا پھر بصرے کی صوبہ داری پر اور وہاں کے لشکر کی سرداری پر قائم ہو  
مجھ کو اور تیسری قسم کو میں نے خدا کے حوالے کیا جب کوئی آدمی لائق اس کام کے مل جائیگا مجھ کو موقوف کروں گا  
اوس درمیان میں حضرت عمرؓ ابولولو کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور توبت خلافت عثمانؓ کی پہنچی بصرے کے  
لشکر والوں نے بھی دفر کے دفر شکایت کے کھولے کہ ہماری داد و دہش میں تنگی کرتا ہو اور کونے کے  
لشکر والے پہلے ہی سے دل برداشتہ تھے عثمانؓ نے جانا کہ اگر اب اوسکو خیر نہیں کرتا ہوں دونوں لشکر پر ہم  
ہو جائیں گے اور عمدہ کاموں میں دل نہ لگائیں گے دونوں ملک کے صوبوں کا حال خرابی کو پہنچے گا ناچار لشکر  
تغیر کیا اور عبداللہ بن عامرؓ کو مقرر کیا جو ان قریب سے تھا اور لوگوں میں اوسکو آنحضرتؐ کے حضور  
میں لائے تھے آپ نے اب وہیں مبارک کا اوسکے منہ میں ٹپکایا تھا اور نشان دہی بہ اور شرافت اور سرداری  
و ریاست کے اوسکی حرکتوں اور باتوں اور کاموں سے فوجوانی میں ظاہر ہوتے تھے اوسکی جگہ مقرر کیا جس  
نہایت انتظام و دونوں لشکر و انور و اسی ملک کا ہوا احمد بن ابی سیار تاریخ مرو میں روایت کرتا ہے کہ  
لَکِنَّا فَتَحَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَامِرٍ خُرَاسَانَ قَالَ لَا جَلَكَ شُكْرِي لِلَّهِ إِنَّ أَخْرَجَ مِنْ مَوْضِعِي هَذَا عُرْمًا فَخَرَجَ  
مِنْ نَيْسَابُورٍ ثُمَّ جَمَعَ بِنَحْمٍ كَيْفَ كَرِهَ خُرَاسَانَ كَمَا مِثْلُ اللَّهِ تَعَالَى كَالشُّكْرِ أَيْسَا كَرُوْكَ كَمَا كَرِهَ  
مَكَانَ مِنْ مَكَلُوْكَ اَحْرَامَ بَانَدَهْ هُوَ سُوْكَ اَلْاِنْشَاوَرِ سَعْدَ وَرَدَا سَعِيدًا بَنُ مَنْصُورٍ فِي سَنَةِ اَلْاَصْطَرْمِ  
اور ایسی ہی روایت کی جو سعید بن منصور نے بھی اپنی سنن میں لیکن عمرو بن عباسؓ کو بسبب شکایت اہل مصر کے موقوف کیا  
اور پہلے بھی عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں یہ بسبب بعض مکرر جو حضور خلافت میں موعظ ہوئے تھے موقوف ہو چکا  
تھا پھر بعد توبہ کے بحال کر دیا تھا بہر حال عثمانؓ کو ابوموسیٰ اور عمرو بن عباسؓ کے موقوف کونے پر مطعون کرنا  
شیعہ کو زیبا نہیں ہے کہ انکے نزدیک تو یہ دونوں جب قتل ہیں پھر انکا عزل کیوں نہ جائز ہوگا اور انکو تو انکے  
نزدیک اہلیت اسلام کی بھی پس باست اسلام کی کیسے ہو سکتی جو سب سے بعض مرفوعان اہل سنت کے اہل طعن کو شیعہ





زیر سرخ نقد جمع ہوئے تھے اور اسباب و پوشاک و زین و ہواشی و دیگر اقسام مال کا کچھ شمار تھا اور ان سب کا خمس حضور خلافت میں بھیجا اور مسلمانوں میں تقسیم ہوا اور چار خمس باقی کو اپنے لشکر میں بطور مشروع تقسیم کیا اور اُسکے لشکر میں بہت لوگ صحابہ اور اولاد صحابہ تھے سب اسکی عادت سے خوش تھے کسیکے سیکو اُسکے وصیوں سے انکار تھا انہیں میں سے عقبہ بن عامر حسنی اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد الرحمن بن عمرو بن عاص تھے کہ جب سنا و قتل عثمان کا وقوع میں آیا سب نے کناہ کیا اور کہیں کوئی شریک نہ ہوا اور کہہ دینے خدا سے عہد کیا ہو کہ بعد قتل کفار کے مسلمانوں سے نہیں لڑینگے اور آخر عمر گزشتے میں تیر کی لیکن عمار بن ابی اس کی نسبت موقوفی کی عثمان سے کرنا خلاف واقع ہی اُسکو عمر بن خطاب نے موقوف کیا کہ اُسکی شکایت بکثرت ہوئی اور اُسکے موقوفی کے عمر نے یہ کلمات فرمائے مَنْ يَغْزِي مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ فَلَا اِنْ اسْتَمَلْتُ عَلَيْهِمْ تَقِيًّا اسْتَضْعَفُوْهُ وَاِنْ اسْتَمَلْتُ قَرِيًّا فَجُودًا ترجمہ کون ہو کہ میرا مددگار ہو اہل کوفہ سے اگر ان پر عامل کرتا ہوں کوئی پرہیزگار اُسکو ضعیف سمجھتے ہیں اور اگر عامل کرتا ہوں زبردست اُسکو بدکار سمجھتے ہیں اور اُسکی جگہ بغیر بن شعبہ کو حاکم کیا جو عثمان کے عہد میں بھی شکایتیں اُٹکی ہوئیں اور رشوت کی تمت لگائی اگرچہ انفر تھا ناچار ریاس خاطر رعایا موقوف کیا اور حال ابن مسعود کا دوسری طعن میں معلوم ہوا جانیگا انشاء اللہ تعالیٰ کہ قریباً ہی ہو کہ کوفہ سے اُسکو مدینے میں بلانیکا کیا سبب تھا اور قطع نظر ان سب وجوہ مذکورہ سے مالک حکم کو موقوفی بجالی عاملوں کی پہنچتی ہی کچھ طعن کی جگہ نہیں ہو اُسکے سوا موقوف کرنا صحابی کا بے وجہ اور بے تعصیر اور شکایہ غیر صحابی کو مقرر کرنا بارہا حضرت امیر سے وقوع میں آیا از انجلہ عمر بن ابی سلمہ کہ ام المؤمنین ابی سلمہ کا بیٹا تھا اور ربیعہ حضرت کا تھا ربیب وہ جو اپنی ما کے ساتھ آئے حضرت امیر کی طرف سے بحر بن صوبہ دار تھا اُسکو جو جاوے تب تعصیر حضرت امیر نے تغیر کیا چنانچہ خود حضرت امیر نے غنائے میں جو اُسکو لکھا تھا لکھا ہوا یہ باب مطاعن میں ابوبکر صدیق کی بیخ ابلاغت سے نقل کیا گیا اور اُسکی جگہ عثمان بن عفان درنی کو کہ صحابی تھا اور عمر بن ابی سلمہ کے علم و عمل اور پرہیز گار و دینداری میں ایک حصے کو بھی نہیں پہنچتا تھا مقرر فرمایا اور قیس بن سعد بن عبادہ کو کہ نشان بردار حضرت پیغمبر کا تھا اور عہدہ صحابی اور صحابی زادہ حضرت امیر نے مصر سے موقوف کیا اور مالک شتر کو کہ نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ اُسکی جگہ مقرر فرمایا جس سے ایسے فتنے و فساد اُٹھے تھے کہ عثمان کو شہید کیا اور طلحہ اور زبیر کو ڈاکرا باعث یعنی کا ہوا تھا بطور یقین جانتے تھے کہ جب وہ مصر میں پہنچے گا ہرگز معاویہ سے سکوت نہ ہو گا ضرور مصر پر فوج آئے گی کام مشکل

ہو جائیگا ہاں بوجہ کے انکی جگہ مقرر کیا علی بن القیاس طعن بنی شیبہ عبد اللہ بن مسعود اور ابی کعب  
 انکا سالانہ عمر خطاب کے وقت سے مقرر تھا بند کیا ابو ذر کو مدینہ منورہ سے قصبہ زیدہ کو نکال دیا اور عبادہ  
 صامت کو بابت ایک لہر معروف کے معاویہ کے ساتھ کیا تھا غصہ کیا عبد الرحمن بن عوف کو منافق کہا اور  
 عمار بن یاسر کو اتنا مارا کہ فتق پیدا ہو گئی اور کعب بن عبدہ ہنزی کی اہانت کی اور ذلیل کیا حال آنکہ ایک  
 حق بات انکے منہ سے نکلی تھی اور یہ سب بڑے صحابہ کبار ہیں کہ جو اہانت انکی کرے اہل سنت کے نزدیک  
 بھی موجب طعن کا اسکی دیانت پر تشخص کیا جاتا ہے یعنی اہل سنت بھی انکی دینداری طعن کر گئے کہ ایسے  
 جلیل القدر صحابہ انکے ساتھ ایسا کیا اور جب دینداری اہل سنت کے نزدیک ست ہونگی امامت کی تو بھیج  
 ہوگی تفصیل ان قصوں کی یہ کہ ابو ذر غفاری شام میں تھا جب صدون کی زبانی اُسکے فعل ناشائستہ  
 عثمان پر کھل گئے عثمان کے عیب بر ملا کہنا شروع کیے اور انکے غلو پر انکار کیا معاویہ نے عثمان کو لکھا کہ  
 ابو ذر تنکو لوگوں کے نزدیک حقیر کرتا ہے اور تمھاری اطاعت سے انکو خارج کرتا ہے تو دارک سکا حلدی کرو  
 عثمان نے معاویہ کو لکھا اَشْتَعِدُ اِلٰی عَلٰی اَمْرٍ کَبٍ وَ عِیٍّ وَ سَلٰتِیْ عَنِیْ فِیْ مَرْمَرٍ رَوَانِہِ کُرُو اَسْکُو مِیْرَہِ  
 پاس تیز سواری پر اور تیز اٹکنے والے کے ساتھ معاویہ نے اسی طرح اُسے مدینہ کو روانہ کیا جب عثمان کے  
 پاس آئے عثمان نے اُسپر غصہ کیا کہ کیوں لوگوں کو تو ایسا مجھ پر دلیر و شوخ کرتا ہے اور میری طاعت سے الگ  
 ہوتا ہے تو بڑے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جب ولاد حکم بن ابی عاص کی تینس  
 آدمیوں کو بونچہ گی خد کے مال کو اپنی دولت قرار دینگے اور بندگان خدا کو غلام و کنیزک گنیں گے اور جب ایسا  
 کرینگے حق تعالیٰ انپر غضب فرماینگا اور انکی شر سے اپنے بندوں کو چھوڑاینگا عثمان نے صحابہ سے جو موجود تھے  
 پوچھا تم میں سے کسی نے یہ حدیث پیچھے سے سنی ہے سب نے کہا نہیں پھر حضرت علی کو بلا کے پوچھا انھوں نے کہا کہ  
 میں نے یہ حدیث تو زبان پیچھے سے نہیں سنی لیکن ایک اور حدیث سنی ہے مَا أَظَلَّتِ الْخُصْمَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ  
 الْغُبَرُ أَصَدَقَ لَفْجَةً مِنْ ابْنِ ذَرٍّ مَرْمَرٍ جِب سے کہ آسمان کا سایہ ہوا ہے اور زمین گرد آلود سرسبز  
 ابی ذر سے زیادہ ہمارا کوئی نہوگا بس عثمان غصہ ہوئے اور ابی ذر سے کہا کہ اس شہر سے نکلا ابی ذر زیدہ کو  
 چلا گیا اور آخر حیات تک بنی ہر عبادہ بن صامت بھی شام میں تھا معاویہ کے لشکر میں دیکھا کہ ایک قطار  
 اونٹوں کی چلی جاتی ہے اور اسپر شراب نشہ والی لدی ہے پوچھا کیا ہے کہا شراب ہے کہ معاویہ نے نیچے کو  
 بھیجی ہے عبادہ چھری لیکر اٹھا اور اسکی کچالین بھاڑ ڈالیں سب شراب بھگی تھیں اہل شام کو عثمان کی

بد عادتوں سے ڈرایا معاویہ نے یہ سب چرا عثمانؓ کو لکھا آورد درخواست کی کہ عبادہ کو اپنے پاس بلا لوار کے  
 ہونے سے ملک لشکر میں فساد پیدا ہوتا ہو عثمانؓ نے اسکو بلالیا اور غصہ کیا کہ تو کیوں میری اور معاویہ کی  
 بُرائی کرتا ہو حاکم کی اطاعت کو واجب بلین جانتا عبادہ نے کہا کہ میں نے پیغمبر سے سنا ہو کہ طاعة لخلق  
 فی مقصیہ الخلق یعنی طاعت مخلوق کی نہیں ہو خدا کی معصیت میں اور عبد اللہ بن مسعود  
 کو جب عہدہ قضا اور خزائن داری کو فہ سے موقوف کیا ولید بن عقبہ کو حاکم کیا ابن مسعود  
 اسکا جو ر و ظلم دیکھ کر غصہ ہوا اور لوگوں کے سامنے اس کے عیب بیان کرنے لگا لوگوں کو کوفہ میں  
 جمع کر کے بدعتیں عثمانؓ کی ان کے سامنے بیان کیں اور کہا ای لوگو اگر حکم خدا مانو گے اور اس کے  
 منع کیے ہوئے سے باز رہو گے خدا تعالیٰ تم پر غضب فرمائے گا اور بد و نکو تم پر غلبہ دے گا اور دعا تم پر  
 مقبول نہو گی اور جب خبر ابوذر کے نکال دینے کی اسکو پہنچی محفل عام میں خطبہ پڑھا اور یہیت  
 بطریق طعن عثمانؓ پر تلاوت کی ثُمَّ اَنْتُمْ هُمْ لَا تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُحَرِّجُوْنَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ  
 دِيَارِهِمْ ثُمَّ جَمَعَهُمْ سَبْعَ تَمْ وَهَرُوهُ هُوَ كَقَتْلِ كَرْتِهْ هُوَ اَبَ جِيسُونَ كُو اور نکالتے ہو کسی فرقے کو ان کے  
 گھروں سے ولید نے یہ قصہ بالکل عثمانؓ کو لکھا عثمانؓ نے اسکو کوفہ سے بلایا جب مسجد نبوی میں آیا  
 عثمانؓ نے اپنے غلام حبشی کو حکم دیا کہ اسکو مار اسنے مار کے اسکو مسجد سے نکال دیا اور قرآن اسکا لیکر چلا دیا  
 اور اس کے گھر کو اسکا قید خانہ اور چار برس تک سالیانہ اسکا بند رکھا یہاں تک کہ مر گیا اور اپنی نماز جنازہ  
 کی پڑھنے کو زبیر کے واسطے وصیت کی اور کہا کہ عثمانؓ میرے جنازے پر نماز پڑھیں عثمانؓ کو خبر ہوئی  
 اسکی بیار پرسی کو گئے اور کہا کہ اے ابن مسعود خدا کے واسطے میرے لیے خدا سے مغفرت مانگ ابن مسعود  
 کہا ہا خدا یا تو غفور و کریم ہی لیکن عثمانؓ سے درگدرست کر یو جب تک کہ میرا دل اس سے ٹپکے اور جب  
 صحابہ عثمانؓ سے آدرہ ہوئے اور عبد الرحمن بن عوف کو اس کے متولی ہونے پر عتاب کیا عبد الرحمن نام  
 ہوا اور کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ ایسا نکلیگا اب شکو اختیار ہو یہ بات عثمانؓ تک پہنچی کہا عبد الرحمن  
 منافق ہی اپنے کہنے کی کچھ پر وہ نہیں کہتا کہ کیا کتا ہوں عبد الرحمن نے سخت قسم کھائی کہ جب تک  
 زندہ ہوں عثمانؓ سے بات نہیں کروں گا اور اسی جذالی پر در اس پر اگر وہ یعنی عبد الرحمن منافق نہایت  
 اس کے عثمانؓ سے صحیح نہیں ہوئی اور اگر منافق نہ تھا بس عثمانؓ نے جو اس پر تہمت لگائی کی یہ فاسق  
 ہوئے اور فاسق قابل امت نہیں ہوا وہ قصہ نے علانیہ یا سر کا یہ کہ قریب چار سو آدمی اصحاب رسول سے

جمع تھے اور عثمان کی برائیوں کا ایک نام لکھا اور عمار بن یاسر نے کہا یہ نام عثمان کو پہنچا دے شاید ہوشیار  
 ہو جائے اور امور شیعہ سے باز آئے اور اس نام میں یہ بھی لکھا تھا کہ تم بدعتوں سے باز آؤ گے تمکو موتوں  
 کروینگے تمھاری جگہ اور مقرر کرینگے عثمان نے جب یہ نام پڑھا تو عین پر ڈال دیا عمار نے کہا اس نام کو حقیر  
 مت جان سلیم کہ صاحب رسول نے لکھا ہے اور تمھارے پاس میرا جو قسم ہو خدا کی کہ میں تمھاری نصیحت و  
 خیر خواہی کو آیا ہوں اور تمھارے حال سے ڈرتا ہوں عثمان نے کہا کذب بت یعنی جھوٹ کہا تو نے ابن سمیہ  
 اور لینے غلاموں سے کہا مارو بس اس قدر مارا کہ زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا پھر عثمان خود اٹھے اور اسکے  
 پیٹ اور ذکر وغیرہ پر لائیں اور اس کی ہڈیوں کو شکو فوق پیدا ہو گئی اور چار وقت تک نماز کا ہوش نہ ہوا جب پیش  
 ہوا تو قضا کین پہلے جسے قبائلی فتق کے لیے پہنا وہ تھا تو گونے شورش کی اور کہا کہ اگر عمار اس فتق سے  
 مر گیا تو ہم اسکے عوض میں ایک جہاد عظیم بنی امیہ کی مار ڈالیں گے اس وقت سے عمار اپنے گھر بیٹھ رہا تھا کہ  
 کہ حضرت امیر خلیفہ ہوئے اور قسٹ کعب بن عبدہ بنی کایہ کہ اہل کوفہ سے ایک گروہ نے جمع ہو کے نام لکھا  
 عثمان کو اور برائیاں اور بدعتیں لکھی اس نام میں لکھیں کہ گنتی گنائی اور لکھا کہ اگر ایسی بدعتوں سے  
 باز آؤ گے بہتر ہوئیگی تمھاری طاعت سے ہم نکلے جاتے ہیں خبر شرط ہو اور قافلے کے ایک شخص کو دیا اور  
 کعب بن عبدہ نے الگ نام لکھا کہ اس نام میں اور بہت سختی و درشتی کے کلام درج تھے اسے قاصد کو دیا عثمان  
 اس خط کو پڑھ کر بہت غصے ہوئے ابوسعید بن ابی ماص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفہ سے نکال دے کہ وہ ہستان  
 چلا جائے اور کعب کو گھوڑے گئے اور اسکو نہنگا کیا اور بنی کوفہ سے مار کے پھر کوفہ ہستان کی طرف نکال دیا اور کعب  
 سعید بن ابی ماص اپنے غصے کی اہانت کی اور بہت حرمت کی اسکا کہ یہ کہ کعب سعید صوبہ دیکھنے کا ہو مسجد  
 میں آیا سب لوگ جمع ہوئے ذکر کوفہ اور اسکے میدان کی خوبی کا ہوتے لگا عبدالرحمن بن سعید کے سعید کا  
 کو تو ال اور پیادہ رکھ کر سادہ دار تھا کہا کیا اچھا ہو جو بالکل سواد کوفہ کا حضرت امیر کی جاگیر میں ڈھونڈی  
 نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہو خدا نے تعالیٰ نے اس ملک کو جاری و وارثان سے فتح کر لیا ہے اور ہر ملک کی ہر چیز  
 نے کہا چپ کر ڈھونڈیں ہم تمام سواد کو ضبط کر لیں آشر اس سے سخت و ترش ہوا تمام کوفہ والوں نے آشر  
 کی حمایت کے واسطے اور اپنی زمینوں کے پاس سے عبدالرحمن پر طوبہ کیا اور اتنا مارا کہ ہلو کے بل گر پڑا  
 سعید نے یہ ماجرا عثمان کو لکھا عثمان نے اسکو لکھا کہ آشر کو مع ان لوگوں کے جنھوں نے اعانت کی ہر کوفہ  
 شام کی طرف نکال دے کہ وہ شام کو چلے گئے اور قتل عثمان تک نہیں ہے آخر سعید بن عمار نے اسکو جان

بند و بست کوئے کا اُس سے ہنسکا لوگوں نے اُس پر بلوہ کر کے خرچ کیا اسوقت میں سب کوئے کے سرداروں نے  
 اشتراک لکھا کہ تیرے بھائی سب ایک تو ایک قسم ہوئے ہیں اور سعید کو نکال دیا اور عثمان پر ارادہ خرچ کر لیا  
 رکھتے ہیں تو اسوقت کو غنیمت جان اور ہمارے پاس پہنچ کر اکٹھے ہو کے اس ہم کو پیش کرین شتر پڑی جلدی  
 کوئے میں پہنچا ثابت بن قیس کو کہ کو تو الیٰ شہر کا تھا مار کے نکال دیا اشتراک کوئے کے سب لشکر نے اکٹھا  
 ہو کے قسم کھائی کہ اب عثمان کے عاملوں کو کوئے میں مت آنے دو آخر عثمان نے ہمارا ہر اکئی فرایض کے  
 صوبہ داری کوئے پر بھیجا اول جواب جمال اس طعن کا یہ کہ یہ شخص جو مذکور ہوئے اکثر توشیعہ کے نزدیک  
 واجب القتل تھے اور انکی کچھ حرمت تھی اس واسطے کہ نص پیغمبر کو چھپاتے تھے اور اوطالوں کی مدد سے حق  
 اہل بیت کا تلف کیا اور شہادت حق سے ساکت ہوئے بس جو کچھ حضرت امیر کو انکے حق میں کرنا چاہیے تھا انکو  
 عثمان بجالائے پھر طعن کا کیا موقع ہوا اور ابو ذر اور عمار ہر چند بظاہر شیعہ کے نزدیک یاس گروہ سے الگ تھے  
 نہ قابل اہانت اور نکال دینے کے لیکن حکم اللہ فیہ دینی و دینی ابائی تعینی تھی میرا دین ہوا میرے باب  
 داویکا ہو تھی جو انکے ذمے واجب تھا اسکو چھوڑ دیا اور ترک واجب کا کیا حضرت امیر کی پیروی کی کہ برعایت  
 تھی کہ یہ سب امور عثمان کے گوارا کر کے سکوت کیے ہوئے تھے اور ان دونوں کی بیوفائی بھی ثابت ہوئی کہ انہی  
 نفسانیت سے انکار اور مقابلہ عثمان کو مستعد ہوئے اور اہانت اور نکالاجانا اور مار اور تھپڑ ان کے ہاتھ سے  
 قبول کیے جسوقت کہ فصل امت کا ابو بکر نے اٹھا کر کیا جس سے حضرت امیر کے واجبی حق میں نقصان و ردین  
 پیغمبر میں خلل پڑتا تھا روئی منہ پرچس کے پیچھے رہے اچھا ہوا اپنی سزا کو بونچے اس مقدمے میں ہرگز  
 موقع طعن کا عثمان پر نہیں ہوا اس واسطے کہ عثمان نے انکو تادیب و تعزیر اس بات پر کی کہ انھوں نے تھی کیا  
 اور ہر اختیار کیا اپنی ظاہر و پناہ و وسر جواب خلافت و امامت ایسا امر نہیں ہو کہ اُس عظیم کی تو حیات  
 کیجیائے اور ایسی حرمتوں کی رعایتیں کیجائیں اور اسکو سہل جانا جائے حضرت امیر نے کچھ پاس حرم رسول اور  
 ام المؤمنین کا نفرمایا اور طلحہ و زبیر کو کہ پیغمبر کے حواریوں سے تھے اور قدیم الاسلام خصوصاً زبیر بھی زاد  
 بھائی قتل کیا اور خلافت کو بچایا اس واسطے کہ قطعاً معلوم ہو کہ طلحہ اور زبیر و عائشہ خواہان حضرت امیر کی  
 جان تھے عثمان کے قاتلوں کو جاہتے تھے اور الگ ہو جانا اتنی بہت فوج کا لشکر سے سلطنت اور خلافت میں  
 خلل ڈالتا تھا اور حکم مست ہوا جانا تھا اسی سبب سے مقابلہ فرمایا اور ہرگز لحاظ قربت کو نہ سہا  
 اور بی بی ہونے اور محبت رسول کا کھیا اور ابو موسیٰ اشعری جو اہل کو ذکر وفات حضرت امیر سے منع کرتا تھا

سیاست کی اور اسکا گھر ملا دنیا اور لوٹ لینا اس کے اسباب کا یہ مالک خسر کے ہاتھ سے ہوا اور حضرت امیر نے  
 اسکو جائز کیا سوقت تو بیخ و بن طرف کی موجود ہو کہ سر و اسمن فرق نہیں ٹھیکہ گاہیں علوم ہوا کہ مصلحت جان  
 کی سب مصلحتوں سے عہد ہو اگر مصلحتیں جزئیہ اس کے مقابلے میں فوت ہوں وہ کچھ چیز نہیں اگر عثمان نے بھی چند  
 آدمیوں کے کہ صحابہ رسول سے تھے امانت کی اور ڈرڈیا کیا ڈر کہ قتل سے بہت گھٹکے ہو اور ام المؤمنین کی بھتیج  
 جل جو کچھ امانت ہوئی تاریخ جاننے والوں پر بھی نہیں ہو سب وہ کہ مذاق شیعہ پر تقریر کی جائے اور اہل سنت کے  
 جو اس طعن کے جواب میں اپنی صحیح روایتوں سے تنقیح کی وہ دوسرے جواب ہو کہ عثمان کو حضرت پیغمبر نے بار بار  
 لوگوں کے سامنے اور نہما تنقید سے فرمایا تھا کہ تجھ کو خدا سے تعالیٰ کسی وقت میں خلعت خلافت کا پہنا بیگا اگر  
 منافق چاہیں کہ تجھے جھگڑا کریں تو ہرگز جھگڑا کرنا اور صبر کرنا چنانچہ صحابہ میں اہل سنت کے موجود ہو کہ ایک روز  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں میں ذکر فتنے کا فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ فتنہ بہت قریب ہی جب  
 اس بات سے لوگوں کو پریشان پایا فرمایا کہ یہ مرد اور اشارت عثمان کی طرف کی اسدن راہ راست پر ہو گا  
 کہ اس فتنے کو بہت سے صحابہ نے روایت کیا ہو اور اسی فتنے کے ذکر میں دوسری جگہ فرمایا کہ اس فتنے میں جو  
 بیٹھا رہیگا کھڑے ہونے والے سے اچھا ہو گا اور کھڑا ہونے والا اچھا ہو چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے  
 سے اور یہ بھی ہو گا کہ اپنے مرض موت میں ایک دن فرمایا کہ لَیْسَ عِنْدَی سَرَجَلًا اَکْبَرُ مِنْ رُجْمَةِ اَفْسُوسٍ میرے  
 پاس کوئی آدمی ہو تا جس سے باتیں کرنا جب اہل بیت نے عرض کی کہ آپ کی موانست کے واسطے ابوبکر و عمر کو بلائیں  
 فرمایا نہیں پھر کہا عثمان کو بلائیں فرمایا مان جب عثمان آئے اُن سے سرگوشی کے ساتھ دیر تک کچھ فرماتے رہے  
 کہ چہرہ عثمان کا متغیر ہو جاتا تھا اور بے اختیار با واز بلند زبان سے نکلتا تھا اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ اَللّٰهُ  
 الْمُسْتَعَانُ یعنی خدا سے مدد چاہیے اس حدیث کو بھی چند لوگوں نے ازواج مطہرات اور گھر کے خادموں سے  
 ذکر کیا ہے جو اسوقت حاضر تھے اور ابوموسیٰ سے فرمایا کہ عثمان کو خوشخبری برشت کی سنا اور کہ کہ تجھے  
 بلوہ عام ہو گا حاصل کلام اس واقعے خاص میں قطعی نصین اور تاکید و صیتیں عثمان کے پاس کئی ہوئی  
 اور موجود تھیں کہ عثمان اُن وصیتوں پر مضبوط رہے جب دیکھا کہ بعض اصحاب بھی اُن منافقوں کے  
 ساتھ کمال لینے اور اُنار لینے خلعت خلافت میں شریک ہیں اور انکی آوازیں آواز ملائے ہوئے حتیٰ کہ اسکا  
 جاہا کہ فتنہ و بجائے اُن صحابہ کو کچھ کچھ چشم نمائی کی تا انکی شرکت سے یہ فتنہ زور نہ پکڑے اور منافقوں پر  
 واپس ہوں کو ان کے رفیق ہونے سے مدد نہ لے اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ گناہ سے معصوم نہیں ہیں

یہ انبیاء کا خاصہ ہوا اس واسطے حضرت امیر المومنین نے بعض صحابہ پر حد جاری کی اور خود حضرت پیغمبر کے مسلح کو  
 کہ اہل بدر سے تھا اور عسان بن ثابت پر حد و شام جاری فرمائی تھی اور کعب بن مالک اور عمر فاروق بن  
 بزیع اور جلال بن امیہ کو کہ ان میں سے دو آدمی جنگ بدر میں حاضر تھے اس میں کہ نبوک کی لڑائی  
 میں انھوں نے مخالفت کیا تھا پچاس دن تک سامنے نہیں آئے دیا اور مغضوب فرمایا اور اعراسلمی کو  
 سنگسار کیا اور بہتوں کو تعزیر اور حد شرابخواری کی فرمائی جو تعزیر پر کسیکے موافق اسکے مرتبے اور منصب کے  
 ہوتی ہو عثمان نے بھی ان چند آدمیوں کو موافق انکے حال کے چشمہ نائی فرمائی تو منافقوں اور وامیہوں  
 کی سی کہانی نہ کہیں اور بلو سے بین شریک ہنوں خدا کا شکر کہ ایسا ہی ہوا اور صحابہ کرام سے کوئی شخص  
 قتل عثمان میں آلودہ نہوا خاص منافقوں بدکار اور وامیہوں نے یہ حرکت کی انوقت میں عثمان  
 نے ہرگز دفع اسکا نکلیا اور اپنے قتل پر راضی ہو گئے اس واسطے کہ زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے جان لیا تھا کہ تقدیر الہی یوں ہی ہو اور بڑا صبر کیا اس واسطے بعد گوشتال کے ان لوگوں سے ہزار کیا  
 اور راضی کیا اور حال عثمان کا اس مرتبہ بھی اہل سنت کے نزدیک مثل حال حضرت امیر کے جو مقدمہ  
 کہ ان کو بختاب پیغمبر نے وصیت فرمائی تھی یا عَلِيٍّ لَا يَجْمَعُ كَلَامُهُ عَلَيْكَ بَعْدِي وَاِنَّكَ تَخَالِفُنِي  
 اَلَا كَيْفَ تَنْتَفِيزُ وَالْقَاطِطِينَ وَالْمَكْرِبِينَ ترجمہ اے علی میرے بعد امت میری ریاست پر جمع نہو گی اور تو  
 ضرور لڑیگا بدر بعد ولان اور بے الصافوں سے اور جو دین سے خارج ہونگے جسوقت کہ حضرت امیر نے  
 تحت خلافت شہدہ پیغمبر کو زہر سے زہنت بخشی اپنے مقدور بھر فتنہ دبانے اور مخالفوں کے دفع کرنے میں  
 کہ ظلم اور زیر اور ام المومنین عایشہ صدیقہ و یعلیٰ بن امیہ اور ابو موسیٰ اشعری اور اور صحابہ کرام تھے  
 کو شخص دوسری فرمائی اور قتل و قتال و جنگ لڑائی سے کچھ خوف نکلیا اور ڈرے نہیں جو تقدیر نے  
 مدد کی کوئی صورت انتظام خلافت کی نہ بین پڑی پس جس صورت میں کہ حکم صریح آنحضرت کا اس  
 مقدمے میں ان دونوں بزرگوں کے واسطے تھا پھر ادب صحبت رسول اور قربت کا لحاظ اور آپ کے  
 حکم کو قوت دینا اسکی کیا گنجائش مثل مشہور کلامنا فَوَقَّيْكَ دَبَّابٍ یہ جواب نالی ہمارے تو دونوں میں  
 ہم سب کے جواب فیصلی ان قصوں کے سنا چاہیے جانتا چاہیے کہ یہ قصے جس طور پر کہ اس میں منقول ہوئے  
 جو سب فتنہ اور مکے شیعہ کے نکالے ہوئے ہیں متبر تواریخوں میں کچھ وجوہ کا نہیں جواب متبر تاریخوں میں  
 جو کچھ ہو اسکو سنو خود بخود جواب حاصل ہو جائیگا چنانچہ قصہ ابوذر کے نکال دینے کا موافق رسول اہل سے



اور اور معتبر لوگوں اور انکی تابعدار کی اس طور پر ہو کہ ابو ذر اپنے اصل طرح میں سختی اور زبان درازی و سبائی بہت رکھتا تھا یعنی سرشت و جبلت انکی یوں ہی تھی جناب پیغمبر کے سامنے بعض فہم شکاروں نے آنجناب سے کہ ہلال تھے اور بزرگی پر انکے سبیل پر عام جمع و متفق ہیں ویسے بڑگیا تھا اور انکی ماکا ذکر کیا بلکہ آنحضرت نے اپنی بڑائی پر بہت جھڑکا تھا اور کہا آجیو تہ یا عصبہ اِنَّکَ اَمْرٌ فَرِیْدٌ جَاہِلِیَّةٍ مَرَّجَمَہُ عَادِلًا ہُوَ اُنْکُوہَا سے اور آپ نے تو تورو ہو اور تجھ میں عادت جاہلیت کی ہو اور جب شکر شام میں اُسکو اتفاق ٹھہریکا پڑا اور عبد عثمان غنی و ثروت اور پڑے سال بل اسلام کے ہاتھ آئے تھے ہر ایک مہاجر و انصاری سے لکھتی ہو گئے تھے ابو ذر نے زبان طعن کی سبب داروں کے حق میں بڑھائی اصل معاویہ سے گفتگو کی اور اس آیت کو دستاویز بنایا اَلَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ الذِّہْبَ وَالْفِضَّةَ وَکَا یَقْفُوْنَ نَهَاۤی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ جو لوگ کہ سونے چاندی کی کو خزانہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے خوشخبری سے انکو بڑے دکھ والے عذاب کی اور کل مال خرچ کر دینے کو فرض ٹھہرایا ہر چند معاویہ اور اور صحابہ نے سمجھا یا کہ خرچ کرنے سے مراد بقدر زکوٰۃ کے ہونہ کل مال اور اس بات پر گواہ آیت میراث و فرائض کی ہو اس واسطے اگر کل مال خرچ کر دینا واجب ہوتا تو تقسیم ترکہ کی کوئی وجہ نہیں ہو مگر اس کے جواعتقاد میں جماعت اسی پر اصرار کرتا تھا اور سختی و درشتی ہر کسی سے شروع کی لشکر والے انکو مخالف جمہور کا جانکر اور ٹھیکو سے بناتے تھے جہاں جاتا تھا وہ گروہ اور اور گروہ غول کے غول و مرد و عورت سے گھیر لیتے تھے اور باواز بلند آیت مذکور پڑھتے تھے تو جنوں میں آجائے اور اڑے جب یہ حالت کہ جس سے اسکو مسخروہ بنانا اور طنز کرنا معلوم ہوتا تھا اس نوبت کو پہنچی کہ مناسب انکی شان و مرتبہ کے تھی معاویہ نے یہ ماجرا عثمان کو لکھا عثمان نے فرمایا کہ اسے بیٹے کو رخصت کر دو عزت و حرمت کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوانا جیسے کہ اوپر کہا ہو کہ سواری تیز رو اور تیز ہانکنے والے کے ساتھ روانہ کیا ہو جب مدینہ میں پہنچا لوگوں نے اسکا قصہ شام کے لوگوں سے سنا تھا یہاں بھی جو ان خوش طبع اور لڑکے دل لگی دوست اس کے پیچھے بڑگئے اور اسکو اسی آیت کریمہ اور معنی پوچھنے پر کہہ دیا تو اسکو مجلس کی نقل بنائیں اسی و میان میں عبد الرحمن بن عوف نے کہ قطعی ہشتی ہیں اور وہ دس لڑے جو قطعی ہشتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی دینا سے کچھ کیا اور بہت مال چھوڑا اس حد کہ بعد لدا کو نے جملہ قرعہ و دو مستین جاری کرنے کے جب ترکہ انکی تقسیم کیا اسکا آٹھواں حصہ چار عورتوں کو پہنچا اور ان چاروں سے ایک عورت کو اتنی ہزار درہم عینا و حصہ ملا حال آنکہ وہ کو مرض موت میں طلاق دیدی تھی اس واسطے پورا حصہ نہیں دیا تھا اتنی ہزار درہم پر صلح کر لی تھی

ابو ذر سے حال اسکا انھیں طے ہوئے باز لوگوں نے پوچھا اُسکے دل میں تو اس امر کا تشدد تھا ہوا تھا بشارت  
پیغمبر سے غافل ہو کر جو عبدالرحمن بن عوف کے حق میں تھی اُس پر حکم نہ دی ہو نیکار لگایا کہ یہ بات صریح خلاف نص  
پیغمبر کے تھی کتب جبار کہ ایک حلا سے اہل کتاب سے تھا اور پھر خطاب کے عہد میں مسلمان ہوا تھا اُس نے کہا کہ اے  
ابو ذر بالاتفاق ملت حنیفیہ سب ملتوں میں سہل تر اور وسیع تر ہے جب خرچ کرنا کل مال کا ملت یہودیوں میں سب  
ملتوں سے تنگ تر اور سخت تر ہے واجب نہیں دولت حنیفیہ میں کس طرح واجب ہو گا سمجھ کے بات کھار ابو ذر  
مزاج میں تو تیزی تھی ہنہ ہو کر کہا ہے یہودی تنگدلیوں سے کیا کام اور لاٹھی کہنے کے مارنے کو اٹھائی کتب  
بھگا کا یہ اُسکے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ جہاں عثمان بیٹھے تھے وہاں پہنچے کتب نے عثمان کے پیچھے پناہ لی یہ  
دیوانوں کی طرح کچھ نہ ڈر لاٹھی کتب پر چلائی کہتے ہیں کہ ضرب اسکی عثمان کے پاؤں پر بھی پہنچی جب عثمان نے  
یہ حالت دیکھی اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ کتب کو بچاؤ کہ ابو ذر نہایت بدحواس و بخود جزایا سن کر اُسکو مارے  
اور اُسکے قتل کا سبب ہو جائے غلاموں نے اُسکو رساں سے اٹھا کے اُسکے گھر پہنچا دیا بعد ہوس ہونے  
اس حال کے ابو ذر عثمان کے پاس آیا اور کہا کہ میرا بھی مذہب ہے کہ کل مال خرچ کرنا واجب جانتا ہوں شام کے  
لوگ اور اب مدینے کے مجھ کو گھیر لیتے ہیں اور مجھ کو دیوانہ اور مسخہ بنا نا چاہتے ہیں میرے حق میں کیا صلح ہو  
عثمان نے کہا بیشک ایسا ہی ہو کہ لوگ مجھ کو مسخہ بنا لیتے ہیں اگر تیرے دل میں آئے تو لوگوں کے معمول سے کنار  
کر اور مدینے کے قصوبوں سے کسی قصے کو چلا جاؤ ان رہ ابو ذر اس وقت سے قصہ زبدہ کو کہ مدینے سے تین  
منزل پر پہنچا گیا اور وہاں رہنے لگا کبھی کبھی واسطے زیارت مسجد نبوی اور ملاقات عثمان کی آتا تھا اس  
حال میں شکایت عثمان کی کسی نے نہیں لکھا کہ اُس نے کی ہو بلکہ نہایت اطاعت و تاجداری کرتا تھا اور ایک  
دلیل ظاہر اس پر ہے کہ سب مورخین نے لکھا ہے کہ جب قصہ زبدہ میں پہنچا وہاں کا عامل ایک غلام عثمان کا تھا  
کہ باپچون وقت کی ناز جامع مسجد میں پڑھتا تھا اُس نے ابو ذر کو آگے کیا اور خود امامت مکی اور مکہ کو تو مجھے  
افضل ہو مجھ کو امام ہونا چاہیے ابو ذر نے کہا تو عثمان کا نائب ہو اور عثمان مجھے بہتر اور نائب شخص کا گویا وہی  
شخص ہو لازم یہی ہو کہ تو امام ہو آخر اُس غلام کو امام کیا اور اُسکے پیچھے ناز پڑھی یہ قصہ ابو ذر کا ہے جو لکھا گیا  
مگر فریضہ بعض دعدا سے قصوب کو بدل ڈالتے ہیں در ایک قصے کو دوسرے قصے کی دُم سے باندھ دیتے ہیں  
اور اُس سے ایک صورت خیالی اور ایک موہوم جب حق ثابت ہوتا وہ اپنے قول میں خلل پڑتا دیکھتے ہیں  
اپنے لیے گڑھ لیتے ہیں اسی کی پوجا کیے جاتے ہیں اَلْعَبْدُ ذُو مَائِیْتِیْ حَتَّوْا اِیْمَاسِیْ کو پوجتے ہو جسکو



کیا جو وہ بھی غلط اور اخراج صحیح کتابوں میں سکا کچھ نشان نہیں پڑتا ہی صحیح جو کعب عثمان نے قنوت  
 قرآن میں لوگوں کا اختلاف از حد دیکھا کہ جو حفظ نازل نہیں ہوئی ہیں وہ پڑھتے ہیں اور اختلاف قرآن میں  
 ہمارے ڈھونڈتے ہیں حذیفہ بن الیمان اور بڑے بڑے صحابہ کہ حضرت امیر بھی انہیں تھے انکے مشوک سے  
 چاہا کہ سامنے گروہ عرب عجم کے ایک قرآن پڑھ جائیں انہیں خلافت نکلیں اور اس راوے کو ظہور میں لائیں  
 اور عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب کا انھوں نے بعض قراتیں شاذ اپنے مصحفوں میں آپ لکھی تھیں چنانچہ  
 بعض عبارتیں معاؤن قنوت کی تھیں اور بعض عبارتیں تفسیروں کی کہ جناب پیغمبر نے تلاوت قرآن کے  
 وقت میں معافی انکے فرمائے تھے اپنے مصحفوں کے موقوف کرنے سے انکار کیا اور انکے مصحف باقی رکھنے میں  
 فتنہ غیورین میں پیدا ہوا تھا کہ خاص نفس قرآن میں اختلاف واقع تھا اور رفتہ رفتہ بہت بڑا بیان پیدا  
 کرتا آیت اللہ اسنے قرآن لینے کے معاملے میں خصوصاً ابن مسعود کے ساتھ عثمان کے غلاموں نے سختی کی کہ انکو  
 حضرت صدیق بھی پڑھنا کہ عثمان نے انکو حکم اس امر کا نہیں کیا تھا اور ابی بن کعب نے اپنا مصحف بے مزاحمت حوالے کیا  
 اس سے کچھ پر خاش نہیں ہوئی نہ کدورت رہی اسکے ساتھ بھی جہان بیک ہو سکا عثمان نے انکی رضا جوئی  
 اور عذر کیے اگر ابن مسعود قبول نہ کرے ملامت ابن مسعود پڑو گی نہ عثمان پر اور جب ابن مسعود بیمار ہوا عثمان  
 اسکے گھر گئے اور اس سے معافی چاہی اور جو اسکو دیا جاتا تھا وہ بھی لے گئے ابن مسعود نے کہا میں نہیں لوں گا  
 جب میں محتاج تھا تب نہ آیا اب تو میں جہان سے بے پروا ہوا اور سفر آخرت پر طیارا ب دیتے ہو عثمان نے  
 کہا اپنی لو کیوں کو دیر سے ابن مسعود نے کہا کہ میں نے اپنی لو کیوں سے کہہ دیا کہ ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کرو  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے جو کوئی سورہ واقعہ ہر رات پڑھ لے گا فاقہ میں مبتلا نہ ہو گا عثمان  
 اچھے کے پاس ام حبیبہ زوجہ مسطرہ حضرت رسول کے گئے اننے استدعا کی کہ عبداللہ ابن مسعود کو مجھے راضی کر دو  
 ام حبیبہ نے بہت دندہ کھلا بھیجا پھر عثمان ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے عبداللہ حضرت یوسف پیغمبر کی  
 طرح اپنے بھائیوں سے تو بھی کیوں نہیں کہتا لا تتریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و هو ارحم الراحمین  
 ترجمہ اب کچھ ملامت تم پر نہیں صاف نہ کرے تمکو اللہ اور وہ بڑا رحم کرنے والا سب تم کرنے والوں میں ابن مسعود  
 نے سکوت کیا جواب نہ دیا بس عثمان کی طرف سے معافی چاہنے اور رضا جوئی میں کچھ قصور نہوا نہایت درجہ  
 اس مقدمے میں کوشش کی اور بری الذمہ ہوئے اور یہ فعل ابن مسعود کا عثمان کے ساتھ قسم فکر و نجوم سے  
 تھا جسے کہ اپنے بھائیوں اور برابر والوں میں جو تائید تھی کہ عثمان کے خلاف کا انکار ہوا انہی عدلیات کا منتظر



کی ہو عن زید المذکور قال قد جاء رجل الى علي بن ابي طالب رضي الله عنه فساله  
عن الوضوء فقال ابدء باليمين او الشمال فاطرة على به ثم دعا بيمينه فبدء بالشمال  
قبل اليمين ترجمہ روایت ہو زیادہ مذکور سے کہا ایک آدمی پاس علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آیا اس سے  
وضو کے معاملے میں پوچھا اور کہا سیدے ہاتھ سے شروع کروں یا اٹلے سے اسی حال میں کوز کی آواز کی پھر  
سنگا یا اس سے پانی بس شروع کیا اٹلے ہاتھ سے قبل سیدے ہاتھ کے اور قصہ عمار کا جیسا نقل کیا ہو وہ بھی  
صحیح نہیں ہو بلکہ اس کے قصہ کی صورت موافق صحیح روایتوں اہل سنت کے یہ ہو کہ ایک دن عمار و سعد بن ابی وقاص  
مسجد میں آئے اور ایک آدمی کو عثمان کے پاس بھیجا کہ ہم مسجد میں آئے ہیں تم کو چاہیے کہ حاضر ہو تو  
تھے بعض امور جو صادر ہوئے ہیں جبکہ عام لوگ شکایت کرتے ہیں جدا کر دین عثمان نے زبانی غلام کے کہنا چاہا  
کہ مجھ کو آج کے دن بہت کام ہیں اس وقت لوٹ جاؤ فلان دن کا تھے وعدہ کرتا ہوں اس دن آئیو چو چا ہو سو کنا  
سعد اٹھ گئے مگر ماسے پھر کیونکہ بھیجا کہ آج ہی آنا چاہیے عثمان نے عذر کیا عمار نے پھر آدمی بھیجا پھر عثمان نے  
عذر کیا پھر عثمان کے غلاموں نے عمار کو مار کے مسجد سے نکھینچا اور باہر نکال دیا اور کہا کہ حد شرعی تین دفعہ ہو تو تین  
حد شرع سے تجاوز کیا تعزیر تجھ پر واجب ہوئی جب یہ خبر عثمان کو پہونچی خود دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے اور  
لوگوں کو بلکا کر قسم کھائی کہ یہ امر نا پسند میرے کئے سے نہیں ہوا اور اس غلام کو گھر کا اور کہا ھذا یدعی  
لعماد فلیقتض صحتی ان شاء اللہ ترجمہ یہ میرا ہاتھ واسطے عمار کے بس کھر بدل لے اس سے عمار اگر بدلا  
چاہے عمار نے اس کا ہاتھ چوہا اور راضی ہوا اسپر بری مضبوط دلیل یہ کہ جب لوگوں نے عثمان کو گھیرا تو  
عمار اس فرقہ سے تھے جو عام لوگوں کو بلوی کے حقوق عثمان کے سمجھاتے تھے اور گھیر لینے سے منع کرتے تھے اور  
جو پانی عثمان کا بند کیا تھا عمار نکلا اور چلا کے کہا سبحان اللہ فکوا شترى بنود ومیتو فمیتو فمیتو فمیتو فمیتو فمیتو  
سبحان اللہ جس نے خریدنا ہی تمہارے لئے رومہ کا کنواں او سکوپانی نہیں لینے دیتے پھر دوڑ کے امیر المومنین علیؑ  
کے پاس آیا اور کہا کہ بلوے والوں نے آج عثمان کا پانی بند کیا ہو میرا سمجھا نا نہیں سمجھتے کوئی حیلہ کرنا چاہیے  
کہ عثمان کو پانی ملے امیر المومنین نے کہا بلوے میں کوئی بات پیش نہیں جاتی مگر دوسری راہ سے جو  
چھپی ہوئی ہو میں کو شمش کرنا ہوں آخر بڑی تلاش و کوشش سے ایک کھال دلت بھر پانی اس راہ سے  
عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچا یا اس عمار کے سبب عثمان پر طعن کرنا ایسا ہو جیسے بل علیؑ کی ہو رضی  
التخصان و لکھو رضی اللہ عنہ یعنی مدعی مدعا علیہ راضی ہو گئے مگر قاضی نہیں راضی ہوتے اور قصہ

کعب بن عبدہ کا پورا نہیں ذکر کیا جو آدھا بیان کرتے ہیں اور آدھا الگ لڑ لویا ہو باقی قصہ اسکا یہ ہے کہ جب  
 خبر کچے مارنے کی عثمان کو پہنچی سعید بن عاص کو بڑا زجر لکھا اور لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے پاس  
 بھیج دے جب کعب عثمان کے پاس آیا کہا اسکو کعب قتلے نامہ مجھ کو لکھا یہ دستور مسلمان مجاہدین کے مشورے اور  
 نصیحت کا نہیں ہے نصیحت کو نرم طور پر لکھنا چاہیے نہ سختی سے خصوصاً نسبت رئیسوں اور خلیفوں کے  
 فرعون کے حق میں کہ مقرر ہی بد بختوں سے تھا خداے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور لوگوں کو ادب سکھایا فقو لا  
 کہہ فقو لا کہتا یعنی کو تم دونوں اس سے نرم بات اور میں نے تیرے مارنے کو نہیں لکھا تھا بے میرے حکم کے تجھ کو  
 مارا اب میں تمہیں پناہ اتار رہا ہوں اسکوڑہ منگاتا ہوں تیرا دل چاہے تو مجھے بدلے کے کتبے کما جیتے  
 ایسا انصاف کیا تو میں اپنے حق سے درگزر اور واقعی میں بے صحت باتیں لکھیں یہ میرا تصور ہے بعد اسکے کعب عثمان  
 کے پاس رہا اور اگلے عہدہ صاحبوں سے تھا لیکن قصداً شترغنی کا صحیح ہو سو وہ نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ کوئے  
 کے داعی لوگوں سے تھا کہ حاکم کا پاس نہیں کرتا تھا عام لوگوں کو عثمان کے عامل کی امانت پر درغلانا اگر عثمان  
 اس کی اس حرکت سے درگزر کرتے بڑے فساد کی بات تھی اور یہی شترغنی تھا جس نے فساد ڈھکایا اور نوبت  
 قتل عثمان کی پہنچی پھر بھی شتاب لگانے سے بچو کا اور زیر و ظلم کو قتل سے ڈرایا کہ مدینے سے بھاگ کر گئے کوچے گئے  
 اور ام المومنین کو اپنے ساتھ لیا اور اٹھ کر ساتھ جنگ جہال کی کہ یہ سب حرکتیں شترغنی کے باعث بے انتظامی  
 امور خلافت حضرت امیر کی ہوئیں اور ہمیشہ شترغنی امیر کے ساتھ بھی حکومت کی بائیں کرتا تھا جیسی جیسے  
 ویسی اطاعت نہیں بجالاتا تھا چنانچہ تواریخ میں مشہور و مسطور ہو بعد اسکے عثمان نے اسکی فرمائش اور اسکے  
 یاروں کی فرمائش کے موافق ابو موسیٰ کو حاکم کوئے کا کر دیا اور عذیفہ بن لیثان کو ماروغہ خراج کا بھر بھی تو بپ  
 نہ بیٹھا بلکہ مباشرتاً اسکے قتل کا ہوا جیسا کہ روایتوں میں ہے عثمان کے قتل کا سبب بھی اسکا فتنہ تھا تا قیام  
 قیامت جیسا کہ حدیث میں آیا ہوا لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلُوا اِمَامًا مَسْكُومًا وَتَجْلِدُوا بِاسِيَا فَاَكْفَرُوا وَیَرُدُّ  
 دُنْيَا كَثْرَةً سَرَّ كَثْرَةً رَجَمَهُ نِیْلٌ اُتِیْمٌ قِیَامَتِ جَبَلٌ كَ اِنْجَالِمْ كَوْنِ قَتْلِ كِرْبَلِیْنِ رُلْیَكِیْنِ اَبْنِیْنِیْ تِلْوَ رُیْلِیْنِ سَیْ  
 کوئی گئے تمہاری دنیا کو جو تیسے ہزار ہوں گے ایسے شخص کو تو مار ڈالنا چاہیے تھا کہ امت کا فساد جاتا رہتا نہ کہ  
 اسکا فساد دینا اور امانت کہ یہ سب عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا کا باعث تھا جو اسبقدر پر کفایت کی  
 طعن شترغنی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قصاص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف رکھا کہ انھوں نے  
 ہرمزان ہوانے کے بادشاہ کو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا مار ڈالا تھا اس شتمت سے



کہ محمد کے قتل میں شریک تھا کہ یہ ثابت منوئی اور ابو لؤلؤ کی ایک لڑکی خرو سال کو قتل کیا اور خضینہ نصرانی کو بھی  
 اسی ہمت شرکت میں قتل کیا اور سب صحابہ جمع ہو کے عثمان کے پاس گئے اور کہا کہ عبداللہ سے قصاص کرو  
 اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بھی یہ مشورہ دیا عثمان نے بیت المال سے دیت ملائی قصاص ہو تو  
 رکھا حال آنکہ قصاص حکم خدا کی کتاب کا ہے اور جو حکم اللہ کی کتاب کا جاری کرے قابل امامت نہیں ہے  
 جواب اس طعن کا جواب یہ کہ ابو لؤلؤ کی لڑکی کا خود قصاص نہیں ہو چنانچہ تمام علمائے طبع کے نزدیک  
 اس واسطے کہ مجوسی کی بیٹی جو علیؑ ہذا القیاس و خضینہ نصرانی کہ جرہ کا رہنے والا تھا عیسائی مذہب اور وہ بیان  
 مسلم و کافر کے قصاص نہیں۔ **وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ حَتَّى يَمُوتَ** نہ مارا جائے  
 مسلمان کافر کے ہلے میں اب ہر زمان کا حال یہ کہ بظاہر مسلمان تھا اسکا جو قصاص عبداللہ سے نہ لیا  
 اس کے قتل کی بابت اہل سنت نے قین و جہن ذکر کی ہیں اول یہ کہ ہر زمان بادشاہ اہواز کا تھا  
 تمام بادشاہوں فارس کو کہ انکا ملک جو ان کے ہاتھ سے چل گیا تھا اہل اسلام اور ائمہ اسلام پر  
 نہایت ہی غیظ و غضب تھا جب دیکھا کہ لڑائی میں ان سے جیت نہیں سکتے ناچار اس مکار نے خیلہ  
 پیدا کیا کہ خلیفہ ثانی سے بد فاد کر امان حاصل کی جیسا قصہ اسکا تواریخ میں مشہور ہے کہ اسکو کپڑے  
 لائے تھے اور مشورہ ملہ اصحاب کا اسپر بٹھرا کہ اسکو مار ڈالنا چاہیے جب خلیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے  
 پہنچا نہایت خلق و بیچینی کے ساتھ ظاہر کیا کہ پیاسا ہوں جب خلیفہ رضی اللہ عنہ نے پیالہ پانی  
 سے بھرا اس کے ہاتھ میں دیا کہا اگر اتنی دیر مجھ کو امان دو کہ میں پانی پی لوں اور سیر ہو جاؤں  
 تب تو میں پانی پیتا ہوں نہیں تو کیا حاصل جو تجھے پانی پینے کے درمیان میں میرا سر کاٹ ڈالا  
 خلیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک یہ پانی نہ پی لیگا مجھ کو امان ہے کوئی سنہیں مار لیگا دو سنہیں  
 رفتہ لوگوں کے سامنے لوٹ پوٹ کے یہ اقرار کر لیا اور پانی زمین پر پھینک دیا اور کہا  
 اگر اب مجھ کو مارو گے تمہارا ہی ایمان بگڑے گا خلیفہ رضی اللہ عنہ اسکی اس حرکت سے  
 متعجب ہوئے اور فرمایا کہ تو مرد و انا معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہو کہ مسلمان ہو جاؤ اس نے کلمہ اسلام  
 زبان پر جاری کیا اور اس قریب سے مدینہ منورہ میں رہنے لگا اور چند پر گئے عراق  
 سے جاگیر میں پائے یہاں بیٹھ کر خلیفہ رضی اللہ عنہ کی وضع و لکھی کہ مخالف وضع بادشاہوں  
 کے ہے نہ کوئی دربان ہے نہ کوئی پاسبان اکیلے بازاریوں میں پھرتے ہیں

افسوس کیا کہ ایسے رئیس طے احتیاط کا مار ڈالنا کیا بڑا کام ہو ملک فارس کے پادشاہ بڑی غفلت میں پڑے ہیں  
 آخر بطور غفیلہ بولولو اور جبینہ اور اورکارفون کو اپنا رفیق بنایا اور تنہائی میں اسکی ندر پر وضو کرے اُن کے  
 ساتھ کرتا تھا حتیٰ کہ ابو بولور نے اسی کے حکم کے موافق یہ کام کیا چنانچہ عبید اللہ بن عمر عبد الرحمن بن ابی بکر  
 اور اور مصحابہ کو دکھا دیا کہ ابو بولور اور جبینہ پاس ہر زمان کے بیٹھتے ہیں اور تنہائی میں مشورہ قتل عمر کا  
 کرتے ہیں ہر زمان نے غمخو دور وہ تیار کر ریا تھا اور کتنا تھا کہ ایسا کون ہی جو امروہ کی اپنی قوم کی صحبت  
 اور دین کی قوت سے ہماری داد اس شخص سے لے کہ نہ ناموس ہمارا چھوڑا نہ دولت نہ دین ابو بولور نے اسکو  
 قبول کیا بس اس معاملے میں بیشک ہر زمان حکم دینے والا ہو اس میں کچھ بھی شبہہ عین ائمہ اصحابہ کے نزدیک  
 ایسا قرار پایا کہ اس خبر کو لائیں اگر اس طرح کا ہو جیسا کہ گواہ بتاتے ہیں شرکت ان تینوں کی عمر کے قتل میں ٹہرے  
 نہیں تو نہیں خبر لائے سب نے دیکھا ویسا ہی تھا جیسا کہ انہوں نے بتایا تھا اس سبب عثمان نے قصاص لے  
 میں توقف کیا کہ جو کسی کے قتل کو حکم دینے والا ہو اسکا قتل بھی واجب ہو چنانچہ مذہب شافعی اور مالک  
 اکثر ائمہ کا عام لوگوں کے حق میں بھی ہو سوسو گئے خلیفہ اور رئیس ان کے قتل کو جو کوئی حکم دے اسکو اگر قصاص  
 کی راہ سے نہ مار بن سیاست کی راہ سے مار ڈالنا تو ضرور ہو دوسری وجہ یہ کہ قصاص لینے میں بڑا فساد  
 اٹھتا تھا اس واسطے کہ بتویم اور بنو عدی عبید اللہ کے قتل سے مانع تھے بلکہ بنو امیہ اور بنو جمح بھی اور بنو سہم بھی  
 ارادہ پر خاش کار کھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر عثمان عبید اللہ سے قصاص لینے ہم خانہ جنگی کرینگے چنانچہ عمر بن  
 نے کہ رئیس بنو سہم کے تھے بھارے تھے کہ میں کہہ دیا کہ اے یارو یہ کون انصاف ہو قتل یَا مِثْرًا لِّلْمُؤْمِنِیْنَ بِالْکَلْبِیِّ  
 وَیَقْتُلُ اِبْنَتَهُ الْیَوْمَ لَا وَاللّٰهِ لَا یَكُوْنُ کَذَا اَبَدًا تَرَوْحُمَہُ کُلُّ تَوَامِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِارے گئے اور آج انکا بیٹا  
 مارا جائے قسم یہ خدا کی ایسا کبھی ہرگز نہ ہوگا اگر واسطے دفع فتنہ کے قصاص چھوڑے مقول کے وارثوں کو  
 راضی کر دیا تو بجا ہو اور کیا کہا جائیگا عثمان کے قاتلوں کے حق میں کہ حضرت امیر نے خون فتنہ و فساد سے  
 ناپنے قصاص لیا نہ دیت عثمان کے وارثوں کو دلائی نہ انکے وارثوں کو راضی کیا اور عثمان نے خود وارثوں  
 ہر زمان کو بسیار راضی کیا کہ بھر کبھی شکایت نہ کی اگر قصاص سبب خون فتنہ اور فساد کے نہ لیا اور بذات خود یہ بات  
 محل طعن ہو تو نواسب کے طعن کا حضرت امیر کے حق میں کوئی جواب نہیں ملیگا اتو یہی جواب ہو کہ دونوں جگہ  
 خون فساد کا تھا بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ ہر زمان کے وارثوں کو راضی کر لیا کچھ مشکل نہ ہی  
 تیسری وجہ بعض خفیہ نے لکھا ہے کہ محمد بن جریر طبری اور تمام ائمہ تواریخ نے تصریح کی ہے اس بات کی کہ سب

وارث ہر مزان کے حاضر تھے بعض ان سے مدینے میں تھے بعض فارس بن حبیب امیر المومنین عثمان نے انکو  
 بلایا وہ ڈنگے تھے اس سبب حاضر نہ ہوئے اور حاضر ہونا سب وڈ کا قصاص لینے میں شرط ہو جس قصاص ملے عثمان کا  
 جانچو نہ تھا پھر سولے دیت کے علاج کیا تھا اور وہ بھی بیت المال سے نہ مل قاتل سے اس واسطے کہ کتب خفیہ میں  
 بھی تصریح ہو اس بات کی کہ جو کوئی امام عادل کے قتل میں مدد کرے گو خود مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا رہی  
 اور اس کے بعض وارثوں کا مدیہ منورہ میں حاضر ہونا کتاب شریف رضیٰ اور اورامیہ کی کتابوں میں بھی  
 موجود ہے اہل سنت ہی کی تواریخ پر مدار نہیں ہو جاتا چاہیے کہ بعض خبیثہ اس مقام پر اور چند طعن بھی کرتے  
 ہیں مثیل نصیر طوسی کے کہ تجربہ میں لایا ہو لیکن خبیثہ میں جو لوگ تاریخ دان تھے انھوں نے انرا دین اس واسطے خود  
 وہ طعنیں ذکر نہیں کی گئیں لیکن مجھلا اسی طعن کے ضمن میں کسی جاتی ہیں ایک ان طعنوں سے یہ ہو کہ ولید بن  
 عقبہ نے شراب پی عثمان نے اُسپر حد جاری کی جواب اب ان طعنوں میں سے ایک کا یہ ہو کہ یہ روایت محض غلط ہے  
 جیسا کہ صاحب استیعاب کتابی وقدرت روی فیما ذکر الیٰ الطبری انہ لکھتے ہیں کہ قوم من اهل الکوفة  
 بغیاً و حسداً و شہداً و اعلیٰہم من و سرائہ یقیناً الخمر ذکراً فی قصۃ و فیہا ان عثمان رضی اللہ  
 عنہ قال لہ یا اخی اصبر فان اللہ ینکرمک و ینوہ القوم بان یتکثر جمہ وایت ہو کچھ ذکر  
 کیا طبری نے بیشک بلوہ کیا اُسپر اہل کوفہ نے بغی و حسد کی راہ سے اور جھوٹی گواہی اُسپر دی کہ اُس نے شراب کی  
 قڑکی ہو اور عام قصہ بیان کیا اُس میں یہ ہو کہ بیشک عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ ابی ہریرہ میں صبر کر بیشک  
 خدا اجر تجھ کو دے گا اور وہ لوگ تیرے گناہ اٹھائیں گے و هذا الخبر من اهل الکوفۃ لا یصح عند اهل  
 الحدیث ولا عند اهل العلم اصل و لا یصح عندہم مکرراً کہ عبد اللہ بن ابی السخنی سیرا و  
 سعید بن ابی ہریرۃ عن عبد اللہ الدناجری عن حصین المندبجی ساسانی انہ زکب الی عثمان  
 فاخبرہ بقصۃ الولید و قدّم علی عثمان رجلاً من قتلہ و اعلیٰہم بشراب الخمر و انہ صلی  
 الغداۃ بالکوفۃ اُس پر بے شکم قال ان ینید کم قال احدہما سرائۃ یشربہا و قال الاخر  
 سرائۃ یقیئہا فقال عثمان لم یتقیاء ما حشر بہا فقال لعلی اقم علیہ الحد فقال علی  
 لابن اخیه عبد اللہ ابن جعفر اقم علیہ الحد فاخذ السوط فجعل لا و عثمان یبغض جہنم یلعن  
 اربعین و جلد ابو بکر یا اربعین و جلد عمر ثمانین و کل سنۃ حرمہ اور یہ  
 خبر اہل اخبار سے ہے اہل حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہو اور نہ اہل علم کے نزدیک اس کی کچھ اصل

البتہ اہل علم کے نزدیک صحیح وہی جو عبدالعزیز بن مخزوم اور سعید بن ابی عروبہ نے عبداللہ دنانج اُسے حصین بن منذر ابی ساسان سے روایت کی کہ وہ سواری پر عثمان کے پاس روانہ ہوا تو خودی انگو قصہ ولید کی اور پونچھ اُنکے پاس دوا دی اور گواہی دی اُسپر شراب پینے کی اور بیشک اس بات کی کہ اُس نے کوئی میں صبح کی نماز چار رکعت پڑھیں پھر کہا آیا میں نے زیادہ کہیں تمہارے لیے پھر ایک نے دونوں گواہوں سے کہا کہ میں انکو شراب پیتے دیکھا دوسرے نے کہا میں نے انکو قوی کرتے دیکھا جس عثمان نے کہا شراب پی جب تو قوی تیر فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے کہ اُسپر حد قائم کرو علی نے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ اُسپر حد قائم کرو جس عبداللہ نے کوڑا دیکر مارنا شروع کیا اور عثمان کہتے تھے یہاں تک کہ چالیس ہوئے پس علی نے کہا بس اگر کس واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چالیس مارے ہیں اور ابو بکر نے چالیس اور عمر نے اسی اور سفینت ہو و تروای ابن عیینہ عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ فَقَالَ جَلَدَ عَلَى الْوَلِيدِ ابْنِ عَقْبَةَ بْنِ النُّخَعِ بْنِ جَلْدَ بِوَسْوَطِ لَه طَرَفَانِ أَخْرَجَهَا الْعَمْرُو تَرْجَمَهُ رَوَيْتُ ابْنِ عَمِيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ ابْنَ جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بَاحَثَهُ كَمَا عَلِيٌّ وَلَيْدَ بْنَ عَقْبَةَ كِي حَرْشَ بَيْنَ سَوْكُوْنِهِ مَارَءٍ كَأَنَّهُ دُوسَرُ تَحِيَّهِ رَوَيْتُ كِي عَمْرُوْنَهُ دُوسَرِي طَعْنُ يَكُ احَدَكِي دِنَ عُثْمَانَ لِرَاثِي سِي بِلَاغِكِي اَوْرَجِكِي بَرَاوَرِ سِيَةِ الرِّضْوَانِ مِيْنِ حَاضِرِنَا نُوْنِي جَوَابُ اسْكَا يَكُ احَدَكِي دِنَ عُثْمَانَ كِيَا تَامَ صَمِيْ بِي سَوَاتِيْرُ اَدَمِيُوْنِ كِي سَبِّ بِلَاغِكِي اَلَيْلِي عُثْمَانَ هِيْ بِرِ طُحْكَا اَطْعَمَ كَانِيْنِ هِيْ اَوْرَا كِي سَا تَحَبُّ خَدَا سِي تَعَالَى لِي مَعَانِ كِي دَا حِيْسَا اَلْقُرْآنِ مِيْنِ هِيْ بِرِ طَعْنُ كِي كِيَا مَجْمُوعِي قَوْلُهُ تَعَالَى اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ النِّقْيِ الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَرْزَقُوْهُمْ الشَّيْطَانُ يَبْغِضُ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تَرْجَمَهُ بِشِكِّ جِنِّ لُوْغُوْنِ بِيْ كِي شِيْمُ بِحِيْرِي تَحِيَّ جِسْمِنِ كَرِزْنِيْ كُوْنِيْ ضَرُوْرٌ دَا دِيَا اُنَّ كُو شَيْطَانُ لِيْ اُنَّ جِيْزُوْنِ كِي شَامَتِ سِيْ جَوَانُحُ كِي تَحِيْنِ اَوْرَ ضَرُوْر مَعَانِ كِيَا خَدَا لِيْ اَنِّيْ بِشِكِّ خَدَا بَخْشَنِيْ وَالَا اَوْرَ بَرُوْشَتِ كُوْنِيْ وَالَا هِيْ اَوْرَ بِالْفَرْضِ اَكْرَ عُثْمَانَ نِيْ بَجَا كِي تِيَا اَنُكُوْ شِيْعِيْ كِي تَرْدِيْكَسِ بَاتِ سِيْ كِيَا نَفْعُ اَوْرَ فَتَحُ هُوْتِيْ اَبُو بَكْرُ عَمْرُوْنِيْ بَجَا كِي ثَابِتِ دَمِ رِيْجِيْ وَهَانِ كِي زَبَانِ سِيْ كَبِّ خَلَاصِ مِيْ لِيْ كِي عُثْمَانَ هُوْتِيْ تِيْرُ اَدَمِيُوْنِ مَاجِرِيْنِ سِيْ اَوْرَ بَاقِي الْفَضَارِ اَسْ سَخْتِ لِرَاثِيْ مِيْنِ دَمِ جَانِيْ رِيْجِيْ سَبِّ كُو يَا اَكْرَ كُو شِيْعِيْ اِنِّيْ تِيْرِ طَعْنُ كِي فَيَحِيْلَا لِيْ مِيْنِ فَمِيْنِ اَلْمُهَاجِرِيْنِ اَبُو بَكْرُ وَ عُمَرُوْ طَلْحَةُ وَ عُبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ وَ عَقْدُ بْنُ وَقَّاصٍ وَ كُلُّهُمْ عِنْدَ النِّبْفَةِ مَطْعُوْنٌ وَ عَلَيْ هَذَا اَلْفِيَا كَسْ حَالُ اَلْأَصَابِرِ تَرْجَمَهُ مَاجِرِيْنِ سِيْ اَبُو بَكْرُ اَوْرَ عُمَرُوْ طَلْحُوْ اَوْرَ عُبْدُ الرَّحْمَنِ

بن عوف اور سعد بن ابی وقاص میں کہ یہ سب ان کے نزدیک طعن ہیں اور ایسا ہی حال انصار کا جو اہل سنت کے نزدیک بعد جاگ جانے کے بعد درجہ ارتقا بکیرہ کا ہو سو وہ بھی توبہ سے سٹ چکا لیاقت امامت کہیں نہیں گئی اگر کوئی سیر کی کتابوں کے رو سے کل اس واقعہ کو تامل کچھ کا تو سمجھ گئے والوں کو ضرور ہی معذور رکھے گا اس واسطے کہ جب مردانہ کے مارے جانے کی خبر پھیل جاتی ہو قائم رہنا شکر کا بہت دشوار ہے اور جنگ بدر میں واسطے پیارواری حضرت رفیقہ کے موافق حکم آنحضرت کے عثمان پیچھے رہ گئے جیسے حضرت امیر مگر کہ جن کو لڑائی میں واسطے خبر گیری عیال کے کہ آنحضرت نے ان کو حکم دیا تھا وہ پیچھے رہ گئے تھے اور ایسا حاضر نہ ہونا حاضر ہونے سے بہتر ہے آجیواسطے جناب پیغمبر نے فرمایا اِنَّ الْعُثْمَانَ اَجْوَدُ عَلٰی مَعْرِضَتِهِمْ وَ اَوْسَمُهُمْ حَرَجَهُ بَشِيْكَ عُثْمَانَ كَوْثَابُ لَوْسُ مَرْدٍ كَا هُوَ بِدَرْمِيْنَ حَاضِرٌ مَّوَّءٌ اَوْ حَصْلٌ يَكْبَرُ دَاوْرِيَّةُ الرِّضْوَانِ خَاصُّ عُثْمَانَ كَيْسُطُ هُوِيٍّ جَبَّ صَحَابَةُ كَسِيٍّ لَمْ يَكُنْ كَا جَانَا قَبُولَ نَكِيٍّ اَكْهَدُ لَمْ يَكُنْ جَانَا كَالشُّكْرِ يَنْ خَيْرٌ مَّشْهُورٌ هُوِيٍّ كَا كَافِرٌ لَمْ يَكُنْ عُثْمَانُ كَا مَرْمَلًا اَوْ رُبَّ جَاوِيٍّ كَا سَاحَةُ مَسْتَعْدٍ يَنْجِيَّ جَلَّاتِيٍّ هِيْنَ اَنْحَضَتْ عَلِيٌّ اَبَدٌ عَلِيٍّ وَسَلَّمُ لَمْ يَكُنْ اِيَارُونَ سَمُوْتٌ بِرَبْعِيَّتِيْ تَا عُثْمَانَ كَا بَدَالِيْنَ اَوْ كِيْنَهُ نَخْلَانِيٍّ مِّنْ سَخْتِ لُزَائِيٍّ فَرَامِيْنَ اِيْسِيْ دَرْمِيَانَ هِيْنَ خُوبٌ مَّعْلُومٌ هُوَ كَا كَا عُثْمَانَ كَا نَهِيْنَ مَارَا هُوَ لَسْ لَشُّكْرٌ كَالشُّكْرِ مَهِوْغِيٍّ يَخِيْرُ حَاضِرِيْ سَيِّدَةِ الرِّضْوَانِ مِيْنَ عُثْمَانَ كَا كِيْ هُوَ كَا لَكَا مَارَے جَانَا كِيْ خَيْرٌ سَمُوْتٌ هُوِيٍّ يَمُوجِدُ هِيْ نَسْتِيْ اَكْرَمُ مَوْجِدُ هُوْتِيْ سَيِّدَةِ الرِّضْوَانِ هِيْ كِيُونُ هُوِيٍّ اِسْكِيْ سَاحَةُ يَمُوجِيْ هِيْ كَا اَنْحَضَتْ لَمْ يَكُنْ اِيْسِيْ بَاثِيْنَ اَتَقْدِرُ سَيِّدَا مَاتَحَارَكَا كَا هَذَا يَدُ عُثْمَانَ يَعْضِيْهَ اَتَقْدِرُ عُثْمَانَ كَا هِيْ اَوْ رَ بَعْضُ رَوَايَتِ مِيْنَ هَذَا الْعُثْمَانَ اَيَا هِيْ يَعْضِيْهَ يَبِيْعَتِ عُثْمَانَ كِيْطَرْنَ سَمُوْتٌ هِيْ لَسْ جَسَا كَا اِيْسَا نَاثِبُ كَمِيْنَ مَوْجِدُ هُو اِسْكِيْ حَاضِرُ نَوْنِيٍّ مِيْنَ كِيَا اَنْقَصَانِ اَلْحَاصِلِ اَنْدُونِ طَعْنُ كَا اَكْثَرُ عَلَامِيْ اَمَامِيْهَ لَمْ يَكُنْ اِيْ هُوَ دُكِيْ پَر نَظَرُ كَرَكَا اِيْسِيْ كِتَابُوْنَ سَمُوْتٌ كَالِ اُلا هِيْ طَعْنُ مَقْتَمٌ يَكَا عُثْمَانَ لَمْ يَكُنْ سَمُوْتٌ كَا كِيَا مَنِيْنَ كَا مَقَامُ حَاجِيُونُ كَا رَهْنِيْ كَا هِيْ دَسُوِيْنَ ذِيْ اَلْجَوْسَمِ جُوْدُ مِيُونِ يَكْ چَارُ كَمْتِ پُزِيْنِ حَالِ اَنَكَا جَنَابِ پِيْغَمْبَرِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ لَمْ يَكُنْ هِيْشِيْهَ سَفَرِ مِيْنَ تَقَرُّبَا هِيْ خُصُوصُ اِسْ مَقَامِ مِيْنَ چَارُ كُوْدُ كَرَكَا اَدَا كِيَا هِيْ چَا پَنچِيْ تَامُ صَحَابَا لَمْ يَكُنْ اِسْكَا سَمُوْتٌ پَر اَنكَارُ كِيَا هِيْ جَوَابُ اِسْ طَعْنُ كَا يَكَا عُثْمَانَ كَا سَمُوْتٌ هِيْ طَعْنُ اَدُنِ پَر كِيْ تَحِيْ مَرَا كِيْ حَقِيْقَتِ حَالِ سَمُوْتٌ نَسْتِيْ جَبَّ عُثْمَانُ لَمْ يَكُنْ ظَا هِيْ كَا كِيَا مِيْنِيْ كَمِيْنَ نَخْلَا كِيَا هِيْ اَوْ رَخَانْدَا رُهُوْ كِيَا هُوْنَ اَرَادَا رَهْنِيْ كَا اَوْ سَمُوْتٌ مِيْنَ كَمْتِ مِيُونِ اِسْ مِيْنَ سَافَرِ نَهِيْنَ اَتَا سَفَرُ اَنَادَا اَكْرُونِ اَوْ مَقِيْمُ كَا اَجَلُ قَصْرِ جَانِزِ نَهِيْنَ هِيْ سَمُوْتٌ مَسْبَبُ هِيْ كَلُوْرِيْ نَاظِرُ تَا هِيْ

سب صحابہ اُس نکاح سے باز رہے چنانچہ عثمان کے اس جواب کو امام احمد طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور  
 ابن الجریجی کہتے ہیں اور قلاوس وایت کے یہ ہیں اَنْ تَمَّا نَحْنُ بِالْأَنْسِ بِرِئِیْ اَرْبَعًا  
 مَا لَكَ النَّاسُ عَلَیْكَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لِي مَا كُنْتُ بِمَكَهٍ مُنْذُ قَدِّمْتُ اِلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
 تَأْخُلُ بِلَدٍّ فَلْيَصِلْ صَلَوةً اَلْمَلِیْمِ فَمَّا اُخْرِجَهُ اَخَذَ عَزْبَةَ شَوْبَانَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَفَوَیْكَ عَنِ  
 ترجمہ بیشک عثمان نے نماز پڑھی لوگوں کے ساتھ نے میں چار رکعت بس لوگوں نے اون پر نکاح کیا کہ  
 ایلوگو سے کہ میں خانداری کی جیب آیا ہوں اور بیٹے ساری رسول خدا صلعم سے کہہ دیتے تھے جو کوئی  
 کسی شہر میں خانہ دار ہو جائے تو مقیموں کیسی وہاں نماز پڑھے یہ روایت کی احمد نے عبد بن عبد الرحمن  
 بن ابی فہاب نے اپنے باپ اور مالک اور وہ سب کی ایک شان راہ اس وقت میں اجماع پھر لکھتا ہوں کہ ابو طعن  
 عثمان نے بیعت کو جو حوالی مدینہ میں چلا گیا سو قرق کیا اور لوگوں کو اس پر لگا دیا کہ اس سے کہتے ہیں کہ لوگوں کو اس مکان کو  
 منہ میں داخل کر لیا حالانکہ غیر صلعم علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُسْلِمُونَ شَوْكَاءُ فِی نَلْبِ الْمَاءِ وَالْكَافِرَانِ  
 ترجمہ سب مسلمان تین چیز میں شریک ہیں پانی اور گھاس اور بازار مدینہ کو قرق کیا کہ کوئی وہاں  
 گھریاں خر سکی نہ سب تک کے گشتے عثمان کے نہ لیں اور وہاں کے گشتیاں قرق کیں ان کے تجارت کے  
 سوا اور کمال نہیں جو اب اس طعن کا یہ کہ قصہ عرق کرنے پر لگا بیعت کا صحیح ہے خود عثمان اس کا جواب  
 دیا ہے اور صحابہ کے دل پر خوب جہاد کیا کہ حضرت نے فرمایا اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ تَرَجُّعُ كُلِّ كَيْفٍ اَسْأَلُكُمْ فِیْ  
 ہرگز اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اور میں نے صدقہ کے اونٹوں اور بیت المال اور جہاد کے گوشتوں کے  
 لیے کہیں چراگاہ نہیں لی اس چراگاہ کو رمنہ بنایا ہے اور غیر صلعم علیہ وسلم نے بھی جہاد کے گوشتوں  
 اور صدقہ کے اونٹوں کے واسطے اسکو چراگاہ کیا تھا جب صحابہ نے کہا کہ غیر نے تھوڑی زمین کو چراگاہ  
 بنایا تنہا اسکو دونوں کر لیا عثمان نے کہا سو وقت کے بیت المال کو اور اس وقت کے بیت المال کو قیاس  
 کرو اور اسی موافق چراگاہ کو سمجھو صحابہ نے چپ ہو کے ان لیا اور بازار کا قرق کرنا سر غلطی سے اتنا ہی  
 صحیح ہے کہ وہ تین روزہ عارضی حکم کے گدار و فضا بازار کا تھا اپنی طرف سے یہ کام کیا تھا جب عثمان کو خبر ہوئی  
 اسکو متوقف کیا اور کشتیوں کا قرق کرنا بھی صحیح ہے لیکن اپنی ملوکہ کہ انہیں دلوگوں کا مال نہیں ہے ان  
 کشتیوں سے کچھ غرض نہیں رکھی کہ قبل اس سے بھی لوگ عثمان کی کشتیوں کو مصر و حبش کی تجارت کے لیے جاتے تھے  
 انہا مال لادنے تھے اور گماشتے ساتھ کو بیٹے تھے اور جب یہ عمل بہت ہوا اور لوگوں نے بھی کشتیاں تیار کر لیں

عثمانؓ نے اپنی کشتیوں کو اجازت نہ دی کہ دوسرے کا مال لا دین بہر حال ایک احسان کرتے تھے حسن  
 نکر نے پر کیا ملامت اور طعن ہو سکتی ہو طعن نہ سم یہ کہ اپنے یاروں اور مصاحبوں کو جاگیر میں اور  
 قلعے زمینوں کے بہت دیے اور زمین بیت المال کی اور حق مسلمانوں کا تلف کیا جو اب اس طعن کا  
 یہ کہ عثمانؓ اپنے یاروں اور رفیقوں کو پڑی ہوئی زمین کی اجازت دیتے تھے زمین آباد و مزرع  
 کسی کو نہیں دی چنانچہ تواریخ میں مسطور ظاہر کہ کاشتکاری پڑی ہوئی زمین کے سبب بادی ملک  
 و کثرت محصول و فراخی رزق مخلوق کی ہو اس میں کیا خوبی ہو کہ ہزاروں ہیکل زمین پڑی ہے اور ہزار  
 نہ اس سے سرکار میں کچھ محصول آئے نہ اور کو نفع پہنچے اور جب بادی ہو جائے اور جگہ جگہ کاشتکاری کا  
 رواج ہو جائے پورے مار بھی چپ ہو کے بیٹھ رہتے ہیں اور بھی تواریخ والوں نے ذکر کیا ہو کہ ایک  
 گروہ اشترافین کہ خانہ کچھ تھے ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم جہاد کے واسطے آئے ہیں اور ہم نے اپنے  
 گھر اور زمین مزرعہ جہاد کے واسطے چھوڑے ہیں چاہیے کہ ہلو کہیں محل جہاد کے قرب میں زمین دو تو  
 ہم دشمنان دین سے جہاد کو بھی حاضر ہیں اور باری باری لشکر کے ساتھ بھی خروج کریں عثمانؓ نے  
 ان کو صوبہ فارس کے مقابلے میں کہ یہ صوبہ زور طلب تھا اور زمیندار سرکش باد کیا اور ان کی زمین کے  
 عوض انھیں حدوں سے زمینیں دیں اور بعض صحابہ سے بھی زمین کا بدلہ لاکر دیا مثلاً طلحہ سے کہ زمین  
 انکی حضرت تھیں لی اور طلحہ کو عوف بن ہریرین اس گروہ کی دے دی اور شت بن قیس کے لڑکی زمین کندہ میں تھی لی اور کو عوف بن  
 دوسری جگہ دی اور سب دونوں کی خواندہی سے تھا ہر طعنی ملامت کا موقع نہیں ہو طعن ہم یہ کہ صحابہ سب کے قتل پر رضی تھے  
 اور بیزار تھے اور جو ملامت کرتے تھے اور بدامانے جانے کے تین روزا وسیطیچ پڑا رہنے دیا کسی نے دفن نہیں کیا جواب  
 یہ بھی صریح جھوٹ اور بتان ہو کہ لڑکوں پر بھی پوشیدہ نہیں ہو طلحہ اور زبیرؓ اور عایشہؓ اور معاویہؓ اور عمرو  
 بن عاصؓ واسطے طلب قصاص انھیں عثمانؓ کے لڑتے تھے یا کوئی عثمانؓ خیالی موموم ان کے خیال میں  
 تھا دونوں طرف کی تواریخ سنی و شیعہ کی حاضر ہیں صحابہ نے قصور بلوہ دفع کرنے میں نہیں کیا جب تک  
 ہو سکا کلمہ اور کلام سے بلوہ والوں کو سمجھایا جب ان کے سمجھ میں نہ آیا عثمانؓ سے اذن لڑائی کا چاہا  
 ہرگز روا دار لڑائی کے نہوئے نہایت ہی منع کیا ناچار خاموش ہو رہے اور اس کے ساتھ بانی پوچھنے  
 اور ان کے وقت دور کرنے میں آخر وقت تک تدریجاً چلے کرتے رہے اور زید بن ثابتؓ اپنے سب  
 انصار کے ساتھ آئے اور جو ان انصار کے ان سے کہتے تھے ان شئت کنا انصار اللہ مگر تکی مگر حمہ



اگر تو چاہے تو ہم مدد و کار خدائے دوبارہ ہو جائیں اور عبداللہ بن عمر مع تمام مہاجرین کے آئے اور کہا کہ اگر کوئی کون  
تہمیر بلوہ کیا ہو وہی لوگ تو ہیں کہ ہماری تلواروں کے ضرب سے مسلمان ہوئے ہیں اور ابھی ڈر کے مارے پاہی نہیں  
ہلکے دیتے ہیں یہ سب شیخیان اور اونچی اونچی اور انین بھی تو ہیں کہ کھلے گوہین اور تم حرمت کھلے کی کرتے ہو اگر حکم دو تو  
ہم انکو انکی حقیقت معلوم کر دیں اور وہی مجبوری باتیں انکی انکو یاد دلا دیں عثمانؓ نے کہا یہ بات نہ کہو  
اور فقط میری ایک جان کے واسطے کشاکشی اسلام میں نہ ڈالو باوصف ان سب باتوں کے حسینؓ اور عبداللہ  
بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عامر بن بیہ اور ابو صحابہ عثمانؓ کے پاس گھر میں تھے  
جب بلوسے ولے ہجوم کرتے تھے یہ پھر دن اور لاکھوں اور دروازہ بند کر لینے کے ساتھ ہٹا دیتے تھے اور غلام  
عثمانؓ کے کہ ایک بڑی فوج تھی اس حد کہ اگر حکم کرتے تو دم بھر میں بلوسے والوں کو حقیقت کام کی معلوم ہو جاتی  
معد ہتیار و اسباب کے حاضر ہوتے اور زاری و بیقراری کو لے تھے کہ ہم وہ گروہ ہیں کہ خراسان سے اذقیہ  
ہم ہمارے تلوار کی کوئی تاب نہیں لایا اگر حکم دو تو اس جماعت کو جو اپنے گھمٹدین ہیں انکے کام کا انکو تاشا کھانا  
کہ باتوں سے انکی اصلاح نہیں ہوگی اور جو یہ جانتے ہیں کہ ہمیں بسبب حرمت کھلے کے متعرض ہوں گے ہرگز راہ پر  
نہیں آتے اور تھاری بات کو اور بڑے بڑے صحابہ کی بات کو جو بھر نہیں گنتے عثمانؓ بھی کہتے تھے اگر میری مرضی  
چاہتے اور حق آسان او کرتے ہو تو اپنے ہتیار کھول ڈالو اور اپنے گھروں میں بیٹھو تم میں جو کوئی ہتیار کھول ڈالے  
اُسکو میں نے آزا کیا واللہ لکن اُفْلَ قَبْلَ الذِّمَّاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْتُلَ عَبْدَ الذِّمَّاءِ ترجمہ قسم ہے  
خدا کی کہ اگر میں مارا جاؤں خونریزی سے پہلے تو یہ مجھ کو بہت مرغوب ہو بعد خونریزی کے یعنی شہادت میری  
مقدور ہو اور مجھ کو پیچھے ہٹنے کی بشارت دی ہو اگر تم لڑو گے جب بھی میں ضرور مارا جاؤں گا پھر کیا حاصل کہ نسل و خون  
بھی واقع ہوا و ردعا بھی کرسی نشین ہوا اور فریقین کی تواریخ سے ثابت ہو کہ حضرت امیرؓ نے بھی اپنے بیٹوں اور  
اولاد جعفر کو اور اپنے چیلے قنبر کو عثمانؓ کے دروازے پرستیں کیا تھا اور طلحہ اور زبیرؓ نے بھی اپنے لڑکوں کو انکے  
دروازے پر بٹھایا تھا تو بلوسے ولے مزاحمت نکرین چنانچہ جب وہ ہجوم کرتے تھے یہ اُنسے لاکھ پتھر سے  
لڑتے تھے یہاں تک کہ امام حسنؓ خون میں بھر گئے اور محمد بن طلحہ اور قنبرؓ نے زخم کھلنے اور دروازے کی راہ سے  
انکو آنا نصیب نہوا گھر کے پچھو اڑے بعض انصاریوں کے گھر میں نقب انکا کے گھس گئے اور عثمانؓ کو شہید کیا  
اسی وقت نبی البلاغہ کہ بڑی صحیح کتاب شیعہ کی ہے اس عاجزے پر گواہ ہو حضرت امیرؓ سے روایت کرتے ہیں  
کہ فرمایا واللہ قَدْ دَفَعْتُ عَنْهُ ترجمہ قسم یہ خدا کی کہ میں نے مدافعت کی اُس سے اپنی طرف سے کل

تشریح بیخ البدائع نے واسطے بیان اس قسم کی یقینی بات تمام حضرت امیر کا واقعہ کو عثمان کے معاملے میں لکھا  
 کیا ہے جو سقوت امیر عثمان کے گھر اس یام میں آئے تھے بلوئے والوں کو چاہا کہ ہٹا دیئے تھے  
 اور گالی لعنت فرماتے تھے اہل بان کا کام نہیں ہے کہ حضرت امیر کے ان سب باتوں اور معاملوں کو نشان  
 اور مخالفت ظاہر و باطن پر قیاس کریں اس موقع پر تو کوئی منافق ہو جو بموجب حب الہم و عقیقت علی انفسہم  
 کے یعنی آدمی اپنے اوپر قیاس کرتا ہو وہ اس خیال باطل کو نسبت جناب پاک حضرت کے اپنی خاطرین  
 حسین خبث کے ڈمیر لگے ہیں پھر اسے ع چونکہ از کعبہ بر خیزد کہا ماہر مسلمانوں اور اگر فرض محال تعلق تھا  
 تو جو سقوت میں خطبے کوئے میں فرماتے اس وقت میں کیوں قسم کھائی عثمان کے کانوں کے دفع کرنے پر اور  
 کیوں بعد شہادت عثمان چار کے کہا کہ اِنَّمَا سَيِّئَةٌ وَمِثْلُ مِثْلٍ اَنْتُمْ لَنْ تَقِيَّ اِلَّا بِمَا لَمْ يَبْعَثْ  
 اَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَهُمْ فِيهَا اَسَدٌ فَكَانَ لَا يَقْدِرُ فَيَنْتَحِلُ فَيَقْبِضُ بِالْخَوَاعِصِ عَلَيْهِ فَقَالَ لِلشُّوَبِ  
 اَلَا اسْوَدُ وَالشُّوَبِ اَلَا احْمَرُ لَا يَدُلُّ عَلَيْكَ اَنْتُمْ كُنَّا هَلْ اَلَا اَنْتُمْ لَا يَبْعَثُ فَاِنْ لَوْ تَهْمَسُوهَا  
 وَلَوْ نِي عَلَى لَوْ تَهْمَسُوهَا كُنَّا نِي تَهْمَسُوهَا وَصَفَتْ لَكُمَا اَلْاَحْمَرُ فَتَهْمَسُوهَا وَتَهْمَسُوهَا فَتَهْمَسُوهَا  
 فَلَمَّا مَضَتْ اَيَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اَكُوْنِي عَلَى لَوْ تَهْمَسُوهَا اَكُلُ لَا اسْوَدَ فَقَالَ دُونَكَ  
 فَتَهْمَسُوهَا فَتَهْمَسُوهَا لَاحْمَرُ لَانْ اَهْلَاكَ فَقَالَ دَعْنِي اَنَا دَعْنِي ثَلَاثًا فَقَالَ اِفْعَلْ فَمَا دَعْنِي ثَلَاثًا اَلَا  
 اِنِّي اَكَلْتُ يَوْمَ اَكُلُ اَلَا يَبْعَثُ ثُمَّ رَفَعَا مِيرَاةَ الْمُؤْمِنِينَ صَوْنَهُ فَقَالَ اَلَا اِنِّي هُنْتُ  
 يَوْمَ قَتَلْتُ عُثْمَانَ مَرْجُمَةً شَيْكُ شَالِ مِيرِي وَشَالِ عُثْمَانَ كِي اِيْسِي هُوَ جِيْسِي فَرِي بِلِي كِي جِيْسِي فِي بِلِي كِي  
 اَلَيْكُ سَفِيْدُ تَهْمَا اَلَيْكُ سِيَا اَلَيْكُ سِرْخُ اَوْرَانُ كِي سَا تَهْمَا اَلَيْكُ شِيْرُ جِي تَهْمَا بِنُ شِيْرُ نَبْرُ كِي قَدْرَتُ  
 سَنِيْنُ پَا تَهْمَا اَسْوَا سَلِي كِي سَلِي مَقَابِلِي كُو اَكْشِي هُو جَانِي تَهْمَا بِنُ شِيْرُ سِيَا بِلِي وَ سِرْخُ بِلِي سِي كِي كُو  
 رَاہِ نَبِيْنُ بِنَا تَهْمَا لُو گُوْنُ كُو جَاہِ بِيَا نِ ہُوْنِي سِي مَرُ سَفِيْدُ بِلِي سَوَا سَلِي كِي اسْكَانُ گُ كُھْلَا ہُو اہِ  
 مِيَارُ گُ تَهْمَا اسَا رُ گُ ہُو بِلِي اگَرُ تَهْمَا جُو مِوَرُ دُو مِيْنُ سَكُو كُھَا لُوْنُ دُو جِي بِلِي بَخَارُ سَوَا سَلِي صَا  
 ہُو جَانِي دُو نُوْنُ نِي كُھَا پُکِرِي اور كُھَا لِي پُکِرُ كُھَا لِي لَسِي جَبِ چُنْدُ رُوْنُ دُو سِيْرُ نِي سِرْخُ بِلِي سِي كِي  
 مِيَارُ اَلَيْكُ گُ ہُو بِلِي اس سِيَا بِلِي كُو مِجِي كُھَا لِي جِي اَسِي كُھَا مَارِي اور كُھَا لِي شِيْرُ كُھَا لِي پُکِرُ شِيْرُ  
 سِرْخُ سِي كُھَا بِنُ جُو كُھَا تَا ہُوْنُ كُھَا جُو مِوَرُ كِي بِنُ فَعَا دَا زُ كُرُوْنُ كُھَا كِي تَهْمَا فَرَا دُو كِي بِنُ بَا كِي  
 مِيْنُ دُو سِي دُنُ كُھَا لِي گُ ہُوْنُ جِسْدُنُ سَفِيْدُ كُھَا لِي گُ پُکِرُ بَا دُ بِنَا سِيَا لُو سَنِيْنُ نِي كُھَا سِنُ لُو مِيْنُ سَبِكُ

ہو گیا اس دن کہ عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اور یہ قصہ شہرت و تواتر کو اس حد تک پہنچا کہ مشرق کی  
کئیوں میں ذکر و دستور ہو کچھ انکار کی جگہ نہیں اور عبداللہ بن سلام ہر وہ بگڑا لوگ لپٹا چلتے تھے  
اور کہتے تھے لَا تَشْكُوْا اس واسطے کہ بعد قتل کے بڑا فتنہ و فساد مٹ گیا اور عذیر بن لیثان کہ صاحب  
علم المنافقین تھے چنانچہ امیر نے بھی اُن کے حق میں اس علم کی گواہی دی ہو یہی قتل عثمان بن مسعود  
وڑائے تھے اور کہتے تھے کہ بڑے فتنوں کا موجب ہو گا اور جو فتن میں توقع ہو ایہ فساد عظیم کا سبب تھا  
کہ مدینہ منورہ میں بعد اُنکے قتل کے ظاہر ہوا اور بلوے والے واپسی ہر صحابی کو ڈراتے تھے اور لوگ اپنے  
لپٹے حال میں گرفتار تھے آخر رات کو کہ بلوے والے سو گئے زبیر ابن عوام اور حکیم بن خرام اور سوربن  
حزمہ اور جبیر بن مطعم اور ابو جہم بن حذیفہ بدی اور سیار بن کرم اور اسکا لڑکا عمرو بن عثمان بن کونولہ  
کیرمون میں حبس ہوئے و شہید ہو گئے بعد ازاں نے زنا جنازہ کے دفن کیا جبیر بن مطعم نے امامت کی اور  
اُنکے تابعین بھی حاضر جماعت تھے اُن میں سے حسن بصری اور مالک امام مالک کے دوا بھی و آدمیوں کے  
برائے فرشتے اُنکے جنازہ پر حاضر ہوئے چنانچہ مشرقی نے مرفوعاً جناب پیغمبر سے روایت کی ہو کہ فرماتے تھے  
يَوْمَ يَسُوْتُ عُثْمَانَ يُحْيِيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ تَرْجُمُهُ حِينَ رُوِيَ عَنْ عُمَانَ اُسپر اسان کے فرشتے  
تازی چھیکے راوی کہتا ہو قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عُثْمَانُ خَاصَّةٌ اَوِ النَّاسُ عَامَّةٌ قَالَ عُثْمَانُ  
خَاصَّةٌ تَرْجُمُهُ حِينَ لَمْ يَأْمُرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَاصُّ عُثْمَانَ يَا مَعْ لَوْ كَمَا خَاصُّ عُثْمَانَ اَوِ اسوع ایت کو  
روایت ابن صخاک کی مدد پہنچاتی ہو جو سم بن خنیس سے کی ہو و کان مَمْنَنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ  
اَلَمْ يَكُنْ اَمْسِكُنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتّٰى يَبْنُوْا بَيْتًا لِّمَنْ لَا يَبْقٰى  
اَلْعَرَقُ قَدْ فَاَمَكْنَا لَهٗ مِنْ جَوْفِ الْكَلْبِ ثُمَّ حَمَلْنَا اَوْ فَغَشَيْنَا سَوَادَ مِنْ خَلْفِنَا فَهَبْتَنَا هُمْ حَتّٰى  
كُنَّا نَنْفَرُ فَاِذَا مَنَّا دِيْنًا دَعٰى لَارَوْعَ عَلَيْنَا اَنْ يَّبْسُوْا فَاِنَّا جِئْنَا لَشَهَدَةِ  
وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ لَعَلَّةٌ تَرْجُمُهُ اَوْ تَحَابِسُ اُنْ مِنْ سَعْدِ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ  
میں حاضر تھے جس کا جب شام ہوئی ہلکو چنے کہا اگر چھوڑ دو گے اپنے صاحب کو تا صبح ہو ضرور  
و دشمنان اسکے اعضا جدا کر ڈالیں گے جس ہم بھیج الغرقہ کی طرف اسکو لیگے پھر ہم گھات میں گئے یہ  
اُسکے واسطے آدمی رات تک پھر رہے اسکو اور غلاماں اس پر گھیر لیا ہلکو ایک جماعت پیچھے سے سو پڑ گئے  
اسنے یہاں تک کہ نزدیک تھا ہم جگہ جانیں ناگمان منادی پکارتا ہو کہ کچھ ڈر کی بات نہیں ہو تم

ثابت ہو بیشک ہم بھی آئے ہیں تو حاضر ہوں اُسکے واسطے اور ابن خنیس کہتا تھا کہ یہ سب ملا کر تھے اور یہ جو  
کہا کہ صحابہ جو وند مسکرتے تھے محض افزا ہو اور بہتان یہ تو روایت اہل بیت کی سنو عن ابن عباس  
قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلَى كُرْدٍ وَبَنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُورٍ  
تَعَمَّمُ بِهَا وَبَيْدٌ قَصِيْبٌ مِنَ الْفَرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي إِلَى سُرُوْيَا لَكِ  
بِأَلَا شَوَاقٍ وَأَسْرَاكِ مُبَادٍ سَلَا فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَنَبَسَمَ وَقَالَ إِنَّ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَهْضَى عِنْدَنَا  
فِي الْجَنَّةِ مَلَكًا عَرُوسًا وَقَدْ دَعَيْنَا إِلَى وَلِيمَةٍ فَإِنَّا مُبَادٍ لَكَ سَرَا وَأَحْسَيْنُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
النَّبَّاءُ الْقَفِيْهُ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہو کہ امین نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں گھوڑے پر  
سوار اور سرسہارک پر عمامہ نور کا ہو رہا ہوا اور اُن کے ہاتھ میں ایک پتلی چھڑی  
باغ فردوس کی ہوتی تھی نے کہا یا رسول اللہ میں تمہارے دیدار کا مشتاق ہوں اور تم کو دیکھتا ہوں کہ جلدی  
کینچ کے جانے میں کرتے ہو میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا بیشک عثمان بن عفان صبح میرے پاس آیا کہ  
جنت میں ایسے حال سے جیسے کوئی بادشاہ ہو اور دوٹھا جاری اُسکے بیاہ میں دعوت ہو اس واسطے میں جلدی  
جاتا ہوں اور ابو شجاع سیروہی ملی کہ مشہور ہو تو اس سے ہو شیخ بھی ہو کہ خبر چاہتے ہیں کہ متنی میں ابن عباس اس کو ایک طوطی پلائے  
اور خواب جنت امام حسن کا بھی صحیح و سہول روایت ہو طوطی میں لایا ہو عن حسن ابن علیؑ قَالَ مَا كُنْتُ لَأَقَاتِلَ بَعْدَكَ وَبِذَا  
سَلَامَتُهُمْ كَرِيْمٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَضَاعَا يَدَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَأَضَاعَا يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَأَضَاعَا يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِ أَبِي بَكْرٍ وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ وَأَضَاعَا يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِ عُمَرَ وَرَأَيْتُ  
مَكْدُونَةَ وَمَا قُلْتُ مَا هَذَا فَقَالُوا دِمُ عُثْمَانَ يَكْتَلِبُ اللَّهُ بَدَلَهُ ترجمہ امام حسن بریلی سے روایت ہو کہ مکدونہ میں ہوں  
کہ لوگوں جب کہ ایسے خواب دیکھ چکا ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اپنا ہاتھ عرش پر رکھے ہیں اور عثمان کو دیکھا کہ وہ عرش کے  
رسول خدا صلعم کے مونڈھے پر ہاتھ رکھے ہیں اور عمر کو دیکھا وہ ابوبکر کے مونڈھے پر ہاتھ رکھے ہیں اور عثمان کو دیکھا کہ وہ عرش کے  
مونڈھے پر ہاتھ رکھے ہیں اور دیکھا میں نے ایک خون ماون سے اس طرف بیٹھ گیا کیلئے جو سب کے کا خون ہو کہ ملا کر تیار ہو  
اللہ کا بلا و ردی ابن سمان عن قیس ابن مبادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دِمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ تَأَسَّيْتُ عَلَى يَوْمِ قَتْلِ عُثْمَانَ وَأَنْكَرْتُ نَفْسِي وَجَاؤُنِي بِبَيْعَةِ  
فَعَلْتُ إِلَّا اسْتَجِئْتُ مِنَ اللَّهِ أَبَايَ قَوْمًا قَتَلُوا سَخِلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَّا اسْتَجِئْتُ رَجُلًا سَخِجْتُ مِنْهُ الْمَلَايِكَةُ وَإِنِّي لَا سَخِجْتُ مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَ عُثْمَانَ قَتِيلٌ

فِي الْكَأَمْرِ لَنْ يَذُنَ بَعْدُ فَأَنْصَرُوا فَلَمَّا دَفَنَ رَجُلٌ النَّاسُ يَسْكُونُ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي  
 مُشْفِقٌ مِمَّا أَقْدَمَ عَلَيْهِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِيزَةَ فَبَايَعَتْ فَقَالُوا يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَكُنَّا صَدَقَ قَلْبِي  
 وَرَوَى هُوَ أَيْضًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَفِيفَةِ إِنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَهُ عُمَانَ فِي الْكَأَمْرِ  
 وَالْجَمَلِ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلْعَنُ قَتْلَهُ عُمَانَ فَهَرَقَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ بِهِمَا وَجْهَهُ  
 فَقَالَ أَنَا لَعَنُ قَتْلَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَرَوَى هُوَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 الْحُسَيْنِ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَقَدْ ذَكَرْتُ قَتْلَ عُمَانَ فَبَكَى حَتَّى بَلَغَ لِحْيَتَهُ وَعَنْ جَنْدُبٍ دَخَلْتُ  
 عَلَى حَدِيقَةِ الْيَمَانِ فَقَالَ لِفَصَا فَعَلَ الرَّجُلُ لَيْعِي عُمَانَ فَقُلْتُ أَمَلُ هُمْ قَاتِلِيهِ فَمَنْ قَالَ إِنَّ قَتْلَهُ  
 كَانَ فِي الْجَنَّةِ وَكَانُوا فِي النَّارِ ترجمہ روایت کی ابن سمان نے قیس بن عباد سے کہا میں نے حضرت  
 علی کو جمل کے دن یہ بات کہتے سنا کہ کہتے تھے بار خدا یا میں بیزار سی کرتا ہوں تیرے سامنے خون عثمان سے تیری عقل  
 عثمان کے قتل سے حیران ہوئی کہ میں اپنی عادت پر زہا میرے پاس لوگ بیعت کے واسطے آئے میں نے کہا کیا میں خدا  
 نہ شراؤں جو بیعت کروں اس قوم کی جس نے عثمان جیسے شخص کو مار ڈالا کہ اس کے حق میں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 آیا میں حیا نکروں اس شخص سے کہ جس پر شتے جیا کرتے ہیں اور بیشک میں شرا ہوں خدا تعالیٰ سے کہ بیعت ہوں  
 اس حال میں کہ عثمان قتل کیا ہوا زمین پر پڑا ہو ابھی دفن نہیں کیا گیا بعد اسکے وہ لوٹ گئے جب وہ دفن ہو گیا پھر آئے  
 لوگ میرے پاس سوال کرتے ہوئے بیعت کی تو میں نے کہا ای بار خدا یا میں اس کام میں قدم رکھتے ڈرتا ہوں پھر ایک شخص  
 سامنے آئی تب میں نے بیعت کی فرمایا علی نے پھر لوگوں نے کہا ای امیر المؤمنین اس شخص سے کہ میرا دل بھٹ گیا ایسا  
 صدمہ ہوا اور یہی ابن سمان نے روایت کی محمد بن حنفیہ سے کہ بیشک علی رضی اللہ عنہ نے جمل کے دن کہا لعنت کرے  
 خدا عثمان کے قاتلوں پر چاہے زمین میں ہوں چاہے پہاڑ میں اور یہی روایت ہے محمد بن حنفیہ سے کہ علی کو خبر ہو چکی  
 کہ عایشہ رضی اللہ عنہا لعنت کرتی ہیں عثمان کے قاتلوں پر دو نو ہاتھ اٹھائے اور انکو اپنے منہ کے برابر بونچا یا اور کہا میں لعنت  
 کرتا ہوں عثمان کے قاتلوں پر خدا ان پر لعنت کرے زمین میں ہوں یا پہاڑ میں ہوں جب یہ بات دوبار کہی بائیں بار اور بھی  
 اسے یعنی ابن سمان نے روایت کی عبداللہ بن جبرین علیہم السلام سے حال یہ کہ ذکر ہوا قتل عثمان کا انکے  
 سامنے تو روئے یہاں تک کہ تر ہو گئی انکی ٹاٹھی اور جندب سے روایت ہے کہ میں حذیفہ کے سامنے گیا تو مجھے کہا کہ کیا  
 حال ہوا اکبر مر دینی عثمان کا میں نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ لوگ اسکو مار ڈالینگے تو کیا کہتا ہو کہ اگر  
 مار ڈالینگے اسکو وہ جنتی ہو گا یہ دوزخی ہونگے یہ بائیں تو اہل بیت کی ہیں عثمان کے قاتلوں کے حق میں

اور ان کے قتل کے حق میں اور مدیدہ شیعہ کے نزدیک صادق احمد شیعہ میں حکم حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے  
کتا بولن میں بھی موجود ہو تا خدا تعالیٰ بخدا یقیناً قصداً قوداً شرجہ حریفہ جو بات سے کہ انکسج ہا نو اور گونا  
صحابہ و تابعین سے جیسا کچھ اس قتل کے معاملے میں مروی ہے کہ کیسا کچھ قتل عظیم کو کہا تا ہو و گواہی  
بہشت کی عثمان کے حق میں درود بخ کی قاتلوں کے حق میں ہی ہوا و جو ان سے متعلق ثابت ہو جو ذکر کریں تو  
بڑے بڑے و فرسوجائیں اور سب انھیں چند دایتوں سے ثابت ہوا کہ تین فلاش عثمان کا پڑا ہوا جو کہتے ہیں یہ  
بھی محض افتراء و بیخبر سب تواریخ والوں نے اس بات کو جھوٹا ٹھہرا یا یہ تکذیب اس کی تواریخ میں موجود ہوا اسلئے کہ  
سب موضع متفق ہیں کہ جمعہ کے دن عثمان دین سی الجھ کر بعد عصر عثمان کو شہید کیا اور شہنے کی شب کو بقیع میں  
دفن کیا یا نہ ہو یہ فیثیہ ہے جسکے حق میں بشارت سے حساب قطعی جتنی ہوئے کی دی ہو اور یہ کہ تو اسے بغیر پونجی ہر کچھ  
عاجت کیا رہی جو ہم اور کسی کی گواہی چاہیں تہمت ہو کہ اسکو مختصر کریں اور اور طلب کھین و فیما ذکر کذا  
و لا اهل البصر هذا ینہ والہادی قولہ اللہ تعالیٰ شرجہ ایسا ہی جو چنے کہا ہو کافی ہوا و جبکہ خدا نے انکسین میں میں  
انکوراہ بتائے والا ہوا و ہایت کرنے والا اللہ ہی ہو مطاعن ام المؤمنین یعنی عایشہ صدیقہ جو  
محبوبہ مطہرہ رسول اللہ علیہ علیہ السلام اور یہ دس طعن ہیں طعن اوّل یہ کہ وہ مطہرہ مدینہ سے کہ اس کے  
سے بھر کر گئیں حال آنکہ خدا تعالیٰ نے انواج کو گھر سے نکلنے کی نہی فرمائی ہو اور منع کیا ہو اور اپنے پاکیزہ  
گھروں میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہو تو تعالیٰ یقیناً کہ لا یجوز لہا ان تخرج من الدار الا بالیة الا انی تا بیت شرجہ اور  
قرار پر ہوئے گھروں میں رہے پر وہ نوجیسے قبل اسلام سے بے پردہ ہوتی تھیں تا آخر آیت لگو کیا مناسباً کہ اس  
رسول کی مخالفت کی اور اس لشکر کے ساتھ حبسین سولہ ہزار آدمی سے زیادہ اور داہی و ذیل جمع تھے کلین  
جواب اس طعن کا یہ گھر و نہیں قرار کیا ہوا و گھر و نہ نکلنا اگر مطلق ہو تا کسی امر کے قید نہ ہوتی تو بعد  
نازل چون اس آیت کے چاہیے تھا کہ آنحضرت ازواج کو واسطیج اور عرس کے نہ نکالتے مگر انیوں میں نہ لیا جائے  
نہ مان باج کھلنے کو یہ بیاروں کی بیارہی کہ ناظرہ کی ماتم داری کو جانے دیتے اور یہ سب قطعی لعل میں اس معلوم ہوا  
کہ اور اس حکم نے اور منع کرنے سے پردہ اور حجاب ہو تا مثل ان کے جو سر پر چادر ڈال کے گلی کو چے میں بھرتی ہیں انہی  
نہوں اور سفر کر نیسے پردہ حجاب کا کچھ نکال نہیں ہو پر نہ نشین عورتیں نہایت پردہ حجاب کی سہنے والیاں بیٹھی غلطی تو کیا  
اور گیات پادشاہی بھی لشکر و نہیں نکلتی بلکہ محض ہر مسجین محض بیگ دنیا کی ہو جیسے جہاد و رجاء و تکرار ایسے ہی سفر  
عائشہ کا بھی تھا کہ واسطیج آپس کے اصلاح اور حکم خدا من مطلقہ عادل کا جاری کرنا کا نظم سے اس کے تحت واقع ہوا مثل حاج و عرس کے تھا



اگر اس لئے میں کوئی شخص کہے کہ ظان عورت خانہ نشین ہو کر سے نہیں نکلتی تو عورت عام میں کیا سمجھا جائیگا  
انصاف کرنا چاہیے اور غلط فہمی کو چھوڑنا چاہیے جواب دوسرا شیعہ کی کتابوں میں مشہور و متواتر ہے کہ  
وائے خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں جب اہلبیت کے حقوق میں غصب ہوا حضرت امیر مہر حضرت زہرا  
کو سوار کر کے مٹے کے محلوں اور انصار کے مسکنوں میں اگر گھر اور در درات کے وقت بدرخواست مدد و  
احانت لیے لیے پھرے اب اس موقع کو غور کرنا چاہیے کہ تنگ و ناموس کے متعدے میں لڑکی اگر بی بی سے ہونگی  
نہیں ہوگی تو کم ہی نہیں ہونگی اپنے گھر سے نکل کے اور دن کے گھر جانا انکی نسبت جو گھر سے نکلے اور زیور  
خیون میں رہے دوسرے کے گھر بجائے دونوں میں کس قدر فرق ہو اور معاملہ و متین کا وزن منسوبہ کا کھنڈا  
نقصان دے گا اپنے ہی طرٹ رہتا ہو اور معاملہ قتل خلیفہ برحق کا پیچیدہ تھا اور اسی فتنہ و فساد باہم پاتی ہو  
جس کا مرکز دین کی طرٹ لوٹا ہوا دنوں میں کتنا فرق ہو جب وہ امر موجب طعن کے نہوا تو یکس طرح ہوگا  
جواب تیسرا یہ کہ سب ازواج مطہرات مثلاً ام سلمہ اور صفیہ کہ انکو شیعہ بھی معتبر جانتے ہیں اور راستہ میں حج  
اور عمرہ کی واسطے اہل میں بلکہ ام سلمہ اس سفر میں کے نمک فربک تھیں اور چاہتی تھیں کہ ہمراہ عائشہ کے تھیں  
عمر بن ابی اسلمہ کے بیٹے نے بسبب معلوم فرمایا کہ منع کیا اور جب خداے تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے  
ہر ایک اور ہر ایک کے ساتھ غلنے کو فرمایا ہو پھر وہ طعن و تشنیع کرنا کھانا کھانا بلکہ راز چاہا ہو تو قرآن تعالیٰ بآیتھا اللہ تعالیٰ  
لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اُولَئِكَ وَبَنَاتُكَ وَزَوٰجُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْخُلُوْنَ مَعَهُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُغْفَرَ لَظُلْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا  
اللہ غفور رحیم ترجمہ اے پیغمبر کہ اپنا ازواج اور لڑکیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ ڈال لین اپنے موٹھ پر  
نکرا اپنی چادر کا یا سب سے قریب ہو کر ہر بی بی جائیں بس کئی نایماندے اور ہر خدا بخش نی والا مہربان اور  
صحیح حدیث میں آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نزول اس آیت کے فرمایا اَدْنٰى لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ  
ترجمہ اجازت دیجیئی تو کونسا اپنی حاجت کی واسطے باہر نکلوان البتہ عورتوں کی مسافرت کسی محرم کا ساتھ  
ہونا شرط ہو اور اس سفر میں جہاں بن زبیر کے حقیقی بھائی ہمراہ تھے اور طوطی بن عبید اللہ اور بنی بن کے شوہر  
اور ام کلثوم ابی بکر بنی اور زبیر بن عوام دوسری بہن کے شوہر اور اسلمہ ابی بکر بنی اور ان دونوں کی لڑکی  
یہ سب ساتھ تھے آبن قیسہ جسکی تاریخ پر شیعہ کو کتاب اللہ سے بھی زیادہ اعتماد ہو اپنی تاریخ میں لکھا ہے  
لَمَّا بَلَغَهَا بَيْعَتُہَا عَلٰی اَمْرٍ اَنْ تَمْلِكْ لَهَا هُوَ عَجْمٌ مِنْ حَدِیْدٍ وَجَعَلَ فِیْہَا سُوْمَہُ لَلْحَوْلِ وَفِیْہَا عَجْمٌ فَخَرَّ  
اَوْ اَبْنَاءُ الْمَلَائِکَہِ وَوَلَدَ لَہَا عَجْمًا ترجمہ جب علی کی بیعت لے لینے کی ناشہ کو خبر ہوئی حکم کیا کہ ایک کجاوہ



لوہ کا بنایا جائے جس میں گھسنے گھسنے کی جگہ مونس خروج کیا جائے اور اُن کے ساتھ طلحہ اور زبر کے لڑکے تھے اور بھی ازواجِ مطہراتِ پیغمبر کے تمامی امت کے مردوں کی ماہرینِ آوریہ سب ایسے جیسے فلن کے بیٹے اس صورت میں انکو ہر شخص امت کے ساتھ خروج کرنا درست ہی یہی مذہبِ تمامی علماء امت کا ہوا اسید واسطے خلیفہ ثانی نے اپنے وقت میں جوازِ وراجِ مطہرات کو حج کے واسطے بھیجا عثمان و عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ کیا اور انکے وکدان یا حاکمان لکھن ترجمہ بیشک نم دونوں سادہ مند بیٹے ہوا احباتِ مومنین کے بس ایک تیسے اکی سوار سی کے آگے رہے اور ایک پیچھے اور ان سب باتوں کو جانے دو جب بھی تو وکدان کھڑے تھے تب ترجمہ الجاہلیتہ لکھتے تھے اور دلائلِ کرات پر کہ مطلق گھسنے کو منع نہیں فرمایا ہو بلکہ بے پردہ گھسنے کو منع نہایت اور زیور اور لباس رنگین نہ کھانیکو جیسے رسمِ اسلام سے پہلے جاہلیت کی تھی بس بھی خود ساقط ہوئے قابلِ ستائش کے نہ یہی آب ہم اسکا بیان کرتے ہیں یہ جو امر ہر وقتِ نبویؐ کو بآ رہا پہلے سے معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک مرد جو بیکسٹ مقرر نہیں ہو کہ جسکی غلات کرنے میں کوئی اندیشہ ہو طعن و دھم یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو عثمان بن عفان کی جستجو میں سفر کیا انکو اُن کے خون سے کیا علاقہ کچھ اُنکی وارث نہ تھیں نہ کچھ اُنسے اُنکی قرابت اس سے معلوم ہوا کہ امیر المومنین کے نبض وکد ورت انکو تھی اسید واسطے یہ قندہ اٹھا یا اور طرفیہ کہ پہلے خود لوگوں کو عثمان کے مار ڈالنے کی حرص دلائی تھیں اور کہتی تھیں اُقتلوا عثماناً چنانچہ ابنِ قیس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہوا ان عائشہ انا ما خبرت سیدۃ علی وکانت خارجۃ من المدینۃ فقینل لہا قتل عثمان و بایۃ الناس علیا فقالت ما ابائی ان تقع السماء علی الناس من قتل و اللہ مظلومنا وانا طالبتہ ید میر فقال لہا عبید اول من تحش علیہ و احکمہ کلک فی قتلیہ الناس لانک و لعدا اُقتلوا عثماناً فقد فجر فقالت عائشہ قد و اللہ قلت و قال الناس فقال عبید فمیل البکاء و میل الغیر و میل الریاء و میل المطر و انت امرت بقتل امام و علیتنا ان فقد فجر مرحمہ بیشک جب عائشہ کو خبر بیتِ علیؑ کی پہونچی کہ اسوقت میں وہ مدینہ سے باہر تھیں لوگوں نے ان سے کہا کہ عثمان مارے گئے اور علیؑ سے لوگوں نے بیعت کی تو کہا میں کچھ بھانپیں کرتی چاہے آسمان زمین پر گر پڑے قسم ہو خدا کہ وہ ظلم مارے گئے اور میں ان کے خون کا مطالبہ کر لگی تو عبید نے ان سے کہا کہ اول شخص تو تم ہی ہو جنہو ان کے قتل پر لوگوں کو و فغانا اور طبع دلائی اُنکے مار ڈالنے پر سوتا تھا اسے کون ہو اور تم نے کہا کہ مار ڈالو نعل کو کہ وہ فاجر ہو گیا یہ کہ عائشہ نے بیعت تم سے کی تھی خدا کی بیعت کہا اور لوگوں نے بھی کہا تمہارا عبید نے تم سے



قِيَمَتًا فَإِنْ دَاوُدَ عَلَى خَلْقِهِ فَلَا تَخْلَعُ لَهُمْ ثَلَاثًا مَرَّةً رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا  
 عثمان سے اوس عثمان شاید اللہ تعالیٰ تمکو ایک پیرا بن پناہے پس اگر جاہلین کہ تجھے اُتار لین تو مت اسکو  
 اٹکے واسطے امارا لود یہ لفظ تین بار کہا تاکیراً طعن سوم یہ کہ حضرت عایشہؓ نے مخالفت حضرت رسولؐ کی  
 کی اور اس مخالفت پر اصرار کیا جل کی طرائق میں تفصیل لکھی یہ کہ تعلیم بن حاد کتا با لفتن اور محمد بن سکو  
 تجار بالاعمال و رابن قتیبہ کتا با سیاست میں لائے ہیں کہ جب لشکر عایشہ رضی اللہ عنہا کا راہ میں ایک  
 بانی پر پونچا کہ اسکو خواب کہتے ہیں وہ ان کے کتوں نے چلا تا شریع کیا حضرت عایشہؓ نے محمد بن طلحہ سے  
 کہا کہ اس بانی کا کیا نام ہے محمد نے کہا خواب کہتے ہیں عایشہؓ نے کہا مجھ کو تو نا لیلو محمد بن طلحہ نے پوچھا کیوں  
 حضرت عایشہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اپنے ازواج سے کہتے تھے کَاغِبْنِیْ  
 یَا خُدَّائِیْ لَنْ تَنْفَعَهَا کِلَابَ الْخَوَابِ فَإِذَا لَکَ اَنْ تَلْکُوْنِیْ یَا خُدَّائِیْ مَرَّةً مَّرَّةً گویا کہ میں دیکھتا ہوں ایک  
 تھے کہ اُسکے مقابلے میں کہتے ہوتے ہیں خواب کے پس بچا تو امی حمیرا آپ کو اُن سے کہ تو ہو پھر باوجود یاد کرنے  
 اس بھی کے مخالفت پر اصرار کیا اور لوٹیں نہیں جو اب اس طعن کا یہ کہ راہ کوٹنے کا تو حضرت عایشہؓ کا  
 اس روایت سے بھی ثابت ہو جیسا کہ اہل سنت کی روایتوں میں تصریح ہو کہ فرمایا سُدُّوْنِیْ سُدُّوْنِیْ یعنی  
 لوٹو مجھ کو لوٹو مجھ کو لیکن اہل سنت کی روایتوں میں تمام اس قصے کا یوں صحیح ہوا کہ حضرت عایشہؓ نے لوٹنے کے  
 مقدمے میں تو حق کیا لشکر والے لوٹنے پر اُن کے ساتھ موافقت نہیں کرتے تھے آپس میں اس بات کا جھگڑا تھا  
 اس درمیان میں روان بن حکم اور ولید بن عقیل قریب ہستی آدمیوں کے گرد و نواح کے کسانوں سے لائے اور گواہی  
 دلائی کہ اس بانی کا خواب نام عیین ہے یا وہ بانی ہی جس عایشہؓ آگے روانہ ہوئیں یہ جواب اس طعن کا موافق  
 روایت کے ہے لیکن یہ وجہ روایت کے دوسرا جو اب بھی ہے اور وہ یہ کہ حدیث میں بانی پر ہو کے گندنا واقع نہیں ہے  
 نہ کچھ اسکا اشارہ اور حدیث سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہوا تھا یہی ہو کہ ایک کو تھے یہ مصیبت پیش آئے گی اور  
 واقعی وہ حادثہ بڑی مصیبت کی بات تھی کہ باعث خفت حرم محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور  
 جو کام کہ مقصود تھا یعنی آپس کی مصالحت اسکی درستی نہ ہوئی مفت میں مقابلہ مسلمانوں کا ہو گیا اور حدیث  
 سے زیادہ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا پس اس حدیث سے سنی سمجھنا اور بعد اس کے مخالفت اور اصرار  
 پر مخالفت کی نسبت کرنا کس راہ سے ہو سکتا ہے خصوصاً لفظ اِنَّا لَکَ اَنْ تَلْکُوْنِیْ یَا خُدَّائِیْ معتبر کتاب میں  
 اہل سنت کے اسکا کچھ وجوہ نہیں آتا اگر بالقرض موجود بھی ہو تو اس قسم سے جو جیسے کوئی مقلد نبی اہل

و عیان دراز و اج کو ڈراتا ہو کسی آفت سے جس کا وقوع معلوم ہو یا گمان میں ہو مثلاً پر خوت راہین احد  
بدتہ بیر یاں گھر کی اور یہ مذہبی شرعی نہیں ہو جاتا ہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس قسم کے  
اور عمل میں لائے تھے بس جب تک کہ صریح شرعی ہوا کسی مخالفت کو سمجھتے کہنا کمال تشبہ و رخصت ہر حضرت امیر  
کو جب حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے رات کو جا کر جو قید واسطے نماز تہجد کی صریح جواب میں کہا واللہ لا نصیۃ الا ما  
کتب اللہ لنا یعنی قسم یہ خدا کی ہم نہیں پڑھیں گے مگر جو کچھ اللہ نے ہمارے واسطے لکھا جو اور جناب وہاں سے  
بھڑے اور اپنی رائیں پیچھتے تھے اور فرماتے تھے وکان الانسان الکفریۃ جدا کا اس مخالفت کو اور اس  
مخالفت کو تو لیا چاہیے اور اس کو اور اس میں ہر کلام دین کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ اس صراحت میں معذرت نہیں کرسکتی  
کہ کہنے سے بچتے وقت نہیں جانتی تھیں کہ اس راہ میں وہ چشمہ جس کا جواب نام ہو لیگا اور اس پر ہو کے گزرنا  
پڑیگا جب وہاں پہنچیں گے جانا ارادہ لوٹنے کا محسوس کیا لیکن لوٹنا انکو میرا کسی اہل لشکر نے نوٹے میں  
انکا ساتھ نہ دیا اور حدیث میں بھی بعد ظاہر ہوتے اس واقعے کے کچھ ارشاد نہیں فرمایا ہو کہ پھر کیا کرنا چاہیے  
ناچار بقصد مصالحت آپس کے بلاشبہ اچھے کاموں سے ہوا آگے کو روانہ ہوئیں کہ حالت حضرت عائشہؓ کی  
اس جگہ میں ایسی ہو کہ ایک بچے کو کسی نے دوسرے دیکھا کہ کنوین میں گرنا چاہتا ہو بے اختیار اس کے بچانے کو  
دوڑا اور اسی دوڑنے میں ایک ناز پڑھنے والے کے سامنے ہو کے ٹکنا پڑا اسکو تدارک نازی کے سامنے ہو کے  
ٹکنے کی اطلاع حاصل ہو کہ میں ناز پڑھنے والے کے سامنے ہوں اگر تجھے ہو کے جاتا ہوں بچہ کنوین میں گر جاتا ہو  
اور نازی کے سامنے ہی ہو کے ٹکنا اس ٹکنے پر اسکا تدارک نہیں ہو سکتا ہو مگر در اس بچے کے بچانے کی  
صورت کر لیا اور اس ٹکنے کو اس کے حق میں معاف کر دیا طعن چہارم یہ کہ لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا  
جب بھرے میں پہنچا بیت المال کو لٹا اور حضرت امیر کے عامل کو کہ عثمان بن حنیف انصاری تھے اور صحابی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکال دیا اور امانت کی جواب اس طعن کا یہ کہ یہ! امین حکم و رضا حضرت  
عائشہؓ نے طعن میں نہیں آیا میں چنانچہ بعد وقوع اس واقعے کے عثمان بن حنیف انصاری کی رضا جوئی میں  
مقدور سے زیادہ کوشش کی اور عذر کیے اور اس واقعے کی طرح حضرت امیر کے لشکر والوں سے بھی ہوا  
جس میں انکے اکثر وغیرہ تھے جنھوں نے کوفے میں ابو موسیٰ اشعری کو ذیل کیا اور گھر چھوڑ دیا اور اسباب  
لوٹ لیا اگر محل طعن ہو تو دونوں جگہ ہی اور وہاں نہیں ہر تو بیان بھی نہیں ہوا اس کے ساتھ فرق بھی نہ کر لیا  
سب مسلمانوں کا حق ہو اور ظلم اور مذہب نے پہلے عثمان بن حنیف کو کہلا بھیجا تھا کہ ہمارے سامنے ہدایت

مسلمانوں کی جو عثمانی کا قصاص لینے کو جمع ہوئے ہیں خراج راہ جو ہم لائے تھے تمام ہو گیا اگر بیت المال کا مال ہمارے پاس لاؤ تو انکو تقسیم کر دیں عثمان بن حنیف نے جب اس سے انکار کیا اور ادائیگی کو مستعد ہوا بکرا لشکر کے لوگوں کو شہر میں گھسنے سے روکا اور دانہ گھاس اور خوراک طعام لوگوں پر بند کیا اور دور تھا کہ لشکر بسبب نہ ملنے دانہ چارے اور قوت کے تلف ہو جائے ناچار دافعیہ اس سخت معاملے کا کیا جب یہی لوگ لشکر کے اور اجلاف عرب کہ ایسے لوگ جیسا چاہیے ویسے تابع اور کیسے حکم میں نہیں ہوتے شہر میں آئے بیت المال کو اپنا حق چاہتے تھے لوٹ لیا اس صورت میں کوئٹہ کو ساقی و رلاست کا جو اور سولے چنان و چہین ہونیکے کوئی اہل سنت سے متفقہا سا نہیں ہو کہ عایشہ اور طلحہ و زبیر معصوم تھے ایسی خطا ممکن نہیں ہو گیا تمام لشکر کہ حبشہ کوئی امر صادر ہوا وہ ہر لشکر والوں کا انگلی نسبت جو عقاد ہی نہیں غلط ٹالے اور اس صورت میں کہ طلحہ اور زبیر قتل ہوئے اور حضرت عایشہ کی اہانت ہوئی اور حضرت امیر کے لشکر والوں سے یہ امر موزین آئے جب یہ امر غلط انکے عقاد کے نہیں ہوئے تو وہ کس طرح ہو گئے اور مرتبہ طلحہ اور زبیر اور عایشہ کا معلوم کہ عثمان بن حنیف سے اور اسے زمین آسان کافری ہو آئے جو امر صادر ہوئے وہ کب محل انکے عقاد کے ہوئے عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت ابا حنیف بن قیس یقول لما ظہر علیہ اھل الجملۃ لرسول الی عایشہ امر جری الی المدینۃ قال فابت قال فاعاد الیھا الرسول واللہ لمرجین اولاً بعثن الیک نسوة من بکری بن وائل معکون شفا رحدا یاخذنک ینھا فلما رأت ذلک خرجت رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی المصنف طعن محمد عایشہ نے پیغمبر کا بھید فاش کیا بوجہ نص قرآن کے واذ اسرا النبی الی البغدادی واھجر حدیثا فلما نبأت بہ واظھرہا اللہ علیہ عرفت بعضہ واعرف عن بعض فلما نبأھا بہ قالت من انکأک هذا قال نبأ بی العلیم الخیر ترجمہ اور جس وقت کہ چھپا کے ایک بات پیغمبر نے کہو اپنی بعض ازواج سے جس جب خبر دی اُس عورت نے اس بات کی اور ظاہر کر دی اللہ نے پیغمبر پر یہ بات تو بعض کو اسنے جتا دیا اور بعض سے اعراض کیا یعنی نہیں جتا یا پھر جب خبر دی پیغمبر کو اُس عورت نے تو چھپا کر چھپو یہ بات جتائی کہا بلکہ خبر دی اسنے جو اسکا جاننے والا تھا اور خبردار جواب اسکا یہ کہ اتفاق مغرور کے یہ بھید حفصہ نے فاش کیا ہو کہ آنحضرت کو ماریہ قبطیہ کے ساتھ بستر پر دروازے کی درز سے دیکھا آپ نے انکو منع کیا کہ افری تحرمت ماریہ علی فیہ فاکتمی علی ولا تفسدین ترجمہ میں نے حرام کیا ماریہ کو اپنے

اوپر تو اس مجید کو کچھ لے کر اور فاش مت کر تب حضرت حفصہؓ کے پاس جا کر کہہ کر کہ اس کو اپنے اوپر رکھ لیا نہایت خوش  
 دوسرے مائل ہو کر اسے خوشی کے مجید چھپانے سے مائل ہو گئے یہ خوش خوش یہ خوش غریبوں پر ظاہر کی اور اسے بھی کما  
 ذکر کیا اور انکو ایسا لگایا کہ ان کے چھپانے کو مجھے کما ہو جو میرے دروازہ کی درگاہ دیکھی ہو نہ یہ کہ ماریہ کو  
 اپنے اوپر درام کر لیکو کما ہو کہ کسی سے مت کہنا تب اسے پھر اس مجید کو فاش کر لیکو بالکل افزا اور تمت ہو اور حفصہؓ جو کچھ فریق  
 میں آیا وہ بھی اس کے اعتقاد میں خال انداز نہیں تھا اس کے اگر ارام بغیر میں جو کچھ ہو نہ نہ کہ تو مرد و مرید کہ گناہ ہو گا اور ات  
 ان تثنویا ان الله یرجع جناتی برکات من یمسک توبہ مقبول ہو اور یہ اتفاق ثابت کہ حفصہؓ نے توبہ کی اور مقبول ہوئی چنانچہ آخر  
 عمر آنحضرتؐ تک ان کے میں نفل رہا یہ خوش غریبوں کی جمع البیان میں کہ شیعیان کے معتبر تفسیر سے ہو طبری کہتا ہے قتل ان  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قسم لا یام بین ینسائہ فلما کان یوم حفصہ قالت یا رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم انی الی ابی حاتمہ فاذن لی ان ازوسہ فاذن لہا فلما خرجت ارسل رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم الی جارية ماریة القبطیة ام ابراہیم وقد کان اھلھا الموقوس فادخلھا  
 بیت حفصہ فوقع علیھا فانت حفصہ فوجدت الباب مغلقا فجلست عند الباب فخرج رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم ووجہہ لقطر مرقا فالت حفصہ انما اذنت لی من اجل هذا دخلت امتیک ثبتي  
 ثم وقعت علیھا فی یومی دخل فی رانی اما ایت علی حرمة وحقا فقال صلى الله عليه وسلم الیس علی  
 جاریتی قد احل الله فیک لی انیک فی حرام علی الیس بذک رمانک ولا تخدی بذک امرأۃ منھن  
 وموعدک امانۃ فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم تبع حفصہ الی الدار الذی لھا وبنی ایشۃ فالت  
 الکا اشرف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد حرم علیہ امته ماریة وقد راحا الله منھا واخبر عائشۃ بما لارو  
 کانتا متصلا فیکر متطاعین علی سائر ارجاء فقلت یا نبی اللہ لیس علیہ حرم ما حل الله لک فاعتزل بسائتہ تسعة و  
 عشر یوم ما وقد وشریۃ ام ابراہیم رایتہ فقلت یا نبی اللہ لیس علیہ حرم ما حل الله لک فاعتزل بسائتہ تسعة و  
 العیسیۃ فوفت حفصۃ علی ذلک فقال لھا رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تملی عائشۃ بذک وحرم ماریۃ علی نفسہا  
 حفصۃ یام وائستکما انما انا ظلم الله نبیۃ علی ذلک وهو قولہ واذکر النبیۃ (المنان) واجعل حفصۃ ولما  
 حرم ماریۃ القبطیۃ اخبی حفصۃ انہ یمسک مرید ابو بکر وقرہا بعض ما اشتہر الخیر واعرض عن بعض ان ابابکر  
 عمر یلک ازہج وقرہ یضرب ذلک ما واما انیک بالاساءۃ عن ماریۃ لیس علیہ السلام لانه مراد فی ذلک  
 انک لو اجد منھا حدثت اباھا بذلک فاما انیک فاما ماریۃ وما فستا علیہ ذلک واعرض ان تعالیا ولا مر لاخر انک



ترجمہ لوگوں نے کہا، یہ کہ بیشک رسول صلعم نے اپنی بیبیوں میں دن ہانک دیے تھے یعنی باری مقرر کو ہی  
تھی بس جب حصہ کی باری کا دن ہوا کہا اسی رسول خدا صلعم مجھ کو اپنے باپ سے کچھ کام ہو تم اجازت دو  
تو ان سے مل کر دن سوا جازت دی آنحضرت نے جب وہ باہر گئیں آپ نے ماریہ قبطیہ کے پاس دمی بھیجا کہ  
ما ابراہیم کی تھین اور مقوقس بادشاہ مصر نے انگوٹھے میں بھیجا تھا اور انگوٹھے کے گھر میں بٹایا لیا اُن سے  
صحبت رکھی پھر آئین حصہ تو دروازہ اُسکا بند پا کر دروازے کے نزدیک بیٹھ گئیں پھر نکلے رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم اس حال سے کہ اُنکے منہ سے پسینا ٹپکتا تھا یہ دیکھ کر حصہ نے کہا کہ مجھ کو سیوا سے اجازت  
دی تھی کہ میرے گھر میں اپنی چھو کری کو ٹھایا اور اُس سے صحبت کی کہ یہ دن میری باری کا تھا اور میرا ہی بستر  
آیا میرے حق پر نظر نہ کی میری حرمت پر فرمایا رسول خدا صلعم نے آیا نہیں ہی یہ وہ چھو کری میری کہ حلال  
کی دی اُن سے مجھ خاموش ہو جس سے کثیر حرام ہو مجھ میں اس طرح تیری رضا جوئی کرتا ہوں اور کہ سیکو ازواج  
سے اس وجہ سے خبردار مت کہ یہ بات میرے پاس میری امانت ہو پھر جب باہر آئے رسول خدا صلعم سوئے گیا  
حصہ نے اُس دیوار کو جو اُن کے اور عایشہ کے درمیان میں تھی اور کا خبردار ہو میں تجھ کو خوشخبری سنانا  
ہوں کہ رسول خدا صلعم نے اپنی چھو کری ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور یہ کہ اُنہ نے اُسکی طرف سے  
چہین کر دیا اور جو کچھ دیکھا تھا اُس سے عایشہ کو خبردار کر دیا اور یہ دعویٰ پسینوں دوست متفق تمام  
ازواج کے مقابلے میں تھیں جس نازل ہوئی یہ آیت اسی کی کیون حرام کی تیرے وہ چیز کہ حلال کی اُنہ  
نے پھر جس حضرت نے بیبیوں سے صحبت چھوڑ دی اُن سے دن اور بیٹھے بالاحسن پر ماریہ کے جواب ابراہیم  
کی ماتھیں تیاں تک کہ آیت تنخیر کی نازل ہوئی تب سے کہا یہ کہ بیشک پیغمبر صلعم نے خلوت کی ایک دن  
کہ جسدن باری عایشہ کی تھی کثیر کہ قبطیہ کے ساتھ بس حصہ اسی حال میں آ پڑیں تو فرمایا رسول خدا صلعم  
اُن سے کہ عایشہ کو اس حال سے خبردار مت کرنا اور حرام کیا ماریہ کو اپنے اوپر جس خبردار کیا عایشہ کو حصہ نے  
اور کہا کسی سے نہ کہ اس بات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مطلع کر دیا کہ وہ قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہو  
وَإِذْ أَسْرَأْنَا إِلَيْنَا لِبَعْضِ مَا وَاجِبِ حَدِيثِنَا لَقَدْ بَعْضُ مِّنْ حَصَّةٍ هِيَ أَوْ جِبْ حَصَّةٍ هِيَ أَوْ جِبْ حَصَّةٍ هِيَ  
اپنے اوپر خبر دی حصہ کو کہ میرے بعد خلیفہ ہونگے ابو بکر اور عمر پھر اقرار کیا حصہ سے بعض بات کا جو  
پہلے ناش کی تھا اور نہایت اعتراض کیا کہ بیشک ابو بکر و عمر میرے بعد خلیفہ ہونگے اور اسی کے قریب ہوتا  
ہو جو کچھ عیاشی نے روایت کی ہے بالاسناد عبداللہ بن عطاء کے سے اور ابی جعفر علیہ السلام سے مکرانا



زیادہ کیا جو اس روایت میں کہ ہر ایک نے ان دونوں عورتوں سے اپنے باپوں کو سبوتاہ سے بھاگ کر دیا تب  
 قصہ فرمایا رسول خدا نے دونوں کواریہ کے مقدمے میں اس بات پر کہ انھوں نے آپ کا بھید کمدیا اور ایک مقدمے میں  
 عتاب کیا اور دوسرے مقدمے میں عتاب سے اعراض فرمایا اتنی اٹھا صل وہ بھید تھے ایک تواریہ کے مقدمے  
 میں دوسرا خلاف ابو بکر و عمر کے مقدمے میں پہلے پر عتاب کیا دوسرے سے اعراض فرمایا اس رعایت سے  
 صریح معلوم ہوا کہ بھید قصہ سے فاش ہوا نہ عایشہ سے اور قصہ نے بھی بسبب نہایت فرحت و شادمانی کے  
 عایشہ سے کمدیا کچھ یہ قصہ تھا کہ پیغمبر کا بھید کمدوں جو قصہ گناہ کا سمجھا جائے ظہر و رو فرحت سے اس کا  
 بھید کا نوسکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بموجب روایت عیاشی کے جو امام باقر سے کہ ہر عمدہ اخبار میں شیعی سے ہر  
 معصوم ہونا خلاف شیخین کا آپ کو اور اسکی افشا پر عتاب ذکرنا صریح دلیل رضا کی ہو وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی  
 وَصُوْرِ الْحَقِّ یعنی اللہ کا احسان ہو کہ خوب واضح محبت حاصل ہوئی اور جب خلاف شیخین کی آپ کو وحی سے  
 معلوم تھی پھر رض خلافت حضرت امیر کی کرنا مخالفت خدا کی کرنا ہو اور انبیا خلافت تقدیر الہی کے دمانہ کج نے  
 ذکر موقوفی بحالی خلافت کی قولہ تَالٰی فَلَمَّا ذَہَبَ عَنْ اٰمِرَآئِهِمُ الرُّوْعُ وَجَآءَ تَہُ الْبَشَرٰی یُجَادِلُکَیْ فِیْہِمْ  
 لُوْطِیْنِ اَبْرَہِیْمَ لَحْمِیْمٍ اَوَاکَ مَیْنِیْبَ یَا اَبْرَہِیْمَ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّہٗ قَدْ جَآءَ اَمْرًا بِکَ وَ اَنْتُمْ  
 اٰیٰتِہُمْ عَذَابٌ غَلِیْظٌ مَرَدُّوْہِ تَرَجَمَہُ تِس جیل براہیم سے خون جاتار ہا اور بشارت پونہمی توڑنا تھا جسے  
 قوم لوط کی نجات کے مقدمے میں بیشک براہیم ہر دبار ہو اور نرم دل اور خدا کی طرف رجوع ہونے والا آدمی براہیم  
 مونہ پھیلے اس بات سے کہ پونہما حکم تیرے پروردگار کا اور اس قوم لوط کو وہ عذاب پہونچے والا ہو کہ وہ بن  
 پھر لگا طعن ششم ہے کہ عایشہ نے خود کہا ہو مَا غَرَّبْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ الْبَنِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
 مَا غَرَّبْتُ عَلٰی خَدَّیْجَہٗ وَ مَا رَاَیْتُہَا قَطُّ وَ لٰکِنْ کَانَ سَرَّ سَوَّلَ اللہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَکْثَرُ  
 ذَکْرَہَا تَرَجَمَہُ مَرِج نے کسی پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے غیرت لکھائی جیسے کچھ غیرت میں نے حدیث  
 لکھائی اور میر نے لکھو ہرگز نہ کچھ لیکن رسول خدا صلعم اکثر اسکا ذکر کرتے ہیں جو اب اس طعن کا یہ کہ  
 غیرت و رشک کرنا عورتوں کی پیدائشی بات ہو اور پیدائشی بات پر مواخذہ نہیں ہو بیشک اگر غیرت کے  
 سبب سے کوئی قول یا فعل خلاف شرع ظاہر ہوا سو قت البتہ ملامت ہو سکتی ہو حدیث صریح میں آیا ہو کہ ایک  
 امہات مومنین یعنی ازواج مطہرات سے کہ جبکہ گھر میں آپ تشریف رکھتے تھے انکے گھر دوسری بی بی نے کھانا  
 لذیذ پکا کر آنحضرت کے واسطے بھیجا انھوں نے غیرت کی اور اس طباق کو حسین کھانا تھا اس دوسری بی بی نے

خادمہ کے ماتھے سے لیکر زمین پر باراک طباق بھی لڑے گیا کجا نا بھی چپک گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس بظہر عزت کھانے کے کرسمت آئی ہو اٹھے کھانے کو زمین میں سے چنتے تھے اور فرماتے تھے  
 خَاسَرْتُ اَمْثَلُوْنِیْ غَیْرِتِ کَہَا نِیْ تَحَدِیْ مَآءِیْ اُوْر سَوَقْتُ مِیْنِ کَیْجِرِ کِیْ مَآءِیْ کِیْ حَقِّ مِیْنِ  
 نہ فرمائی امتیوں کو کب لایں ہو کہ اس قسم کے معاملوں میں انکوشانہ تیر طعن کا بنائیں محاذ اللہ میں ذلک وہ جب کہ  
 امامیہ کی کتابوں میں مروی و منقول ہو کہ حضرت ابو البشر یعنی آدم علیہ السلام کو ائمہ کے مرتبوں اور قدر پر شک  
 و حسد تھا ماہد کی اتنی ہی غیرت میں کیا شکایت کی جگہ ہر طعن پر ہتھم یہ کما یشہ رضی اللہ عنہا آخر حال میں  
 کہتی تھیں قَالَتْ عَلَیْہَا وَکَوَدَتْ اِنِّیْ کُنْتُ نَسِیًا مِّنْ نِّسَآءِ تَرَجَمَہُ مِیْنِ لِّیْ طِیْ عَلٰی سَے آندو کرتی ہوں کہ  
 ضرور میں ہوتی بھولی بھری جو اب اسکا یہ کہ عبارت اس لفظ کے ساتھ صحیح نہیں ہوئی صحیح اتنی ہی ہو  
 کہ جب یوم الجمل کو یاد کرتی تھی اتنا روتی تھیں کہ اوڑھنی تر ہو جاتی تھی اس جب کہ اپنے خربج میں جلدی  
 کی تھی اور تامل و تحقیق کی کہ اب خواب راہ میں پڑ گیا یا نہیں یہاں تک کہ ایسا واقعہ حلیم سامنے آیا اور اس وقت  
 کی صحیح کتابوں میں اس لفظ کو حضرت امیر سے روایت کیا ہو کہ جب حضرت مایشہ کے لشکر پر شکست پڑی اور  
 دو طرف سے آدمی مارے گئے حضرت امیر نے مقتولوں کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی رانیں پیش لگے اور فرماتے تھے  
 یَا کَیْنِیْہِ مِیْتٌ قَبْلَ ہٰذَا وَکُنْتُ نَسِیًا مِّنْ نِّسَآءِ تَرَجَمَہُ اَمِیْ کَاشِ مِیْنِ اِس سے پہلے مر جانا اور ہو جانا بھول کر  
 اور اگر مایشہ سے بھی یہ عبارت ثابت ہو اسی قسم مذمت سے ہوگی کہ ایسی خانہ جنگی ہم میں ہوئی کہ ہمارے  
 دو زوجانہ کے انصاف سے بعید تھی کہ حق پر ترجیح ہوئے اور ایک دوسرے کے مراتب کو نہ پہچانا یہ لوگ بلا ہجر  
 اسکو مطاعن میں کہتے ہیں اگر اس سے بچتے تو کیسی خوبی کی بات تھی طعن ہشتم یہ کہ حجرہ رسول مقبول کو  
 کہ جہان وہ رہتی تھیں اپنے باپ کا اور اپنے باپ کے دوست کا کہ مرتھے مقبرہ بنا یا جو اب اسکا یہ کہ اس وقت  
 کی صحیح کتابوں میں صحیح حدیثوں سے منقول ہو اور موجود کہ آنحضرت نے شیخین کو کبھی صحیح اور کبھی اشارتاً  
 خوشخبری و دفن کی اپنے قرب میں دی ہو چنانچہ حضرت امیر نے جس وقت کہ عمر خطاب کا دفن کرنا حجرہ متبرکہ  
 قرار پایا فرمایا وَاِنِّیْ کُنْتُ لَا ظَنُّ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللّٰہُ مَعَ صَاحِبِیْکَ اِذْ کُنْتُ کَثِیْرًا اَسْمَہُ رَسُوْلُ الْفِیْ  
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم کُنْتُ اَنَا وَابُو نَکْرٍ وَعُمَرُوْہُ وَفُتْمُتُ اَنَا وَابُو نَکْرٍ وَعُمَرُوْہُ وَانْطَلَقْتُ اَنَا وَابُو نَکْرٍ  
 وَعُمَرُوْہُ تَرَجَمَہُ کہ میں گمان کرتا تھا کہ تمکو اللہ تعالیٰ تیرے دو وزن یا دونوں کے ساتھ رکھ لگا اس واسطے کہ اکثر  
 رسول خدا صلعم سے ساکر تا تھا کہ رہینگے ہم اور ابو نکر و عمر اوٹھینگے ہم اور ابو نکر و عمر اور چلینگے ہم اور

ہو کر و خمر اور یہ خوشخبری کمال رضا مندی اور خوشنودی دل کی ہو کہ حکم انکے رہنے کا اپنے قرب میں فرمایا اور اگر صبح حکم آنحضرت کا صادر ہوتا تو حضرت امام حسن علیہ السلام کیوں نہ اپنا دامن ہونا اس حجرے میں چاہتے کہ اس وقت میں حامل ہوں اس حکم شریف کا ظاہر حالات سے تھا جو اب وہ حجرے پر بیٹھ کر صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز و اج مطہرات کے ملک میں تھے حضرت نے لٹکا انگوٹھا لگ کر دیا تھا سو افق حکم فقہ کے جیسا کہ فقہ والوں کے نزدیک ثابت ہو کر جو کوئی شخص اپنی کسی ولادت کے نام سے گھر بنائے یا خریدے اور اس کے قبضے میں چھوڑ دے وہ اسکی ملکیت ہو جائے اور اولاد وارثوں کو اس میں دخل نہیں ہوتا علیٰ ذہن القیاس یہیوں اور اور وارثوں کا بھی یہی حکم ہے اور کچھ شبہ نہیں ہو کہ آپ نے ہر حجرے کو ہرنی بی کے نام پر بنا کے دیدیا تھا اور وہ بی بی اس حجرے کے قوطے اور مرت کرنے اور تنگ کرنے اور چوڑا کرنے اور دروازہ اور بدر رو پانی کے نکالنے اور ہر قسم تصرف کے آپ کے سامنے مالکانہ مستقر ہوتی تھیں یہی حال حضرت عایشہ کے حجرے اور اسامہ بن زید کے گھر کا کہ سب مالک اپنے گھروں کے تھے اور اشارہ قرآنی ازواج کے حق میں قریب ملاحت کو پوچھا ہوا ہے قولہ تانی وَ قَرْنِی بِیْہِیْ وَ لَکِنِّیْ اَوْرَاقُہِیْ دَفْنِیْ کا مایہ سے اذن چاہتا سامنے سب صحابہ کے کسی نے انکار کیا یا شاک کہ حضرت اشیر سے ایک قطعی دلیل جو عایشہ کی ملکیت پر اور معلوم ہو کہ صحابہ ذرا تغیر میں غلیفوں کا خصوصاً عمر بن خطاب کا گریبان پکڑنے کو مستعد ہوتے تھے اور عمر ممنون ہونے بلکہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب و شہی شخص ہوتا تھا کہ جو کوئی نہ اسی خلاف شرع کی بات میں ان پر یا ان کے سوا پر شدت کرتا تھا اور ہرگز کسی کا پاس منظور نہیں رکھتا تھا جس معلوم ہو کہ سب صحابہ اور تابعین کے نزدیک ازواج مطہرات کی ملکیت اپنے اپنے گھروں کا مسلم الشہوت تھی اس واسطے کسی نے حضرت عمر کے اذن چاہنے میں کوئی بات لگی تو شیعہ کی کتابوں میں یہی ثابت ہو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے بھی عایشہ صدیقہ محبوبہ رسول خدا سے اپنے دامن کے معاملے میں کہ اپنے جد امہ کے قرب میں دفن کیا جاؤں علیہ الصلوٰۃ والسلام اذن مانگا ہو لیکن بعد وفات حضرت امام کے مروان بد بخت علیہ اللعین نے اس قرآن حدیث سے منع کیا حضرت امام حسینؑ اپنے کنبے اور غلاموں بہت ہتیا باز مدح کے مستعد مقابلہ اور لڑائی کے ہوئے مروان شیطان نے مع فوج کثیر کے گرد اگر دوسرے مقدس نبوی اور جوہر شریفہ مصطفوی کے انبوءہ کیا اور معنی حَقِّیَّتِ النِّبَیَّةِ بِالْمُخَاسَرِہِ کے منہ اور لہجہ کی گویائی کی جنت کو ہوا سے خوف قوی تھا کہ ان بد بختوں کا ہاتھ سے کوئی صدمہ حضرت امام اور ان کے لواحقین کو پہنچے اب ہر چہ بطور مصالحت بیچ میں بیٹھ گئے اور حضرت امام کے شدت غضب و جلال کو دیا اور مصلحت وقت کو ان کی



ہر جگہ مکان عایشہ کا کمان تھا اتفاقاً جسوقت میں کہ یہ خطبہ پڑھتے تھے اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا عایشہ کے مکان کی طرف واقع ہوا اس واسطے کہ انکا مکان اُس سمت کو تھا اور عبارت آئندہ کی یعنی حیث قطع قرن شیطان بعض ظاہر جو اس مراد میں کہ واسطے کہ طلوع قرن شیطان کا قطعاً مسکن عایشہ کا نہیں ہوتا اور وہ روایت جس سے تفسیر اس مراد یعنی سمت مشرق کی ہوتی ہو شیعہ کی کتابوں میں موجود شرات اور نہایت بغض و عناد سے آنکھیں بند کر لیں ہیں اور آئندہ پھر رواج دیا ہو روایت ابن عباس اور دیگر صحابہ کی اس آیت کے اس شہادہ بیجا کے حل کرنے میں کافی ہو جسکے لفظ یہ ہیں سَامِلًا لَكُمْ فِیْ هَؤُلَاءِ وَآسَاتِهِمْ مِّمَّا لَمْ يَشْرَاقِ حَيْثُ تَطْلُعُ قُرْنُ الشَّيْطَانِ فِیْ سُبُوعِهِ وَمُصْطَبِ قُرْهَمِهِ سِرْكَرِ كَاسِ طَرَفِیْہِیْ اور مشرق کی طرف اشارہ کیا جس جگہ کہ طلوع کرتے ہیں قرن شیطان کے مکان رتبہ اور تفریق میں اس سے جو حد میں جو فتنہ اٹھا اسی طرف سے اٹھا پھلا سب فتنوں سے خروج مالک شتر کا ہو اور اسکے یاروں کا عثمان پر کرنے سے کہ دینے سے ضروری ہو اسکے نواح میں کان رتبہ اور تفریق کے واقع ہیں پھر فتنہ عبداللہ بن زیاد کا ہو بسبب شادی ماحلی مقام حسین علیہ السلام کے پھر فتنہ مختار ثقفی کا ہو جس نے دعویٰ نبوت کا کیا پھر نکلتا اکثر اہل بدعتوں کا اور پیدا ہونا عقیدوں بدکا اسی نواح سے جس کل رافضیوں کی کمان کو فہم ہوا اور پیدا ہونا اور پھر عناصرتہ کا بھرے سے کہ بصرہ انکا سر شیعہ ہو اور اہل نکی خطا بھرے اور قرامطہ سواد کو فہم سے پیدا ہوئے ہیں اور غازی ہندو اس سے اور وہ مال اصفاں سے اور جو کوئی حجر عایشہ کو اسوقت میں کہ عایشہ کو سفر بصرہ کا پیشل یا محل فتنے کا گمان کرے بلاشبہ کافر ہو اس واسطے کہ رہنے کی جگہ اس یعنی سرائل یا ان محمد مصطفیٰ کی تھی کہ کفر و فتنہ جسکے نام سے بھاگتا ہو اور طرف یہ ہو کہ عایشہ شمس حجرے سے باراد فوج کے کو روانہ ہو گئیں تھیں نہ واسطے فتنہ گری کے اگر عایشہ کو فتنہ گر ٹھہرائیں تو اسوقت سے ہو گا کہ کے سے بھرے کو روانہ ہوئیں پس چاہیے تھا کہ کے کو محل فتنہ کہتے نہ عایشہ کے حجرے کو رخ چو کفر از کعبہ بر خیزو کجا ماند مسلمان طعن فرمیں کہ ان عایشہ شرف جبارتہ و قَالَتْ لَعَلَّنَا نَصِيْدُ بِهَا بَعْضَ قَتِيَا قُرَيْشٍ یَّعْنِیْ عَائِشَہُ لَیْ اَیْکِ لڑکی اپنی بالی ہوئی کو آراستہ کی اور کما کہ قریش کے بعض جوانوں کو اس لڑکی آراستہ پیراستہ کے سببے شکا مکروں کی آوازاں کو اس لڑکی کی محبت میں دیوانہ کروں گی کہ کوئی کہنے سے خواہان اُسکے نکاح کا ہو اور میری تابعداری کرے جو اس اس طعن کا یہ ہو کہ اول تو یہ روایت چند وجہ سے مجروح ہو کہ واسطے کہ اس خبر کو کعب بن جریج نے عمار بن عمران امراء سے اور اُس نے فہم اور اُس نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہو اور عمار بن عمران مجہول الحال ہو کہ امراء

اس انغم مہول لاسم والمسمیٰ ہو فلا یخیر لہ فیما یشاء یہو کا آس کے سوال اس روایت میں عنعنہ یعنی بلطف عن  
محمدرسال والفظاع یعنی ترک نام راوی کے ہوا تیس روایتوں کو جو کچھ کچھ سر پائون نہیں دستاویز مٹرا کے  
احیات المؤمنین کے طعن میں چند ٹھٹھا نامؤمنین کی شان نہیں آور اگر اوس جیون سے کسی شخص کے ساتھ بہت سی  
عداوت رکھتا ہوا اس قسم کے واہیات سے اُنکے دین میں خلل انداز ہوا انصاف سے دور ہو چہرہ اسکا کیا  
ٹھکانا اسی بنیق و شنیق کے موافق جگہ سے کی آوار کو کہتے ہیں سبب عداوت کے پیدا کرے اور دم ہلکا ہے  
طعن کی نہیں ہو کسو اسطے کہ لڑکی گھر کے پالی ہوئی کے واسطے کفو نہ ہو نہ عا کیا عار و تنگ کی بات ہو اور نہ  
کرنا اور لباس پہنانا اور تو نکاح اس غرض سے کہ لوگ اُس سے نکاح کی رغبت کریں سنون و مستحب ہی اور ہمیشہ رائج  
اور جاری ہو اور صلح میں موجود کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شہنے زاوے کے حق میں کہا سامہ بن  
زید تھا اور بد صورت کا لے چڑھے والا فرماتے تھے وَلَوْ كَانَ اُنْسًا مِّنْ جَارِيَةٍ لَّكُنْتُ نَسَبًا وَحَلِيَّةً تَحْتَ  
اَخْفَقَهَا یعنی سامہ باوجود بد شکل اور سیاہ رنگی کے اس قدر محبوب ہو کہ اگر بالفرض لڑکی ہوتا اُسکو پوشاک  
و زیور سے میں زینت دیتا تو لوگ اُسکی رغبت کرتے اور ہمیشہ سے شرفا و غیر شرفا کا قاعدہ قدیمی تھا کہ باز  
عورتوں کو نکاح کے وقت آراستہ کرتے تھے زیور و پوشاک اگر عورتی تو مانگ کے پہناتے تھے تا جبروت  
کہ دو لہا کی طرف سے دھن کے دیکھنے کو آئیں تو انکی نظریں بُری نہ معلوم ہو اور اگر حسن خدا داد ہے  
دوئی معلوم ہو اور نکاح کرنے والے کو رغبت ہو بس جو بات کہ ہر گز وہ میں مروج ہو اور معمولی اور شرع  
میں بھی مستحب سنون اُس میں طعن و ملامت ہی کیا مطاعن اصحاب کرام عموماً تھے تخصیص کہ  
یہ بھی دس میں طعن اول یہ کہ صحابہ دو بار مرتکب کبیرہ کے ہوئے ایک یہ کہ جنگ حد سے بھاگے  
دوسرے یہ کہ جنگ حنین سے بھاگے اور یہ دونوں لڑائیاں کافروں سے تھیں آنحضرت کی ہر ہی میں  
اور بھاگنا کافروں کی لڑائی خصوصاً جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ہو کبیرہ ہو جو آپ کا  
جواب یہ کہ جنگ حد میں جو بھاگے یہ بھاگنا تو اُ وقت میں تھا کہ اُس وقت تک آیت ممانت بھاگنے کی  
نہیں نازل ہوئی تھی اور مہذا معاف بھی کیے گئے موافق نص قرآن کے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ  
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ مژدہ معاف کر دیا اللہ نے انکو بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بردشت والا ہے  
اور یہ بھی ہو کہ منافق بھی لڑائی سے پہلے بھاگ گئے تھے اور مؤمن بعد لڑائی کے اُس وقت کہ جب شکست پڑی  
اور آپ کے شہید ہونے کی خبر مشہور ہوئی اور جب سردار مارا جائے اور لشکر تباہ ہو جائے تو اُس وقت میں بھاگنا

مستحق نہیں رہتا آپ رحمتیں کے دن کا بھانگنا درحقیقت وہ بھانگنا تھا بلکہ خالد بن ولید کی سہمیری اور غفلت کا۔ ان کے گھاٹوں سے تھا کہ اور عمر و جنگل میں بٹھائے تھے اور راہ تنگ تھی اور سامنے اور پیچھے لشکر۔ بے فراز تھی اور اس حال میں ان پر سبقت کی سمجھ لوگ پیٹ پھیر گئے تھے کہ ان میں صحابہ کبار سے کوئی تھے بلکہ آزاد لوگ لکے کے اور جو فتح کے دن بیان لانے والے تھے لیکن وہ بھی اس بھانگنے پر نہیں اڑے بلکہ وہ بھی لوٹ پڑے اور فتح ہوئی موافق دلیل کلام الہی کے ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَةً عَلَى رَسُولِهِ تَزِيلُ أَلْأَعْيُنَ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا قُرْآنُكُمْ تَرَوْهَا تَحْرِيماً نَزَلَ فِي عَذَابٍ مُتَسَاوِينَ پر اور نازل کیے لشکر جنگجو انھوں نے نہیں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے میں کسی پر عتاب بھی نفرمایا اس واسطے کہ جو عذر تھا وہ آپ کو معلوم تھا جس اور دن کو بھی جگہ عتاب و طعن کی نہ رہی کیسے سوا شیعہ کے نزدیک بھی ہو کہ جب یقین ہلاک کا ہو جائے تو کفار کی لڑائی سے بھانگنا جائز ہی ہے اور اہل حق میں سعید نے کتاب شرایع میں بعض کی ہوتیس بیان ہی صورت تھی اس واسطے کہ تنگ راہوں سے کہ دو وزن طرف سے تین ہتھکڑوں کے تیروں کے نشان بٹگئے تھے ہرگز ان کے تیر خطا نہیں ہوتے تھے ناچار پیچھے کو لوٹے تو کفار درمیان میں آجائیں اور فراخ راہ سے اُپر چلا کر ان کو درجہ شیعہ بعض پیغمبروں کو اپنی صحیح روایتوں سے صدور کبیرہ سے ثابت پنجھوڑیں اور نسبت انکی کبیرہ ثابت کریں چکی عصمت قطعی ہو کہ ان سے گناہ نہیں ہوا جیسے حضرت آدم اور حضرت یونس اور سوا ان کے اور دن کو پنجھوڑیں اگر صحابہ سے کہ سب کے نزدیک موصوم نہیں ہیں کوئی گناہ ہو اور وہ بھی آپ توبہ و استغفار و رحمت الہی و وجہ جائزہ تو کیا عجب و در کون سے طعن کا ٹھکانا باقی رہا اور اسکے ساتھ اتنا سا گناہ انکی طاعتوں اور ثواب جہاد کو کھو نہیں سکتا جو تیس جو غوغویوں کہ ان کے حق میں مخصوص قرآن اور حدیثوں متواتر سے آئی ہیں ان سے آنکھیں بند کر لینا اور گئے عیبوں کی جستجو کرنا شان بیان کی نہیں جو اہل سنت پر تو الزام انکا ان شہوں کے ساتھ اس وقت میں پورا پورا ہو کہ خود انکے بھی اعتقاد کا ٹھکانا ہو یعنی جب اصل میں معتقد کسی کی عصمت کے سوا انبیاء کے نہیں ہیں تو اگر صدور گناہ کا کسی سے ہو تو کیا ڈر سب اتنا ہی ہو کہ اہل سنت صحابہ کے جملہ کاموں کو حقوق صحبت اور خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جانتے ہیں اور اس بات پر نظر کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے جاننا یا نہ جاننا اور اپنا گھر بار چھوڑا اور مال و جان راہ خدا میں خرچ کیا اور دین اور شریعت غرا کو جاری کیا اور آیتیں اور حدیثیں ناطق انکی شان اور رخصت و بلند می مرتبہ میں نازل ہوئیں اور شیعہ کا فرقہ سوا انکے عیب و گناہوں کے



اور کسی بات کو نہیں کہتے طعن و محرم پر اکثر صحابہ کا یہ حال کہ حضرت خلیفہ میں ہوتے تھے جہاں انھوں نے  
وصول کی آواز یا ٹانگ نکلے کے اونٹوں کی سنی آنحضرت صلعم کو تنہا چھوڑ کے وہی تھامے دیکھنے کو چاہتے  
تھے اور سودا و تجارت میں دیولے ہو جاتے تھے اور ذرا سی متاع دنیا کو ناز پر کہ عمدہ ارکان اسلام سے ہو  
اور خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرا کرتے تھے اس سے انکی صریح بیدینی ثابت ہوتی ہے  
قرآن تعالیٰ اِذَا سَأَلَ وَجْتًا سَرَةً اَوْ كَهْوًا اَوْ اَلْقَضَا اَلَيْكُمَا وَتَرَكُوْكَ فَاَنِمْنَا تَرَجُمُہُ حَب و دیکھتے ہیں جو دایا  
تھا شامتفرق ہو جاتے ہیں اسکی طرف اور ٹکڑا چھڑ دیتے ہیں جواب اس ملعون کا یہ کہ یہ ابتداء نہ بہت  
میں واقع ہوا کہ ابھی آداب شریعت سے اچھی طرح واقف تھے اور قہر کے دن تھے لوگوں کو غلہ خریدنے کی  
رغبت حد سے زیادہ ہو رہی تھی جانتے تھے جب قافلہ بھلیا نیگا غلہ گران ہو جائیگا ان سببوں سے معتدل  
ہو کے مسجد سے نکلے لیکن بڑے بڑے صحابہ جیسے ابو بکر و عمر کھڑے رہے یہ نہیں گئے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں  
آیا ہے اور جو بات قبل آداب خرچ کیے سے واقع ہو وہ ایسی ہر جیسی باتیں کہ زائد جاہلیت کی ہوتی ہیں جیسے  
عتاب و سزا نہیں ہو سکتی چنانچہ قرآن شریف میں بھی ایسے فعل پر وعید و نوح اور لعن و تشنیع واقع نہیں ہوا  
فقط عتاب ہو اور کسب و رآپ نے بھی کبھی کسی کو ایسے امر میں غصہ فرمایا پھر دوسرا کیا چیز جو ملعون و تشنیع  
کریے اور لعن و سزا اور دگنا ندامت کے لوگوں اور صحابہ سے کیا بعید جبکہ انہی سے لعن و سزا ہوئی ہو اور انہیں  
سخت عتاب و حذور الہی سے ہوا ہو بشریت ایسی باتوں کی مقتضی ہوتی ہو جب تک سزا خدا کے برابر نہ واقع  
ہو تو پوری تہذیب بہت مشکل ہو طعن و محرم پر کہ ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح میں منقول ہے کہ  
سَيِّمَاءٌ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِيْ فَيُوْخَذُ مِنْ ذَاتِ الشَّكْلِ فَاَقُولُ اَصْحَابِيْ فَيَقَالُ اِنَّكَ لَا تَذِيْبُنِيْ مَا اخَذَ  
بَعْدَكَ فَاَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ  
الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ فَيَقَالُ اَنْتُمْ لَنْ يَزَالُوْا مَرْدِيْنَ بَنِيْ عَلِيٍّ اَغْضَابُهُمْ مُّسَدَّدٌ  
وَاَسْرَفَتْهُمْ تَرَجُمُہُ لایا جائیگا بعض مردوں کو میری امت سے پھر کڑا لیا جائیگے انکو بائیں طرف کہ اوھر  
دو رخ ہوگی پھر میں کو نگاہ میرے مار میں تو کہا جائیگا تو نہیں جانتا جو کچھ تیرے بعد انھوں نے نئی  
باتیں پیدا کیں ہیں بس میں ایسا کہوں گا جیسا نیک بندہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں ان سے  
جب تک خبردار رہا جب تک ان میں تمہارا زندہ پھر جب تو نے چھوڑا تو اتنا ہر گھمان ہوا اور تو ہر شے پر  
گواری دینے والا ہی پھر کہا جائیگا یہ گروہ رہے برگشتہ اپنے قدموں سے جب سے تو ان سے جدا ہوا

جواب آسکا یہ حدیث صحیح ناطق ہے کہ مراد ان شخصوں سے مراد ہیں جو کفر پر مریے ہیں کوئی شخص اہل سنت سے  
انگو صحابی نہیں کہتا نہ معتقد انکی خوبی و برتری کا ہوتا ہو اور اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطریق اہل بیت گزشتہ  
کی زیارت سے مشرف ہو کر پھر اس بلا میں مبتلا ہو گئی اور گنہگار و زیانکار ہوئے کلام اہل سنت کا  
تو ان صحابہ میں ہی جو ایمان و مع علی صالح کے اس جہان سے گئے اور باہم بسبب اختلاف راہوں کے جھگڑے  
اور بحثیں کہیں و رد و وزن طرف سے کسی نے کسی کو نہ کافر ٹھہرایا نہ بدعتی کہا اور ایمان پر باہد گر کے گواہی ہی  
اگر ایسے لوگوں کے حال میں کوئی روایت رکھتے ہیں تو لائیں مرد و لکا جو قصہ یا اسپر تو فریقین کا اتفاق ہے  
یہ تو ذکر مردوں کے قاتلوں کا ہے کہ جنہوں نے بی شبہ جھڑے بلند کیے اور کیا نیوں اور قیصر یوں کو خدا  
کی راہ میں جہاد کر کے ذلیل کیا ہزاران ہزار لوگوں کو مسلمان کیا نماز و قرآن و تعلیم شریعت کی خیال کرو  
قطعی معلوم ہے کہ ایک شخص کو مسلمان کرنا یا نماز سکھانا یا قرآن تعلیم کرنا کتنا بڑا ثواب ہے اور جہاد و طرائق اللہ  
کے دشمنوں سے کرنا اسکا کیسا درجہ ہے معہذا ایسے شخصوں کے حق میں غیاصل الحاس کہ اللہ تعالیٰ نے جبکہ واسطے  
خوفخبران اور اچھے وعدے قرآن میں نازل فرمائے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَهَلُوا الصَّالِحَاتِ  
كَسْتَحْلِفْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِمَّنْ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَكِنَّتْ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ  
لَهُمْ وَلَكَيْدَ لَتَنُفِثَنَّ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أُمَّتًا يُعْبِدُونََنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ترجمہ وعدہ کیا  
اللہ نے ان لوگوں سے کہ تم میں سے ایمان لائیں ہیں ورنیک کام کیے ہر آیت ضرور خلیفہ بنائے انکو زمین  
جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جہاد کیا انکو دین انکا جو پسند کر دیا انکو اور دیگا انکو انکے در کے بدلے  
امن میری بندگی کرینگے فریک ذکرینگے میرا کوئی اور چند حکم فرمایا یہ ساری اللہ عنہم ورسوا عنہ واعدا  
لہم جنات تجرجی من تحتھا الّا نھا سخاللین فینھا ابدًا راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ  
اس سے اور تیار ہیں ان کے واسطے بلغ خلع غیہ ہرین ہستی ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور بھی فرمایا  
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّهُمْ مِنَ اللَّهِ فَعَلَّا كَيْدًا اور بشارت ہے ایمان والوں کو بیشک ان کے واسطے  
اللہ کا بڑا فضل ہے اور بھی فرمایا فالذین حاکموا و آخرجوا من ديارهم و اودوا لى سبيهم وقالوا  
وقتلوا لا كيدنا عنهم سبيهم ولا دخلتهم جنات تجرجى من تحتھا الّا نھا سخاللین ترجمہ  
وہ لوگ کہ جنہوں نے گھر چھوڑے اور شہر سے اپنے گھر اور ایذا اٹھائی میری راہ میں اور قتل کیا اور قتل  
کیے گئے ضرور ضرور داخل کرینگے ہم انکو جنت میں جنین بہتین ہرین میان ایک و بیقہ ہی جانا چاہیے کہ

گالی اور طعن انبیاء کی اس سبب سے کفر و حرام ہو کہ سبب گالی کا جو گناہ اور کفر جو ان بزرگوار میں بایمانین جاتا  
اور موجبات تظلم و توقیر اور حسن ترین کے بہت موجود اور جو مومنین سے کوئی ایسا گروہ کہ انہیں بھی سبب تظلم کے  
موجود ہوں اور انکے گناہ بھی بخش گئے اور دور ہو گئے ہوں کہ یہ بات نص قرآن سے ثابت ہو گئی ہو یقیناً یہ گروہ  
یہی انبیاء کے حکم میں ہونگے حرمت کی رو سے پھر گالی اور حقیر جاننا اور اہانت اور برکاتنا اس گروہ کا اسکا انجام قبیح ہو  
کہ انبیاء میں اسباب تحقیق کے موجود نہیں ہیں انکے بعد ہونے کے مٹ گئے اور جو چیز کے بعد ہونے کے نہ ہو وہ ایسی ہی  
گویا تھی ہی نہیں بلکہ جیسے دراصل کوئی چیز نہ ہو اس واسطے تو یہ کہنے والے کو گناہ کے ساتھ بیان کرنا حرام ہو مگر  
عام امت کا سولے صحابہ کے یہ مرتبہ نہیں کہ جنکے گناہوں کا دور ہو جانا اور بخش جانا کا قطعاً وحی اور قرآن سے  
ہم کو معلوم ہو گیا ہو اور یہ کہ اہل حقین انکی قبول ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ انکے اعمال سے راضی ہو اب تخصیص یقین  
ہو گیا ہو بس فرقہ صحابہ کا انبیاء اور امتیوں میں برتخ ہوا اس واسطے مذہب جمہور کا یہی ہو کہ صحابہ کے سوا  
کیسا ہی مطیع و متقی ہوا انکے درجے کو ہرگز نہیں پہونچتا ہو اس لئے کو حق اسکی کمیت کے دل میں رکھنا چاہیے  
کہ نہایت نفیس ہو اور یہی فرمایا یَبَشِّرْهُمْ بِرَحْمَةٍ قَدِيسَةٍ وَرَحْمَتٍ وَجَدَكَ لَهْمُ فَيَا نَعِيمٌ مَعِي  
خَالِدِينَ فِيهَا اَبَدًا اَتَيْنِي بَشَارَتٍ وَتَيَا اَنُكُو انکا پروردگار رحمت کی اس سے اور شنودی کی اور جنتوں کی  
کہ ان میں انکے واسطے نعمتیں ہیں پائدار ہمیشہ ہمیشہ مسکین رہینگے اور بھی فرمایا وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ اَلِيكُمْ  
اَلَيْمَانٌ وَرَسِيْنُهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكُوْنُوْا لِكُلِّكُمْ اَلْكَفَرُ وَالْفُسُوْقُ وَالْاَعْصِيَا نَ اَتَيْنِي اللّٰهُنَّ مَحَبَّتِ اِيْمَانِ كِ  
تکودمی اور تمھارے دل میں سکور و نفع بخشی اور مکروہ کیا تمھارے نزدیک کفر اور بدکاری اور گناہ کو اس  
آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے انہیں فسق یا گناہ ہوا ہو خطا و غلط فہمی سے ہوا ہو اسلئے کہ جب فسق و  
عصیان کو یہ مکروہ جانتے ہیں تو کون ایسا ہو جس کو مکروہ جانے اسکو عمل میں لائے ظاہر یہ امر محال ہو  
اس واسطے کہ شوق اور اچھا جاننا فعلوں کا پہلے ہی سے ضرور ہو جب تو اختیار کر لیا اسلئے کہ فعل سبب اختیار کیا  
ہیں باتفاق عقلندوں کے گمّا اَقْرَبُ رُفُوْیْ مَوْضِعِهِ مِنَ الْكَلِمَةِ جیسا کہ تمھارا ہو اسکو اپنے موقع پر حکمت  
اور بھی فرمایا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَصَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ  
وہ لوگ بیشک ایمان والے ہیں خاص انھیں کے واسطے ہیں درجہ اور مغفرت اور رزق نیک ان کے پُروردگار  
کے پاس ہو جس معلوم ہوا کہ انکے اعمال ظاہر ہرگز ایسے نیچے مثلاً روزہ نماز حج و زکوٰۃ اور جہاد کے حکم نبیاً و انبیاء  
یا ظاہر واری یا کمر پر ہوا کا ایمان تحقیق و یقین ثابت تھا اور بھی فرمایا لٰكِيْنَ اَلِیْمَانِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی

مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ يَعْنِي  
 لیکن سول اور جو ایمان والے اُسکے ساتھ ہیں کو شمش کرتے ہیں جان مال سے اُنھیں کے واسطے اچھی چیزیں  
 ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں اور بھی فرمایا لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ  
 أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْمُحْسِنِينَ وَاللَّهُ  
 بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ انہیں برابر ہو گا تم میں سے وہ شخص کہ خرچ کیا اُسے قبل فتح سے اور لڑا اول  
 لوگوں کے بہت بڑے درجے میں اُن لوگوں سے جنھوں نے بعد کو خرچ کیا اور لڑے اور ہر ایک کو وعدہ کیا اللہ نے  
 نیک و راشد جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے خبردار ہو اور فرمایا لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ  
 دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَنْتَعُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيُخَصِّرُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ  
 أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ إِلَى الْآخِرَةِ الْثَّانِيَةِ يَعْنِي واسطے فقیروں مہاجرین کے وہ لوگ کہ  
 نکالے گئے اپنے شہر اور مال سے کہ ڈھونڈتے ہیں وہ اللہ کا فضل و رضا مندی اور مدد کرتے ہیں  
 اللہ اور رسول کی یہی سچے لوگ ہیں آخر تک دوسری آیت کے ان آیتوں سے بھی گمان نفاق اس گروہ  
 کا نہایت صریح و جہوں سے باطل ہوتا ہی و قولہ تَعَالَى يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْكَ الشَّيْءُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ  
 نُورٌ هُمْ يُشْرَعُونَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قِيَامَتُكُمْ كَيْفَ تَقِيَامُونَ قِيَامَتُكُمْ كَيْفَ تَقِيَامُونَ  
 لوگوں کو جو ایمان لائے اُن کے ساتھ اُنکا نور ہو گا کہ دوڑیگا سامنے اُنکے اور دامن اُنکے یہ اس بات کو  
 جتنا تاہر کہ انکو آخرت میں کچھ عذاب ہو گا اور بعد وفات پیغمبر کے نور انکا نہ مٹے گا نہ زائل ہو گا اور اگر  
 نور جھپٹ ہو جائے اور جاتا رہے تو قیامت میں کیونکر لگے کام آئے و قولہ تَعَالَى وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ  
 رَبَّهُمْ بِالْعَدْوَى وَالْعَصَى يُرِيدُونَ وَجْهَهُ أَوْرَنَ بَانِكٍ اُنکو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام  
 چاہتے ہیں اُسکا مونس یہ آیت بھی گمان نفاق کو ان سے باطل کرتی ہو و قولہ تَعَالَى إِذَا جَاءَكَ  
 الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَلَى  
 مِنْكُمْ سُوءٌ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهَا وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ترجمہ اور جب کہ  
 تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں والے تو کہ سلام ہو تم پر لکھی ہو تمھارے رب نے اپنی مہر کرنی کہ جو کوئی  
 تم میں بُرائی ناوانی سے کرے پھر اُسکے بعد توبہ کی اور اپنا کام سنوار لیا تو بیشک وہ بخشنے والا مہربان  
 صریح جاتی ہو کہ انکے اعمال بر خنہ ہوئے ہیں کچھ مواخذہ اُن سے ہو گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے



سَرَّيْنَا وَبَرَّيْنَا وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ لَا تَمَانٍ عَلَى مَنْ بَلَغَهُ الْكِتَابُ الْقُرْآنُ وَأَوْصِيَهُ بِالْبَيِّنَاتِ نَشْمُ  
 عَلَى إِلَهِهِ وَتَتَابَعِهِ وَوَاتَّبَعِيهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِينَ حُصُوصًا عَلَى مَا شَرَحْنَا وَ  
 أَسَاءَ بِنَدَانَا فِي الطَّرِيقَةِ وَالشَّرِيعَةِ رَحْمَةً اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ طعن چہارم یہ کہ صحابہ نے  
 جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جسوقت کہ انھوں نے کاغذ مانگا ہرگز نلا سیو وہاں تین شروع  
 کہیں جواب اسکا سابق عمر بن خطاب کے مطامن میں گذرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ قصداً انکا تخفیف تصدیق آنحضرت  
 کا تھا کہ آنحضرت اسوقت نازک میں محنت نہ اٹھائیں گو ہمارے حق میں کوئی فتویٰ لکھیں اس سے بھی  
 قطع نظر کی اور یہ قصداً لکل محبت و دوستی سے پیدا تھا اس کو غناد پر قیاس کرنا ان لوگوں کا کام ہم جو جو تو  
 محبت و دوستی سے پیچ رہیں اور بدگمانی اور سوء الظن سے دل دماغ بھرا ہوا جو اچھے سرا اکثر اسوقت میں  
 اہل بیت حاضر تھے اور صحابہ وہاں بہت تھوڑے کل کے حق میں جو طعن ہو انکو قلیل کے فعل پر کہ وہ بھی بکثرت  
 اہل بیت کے ہوا ہو کر ناکسی نادانی و بیہودگی و اور پیغمبر علیہ السلام بعد اس واقعے کے پانچ روز تک زندہ رہے  
 اور اہل بیت ہمیشہ خدمت میں حاضر اور سامان تحریر کا انکے پاس موجود رکھنے والا انکے گروہ میں نابینا نہیں  
 اگر کوئی امر ضروری جسکا پوچھا نا واجب تھا اتنی فرصت و راز میں باوصف اسکے کہ کوئی سبب نہ پوچھا نا کیجی  
 تھا کیونکہ اسکو لکھا دیا یا پوچھا دیا اور ترک واجب کا کیا معاوضہ من سور الظن جن لوگوں کو کہ خدا تعالیٰ  
 كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فرمایا ہو یعنی ہو تم  
 بہترین امت کے فرج کیے گئے واسطے لوگوں کے کہ حکم کرتے ہو ساتھ امر معروف اور منکر کرتے ہو نہی منکر سے  
 وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کا خطاب دیا ہو انکو بدترین امتوں کے  
 اعتقاد کرنا کیسا دور درمی خدا سے چلنا ہو اور قرآن کی صریح مخالفت کرنا طعن چہم یہ کہ صحابہ قول پیغمبر  
 میں ہل بھاری کرتے تھے اور ان کے حکم کی اطاعت میں سستی اور ان کے مقاصد سے روگردانی فرما بھاری میں  
 جلدی نہیں کرتے تھے سستی و کاہلی سے پہلے مدافعت عمل میں لاتے تھے یعنی مال ٹول کرتے تھے اسکی دلیل یہ  
 کہ حدیفہ سے روایت کی ہو کہ آنحضرت نے اخرا ب کے دن کلاماً بَیِّنَاتٍ يَأْتِيَنِي بِمُخْبِرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعَهُ  
 يَوْمَ الْيَقِيْنِ مَدِينَةً فَلَمْ يَجِبْ أَحَدًا وَكَانَتْ تَهْبِئَةٌ بِرَأْيِهِ شَدِيدَةً وَمَرَّ فَقَالَ يَا أَحَدُ بَغْضَةٍ ثُمَّ قَامَ  
 أَحَدٌ بَدَا وَدَعَانِي يَا سَيِّدِي لَا أَنْ أَقُومَ قَالَ فَأَذْهَبْ فَأَتَنِي بِمُخْبِرِ الْقَوْمِ فَلَمَّا دَلَيْتُ مِنْ  
 عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا آمَشِي فِي مَحَامٍ حَتَّى رَأَيْتُهُمْ وَرَجَعْتُ فَإِنَا آمَشِي فِي مِثْلِ الْحَمَامِ فَلَمَّا





سبقت کرتے تھے انکے حکم کی طرف اور قریب ہوتا تھا کہ وضو کے پانی پر پڑ مویں اور جب کلی ڈالے تھے تو ہر کسی کے ہاتھ ہی میں ہوتی تھی اور وہ اپنے منہ پر مل لیتا تھا یہاں ایک عجیب نقل ہے کہ عروہ بن سہولتقی اسوقت کا فرزند جی تھا سرسری سی ایک صحبت میں کہ کافروں کی طرف سے سوال وجواب کو آیا تھا یہ معاملہ صحابہ کا پیغمبر کے ساتھ دیکھ کر جب حدیبہ سے لوٹا اور مکہ میں پونچھا کفار کے سامنے آپ کے یاروں کی تعریف میں زبان شنائی کھولی اور حق تعریف کا ادا کیا کہ میں نے کسری اور اور عرب و عجم کے پادشاہ دیکھے ہیں اور ہر ملک کے رئیسوں کی صحبت میں پونچا ہوں لیکن جیسا کہ اس شخص کے یاروں کو محب مطیع اسکا میں نے دیکھا ہرگز سیکو تو کروں کسی پادشاہ سے نہ دیکھا چاہے وہ سات پشت کا نوکر ہو ان لوگوں یعنی شیعہ نے کلمہ گوئی کی ہمت اپنے اوپر لگالی ہر اور ان لوگوں کے حق میں الہی بیہودگیان کرتے ہیں اگر ایسی حسنی اطاعت حکم میں موجب طعن ہو تو اول چاہیے ہو کہ کوئی دفتر انبیاء کے مطاعن میں لکھیں اور انکا سروتر حضرت ابوالبشر کو ٹھہرائیں کہ انکو خود خدا تعالیٰ نے منع کیا تھا کوئی بیج والا نہ تھا اور سوا اس درخت کے کھانے سے یہ بھی بتا دیا تھا هَذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلَوْ وَجِيتَ فَلَا يَغْنِيْ جَنَّتُكَمَّا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشَقُّ لَيْتِي يَهْ دُشْمَن تيراجی اور تیری زوجہ کا ایسا نہ تو مکو جنت سے نکالے سو بد بخت ہو تا ہم دوسوہ اسکا مان لیا اور جس درخت سے منع فرمایا تھا کھایا تان یہ بات ہو کہ اگلے شیعہ نے جو نافرمانیاں اور بے اطاعتیاں حکام حضرت امیر کی میں کہ یہی ان کے لشکر والے تھے اور خود اسخترت کے دفع سے ثابت جیسے کہ نقل ان کی بیج البلاغہ سے کی گئی چاہتے ہیں کہ ان اگلے اپنے لوگوں کے مطاعن کو اصحاب کرام کے گردن پر ڈالیں اور آپ کو مذمت سے پاک کرین مَعَادَ اللّٰهِ مِنْهَا وَمِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا هَذَا بچائے ان سے اور ہمارے نفسوں کی بُرائی سے اور ہمارے اعمال کے بُرائیوں سے طعن ششم و جناب پیغمبرؐ اپنے یاروں کو فرمایا کہ اِذَا خِذْلُ بَسِيْخٍ كُومِنَ النَّاسِ هَلِكُمُ عَنِ النَّاسِ فَتَغْلِبُوْنِيْ وَتَقْتُلُوْنِيْ فِيْهَا ترچہ میں تمہاری کم بختی کے کھینچتا ہوں آگ سے کہ اور مرد آگ سے تم مجھ پر لہ کے گرتے ہوا گ میں اور یہ طعن واہی تر پہلی طعن سے ہو کس واسطے کہ اس کلام میں سابق و لاحق سے پایا جاتا ہے میں تمثیل حالت پیغمبر و امت کی ہو کہ جو نبی اور جو امت ہوا انکو تخصیص اپنی امت کی ہرگز منظور نہیں ہے ہر تخصیص اپنے اصحاب کی کیوں ہوگی اور کچھ شک نہیں ہو کہ نفس خوانی و غضبانی ہر شخص کو ضرور اپنی طرف کھینچتا ہو مگر نصیحت پیغمبر کی اور انکی ہدایت اسکو اس سے بچاتی ہے جس ہر پیغمبر کی حالت اپنی امت کے لوگوں کے ساتھ اسی شخص کی سی حالت ہو

کہ شفقت وغیر خواہی کی راہ سے کسی کو کپڑے اپنی طرف کھینچتا ہو اور وہ شخص شہوت و غضب کے غلبے سے چاہتا ہو کہ آگ میں گر پڑوں اور اکثر لوگ ہوتے ہیں کہ جب غلبہ غضب و شہوت کا اثر صدر پر ہوتا ہو جذبہ کوشش پیچھے کی کافی نہیں ہوتی آخر آگ میں گر جاتے ہیں یہاں مراد آگ سے وہ آگ ہے جس کا تمثیل میں ذکر ہوا دفعہ آخرت اور وہ آگ کنا یہ گناہوں اور شہوت سے ہے کہ اکثر یہ آگ باعث دخول و دوزخ کی ہوتی ہے گو بعض اشخاص کے حق میں موت یہاں مراد صحابہ کی دوزخ میں گرنے سے ہے مگر نہیں ہو قطعاً انہیں تو مخالفت صریح قرآن کی ہوتی ہے تو لہذا قالوا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا تَرَجُمَہُ لہم مگر یہ پر آگ کے تھے سو اس نے بچا لیا لہذا آگ سے اور یہی قرآن مجید میں طیار ہونا بہشت کا ان کے واسطے اور وعدہ نوز عظیم یعنی بڑی مراد اور اجر نیک کا بہت آیتوں میں مذکور ہے و تعوذ اگر عام لفظ سے دلیل و صحت دیتے ہو تو سب ہی کو شامل ہو کیا حضرت امیر اسیدین اہل ہنوگے معاذ اللہ میں ذلک و اگر خصوصیت کے ساتھ سند بناتے ہیں تو یہ لازم آتا ہو کہ ہونا چاہیے سب پر لگیں اور ان کو چھوڑ کے بعض کے فعل پر طعن کرنا اور یہ خلل لگے طاعن میں بھی سمجھنا چاہیے طعن ہفتہم یہ کہ صحیح مسلم میں آیا ہو کہ عبداللہ بن عمر بن عباس روایت کی اِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا فُتِحَتْ عَلَیْكُمْ خَزَائِنُ قَادِسٍ وَالسُّوْمُ اَتَىٰ قَوْمٍ اَنْتُمْ قَالِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَمَا اَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَلَامًا لَّنَا فَنُؤْوَنَ ثُمَّ نَحْمَسِدُ فَنَ تَدَارِیْوَنَ ثُمَّ تَتْبَاعِضُوْنَ تَرَجُمَہُ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کھولے جائیں تپہ خزانے فارس و روم کے تو اسوقت میں تم کیسے لوگ ہو گے کس حال کے تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا جیسا کہ خدا نے ہم کو فرمایا ہو جس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بلکہ حرص کر گئے باہم پھر حسد کر گئے پھر اعراس کر گئے پھر بغض کر گئے جو آپ اس طعن کا یہ بیان سے باقی حدیث کو اڑا دیا ہے جو طعن کا ٹھکانا تھا اسکو قصر کر لیا ہے اور عبارت آئینہ کو کہ بیان کرنے والی مراد ہے اور طعن کو دفع کرتی ہے اسکو ٹھکل کے پیٹ میں رکھ لیا اور جیسے کسی طعنے پر سند پڑی تھی لا تَقْرَبُوا الْعَسَلَةَ یعنی مت نزدیک جاؤ نمانہ کے خیال کہ حدیث میں جو رسی کرنا ایسے مقام پر کیسی بڑی بات ہے چنانچہ باقی حدیث یہ ہے ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ اِلٰی مَسَاكِنِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَتَقْعَلُوْنَ بَعْضُهُمْ عَلٰی دِفَاقِ بَعْضٍ تَرَجُمَہُ پھر جاؤ گے مہاجرین کے گھروں کی طرف پھر سوار کر گئے انہیں سے بعض کو بعض کی گردنوں پر بس تیرہ سے معلوم ہوا کہ یہ باہم حسد اور بغض اور تہذیب کرنے والا اور فرقہ ہو سو مہاجرین کے انصار میں

یا انصار سے علاوہ انصار سے تو خود ہرگز منظور میں نہ آیا کہ مہاجرین کو وہ ظن کے آپس میں لڑائیں جس سے فرقہ بندی  
 مگر تابعین سے اس واسطے کہ صحابہ جنکی گفتگو ہو رہی ہو وہ خضر مہاجرین و انصار میں ہیں ان کو ان کا مہاجرین  
 ہونا بموجب حدیث کے باطل ہے اور تکذیب فرقہ بندی انصار کی خود اسی حدیث سے سمجھی گئی کہ یہ عمل بہ بعد نسخ  
 خزانوں روم و فارس کے ہو گا کہ تم میں ایک گروہ جس کا تعلق اور خزانوں سے ہو جائیگا تو نبی اور خزانوں و فلا  
 کر بیٹے اور مہاجرین کو کہ خلافت و ریاست کا حق ہو سحر آمیز باتوں سے اپنی فریفتہ کر کے باہر گر لڑ بیٹے آپ تو اربع  
 دیکھنا چاہیے کہ یہ لوگ کون ہوئے ہیں ان سب محمد بن ابی بکر ہی اور مالک اشتر ہی اور مروان بن حکم اور مثل ان کے  
 بس طعن ہرگز صحابہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتی نہیں تو میرے بیٹے کے کلام میں کذب لازم آتا ہی جو اب دوسرے بحث  
 نبوات میں گذرے کہ موافق روایتوں شیعہ کے حضرت آدم ابو البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوات اللہ علیہ اجمعین اطہار میں  
 باوجود تنبیہ و توجیح حق تعالیٰ مدت دراز و طول عمر تک گرفتار رہے اور اصرار کیا اور موافق فعل پیغمبر معصوم  
 اگر صحابہ بھی چلے ہوں تو کیا ڈر اور اگر فعل پیغمبر کا کوئی جواب در کوئی توجیہ شیعہ رکھتے ہوں تو وہی جواب توجیہ  
 یہاں اہل سنت کے بھی کام آئیگی طعن **ششم** یہ کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا ہومن اذنی اغلیتہا فقد اذاعنی  
 یعنی جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی اور حضرت فاطمہ کے حق میں فرمایا من اغتصبہا اغتصبہ عنی عہدہ طعن  
 کو غصہ دلایا مجھ کو اور صحابہ متفق ہو گئے تھے علی کی عداوت اور فاطمہ کی ایذا پر اور علی سے لڑے انکو تادم کیا جس وقت کہ  
 ابو بکر اور عمر اٹھا گھر جلائے پر آمادہ ہوئے اسکا قصہ یہ ہو کہ ابو بکر نے تفسد کے چہار بادشاہی کو علی کے پاس بھیجا کہ  
 انکو بلالائے تا بیعت کریں پس علی نہ گئے تب عمر غصے میں آ گئے اور خود ان دونوں مظلوموں کے کمر و اندھ ہوسے  
 اور کلڑیوں کے گٹھے اور آگ ساتھ لے گئے جب انکے دروازے پر پہنچے دیکھا کہ دروازہ بند ہے ورسے آواز دی  
 آیا ابن ابی طالب افتح الباب علی نے سکوت کیا اور دروازہ نکھولا پھر عمر نے دروازے کو آگ لگا دی اور جلا دیا  
 اندر گھر کے بندھن گھس گئے زہرائے جب ایسی کیفیت دیکھی بے اختیار گھر میں سے نکل آئیں اور عمر کے مقابل ہوئیں  
 اور چلائیں اور باپ کے لیے رونما شروع کیا کہ وَاَبَتَا کہ یعنی ہاے باپ میرے پھر عمر نے تلوار میان سمیت ان کے  
 پہلو میں جھوٹی اور علی سے کہا خبردار ہواٹھ ابو بکر سے بیعت کر نہیں تمکو مار ڈالو گا سب صحابہ اس واقعہ میں حاضر تھے  
 کسی نے دم نہ مارا اور رسول کی بیٹی و اما کو دشمنوں کے قبضے میں ڈال دیا وصیت پیغمبر کو جو اہل بیت کے حق میں  
 تھی پیغمبر کے پیچھے پھینکا جو اب اس طعن کا یہ کو صحیح میفرغ جبکہ سننے سے روٹ گئے کھڑے ہوئے ہیں فریاد  
 اور جھوٹوں مفریہوں کو فہ کا ہوا انھوں نے بنایا ہی جو اب اسکا سوا اسکے نہیں کہ سچ کہتے ہو غرور و غرور

چرا باشد فروغ نہ اگر ہر جھوٹ کا لہجہ اہل سنت سے جواب چاہیں یقین کہ یہ ایسے موقع پر جو مجھ کی سیرت کے  
 مثل ہو جس طرح کے سامنے ہر کوئی لا جواب ہو پہلے تو قصہ اہل سنت کی کتابوں سے نکالنا چاہیے پھر جواب لگنا چاہیے  
 اور جب شیوہ اہل سنت کا نہیں ہو کہ جھوٹی روایتیں جو زمین تا چاند جو سچ ہو حکم و کاست لکھا جاتا ہو جاننا چاہیے  
 کہ کوئی شخص صحابہ سے حضرت امیر اور حضرت زبیر کی ایذا و آزار کے پیچھے نہیں پڑا اور کچھ پر غاسلین سے کسی  
 بلکہ ہمیشہ تعظیم و توقیر اور محبت و مددگاری انگلی کرتے رہے ہیں جسوقت انھوں نے اُن سے مدد مانگی اور محتاج  
 مدد کے ہوئے عبدالرحمن بن ابی نہری کہتا ہوں شہداءنا صیقین مع علی فی ثمان ما تہ معنی باکم تحت  
 الشجرۃ بیعة الرضوان وقیل منهم ثلاثۃ و سئلون ساجدا منهم عمار بن یاسر و حذیفۃ بن  
 ثابت و الشہادۃ بین و جمعہ کثیر من المهاجرین و انما انصار و قد ذکرہم و غلبہم و غلبہم  
 میں موجود تھا صفین کی لڑائی میں علی کے ساتھ اُن آٹھ سو آدمیوں سے جنھوں نے بیعت کی تھی درخت کے  
 نیچے بیعت رضوان اور ماہ کے گئے اُن سے تر شہ آدمی کہ انھیں میں عمار بن یاسر اور حذیفہ بن ثابت تھے کہ جو حکم  
 دو گواہوں کا رکھتے تھے یعنی اُن اکیلے کو دو گواہ کے برابر جانتے تھے اور بہت جماعت مہاجرین اور انصار سے  
 کہ جن سے یاد کر کیا ہو استیعاب میں اور رسولے اسکے اور یہ ہیں خطبے حضرت امیر کے بیچ البلاغۃ میں اور نائے آپ کے  
 جو معاویہ کو لکھے ہیں موجود ہیں کہ اپنی خلافت کی حقیقت انکی رفاقت کو بٹھرایا ہو اگر معاذ اللہ اس قسم کا حال  
 حضرت امیر اور معاویہ پر گذرا ہوتا تو بیکر کے زمانے میں عمر کے ہاتھ سے اور قتد کے ہاتھ سے جو ایک مجہول لاسم  
 والسمی یعنی نہ جس کا نام و نشان کیونکر ہو سکتا کہ اتنے مہاجر و انصار صفین میں رفاقت کرتے  
 اسوقت میں کہ زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب گذرا تھا اور ذات پاک حضرت زبیر ابی جبر کو خدہ رسول کی  
 موجود اور ابو بکر و عمر کو قوت اور شوکت انھیں دونوں فرقوں سے بخلاف معاویہ کے کہ قریب لاکھ آدمی کے  
 اہل شام اور پہلوانان کُل ملک سے اُسکے ساتھ تھے اور مہاجر و انصار کو جو برابر نہیں لگتا تھا باوصف  
 ان سب مراتب کے اسوقت میں ہی رفاقت کرنا اور اسوقت میں کہ مہاجر و انصار بھی بکثرت موجود تھے  
 کوئی آدمی نہ مراد کوئی شہید ہو اسلئے ترک رفاقت کی خصوصاً ایسے موقع پر کہ جہاں ظلم و غصب ہو کہ خاندان  
 رسول سے ظلم کا دفع ضرور برحقان معاملے معاویہ لکھ دے حضرت امیر پڑھ چکے نہیں آیا تھا اُسکے بھائی کے  
 سبب سے حضرت امیر نے اس پر فوج کشی کی تھی کسی عاقل کی عقل میں یہ بات نہیں آتی ہاں مگر وہ شخص جسکی  
 عقل شیطان اور اسکے اخوان نے برباد کر دی ہو اور مگر ایسی کے جنگل میں جہراں چھوڑ دیا ہو یہ تو حمان جہو

صحابہ کا یہ آپ ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حال پر لے بس ابو بکر ہمیشہ فضائل امیر کے بیان کرتے تھے لہذا ان کو امیر کی محبت و تعظیم و توقیر کی تاکید فرمائی تھی وارقطنی اور شعبی روایت کرتے ہیں کہ نبینا ابو بکر کجا ایسا اذا حکمہ علی فلما سئل قال من سترنا ان ينظروا ان اعظم الناس منزلة فاقربهم قرابة وفضلهم تبعاله واکثر غناء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلينظر الى هذا الطالب ترجمہ اس حال میں کہ ابو بکر بیٹھے تھے کہ ناگاہ نمودار ہوئے علیؑ پس کیا انکو اور کہا کہ جسکو اچھا معلوم ہو کہ میں بزرگترین مردم کو دیکھوں جو مرنے میں ہو اور قربت میں انکا قریب تر اور سب میں بہتر یہی حضرت امیرؓ میں اور زیادہ تر لوگوں سے آمدنی کے معاملے میں واسطے رسول خدا صلعم کے پس کہہ دیکھ اس شخص کی جو نمودار ہو ایسی ہی عمر تعظیم و توقیر اور مشورہ پوچھنے اور صلح کرنے میں حضرت امیرؓ کے بہت مبالغہ کرتے تھے وارقطنی نے سعد بن جب سے روایت کی عمر بن خطابؓ نے کہا ایہا الناس اعلموا لا یتیم شرفا ولا یوکلا یتیم علی ابن ابی طالب بیشکؑ نے کہا اسی لوگوں کو جانو کہ منین پوری ہوئی بزرگی مگر برفاقت علی ابن ابی طالب ورجب صحابہ کو اختلاف پڑا معاملہ موودہ اور جو حمل کہ مہینہ دو مہینے کا ساقط کرتے ہیں داخل موودہ ہو یا نہیں تبصیر پر ہرگز کارون نے اسنے کہا کہ یہ بھی موودہ ہو اور حضرت امیرؓ نے فرمایا واللہ لکون المودودۃ حتی تاتی علیہا التاراث السبع قال لہ عمر صدقت اھل اللہ بقائک ابا القاسم ترجمہ قسم یہ خدا کی موودہ وہ ہو کہ اشیرائیں سائر اہل ان سے عمرؓ نے سچ کہا تو نے لے ابوالقاسم بڑی کرے اللہ تیری عمر تحریری نے درۃ الغواص فی غلاط الخواص میں کہا ہے کان عمرؓ اول من اطلق بهذا الدعاء یعنی جسنے پھل اس مال کی یہ دعاء شروع کی اور عبد اللہ بن عمرؓ کہ خلف رشید اپنے پدر بزرگوار کے ہیں اور صحابی ہیں مستقل عمدہ اصحاب سے ہمیشہ افسوس کرتے تھے کہ ابو بکر امیرؓ کے باغیوں کی لڑائیوں میں کیوں نہیں سوار ہوا اور رفاقت نکلی اور بطرانی اوسط المعاجم میں اسے گرتا ہو کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے جو خبر توجہ امام حسین علیہ السلام کی سنی مکہ سے دوڑ کر مسیہ پر تین رات میں انکے پاس پہنچے اور کہا ین ترید فقال الحسنین الى العراق فاذا امعه کتب و طوا میں فقال لہ کتبہم و تبعہم فقال لا تنظر الی کتبہم ولا یتیمہم فقال ابن عمرؓ نے محمدؐ نک خدا یتنا ان جبریل اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخبیرہ بئین الدنیا والاخرۃ فاختار الاخرۃ وانتک بضعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلبھا

لَا حِلَّ مِنْكُمْ فَا بِيْ أَنْ يُزَجَّعَ وَأَعْتَقَهُ ابْنُ عَمْرٍو فَبَكَى وَأَجْهَشَ فِي الْبُكَاءِ وَقَالَ اسْتَؤْذِنَكَ  
 اللَّهُ مِنْ قِتْلِي تَرَجَّعَ كَمَا نَ الْارَادَهِ رَكْعَتَيْنِ هُوَ تَسْ فَرَمَا بِحَسْبِ شَيْخِ سَوَاقِ كَابِسْنَ كَاهُ اُنْ كَيْ پَسْ دیکھے  
 خط اور طومار سو فرمایا یہ سب خط و طومار اور عدد ان لوگوں کے مین تہر کہا عمر کے بیٹے نے تم ان خطوں پر  
 نظر مت کرو اور انکے پاس مت جاؤ تین ایک بات تم سے کہتا ہوں بیشک نے جیل کو لے لیا اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس سو مختار کیا ان کو دنیا و آخرت میں آپس پیغمبر نے آخرت اختیار کی اور تم بھی بیشک بخیر ایک  
 ٹکڑے ہو ہرگز تم میں سے متولی خلافت کا ہنوگا لیکن امام حسینؑ نے اس بات کو نمانا کہ لو میں جس مخالفت کیا ابن  
 عمرؓ نے اٹھے اور روئے چلا کے رونا اور کہا میں نے نکلو خدا کے سپرد کیا اسی مقتول و سَ وَالْبُرْءَانُ وَنَحْوُہُمْ  
 بِاِسْتِنَا حَسَنِ بَحْبَدِ اب ہم نے اُن رطایوں کے بیان پر کہ طلحہ اور زبیرؓ اور ام المؤمنینؓ کو حضرت امیرؓ  
 سے پیش آئیں سو ہرگز بسبب بغض و عداوت کے تحقیق کہ حضرت امیرؓ سے انکو ہونہ انکی ایذا کا قصد تھا  
 بلکہ اور سبب سے کہ شرح انکی تواریخ ثقات میں مذکور ہے یہ سب قوع میں آیا جمل اسکا یہ ہے کہ جب حضرت  
 عثمانؓ بن عفان کو کوفہ اور مصر کے لوگوں نے شہید کیا حضرت امیرؓ نے موافق مصلحت وقت کے مناسب  
 نہ سمجھا کہ اُن سے اطمینان اور سکوت فرمایا وہ بد بخت اپنے اس فعل بد پر بڑا فخر کرنے لگے اور عثمانؓ کو برا کہنے  
 اور یہ کہ ہم حق پر تھے ایک گروہ بڑے بڑے صحابہؓ سے جیسے طلحہ اور زبیرؓ اور نعمانؓ بن بشیرؓ کو کعب بن  
 عجرہ وغیرہم عثمانؓ کے قتل پر انسوس و بچ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ حادثہ اس امت میں نہایت ہی بد  
 اور قبیح ہوا اگر ہم جانتے کہ یہ بلوہ اس حد کو پہنچ گیا پہلے ہی سے روکتے اور وہ مظلوم مارے گئے وہی حق پر  
 تھے اور قاتل اُن کے باطل پر جب یہ باتیں ان صحابہؓ کی عثمانؓ کے قاتلوں کے کان میں پہنچیں چاہا کہ  
 ان صحابہؓ کو بھی عثمانؓ کے پاس پہنچا دیں قتل لوگوں نے اس ارادہ فاسد پر واقف ہو کے انکو خبردار کیا  
 اس واسطے یہ صحابہؓ کے کوروا نہ ہوئے اور وہاں ام المؤمنینؓ عایشہ صدیقہؓ کو کرج کو گئیں تھیں پایا اور  
 عرض کیا کہ ہم تمھاری پناہ میں آئے ہیں اس واسطے کہ تم سب مسلمانوں کا ہو بچہ جب کسی چیز سے ڈرتا ہے  
 مائے دامن میں چھپتا ہے تو کلو لازم ہے کہ عرب کے شر و غوغا کو ہم سے باز رکھو کہ امیر المؤمنینؓ مصلحت  
 وقت کے ان بد بختوں کے دفع شر سے خاموش ہیں اور وہ بد نصیب اُن کے سکوت سے زیادہ شیخ  
 و دلیر چھ کے ہاتھ و زبان ظلم و تعدی کا بھار ہے ہیں جب تک کہ عثمانؓ کا مقصا نہ لیا جائے  
 اور ان بد کرداروں کو سزا و اجبی نہ دیا جائے یہ لوگ اور ان کے مثل نہایت ہی ظلم و خونریزی میں لیر

ہو جائیگے جو کہ ہرگز اطمینان حاصل نہ ہو گا عایشہؓ نے فرمایا صلح یہ ہے کہ جب تک یہ بد بخت مدینہ میں ہیں اور  
 امیر المومنین کے دربار کو گھیرے ہوئے اور انکو مجبور کیے ہوئے ہیں تم مدینہ کو نہ آؤ دوسری جگہ جہاں موقع  
 امن و اطمینان کا ہو اور علی ابن ابی طالب کو اس گروہ سے حیلہ اور تدبیریں کر کے الگ کر دو اپنے  
 بیچ میں ملاو جب خلیفہ تمہارے ہاتھ آجائیگا اور تمہارا رفیق ہو جائیگا اسوقت میں فکر تنبیہ اور سزا  
 اور لینے قصاص عثمانؓ کے کر لو کہ آئندہ اور دن کو عبرت کی آنکھیں کھل جائیں اور ایسے کام ملت جانو  
 سب صحابہ نے اسکو پسند کیا اور عراق و بصرہ کے اطراف کو کہ جمع مسلمانوں کے لشکر کا وہاں تھا تہ جمع  
 دی عایشہؓ کو بھی باعث ہوئے کہ جب تک فتنہ رفع ہو اور امن حاصل ہو اور امور خلافت کی درستی ہو جائے  
 اور ہم خلیفہ سے مل لیں تم بھی ہمارے ساتھ رہو کہ تمہارے ادب سے کہ مسلمانوں کی ماہور و حرم محترم حضرت  
 رسولؐ کی اور جملہ ازواج صحبہؓ زیادہ محبوبہ مقبول یہ بد بخت ہمارا قصد نکریگے اور تلف نکریگے ناچار  
 عایشہؓ بھی بقصد صلحت اور انتظام امور امت اور جان بچانے چند بڑے بڑے صحابہ رسولؐ کے کہ  
 ان کے اقربا بھی تھے بھرے کھٹوں روانہ ہوئے حضرت امیر کو عثمانؓ کے قاتلون نے کہ تمام امور خلافت میں  
 محیط و مختار ہو رہے تھے اس قسم کو دوسرے طور پر پوچھا یا اور باعث ہوئے کہ خواہ مخواہ انکے پیچھے  
 نکلنا چاہیے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباس ہر چند اس کے  
 مانع ہوئے ان بد بختوں کے غلبے کے سبب کوئی بات پیش نہ کی آخر حضرت امیر کو کمالا جب متصل بصرہ  
 کے پونچے اول قعقلہ کو پاس ام المومنین کے اور طلحہ اور زبیر کے بھیجا کہ انکا قصد دیات کو کہ خلیفہ کے  
 سامنے عرض کرے قعقلہ ام المومنین کے پاس گیا اور کمایا اقامۃ ما انتخبک و اقدمک هذا  
 البلد فقال یا بنی لا صلاح بین الناس ثم تبعنا الى الطلحة والزبیر فحضرا فقال  
 القعقلۃ اخبرانی بوجہ لا صلاح قال قتلہ عثمان فقال القعقلۃ هذا لا یكون الا بعد  
 اتفاق کلهم المسلمین وسکون الفتنة فعلیکم بالساکلة وفي هذه الساکلة فقال  
 اصبت واحسنت فرجع القعقلۃ الى علی فاحبره بذلك فسره واستبشر وشرحت  
 المقوم علی الصلح ولبثوا ثلاثة ايام لا یسکون فی الصلح ثم جمعا ودرکنانے عجبوٹھا یا  
 اور اس شرمین پونچھا یا بس کہا عایشہؓ نے اس پر قصد صلح نے لوگوں میں پھوادی بھیجا عایشہؓ نے  
 طلحہ اور زبیر کے پاس وہ دونوں حاضر ہوئے پھر پوچھا قعقلہ نے خبر دو مجھکو صلح کی راہ سے



دونوں نے کہا عثمان کے قاتل قتل کے کہا یہ ہونا نہیں جب تک سب مسلمان شفیق بنوں اور رحمہ نہ ہوں  
 جس تم قبول کرو اس وقت میں ہولت دونوں نے کہا سچ کہا تو نے اور بہت ہی اچھا کہا پھر قتل علی کے پس  
 لوٹ گیا اور یہ خبر انگوڑی علی خوش ہوئے اور خوشی کے مارے چہرہ روشن ہو گیا اور قوم منظر صلیح کی ہوئی  
 تین روز تک دیر کی اور صلیح کے معاملے میں سیکو شک نہیں تھا جب تیسرے دن کی شام ہوئی قاصد  
 اور درمیانی دونوں میں مقرر ہوئے کہ صبح طلوع اور زبیر سے امیر کی ملاقات ہو اور قاتل عثمان کے نہیں  
 حاضر نہوں ایسی صلیح اُن بد بختوں پر بہت سخت ہوئی ہاتھ پاؤں جھوڑ دیے حیران و پریشان عبداللہ بن  
 سہل کے پاس گئے جس نے انکو بہکایا تھا اس سے تدبیر پوچھی اُس نے کہا کہ اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہو کر اس کے  
 لڑائی شروع کر دو اور امیر سے کہو کہ اُن کی طرف سے یہ دعا شروع ہوئی آخر اس کی تدبیر کے موافق پچھلی  
 رات میں یہ لوگ سوار ہو کر ام المؤمنین کے لشکر کے گرد و ورے اس لشکر میں حضرت امیر کی دعا کا شور مچا  
 اور اس طرف سے یہ شور اُٹھا کہ طلوع زبیر نے دعا کی حضرت امیر تعجب ہو کر سوار ہوئے و کجا کہ آتش لڑائی  
 کی بھڑکی ہوئی ہو ہاتھ پاؤں اور سر کاٹے جاتے ہیں مجبور ہو کر آپ بھی لڑنے لگے پھر ہوا جو کچھ ہوا قریبی  
 اور اہل سنت کے تمام مورخوں نے اس واقعے کو ایسی ہی روایت کیا ہے اور حضرت امام حسن اور عبداللہ  
 بن جعفر اور عبداللہ بن عباس سے بھی اسی طور پر نقل کیا ہے اگرچہ قاتل عثمان کے کہ اٹھ شیعہ اور اُن کے تابع ہیں  
 دوسری طرح نقل کرتے ہیں جسکو اہل سنت گزشتہ ماننے ہیں اور معاویہ اور اہل شام کو بھی اول میں ہی دھوکا  
 تھا کہ عثمان کے قاتلوں کو دینا چاہیے اور قصاص کرنا ضروری لیکن حضرت امیر کو اُن کے دینے میں کہ اس وقت میں  
 انکی بہت شوکت تھی اور قلعہ تھا خصوصاً بعد جنگ جمل اور میدان خالی ہو جانے کے کہ کوئی جھگڑنے والا اور  
 مزاحم نہ رہا تھا عذر و اجبی تھا اس واسطے انکا دعا مقبول نہوا اور یہ لوگ بد گمان ہو کر منکر انکی خلافت کے ہوئے  
 اور بد کہنے لگے کہ انکو لیاقت اس کام کی نہیں ہے حتیٰ کہ لڑنے کو مستعد ہوئے اب نبی البلاغہ میں دیکھنا چاہیے  
 کہ اُن لوگوں کے حق میں حضرت امیر نے کیا فرمایا ہے اَجْهَنَّا نَقَاتِلُ رَا حُوَاتِنَا فِي الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ  
 رِيْثُوْنَ النَّبِيِّ وَكُلُوْا حِيُوَاكِبُ وَالشُّبُهَةُ وَالْاَوَّلُ تَرَوْهُمْ صَحِيْحٌ كِيْ بَعْدُ اس طُل مین کہ ہم اپنے بھائیوں سے  
 لڑتے ہیں دین اسلام میں جو کچھ ہر ای اور کج روی اور شبہ اور تاویل دین میں داخل ہوئے ہیں اور قاتلان عثمان  
 کے حق میں نبی البلاغہ میں موجود ہو کہ قَالَ بَعْضُ اصْحَابِهٖ لَوْ عَاقَبْتُمْ قَوْمًا اَجْلَبُوا عَلٰی عُمَانَ  
 فَقَالَ يَا اَحُوَاتَا وَاِيَّيْ لَسْتُ اَجْعَلُ مِمَّا تَعْلَمُوْنَ وَلٰكِنْ كَيْفَ يَهُمُّ وَالْمُجْلِبُونَ عَلٰی شَوْكِهِمْ

يُضِلُّوكُمْ نَارًا كَذِبًا وَمَا لَهُمْ مِنْكُمْ شَيْءٌ وَلَا يَكُنْتُمْ لَهُمْ خُلَافَةً يَوْمَئِذٍ وَاللَّهُ يَكْتُبُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ  
وَهُمْ خِلَافَةُكُمْ يَوْمَئِذٍ مَا تَشَاءُ وَلَا كَذَلِكَ فِي مَفْهِمِ الْبَلَاغَةِ تَرَوْحَمَهُ كَمَا أَن سَيِّئِي مَثَلٍ سَيِّئِي مَثَلٍ  
یادوں نے کیا اچھا ہو کہ سزا دی جائے وہ قوم جسے غوغا مٹانی پر کیا تو کہا ایسا ہیو میں بجز نہیں جسے تم  
محبوب قرار کرتے ہو لیکن کیا میرا قبو ہوا پھر کہ یہ غوغا کرنے والے اپنی شوکت پر میں بجز مغاریں میں اپنے مغار  
نہیں ہوں اور یہاں نہ ہو ایسا جوش کیا ہوا کے ساتھ تھا وہ غلام اور تمہارے ہی صحرائی جمع ہو گئے ہیں  
اور یہ تم میں ہیں برائیاں کرتے ہیں جیسی چاہتے ہیں جیسا کہ بیخ البلاغۃ میں ہر اس موقع سے معلوم ہوا کہ حقیقت  
تفاضل حضرت امیر کا اس امر سے جو اور صحابہ چاہتے تھے محض ناجاری و ضرورت سے تھا حضرت امیر اس میں  
معذور تھے بس جو کچھ بیخ البلاغۃ میں ہر سب شیعہ کا مانا ہوا ہو اہل سنت کو ان روایتوں میں کچھ غلط ہیں کہ  
آور اگر روایات اہل سنت کو ذکر کریں حقیقت حال کی ایسی روشن ہو کہ ان کتاب سے زیادہ باوجودیکہ شیعہ ایسی  
روایتوں کو ذکر نہیں کرتے اور بغیر حفاظت اپنے مذہب کے ان سے بہت بچتے ہیں لیکن یہ بھی خدا کی طرف سے ایک  
دلیل قطعی ہے کہ ایک روایت کو بھی ان کے کتب میں ایسا ماننا رکھ دیا ہو کہ اہل سنت کے بڑے کام آجاتے ہیں  
کچھ ہی یہ ان کے کو دیکھ کے نکلے ہیں اور جو کچھ قصہ تنقذ اور دروازہ فاطمہ کا جلا دینے اور ان کے پہلو میں طوارح جبر  
کے معاملے میں لکھا ہے سب جھوٹی باتیں اور افترا خیا لین کو ذکر کے ہیں جو شیعہ اور ان فاضیوں کے پیشوا ہونے  
میں ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب میں نہ صحیح طریق پر نہ ضعیف طریق پر موجود ہے اور روایتوں کی اور  
راویوں کی جو حالت پر سابق مفصل بیان کی گئی کہ انھیں کی روایتوں سے بہتان و افترا کا حضرت امیر  
پر ثابت ہوا ہو کہ کیسا کیسا جھوٹ انھوں نے امیر جوڑا ہے باوصف اسکے کہ کمال و دعویٰ محبت کا ان سے رکھتے ہیں  
پھر تجھے کہ عداوت رکھتے ہیں اور ان کی عداوت کو اپنا دین ایمان بنایا ہو کوئی طوارح بہتان کے ہیں جو نہ کھینکے  
اور اہل سنت نے کہ اپنے دین و ایمان کو قرآن مجید اور اہل بیت طاہرہ کی باتوں سے ثابت کیا ہو جیسا کہ اگلے بابوں  
میں مفصل معلوم ہوا کیسی اگلی جھوٹی روایتوں کو جنہر نہ قرآن کو اسی نے نہ عزت طاہرہ سن لینے کس یہی  
دو گواہ عادل کے بہتان وافر کے باطل کرنے کو کافی ثانی ہیں اگر خدا کی گواہی سننا منظور ہو قرآن مجید کو  
دیکھنا چاہیے کہ لَا خِلَافَةَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ آيَةً عَلَى الْكَافِرِينَ تَرَوْحَمَهُ قَدَحُ كَرْنِے والے مومنوں سے اور  
غالب کافروں پر کون سے فرقے کے حق میں آیا ہوا ہے ہی ضرور کرنا چاہیے کہ تواضع مومنوں کی ایسی ہی  
ہوتی ہے جو اس قصے میں واقع ہوئی اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ كَايِدًا اَعْلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ

یعنی سختی کرنے والے کافروں پر اور مردمانِ آپس میں نہ کن لوگوں کے حق میں ہو اور مقضائے رحمت میں ہو جو  
 حل میں آیا اور دیکھا جائے اَلَّذِينَ اِنْ مَلَكْنَا هُمْ فِي الْاَرْضِ اَوْ اَمَّا مَوَالِئُهُمْ اَوْ اَمَّا زَكَاةُ وَاَمَّا رُو  
 بِالْمَعْرُوفِ وَهَوَّاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَهَ لَوْ كَرِهَ لَكُمْ مِنْ قَامِ كَرِهَ نَازَا وَرَدِغَ زَكَاةُ اور  
 کرینگے نیکی کا اور منع کرینگے بدی سے یہ کونسی جماعت کا حال ہو اور اُمّہ بالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ یہی تو  
 ہوتا ہو کہ زہرا کا گھر جلا دین اور ان کے پہلو کے اندر تلوار چھو کے صدر پر پونچھائیں اور بھی دیکھا جائے وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ  
 حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ لِيُكَلِّمَ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ  
 محبت ایمان کی دی اور روف اسکو تمہارے دلوں میں اور مکروہ ٹھہرایا تمہارے نزدیک کفر اور بدکاری گناہ  
 کو خطاب کس گروہ کے ساتھ ہو اور یہ فعل بد فسوق و عصیان ہو یا نہیں یہ ہیں گواہ ایمان ناطق قرآن مجید کی  
 صحابہ کی بریت پر کہ یہ فعل شنیع ایسے نہیں ہوا اور اگر چاہیں کہ گواہی حضرت امیر کی سنیں تو نبی البلاغت کو  
 دیکھیں جو کچھ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حق میں کہا ہو مطالعہ کریں قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مُحَمَّدٌ كُنَّا  
 لَا صَحَابَةَ ذَاكَ اِلَّا صَحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَقَدْ رَاَيْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ  
 عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِنْكُمُ لَيْسَ بِہُمْ لَقَدْ كَانُوا يَصْبَحُونَ شُعْنًا غَيْرًا بَاكُوا سُبْحًا وَ  
 يَمًا مَا يَرَوْنَ بَيْنَ جَبَاهِہُمْ وَاقْدَامِہُمْ يَقِفُونَ عَلٰی مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِہِمُ  
 كَانَتْ بَيْنَ اَعْيُنِہُمْ سُبْحًا مِنْ طُولِ سُبُوحِہُمْ اِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْيُنُہُمْ حَتّٰی تَسْلُ  
 جَبَاهِہُمْ وَمَا ذَا كَمَا يَمِيدُ التَّجَمُّعِ فِي الْيَوْمِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءَ لِلتَّوَابِ  
 ترجمہ فرمایا علی علیہ السلام نے یاروں کی طرف خطاب کر کے جسوقت کہ ذکر کیا اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا بیشک میں نے دیکھا جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سونہیں دیکھتا ہوں میں تم میں سے کسی کو انکے مشابہ یہ وہ لوگ تھے  
 کہ صبح کرتے تھے پریشان ہو غبارِ الودہ رات تیر کرتے تھے سجدہ اور قیام میں نہ نوبت آرام کی دیتے اپنی شبیہ تو  
 کو اپنے قدموں کو کھڑے رستے تھے مثل انگا سکیے اپنی یاد معا دے گویا انکی دونوں آنکھوں میں نقشِ نوحا  
 ہو بسبب طولِ سجدوں کے جسوقت کہ یاد خدا کی کی جاتی ہو یا نبی ہائی ہیں انکی آنکھیں کہ ترک کرتی ہیں انکے  
 مومنہ کو اور ملتے ہیں جیسے ہوتا ہو درختِ آندھی کے دن خوفِ عذاب اور امیدِ ثواب سے وَقَالَ اَيْضًا لَقَدْ كُنَّا  
 مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نَقُتِلُ اَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَنَا وَاحْوَانَنَا وَاحْوَالَنَا وَاعْمَامَنَا  
 وَمَا نُرِيدُ بِذَلِكَ اِيْمَانًا وَتَسْلِيمًا وَمُغْنِيًا عَلٰی الْبَقَمِ وَصَبْرًا عَلٰی مَضِيعِ الْكَلَمِ وَحَدِّثْ عَلٰی

جَعَلُوا الْعَدُوَّ وَكَانَ الرَّجُلُ مَنَاوِلًا خَرُجْ مِنْ عَدُوِّنَا يَصْحَابُ دِرْكَانٍ تَصَادُلُ الْفُجَّارُ بَيْنَ يَحْيَىٰ لِبَانِ  
 أَنْفُسِهِمَا أَيُّهَا يَكْفِي صَاحِبَهُ كَأَنَّ الْمُنُونِ فَصْرَةً لَنَا وَفَصْرَةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا فَلَحَّا سَرَىٰ اللَّهُ صَدْقًا  
 أَنْزَلَ بَعْدَ وَنَا الْكَلْبَتِ وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا النُّصْرَةَ حَتَّى اسْتَقَرَّ الْإِسْلَامُ مُلْكِيًا جَيْزَانَهُ مُبَوِّدًا أَوْطَانَهُ  
 وَلِعَمِي لَوْ كُنَّا نَافِي مَا أَتَيْتُمْ مَا قَامَ الَّذِي عَمُودُ وَكَأَخْضَرَ لِلْإِسْلَامِ عَوْدُ تَرْجُمَةُ أَوْ بِي  
 فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے برائینہ ہم تھے رسول خدا کے ساتھ کہ اپنے لڑکوں اور باپوں اور بھائیوں اور اہل  
 اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے اور اُس سے ارادہ ایمان کا ہوتا تھا اور اطاعت کا اور جاری ہونے راہ راست  
 اور صبر و رنج کے تلخی اور کوشش جہاد کا دشمن پر اور بیشک ہوتا تھا ہم میں سے ایک مرد اور دوسرا ہمارے دشمن  
 دونوں باہم حملہ کرتے تھے جیسے دودھ و زچہ حملہ کرتے ہیں ہر ایک ایک دوسرے کی جان لیتا تھا تو دونوں سے  
 کون اپنے حریف کو پیار موت کا پلانے سو کسی دفعہ ہماری فتح ہوتی تھی کسی دفعہ دشمن کی ہم پر تیس جب دیکھا  
 خدا تعالیٰ نے ہمارے صدق کو تو اسنے ہمارے دشمن پر ذلت نازل کی اور ہم پر نصرت اپنے بھائیوں کے اسلام  
 قائم ہوا اُس حال میں کہ ڈلے ہوئے تھا ہمسایہ اسکا اور اپنے وطن کو اور قسم ہر جگہ اپنے جان کی اگر ہم  
 ایسے ہوتے جیسے تم تو لاتے جو کچھ تم لائے دین قائم نہوتا اور نہ اسلام کی کوئی شاخ سرسبز ہوتی اور جو ان  
 گواہوں کو ہم جلتے دین ایک آیت قرآن کی ہلکوا اس قصے کی تکذیب میں جو اختر کیا ہوا ہر کافی وافی چنانچہ  
 حق تعالیٰ صحابہ کے حق میں فرماتا ہر لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَدُّونَ مَنْ حَادَّكَ  
 وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي  
 قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ فَآيَدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ تَرْجُمَةُ نین پانگوا اُس قوم کو جو اللہ و رسول پر ایمان  
 لائے ہیں اور قیامت پر کہ وہ دوستی رکھیں اُس شخص کی جو اللہ اور اُسکے رسول سے صمد رکھتا ہو چاہے  
 وہ اُسکے باپ ہی کیون نہوں یا اُن کے بھائی یا کنبہ والے ایسے لوگوں کے دلوں میں ایسے ایمان لکھ دیا ہو  
 اور مدد کی جو اُن کی بغض باطن سے تیرا آیت سے صریح ثابت ہو کہ جو کوئی مخالف خدا و رسول کا ہو  
 اُس سے رغبت کرنا اور اسکی جانب داری مرعی رکھنا اور حکم الہی برعایت دوستی کے جاری نہ کرنا صحابہ سے  
 یہ سب محال ہو تیس جن لوگوں کا ایسا حال ہو کہ نہ مکر نہ وسوسہ ہو کہ ایسے واقعہ پر چپ ہوئے بیٹھ رہیں یا بعض  
 اتنے ایسی حرکت کریں اور ایسا امر بدآن سے ظہور میں آئے حال آنکہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی  
 ترقی اسلام میں جو ان وطن نثار کرتے رہے ہوں اور ساری عمر اُن کے طریقے جاری کوئے میں صرف کی ہو





ان پانچوں لفظوں کے سنا چاہیے بعد اُس کے کچھ نحوڑا بقدر نمونہ اوہام و تعصبات و غلوات و مہفومات  
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ عادات یہ ہیں کہ ان کے خاص معام میں تو مشہور ہو اور عالموں نے ان کے اپنی  
تصنیفات میں اسکی تصریح نہیں کی ہے نہ کتاب میں دیکھی گئی جیسے اولیاء کی کرامت کا منکر ہونا اور اتم اور  
نوحہ اور شیون اور قصویر بنانا اور توبت بھانا ایام عاشوراء میں اور منگو عبادت جانا اور یہ سمجھنا  
کہ سال بھر کی بُرائیاں سب اس سے مت جاتی ہیں گمان کرنا اور عید بابائے الدین میں ایک صورت  
بہ مشکل غم کے آٹے کی بنانا اور اُس کے پیٹ میں شہد بھرنا پھر اسکو مار کے وہ شہد پی لینا اور دوشنبہ کو  
سُخر جانتا اور چار کی گنتی سے بچنا اور بارہ کی گنتی کو مبارک سمجھنا اور مثل گئے اور جو یہ خبریں باعث  
اشکار کی نہیں ہوتی ہیں اس واسطے کہ ہر فرقے نے اپنے واسطے ایک سم و عادت نئی نکال لی ہے اور بدعتیں  
پیدا کیں ہیں اور جب علماء اور خاص لوگ اُس فرقے کے اُس سے انکار کریں اور خلاف کتا کے جائیں  
تو طعن سب پر سے ساقط ہو جاتی ہے اس واسطے کہ ہر فرقے میں ان باتوں سے کچھ تعرض نہیں کیا گیا اور  
اور معہذا بعض عادات میں انکی جیسے ترک جمعہ اور جماعت اور مسح دونوں پانچوں کا و منو میں اور مسح  
سوزہ کا جو سنت ہے اس میں ترک سنت کرنا اور سنت تراویح کا نہ پڑھنا اور وطی دہر کی راہ کرنا اور  
امتہ کو افضل عبادتوں سے جانتا کہ باب فقہ میں گذرا اس واسطے یہ امور اسی معنی کے سبب عادات میں  
داخل نہیں ہیں اس واسطے کہ انکی کتابوں سے انکے علماء کے ٹھہرائی ہوئی یہ سب باتیں ہیں اور مہفومہ  
وہ ہو کہ اپنے مذہب کی حفاظت یا دوسرے مخالف کے مذہب کی شکست کے واسطے وہ چیز کہ خلاف دریافت  
اور ظاہر عقل کے ہو اسکا اختیار کرنا اور غلو وہ ہو کہ کوئی بات اپنے نزدیک نہایت محبت و عقاد سے  
اپنے محبوبوں کے حق میں ثابت کرنا یا جو چیز کہ اپنے نزدیک ثابت انکے حق میں ہو اُس سے انکار کرنا اور  
تعصب یہ ہو جو شے ثابت ہو اُسکی نفی اور جو نفی ہو یعنی ثابت نہیں اُسکا ثابت کرنا اپنے گمان میں  
نہایت بغض و عناد سے اُن لوگوں کے حق میں جسے بغض ہو عمل میں لانا پس غلو و تعصب ایک ہی  
مقدے سے ہو کہ اُن بات کو ثابت کرنا جو کچھ اپنے نزدیک نہیں ہو یا انکار کرنا اُس چیز سے جو کچھ اپنے  
نزدیک دونوں میں عمل میں آتا ہو تفاوت و درمیان غلو اور تعصب کے یہ ہو کہ جب یہ محبوبوں کے  
حق میں واقع ہو تو غلو کہیں گے اور جب بھی امر مبغوضوں کے حق میں واقع ہو تعصب کہتے ہیں یہ دونوں  
بموجب نص قرآن کے حرام ہیں قولہ تعالیٰ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقْلُوبُوا عِلْمَ اللَّهِ





اور محمد بن حسن شیبانی میں بہت مسکون میں مخالفت اپنے استاد کی کی، اور انکو دشمن استاد کا کوئی نہیں کہہ سکتا بس اسی قاعدے سے بہت سی شاخیں نکل سکتی ہیں مثلاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کے فعل سے انکار کرے یا اُسکے کسی مشورے اور اجتہاد میں خطا ٹھہرائے تو وہ اسکا دشمن ہو جیسے حضرت امیر کے انکار کو جو حضرت عثمان کی خلافت پر کیا تھا اور عثمان نے جو بعض مجتہدات اپنے بیان کیے انکو حضرت امیر کی دشمنی پر تخطیہ کرتے ہیں کہ عثمان کو حضرت امیر سے دشمنی تھی ایسے ہی حضرت ام المومنین عایشہ کو کہتے ہیں کہ انکو حضرت امیر سے انکار و عداوت تھی اور عثمان کے قصاص میں جو حضرت امیر نے تاخیر کی تھی اور حضرت عایشہ انکا قصاص چاہتی تھیں اسکو دشمنی پر قیاس کرتے ہیں جب اصل میں فساد ہو تو فرج میں اُس سے بڑھ کر فساد ہو گا اور شیعہ کی کتابوں سے خلافت اس اہل کائنات ہی کو منحرف روایت کرتا ہے حضرت امام حسین سے صلح کے مسئلے میں جو حضرت امام حسن نے معاویہ کے ساتھ کی اور حضرت امام حسین کو اُس سے انکار تھا اور حضرت امام حسن کی نسبت نسبت خطا کی کہ چنانچہ لفظ روایت کے یہ ہیں اِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ يَبْكُءُ الْكَوَاخِدَ لِمَا فَعَلَهُ اَخُوهُ الْحَمْسُ مِنْ صَلَاحٍ مَعَاوِيَةَ وَيَقُولُ كَوْخِرَ اَنْفِي كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا فَعَلَهُ اَخِي ثُمَّ بِيْشَكْ حَسِيْنُ بْنُ عَلِيٍّ لِيْهِمَا السَّلَامُ ناخوشی ظاہر کرتے تھے جو کچھ کیا تھا اسکو انکے بھائی حسین نے یعنی معاویہ سے صلح اور کہتے تھے اگر ہماری ناک کاٹی جاتی تو وہ اچھا ہوتا ہنگوا اس سے جو کچھ انھوں نے کیا تبس انکار کسی امر کا اور کسی بات میں کسی کو کسی کی خطا سے نسبت کرنا موجب عداوت کا ہونے تو لازم آئے کہ حضرت امام حسین و شمس امام حسن کے تھے معاذ اللہ من اعتقاد ہذا الکفر الصریح نوع و وہم یہ کہ صیغہ حصر کو اکبر میں بڑھا لیتے ہیں تو نتیجہ غلط نکلے اور انکی اکثر دلیلیں اسی قسم کی ہیں چنانچہ نمونہ اسکا باب امت میں گذرا مثال سکے کہ حضرت امیر عالم اور شجاع اور متقی تھے اور جو کوئی عالم اور شجاع اور متقی ہو وہی امام ہی یعنی غیر اسکا امام نہیں ہو حالانکہ صغریٰ میں ہرگز حضرت ابی نہوا اور یہ غلط بسبب مکرر ہونے حد واسطہ کے ہو تمامہ دونوں مقدموں میں اور تکرار واسطہ کے تمامہ دونوں مقدموں میں شرط نتیجہ نکالنے کی ہے لیکن وہم جو غور معانی قیدوں سے غافل ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ شاید اس صورت میں حد واسطہ تمامہ مکرر ہوئی تاہم دلیل بھی اسی جنس سے ہو کہ حضرت امیر واجب اطاعت ہیں اور جو واجب اطاعت ہو وہی ہو امام ایسے ہی نوع قیسری کہ مطلوب و پر چیز ہوتی ہے اور نتیجہ اور نکلتا ہو لیکن جو در بیان مطلوب کے نہایت قریب پہنچا ہوتی ہے وہم قناعت کر لیتا ہو کہ مطلوب حاصل ہو گیا اسی سبب اکثر تقریر میں لائل شیعہ کی تمام نہیں آتی ہیں

چنانچہ مباحث اہمیت میں بفضل گزرا جیسے یہ کہ حضرت امیر باب مدنیۃ العلم ہیں اور جو کوئی باب مدنیۃ العلم ہو نام  
 ہو اور بھی ظاہر ہو کہ امام جب رئیس امت کا ہو اور دروازہ بھی ریاست گھر کی رکھتا ہو کسی نہ کسی وجہ سے بسبب  
 حضرت امیر باب ہوئے امام بھی ہوئے حالانکہ باب مدنیۃ العلم ہوتا اور بات ہو اور امام ہوتا اور بات کہ دونوں میں اتحاد  
 ہی نہ لزوم نوع چوتھی مصادہ بر مطلوب کہ وہ بسبب تغایر لفظ یا مفہوم کے گمان کرتا ہو کہ مقدمہ دلیل کا  
 اور چیز ہو اور مطلوب اور چیز میں نے ایک سے دوسرے کو ثابت کر لیا حالانکہ عقل و دونوں کو ایک چیز سمجھتی ہو یا  
 ایک ذات جانتی ہو بہت ثابت کرنا ایک دوسرے سے اثبات شے کا بنفسہ ہو عقل کے نزدیک چنانچہ شیعہ کہتے  
 ہیں کہ حضرت امیر اولیٰ بتصرف ہیں اور جو اولیٰ بتصرف ہو امام ہو حالانکہ اولیٰ بتصرف عام عین معنی امام کے  
 بسبب اکبر اور اوسط دونوں ایک چیز ہیں اور صغریٰ اور مطلوب ایک قضیہ معنی کے راہ سے اگرچہ لفظ میں  
 تغایر ہو اور ایک قسم مصادہ سے وہ ہو کہ مقدمات دلیل کے مطلوب سے زیادہ واضح بنوں بلکہ غفی تر اور زیادہ  
 منع کے قبول کرنے والے نسبت مطلوب کے جھگڑنے والے کے نزدیک مثال ایسی یہ کہ حضرت امیر معصوم ہیں اور ہر  
 معصوم امام ہو امامت تو حضرت امیر کی اہل سنت کے نزدیک ثابت ہو چاہے کسی وقت میں ہو اوقات سے  
 اور معصومیت انکے نزدیک صحابہ کے اور کسی کی ثابت نہیں ہو انکے نزدیک یہ خاصہ انبیاء کا ہو کسی وقت میں  
 حضرت امیر کو معصوم نہیں جانتے لیکن محفوظ گنتے ہیں دلائل مشتبہ انکی امامت کے بہت واضح اور قوت دار  
 ہیں اور دلائل ثابت کرنے معصومیت کے سبب مخدوش و مقدوح ہیں نوع پنجم غلط با شتر اک نظری  
 یعنی دو چیز پر ایک لفظ کو ماری کرتے ہیں اور اس چیز کے حکم کو اس پر ثابت کرتے ہیں مثال اسکے کہ نبی امام ہو کہ اس پر  
 شریعت اور وحی نازل ہوئی اور خلیفہ نبی کا بھی امام ہو حکم احکام اور جنگ و صلح میں ہیں جب نبی معصوم ہو چاہے  
 کہ خلیفہ نبی معصوم ہو حالانکہ نبی کو جو امام کہہ سکتے ہیں اور معنی ہیں اور خلیفہ پر اطلاق امام کا اس کے  
 اور معنی ہیں اور اسی قسم سے ہو وہ غلطی جو توجہات نحو میں واقع ہوتی ہو مثلاً کہیں وَهُمْ سَائِدُونَ  
 حال ہو وَیُؤْتُونَ الزَّكَاةَ سے بسبب عیہ کے نزدیک تیار زکوٰۃ کے ہو حالانکہ حال ہو وَیُؤْتُونَ الصَّلَاةَ  
 سے تا احتراز ہو صلوة ہو وہ اسی قسم سے ہو غلط مجاز یعنی کسی چیز کو بسبب علاقہ مجاز کے ایک لفظ کہا جاتا ہو  
 اور جو اسکے حقیقی اطلاق معنی ہوں اسکو ثابت کریں جیسے بعض راضی کہتے ہیں اَللّٰهُ مُدْرِكٌ كُلِّ شَیْءٍ  
 محسوس ہی مذہب ہشام بن حکم اور انکے اور پیشوا یونکا ہو حالانکہ اطلاق لفظ نور کا بار تعالیٰ پر مجازاً ہی  
 اور محسوس ہونا یہ معنی حقیقی کو لازم ہو اور جیسے کہتے ہیں کہ امیر کو حق تعالیٰ نے بنفس نبی کا فرمایا اور نفس

بھی معصوم جسکی اطاعت فرض اولیٰ تبصر اور افضل تامی انبیاء و خلفائے سے ہو جس حضرت امیر کو بھی یہ حکم ثابت ہو گئے حالانکہ اگر حضرت امیر کو نفس نبی فرمایا تو مجازاً فرمایا اور مجاز پر حکم حقیقت کا ترتیب نہیں آیا ورنہ شجاع کو شیر کہنے سے اسکی انسانیت نہ رہتی **نوع ششم** اہبام بالعکس یعنی کوئی سچا مقدمہ عقل کے ہاتھ آئے وہ اسکے برخلاف مقدمے کو بھی کلیہ صادق سمجھ کر دلائل کے کام میں لاتا ہو مثال اسکی ہر انسان معصوم قابل امت ہو سچا مقدمہ ہو اور اسکا عکس وہم نے تراشا کہ ہر قابل امت معصوم ہو حالانکہ منطقیوں کے نزدیک ثابت اور ٹھہرا ہوا ہو کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں ہوتا یہی نوع ہفتم اغفال للزوم یعنی حکم ملزوم کو لازم سے اعم دیتے ہیں اور اُس سے غلطی میں پڑتے ہیں مثلاً کہتے ہیں نبی کو عصمت اُس جیسے واجب ہو کہ ریاست امت کی رکھتا ہو پس ہر رئیس امت کا چاہیے کہ معصوم ہو حالانکہ عصمت نبی بسبب تصدیق معجزہ کے ہو نہ بسبب ریاست کے یہ اسی قسم سے ہو جو کہتے ہیں کہ موقوف فی اللہ لکبر کی سورۃ برات پونہ چلانے سے اسوجہ سے تھی کہ قابل نیابت پیغمبر کے نہ تھے بس قابل کسی نیابت کے نہ ہو گئے حالانکہ انکاموتوں رکھنا بسبب موافقت عادت عرب کے تھا عہد شکنی کے خوف سے اور یہ بھی اسی قسم سے ہو جو معاویہ کو حضرت امیر کے مقابلے میں خطا کار جانتے ہیں کہ صحابی کو اہل بیت کے مقابلے میں دعویٰ خلافت کا نہیں ہو چکا تھا بس ہر صحابی کو بمقابلہ اہل بیت کے دعویٰ خلافت کا نہیں ہو چکا یہی علیٰ ہذا القیاس نوع ہشتم اجتماع متنائین دو وقت میں بھی تجویز نہیں کرتے یہ غلط انکو غفلتوں زانے سے پیدا ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں غلظۃ ثلثۃ ایک وقت میں اوقات ناز سے کافر تھے اسکا قریب امت کے نہیں ہو حالانکہ غلظۃ ہر اتون سے ہو کہ اجتماع ہر متنائین کا ایک وقت میں محال ہو نہ کہ مختلف زانوں میں بھی ذات واحد میں محال ہو جیسے خواب و بیداری اور گرمی و سردی اور علیٰ ہذا القیاس نوع نہم **أَخَذَ الْقُوَّةَ مَكَانَ الْفِعْلِ** یعنی اختیار کرنا قوت کا فعل کے ٹھکانے مثلاً کہتے ہیں حضرت امیر سامنے ام حضرت کے امام تھے موافق قول حضرت صلوات اللہ علیہ **أَنْتَ مَعْنِي بِمَنْزِلَةِ هَاسِرٍ قَدْ قُتِيَ مَوْسَى** یعنی تو مجھے ایسا ہی جیسے ہارون موسیٰ سے پس اگر ام حضرت کے بعد بلا افضل ام نہون تو عزل نکال لازم آئے اور عزل امام کا جائز نہیں حالانکہ حضرت امیر ام حضرت کے وقت میں امام بالقوتہ تھے یعنی مادہ امت کا نہیں تھا نہ امام بافضل اور عزل امام بالقوتہ کا جب کہ کوئی اُس سے زیادہ ترجیح رکھتا ہو موجود ہو تو اس سبب کہ ابھی نسب سکا نہیں ہوا ہو جائز یہ نوع و ہم **أَخَذَ الْجُزْءَ مَكَانَ الْكُلِّ** یعنی جز کو کل کی جگہ اختیار کرنا



اکثر لوگ ایک آگ اور ایک شعلہ خیال کرتے ہیں اکثر شیعہ ان خیالات کے عادتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں مثلاً ہر سال دسویں محرم کی ہوتی ہے ہر سال اسکو روز شہادت حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کا گمان کرتے ہیں اور احکام مآثم اور نوحہ اور شیعوں اور گرگہ وزاری اور فغان و مفراری شروع کرتے ہیں عورتوں کی طرح کہ ہر سال بنی مسیت پر یہ عمل کرتے ہیں حالانکہ عقل صریح جانتی ہے کہ زمانہ ہر سال کا غیر قارہ یعنی قرار نہ پکڑنے والا کوئی جزو اسکا ثابت و قائم نہیں رہتا اور اس نے مانے کا لوٹلانا بھی محال اور شہادت حضرت امام کی جسدن ہوئی اُسدن سے اُسدن تک فاصلہ گیارہ سو تپچاس برس کا ہوا پھر یہ اور وہ دن کیسے ایک ہو گیا اور کونسی مناسبت ہو گئی عید الفطر اور عید قربان کو اسپر قیاس کرنا چاہیے نہیں کہ اُسین خوشی اور شادی سال در سال نئی ہوتی ہے روزے رمضان کے ادا کرنا اور حج خانہ کعبہ کا بجالانا کہ شُکْرٌ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيِّ ذُو الْعَرْشِ شکر ہے نئی نئی نعمت کا سال در سال فرحت و سرور نیا پیدا ہوتا ہے آبیوا اسطے عیدین شریعت کی اس وہم فاسد پر مقرر نہیں ہوئی ہیں بلکہ اکثر عقلا نے بھی نور و زاوہ مہرجان اور امثال اسکی نئی نئی باتوں اور تغیر و آسانی کو خیال کر کے عید اختیار کی ہے کہ ہر سال ایک چیز نئی پیدا ہوتی ہے کہ اُسپر نئے نئے احکام کیے جاتے ہیں اور علیٰ ذالقیاس قیید بعید بابا شجاع الدین تہذیبیہ عذیر اور مثل کئے کہ سبکی بنا اسی وہم فاسد پچا اور اسی موقع سے معلوم ہوا کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی اَللّٰهُمَّ اَکْمَلْتُ لَكَ دِيْنَكَ اور جسدن وحی نازل ہوئی اور شبِ حراج ان روزوں کو شرح میں کیوں نہیں عید ٹھہرایا کہ اور عید الفطر اور عید قربان کو عید ٹھہرایا وہ دن بھی بڑی خوشی کی تھی ایسی ہی کسی نبی کے تولد و وفات کے دن کو عید نہ ٹھہرایا اور وہ ماسحوراکا کا اول سال یسود کی موافقت سے آنحضرت نے رکھا تھا کیوں منسوخ ہوا ان سب باتوں میں یہی بعید تو ہے کہ وہم کو دخل نہ ہونے پائے بغیر کسی نئی نعمت حقیقہ کی فرحت اور دکھ کا ہونا یا غم اور ماتم کرنا خلافت اُس عقل کے جو تمیز و وہم سے خالص ہر نوع شان و ہم کسی چیز کی صورت کو وہی چیز سمجھنا اور اسکا حکم دینا اس ہم سے بت پرستوں کی راہ بہت ماری ہے اور گرگہ زاری میں ڈالاجاؤں پچے کم عمر بھی اس ہم میں بہت گرفتار ہوتے ہیں گھوڑوں اور ہتھیار اور چیزوں کو جو لکڑی مٹی کی بنی ہوئی ہیں کیسے اُن سے خوش ہوتے ہیں گویا سچ جگ کی ہانگے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں گڈیوں کی شادی نکاح کرتی ہیں اور کیسی غرض ہوتی ہیں اور شیعوں میں یہ وہم بہت غلبہ کیے ہوئے ہے حضرت امین اور حضرت ائمہ اور حضرت ذہرا کی قبروں کی صورت بناتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ درحقیقت یہ قبریں

قبرین مجمع النور ان بزرگوں کی ہیں اور بڑی تعظیم کرتے ہیں بلکہ مسجدوں کی نسبت پہنچتی ہی اور فائز ہوتے ہیں اور سلام و درود پہنچاتے ہیں اور اچھے اچھے جو نر اور مورچھل نقش لیکر آسن یا سونے کے ٹکڑے ہوتے ہیں مجاوروں کی طرح اور حق شرک کا ادا کرتے ہیں عقلمندوں کے نزدیک بچوں کی حرکت اور ان چیزوں کی حرکت میں کچھ فرق نہیں ہر نوع ہر قسم ہر شخص کو کسی شخص کا نام رکھ کے اُسکے ساتھ بھی اہل شخص کا سا سلوک کرتے ہیں چاہے تعظیم چاہے اہانت چاہے مار گالی اور یہ وہم اگلے وہم سے ضعیف تر ہونے کے بجائے ہی لکھیل میں بادشاہ و وزیر اور چور و چوکیدار بناتے ہیں اور موافق مرتبے کے اگلے ساتھ سلوک کرتے ہیں شیعوہ بھی ایام عاشورا میں کسیکو بیزیکسیکو شمر و بعض عورتوں کو بیبیوں اور مستورات اہل بیت کے نام رکھ کر وہی معاملہ اور سلوک کرتے ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ کرنا چاہیے کلام الہی اس وہم فاسد کے باطل رہنے کو کافی ہے **اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ مَّرْجُوْمَةٍ** یعنی معبود تمھارے وہی نہیں جنکی تمھارا ہے باپ دادوں نے نام رکھ لیے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اُنہیں کوئی نجات نازل نہیں کی اور اسی پر یہ شاخ نکالی گئی ہو کہ جب معلوم ہو کہ اس شخص کا نام عبد اللہ یا عبد الرحمن ہے اسکی اہانت و حقارت کریں حالانکہ صحیح حدیث میں آیا ہو کہ **اَحَبُّ اِلَیَّکُمْ اِلَیَّ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ** یعنی دوست تر ناموں میں اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں اور خوب ظاہر ہو کہ کسی چیز کے نام پر نام ہونے سے وہ چیز مثل اُس چیز کے نہیں ہو جاتی نام آگ کا جو آتش ہے یہ نام گرم نہیں ہو بلکہ ذات آگ کی گرمی ایسے ہی نہ نام پانی کا سرد نہ قند کا شیرینی نہ ایلوے کا تلخی نوع ہر شے وہم ظرف کو شرط نقیض کیے بغیر بنانا اس ہم نے بھی اکثر عوام کی بہت راہ ماری ہے اجتماع و نقیض کو موافق و دو طرف مختلف کے تجویز نہیں کرتے اور شیعہ مسئلہ اجتہاد میں اس ہم میں گرفتار ہیں اور کہتے ہیں اگر امام خدا کی طرف سے مقرر نہ ہو اور احکام شرعی جنکی نص نہیں ہو ملے مجتہدوں کی متعلق ہو و نقیض مع ہونگے اس واسطے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے ایک چیز کو حلال کیا اور شافعی اُنکو حرام جانتے ہیں حالانکہ جب گمان مجتہد کا مختلف ہو تو دو نقیض کا جمع ہونا کس طرح تصور کیا جائے اور ہر عاقل جانتا ہے کہ **سَرَدٌ قَیْظٌ فِی ظِلِّهِ وَاَرْلَیْسَ یَقَیْظُ فِی ظِلِّ عَمْرٍ** دو تو باہم نقیض نہیں ہیں بیان بھی غیر مخصوص بات میں کوئی حکم خدا کی طرف سے معین نہیں ہو بلکہ حکم الہی ہر کسی کے حق میں وہی ہے جو اُسکے اجتہاد میں ہے یا اُسکے متبوع کے اجتہاد میں ہے یہی معنی ہے **اِخْتِلَافُ اُمَمٍ رَّحْمَۃٌ لِّکُلِّ نَوْزٍ وَّہِم**



تشبیہ کسی چیز کی کسی چیز سے اسمین مشبہ باور شبہ کو برابر سمجھنا کہ یہ وہم چھوٹے بچوں کم عمر کو ہوتا ہے نہ تمیز و شعور والے لڑکوں کو شیعہ اس وہم میں بہت پڑے ہوئے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت امیر کوزید واقوی اور علم وحلم میں انبیا اولوالعزم سے تشبیہی ہو بس چاہیے کہ حضرت امیر مساوی انبیا اولوالعزم کے ہوں اور جو مساوی انبیا اولوالعزم کا ہو وہ اور انبیا سے افضل ہو یہ وہم صریح فاسد ہی محتاج بیان کا نہیں نوع بستم عادیات کو بجائے اولیات کے لاتا اور یہ وہم اکثر فریق گراہ کو ہوتا ہے اور بڑے بڑے علماء اسمین غوطے اگھاتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ ریاست ہر شخص کی اسکی اولاد و خاندان میں ہوتی ہے موافق دلیل فعل کسری اور قیصر اور زمینداروں در راجپوتوں کے اور داماد کے ہونے خسرو منصب ریاست کا نہیں پہنچتا اور مقابل اس وہم کے دوسرا وہم بھی اسی قسم سے آوروہ یہ ہو کہ بعد مر جائے کسی شخص کے ریاست تعلق اسکی زوجہ کے ہوتی ہے اگر بہت سی زوجہ ہوں تو جوجو کہ اسکے ساتھ مخصوص ہو اور بارگاہ آلئ ہوائں میں سے یہ زوجہ ممتاز ہوگی اس اختیار سے داماد دختر کو اسمین کچھ دخل نہیں ہے کہ بالجلہ دونوں فاسد بین عقل کے نزدیک اور شرع میں ہرگز توارث منصب ریاست کا نہیں آیا قابلیت ولیاقت میں جسکو فوقیت ہو اُس پر مدار ہو یا جسکو صاحب یاست کا اشارہ ہو فاہم نوع بست و حکم فیما س لغائب علی الشاہد یعنی خدا تعالیٰ کے اور پیغمبر خدا کے کام کو مخلوق اور امت کے کام پر قیاس کرنا اور اس دردنان نے بھی بتوں کے عقیدے خراب کئے الھیات اور حاوین اکثر مسائل شیعہ کے اسی اصل سے پھوٹے ہیں خصوصاً دلیلین وجوب صلح اور اللطف اور وجوب اصل اور ثواب پانا مطیع کا اور عذاب دنیا عاصی کا اور رسوا اسکے اور اس وہم کے فساد کا بیانی گلے بابون میں گذرانوع بست و دو عم لاہمال الاضافات یعنی ایک چیز کو دو میں نسبتیں چند چیز کے ساتھ واقع ہیں ایک نسبت تو ایک حکم کو چاہتی ہے دوسری دوسرے کو ان نسبتوں سے ایک پر تو لحاظ کریں دوسرے کو مصلحت چھوڑیں اور یہ وہم مسائل کثیرہ امامیہ کو پیش آیا مثلاً کہتے ہیں کہ امامت نیابت نبی کی بولسل ذل ہی پر موقوف ہوگی فَحِبُّكَ أَنْ يَكُونَ لَا مَا مَنْ مَنَعُوصًا بِمَا حَبَّبَ إِلَيْهِ كَمَا أَنَّ إِمَامًا مِنْهُمْ مَنْ مَنَعُوصًا بِمَا حَبَّبَ إِلَيْهِ كَمَا أَنَّ إِمَامًا مِنْهُمْ مَنْ مَنَعُوصًا بِمَا حَبَّبَ إِلَيْهِ كَمَا أَنَّ إِمَامًا مِنْهُمْ مَنْ مَنَعُوصًا بِمَا حَبَّبَ إِلَيْهِ

حضرت امیر واجب المحبت ہیں اور امام المؤمنین نے ان سے پرغاش کی پس واجب البغض ہیں حال آنکہ یہ بھی تو ہے حضرت پیغمبر واجب المحبت ہیں اور امام المؤمنین انکی زوجہ محبوبہ است بھی واجب المحبت ہیں آخر ہم

انکے جملہ مقدمات میں لکھے ہوئے جو مثل مشہور حفظت کینکنا و عابث عنک انشیکام اپنے خوب حاصل آتا ہے  
**نوع ہست** سے سوم جو کچھ آرزو دل کی ہو کمال انتظام اور حسن سیاست ملک و دار و لوازم ریاست  
 سے اسکو واقعی گمان کرنا اور اسکی تحقیق کا اعتقاد رکھنا مثلاً کہتے ہیں کہ امام معصوم جبکی طاعت فرض ہو غیب سے  
 اسکو ہر حکم شرعی اور مصلحت دنیوی کا القا ہوتا ہے ہرگز خطا تدبیر میں نہیں کرتا ہو بس ضرور واقع ہو لیکن نظر سے  
 غائب گو اسکو ہم نہ کیمن انکی خبر نہیں یقین جانتے ہیں کہ متحقق ہو یہاں غلبہ وہم کا تو ہی ہو غفلت اسے غلاؤ  
 ہو کہ جب اسکو دیکھتے نہیں نہ اسکی خبر سنیں تو ہونا نہونا اسکا برابر ہو گا واقع ہونے میں آسے آرزو دل کی لطیف  
 اور کونسا حاصل **نوع ہست** چہارم کہتے ہیں جس چیز کی دلیل ہم اپنی معلومات میں نہیں پاتے باطل ہو اور  
 اس ہم کو اکثر اگلے جو قوفوں نے بھی انخیا کیا ہو اور انکا اثبات کا کظمت میں رنگ نہیں ہو اسواسطے  
 کہ ہم نہیں دیکھتے اور جبکو ہم نہیں دیکھتے موجود نہیں ہو اسکو نہیں سمجھتے یہ بھی تو جائز ہو کہ موجود ہو اور ہر کوئی  
 خوشیہ اس ہم میں بہت گرفتار ہیں صحابہ کے فضائل سے اور نیز ازواج مطہرات کے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں  
 کہ ہمارے کتابوں میں اسکی روایت نہیں ہے اور واقعی باتیں جو اہل تاریخ و سیر نے لکھی ہیں اس سے انکار کرتے  
 ہیں اور اسکے بطلان کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جب باتیں اور حدیثیں متفق علیہ اسمقدمے میں انکو دکھائے جائیں  
 تو کہتے ہیں کہ ہم ان عبارتوں سے اس مدعا کو نہیں سمجھتے **وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ**  
**فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ** **نوع ہست** و **پہلے** کہ مقدم ہونا زمانے میں اور کتابین تصنیف کرنا اور  
 رسل جمع کرنا اور انکا مشہور ہونا جہاں میں اور کثرت شاگردوں اور یاروں کی دلیل حقیقت کی ہو پس ہر  
 علاقے جو تابعین ہیں ان چیزوں سے بڑا حصہ رکھتے تھے بلاشبہ انکے جو اعتقاد کی باتیں ہیں مطابق واقع  
 کے ہو گئی اصل اس وہم کی یہ ہو کہ دنیا کے منصبوں میں درپانے مال و نعمت اور کثرت جاہ اور شہرت اور انبؤ  
 تابعین و لشکر میں دلیل بزرگی اور مالدار سی اور سرداری کی ہو اس تقدم اور مساوی تقدم و رفہم کو اور اک  
 حق جانتا ہو اور حکم سبقت اور پیشدستی اور دریافت مطالب علیک کرتا ہو اور غلطی اس وہم کی خوب ظاہر  
 اور رو بہ رہی یہ چیزیں حکماء ہندو یونان میں اس فرقے سے زیادہ ہوتی آئی ہیں چنانچہ اکثر انکے اعتقاد  
 کی باتیں خصوصاً ایماںات و نبوتات و معاد میں گواہ کی ہو قونی کے ہیں حاصل کلام یہ کہ اوہام و غلطی جو  
 اس فرقہ سفیہ کو ہیں اگر سب بیان کیے جائیں جیسے کہ چاہیں پورے پورے تو بڑی لمبائی چڑائی لازم آئے  
 کہ دفتر و ن میں کافی نمونے ناچار نمونہ پر بس کیا **فَالْقَلِيلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيرِ** اور تھوڑا بہت کو بتاتا ہے

## فصل دوم در تعصب اشیاعہ تعصب کے معنی یہ ہیں کہ میں چیز سے انکار کرے جو اپنے نزدیک ثابت

ہو دلیل قطعی کے ساتھ اور مخالف کو ایسی چیز پر الزام دے جس کا خود بھی منکر ہو دلیل قطعی اور مخالفت بھی دونوں کے نفی اثبات میں موافق ہو اگر موافق نہ ہو گا تو دلیل الزامی ہوگی تعصب نہیں ہوگا اور اصل غلو کی بھی یہی ہو کہ ثابت کو غیر ثابت اور غیر ثابت کو ثابت کرین بسبب فراط محبت کے لہذا غلو بھی داخل تعصب ہے اور اسی فصل میں ذکر کیا گیا اور آغا کلام کا دونوں قسم تعصب میں ہو فقط تعصب اول ایسی روشن

و دلیلین جیسے آفتاب قرآن و حدیث پیغمبر کو جو پھر پہلے اہل سنت سے روایت کی گئی ہیں حضرات اہل بیت اور بنیاد مستطاب پیغمبر سے جب ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں مطلق انکار کرتے ہیں اور ضعیف و دواہی روایتوں کو جو رجال

مہر و اوطحون غیر معتبر خود اپنے نزدیک بھی موافق طریق قوم کے امامیہ سے پونچھے قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ امامی اسکی روایت کرے اس پر علم و عمل واجب ہوگا اس کے اسناد میں مہجول و ضعیف اور بنائے والے اور جھوٹے لوگ

ہوں اور جو اہل سنت روایت کریں گو ثقہ لوگوں کے واسطے سے ہو وہ واجب لرد اور انکار ہو حالانکہ اخبار کے مقدمے میں تمام علمائے متقول ہو کہ جو موثق اور مقدم اور بہتر ہو معتبر تر ہو ضعیف سے اور اخبار ثقات اہل سنت

کے بلاشبہ ان کے نزدیک موثق ہیں اور بھی آئین خفیۃ الدلالة کو کہ ہرگز موافق قاعدہ اصول اور عریض کے انکی

مدعا پر دلالت نہیں کرتیں نفس اور صریح جانتے ہیں اور آن نصوص صریح کو کہ مذہب اہل سنت پر دلالت واضح رکھتے ہیں تشابہ اعتقاد کرتے ہیں حالانکہ طریق امتحان ان کے علما کا اکثر اور بار بار مسلوک ہوا اس وضع پر کہ

مثلاً بعض کا فرضی کو کہ کچھ عرض کسی مذہب سے نہیں کہتے نہ کسی مذہب والے سے علاقہ جب انکو زبان عرب یا ترجمہ تحت اللفظ ان آیتوں کا مسایا جاتا ہو اور پھر پوچھتے ہیں کہ تم اس کلام سے کیا سمجھے تو گو اہل مدعا

اہل سنت پر دوی اور مدعا اہل شیعہ پر ہرگز گواہی نہیں دیتی ہو یقین کیا اور نہ آیت سے سمجھا تعصب دوم

یہ کہ پیغمبر خاتم المرسلین اور حضرت امیر کو برا یہ جانتے ہیں حالانکہ فضیلت پیغمبر کی سب مخلوق پر ان کے نزدیک

بھی ثابت ہو متواتر تعصب سوم جو کوئی محبت علی کی دل میں رکھتا ہو کہ یہودی و نصرانی اور ہندو بہشت میں جائیگا اور جو کوئی دوستی صحابہ کی دل میں رکھتا ہو گو متقی اور عابد ہو اور محب ہل بیت ہو و ذریعہ

چنانچہ رضی الدین بغوی نے کہ جملہ شیعہ سے تھا حکم کیا ہی زینبا بن اسحق کی نسبت جو نصرانی تھا ہشتی ہو پھر ان چند بیت کے کہنے سے حالانکہ ابو کبر و عمر کو بھی برا نہیں کہا اب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَکِنَّ مُحِبِّیْہَا شَعْرٌ وَمَا یَعْتَرِیْہِ نِیِّیْ فِی عِلِّیْ وَآہِلِہِ اِذَا ذُکِرُوا فِی اللّٰہِ کَوْمَہٗ لَا یُخْمَرُ

يَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُصَافِرِ يُجَاهِدُ عَنْهُمْ  
وَآخِلُ الْأَرْضِ مِنَ الْأَعْرَابِ وَالْحَجَّارِ  
فَقُلْتُ لَهُمْ إِنِّي كَلَّحْتُ سَبْعَ مِائَةٍ

سہاری فی قلوبہ الخلوۃ سے انہما کی

ساتھ لیکن میں دوست رکھتا ہوں خاص قوم نبی ہاشم کو اور منع نہیں کرتے میں مظلومی اور انکی اہل بیت کی محبت میں جو وقت کہ ذکر انکا دین خدا میں کرتا ہوں ملاست کسی ملاست کہنے والے کی اور کہتے ہیں کیا حال پڑھاری انکی محبت میں یا صاحبان عرب و عجم سے تو میں نے کتنا ہوں میں گمان کرتا ہوں کہ محبت ان لوگوں کی مخلوق کے دلوں میں اثر کرگئی ہو یہاں تک کہ ہائم اور ابن فضلون یہودی کو تمامی علما اس فرقے کے بخوبی یاد کرتے

ہیں دو تین بیٹوں کے سبب سے جو انسی کسی ہیں **ابیات** سَرَبْ هَبْ لِي مِنَ الْجَنَّةِ سُوْرِي

وَاعْفِ عَنِّي يَا بَحِيْثَ السُّوْلِ + وَاسْقِنِي شَرَبَةً بِكَفِّ عَيْتِي + سَيِّدِ الْأَوْلِيَاءِ بَالِ بُشُوْلِ

ترجمہ یارب دے مجکو بہشت سے جو کچھ میں مانگتا ہوں اور بخش دے مجھے بغیر آل رسول کے اور بلا مجکو بہشت

علی کے ہاتھ سے کہ سرور اولیاء کے ہیں در شوہر قبول کے حال آنکہ محبت حضرت انبیا اور اہل بیت اور تعریف انکی

کنا اور مشقت پڑے ان بزرگواروں کی بالاتفاق عبادت ہو لیکن تمامی عبادت ہونے کے واسطے

ایمان شرط ہو تو تعالیٰ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعِيْدِهِ وَإِنَّا لَهُ

كَآيَاتٍ ترجمہ جو شخص عمل نیک کرتا ہو مگر مومن بھی ہو تو اسکی سعی ضائع نہوگی بیشک ہم انکو کہتے

ہیں جب پیغمبر کی محبت نے بدو ان یا ان کے جیسا کہ بیان کیا تاثیر کا فروں میں انکی جو محبت حضرت اسیر

اور محبت اہل بیت کہ بلاشبہ تابع آنحضرت کے ہیں کہ جیسے حضرت کی تعظیم اور محبت واجب ویسی ہی

انکے کافر کے حق میں کیا کرے گی اور یہی نجات کفار کی دوزخ سے اور داخل ہونا بہشت میں خود شیہ

کے عقاید میں باطل اور محال ہو ہر چند اعمال نیک بجا لائیں اور و خوال ہل بیان کا اگر چہ کیسے ہی

گناہ اور برائیاں رکھتا ہو انکے نزدیک بھی بہشت میں قطعی ہو اور حدیہ کہ دوستی صحابہ کی مصیبت

اور گناہ کبیرہ ہے اہل سنت انکی دوستی سے کیوں محروم از بہشت ہو جائیں گے حال آنکہ محبت

اہل بیت کی بی شہر رکھتے ہیں اور جب محبت اہل بیت کی کافروں کو دوزخ سے چھوڑ لے اور بہشت

میں داخل کرے اہل سنت تو بہت محبت اہل بیت کے مرکب گناہ کے ہیں محبت اہل بیت کی انکو کیوں

نہ چھوڑائے اور بہشت میں داخل کرے تعصب چہارم علی کی محبت کے ہوتے کوئی مصیبت

ضرر نہیں کرتی اور حال یہ کہ قرآن کے لصوص خلاف اسکے ناطق ہیں مَنْ يَّعْمَلْ سُوءً يُجْزِئْهُ

وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ مَثَلًا ذَرَفًا شَرًّا يَكُونُ تَرَجُّمًا حَمِيمًا وَكَوْنِي بُرَّ سَ كَامٍ كَرِيحًا أَسْكَابًا بَدَلًا بِأَسْكَابًا وَتَجْوَضَ  
 بُرَّ كَامٍ كَرِيحًا ذَرَفًا شَرًّا يَكُونُ تَرَجُّمًا حَمِيمًا وَكَوْنِي بُرَّ سَ كَامٍ كَرِيحًا أَسْكَابًا بَدَلًا بِأَسْكَابًا وَتَجْوَضَ  
 بار بار گدین **تقصیر** ہم صیاب سے جو نہایت ہی بغض رکھتے ہیں اس سبب سے تمام امت محمدیہ  
 کو امت ملعونہ کہتے ہیں اور نص قرآنی کو جو کُنْتُ خَيْرًا أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہو تو تم بہترین  
 امت کہ خارج کیے ہو لوگوں کی ہدایت کو اسکو الگ اٹھا رکھتے ہیں اور حضرت امام حسن سکری کی  
 روایت کو اس تفسیر میں کہ ابن بابویہ نے صحیح سند کے ساتھ ان سے روایت کی ہو اسکو بھول جاتا  
 ہیں وہ روایت یہ ہو کہ مَا عَلِمْتُ يَكُونُ سِيَّئًا عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ فَفَضَّلَ  
 عَلَى خَلْقِهِ آيَا جَانَاتٍ اِي موسى فضل امت محمد کا کہ تمام امتوں پر ایسا ہی جیسے میر فضل میرے تمام مخلوق  
 پر ہو اور ہی آیت وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ سِرْكَانِ مِّنْ لِّكَا  
**تقصیر** ششم قرآن مجید سے کہ بلاشبہ حضرت ائمہ سے ان کے نزدیک منقول بتواتر ہو اور ہمیشہ آنحضرت  
 اسکو نماز اور نماز کے سوا عبادت میں پڑھتے تھے اور امام حسن سکری اور امامون نے انکی تفسیر کی ہو  
 اور اپنے کلام میں اسکی آیتوں اور الفاظ سے گواہی چاہتے ہیں تبرکرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ قرآن  
 نہیں ہو جو نازل ہوا ہو بلکہ عثمان کا تحریر کیا ہوا ہو اس سبب کے عثمان ہی نے اسکو جمع کیا اور رواج  
 دیا یہ خدمت عثمانی ہی بجالائے جو ان شہید کیسما تہ بغض و عناد کا ہو خیال تو کرو کہ انکے ہو گیا ہو  
**تقصیر** ششم عمر کی لعن کو ذکر الہی و تلاوت قرآن مجید پر ترجیح دیتے ہیں حال انکہ کسی شریعت میں  
 برو لکنا بڑا کثرت اب نہیں ہو پھر خدا کے ذکر کا کیا ٹھکانا کہ جملہ ملت و مذہب کے اتفاق سے شیخوں اور  
 علموں میں افضل ہو اس سے بہتر ہو قول تعالیٰ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ہر آئینہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہو  
**تقصیر** ششم بڑے بڑے صحابہ کے لعن اور اولج مطہرات کے لعن کو بہت بڑی عبادت جانتے  
 ہیں اور پانچ وقت کی نماز کی طرح ہمیشہ اس کلام کو کرنا اور ضبط رکھنا فرض جانتے ہیں ابو جہل و  
 فرعون اور غزوہ کو بلاشبہ دشمن خدا اور دشمن پیغمبروں کے ہوئے ہیں کبھی گالی نہیں دیتے نہ بڑا  
 کہتے ہیں انکی کتابوں میں لکھا ہو کہ ستر دفعہ صبح کو شیخین پر لعن کرنا نیک احسن ہو لیکن لعن ابو جہل  
 اور فرعون اور غزوہ کو رتی بھر بھی سنہ نہیں کہتے **تقصیر** ششم حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم  
 کو اولاد پیغمبر سے خارج کرتے ہیں اس سبب کہ انکا نکاح عثمان سے ہوا تھا کہتے ہیں کہ پیغمبر کی لڑکیاں

نہ تھیں بلکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت خدیجہ کی بھی اولاد نہ تھیں تا حضرت زہراؑ کے انکو امین بھی شرکت نہ حاصل ہو  
 حال آنکہ مرصع خلاف نص قرآن کے ہے، وقرآن تعالیٰ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ لَا ذَرَأَاجُكَ وَبَنَاتُكَ یعنی امی بنی کہ تو اپنی  
 بیبیوں سے اور بیٹیوں سے بیخ البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت امیرؑ تغیر سیرت عثمانؓ پر غصے سے کہا قد  
 بلغت من صغره ما کونینا کلا امی تھیں یعنی دامادی آنحضرت سے اس رتبہ کو نہ پونچھے وہ دونوں یعنی  
 شیخین اور شیخ الطائف ابو جعفر طوسی تہذیب میں امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے کہ کان یقول فی دعائہ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُفَیْقَتِیْ نَبِیِّکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کَلْتُوْمٍ بِنْتِ نَبِیِّکَ یعنی کہتے تھے وہ اپنی دعا  
 میں امی بار خدا یا رحمت کامل نازل کر اپنے نبی کی بیٹی رقیہؑ پر امی بار خدا یا رحمت کامل نازل کر اپنے نبی کی  
 بیٹی ام کلثومؑ پر اور کلینی میں بھی روایت کی ہے تَرْوِجَہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَدْنَجَہ وَهُوَ  
 ابْنُ بَضْعَہ وَعِشْرَتِیْنِ سَنَہٍ قَوْلًا لَّہٗ مِنْہَا قَبْلَ مَوْتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْقَاسِمُ وَالْوَقِیْہُ وَرَبِیْبُہُ وَ  
 اُمُّ کَلْتُوْمٍ قَوْلًا لَّہٗ بَعْدَ الْمُبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَہُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ یعنی نکاح میں لائے  
 خدیجہ کو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ کچھ اور بریس بریس کے تھے جس پیدا ہوئے اُن سے قبل آپ کے  
 بنی ہونے کے قاسم اور رقیہ اور ام کلثوم اور بعد نبی ہونے کے طیب طہا اور فاطمہ علیہا السلام اور دوسری  
 روایت ہر اُن کے کہ لَوْ لَوْلَہُ لَکَ بَعْدَ الْمُبْعَثِ اَلَا فَاطِمَہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّ الطَّیِّبَ وَالطَّاهِرَ وَلَکَ قَبْلَ  
 الْمُبْعَثِ شِیْکَہِ نَبِیْنِ پیداہو انکی اولاد سے بعد نبی ہونے کے مگر فاطمہ علیہا السلام اور بیشک طیب طہا ہر پیداہو  
 ہوئے قبل نبی ہونے کے اور طافیل قزوینی نے شرح میں تفصیل اس معاملے کی ہے جو تعصب و ہم آہنگی کے  
 عثمان منافقوں سے تھے حال آنکہ خود ان کے نزدیک ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے آخریات میں ابو بکرؓ کو امام بنا  
 کہ منافق و مومن میں بخوبی تمیز ہو چکا تھا بموجب نص قرآن کے مَا کَانَ اللّٰہُ لَیْسَکَ مَا الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ  
 مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِہٖ سَخَّہٗ بِمَیْمَنَہِ الْخَبِیْثِ مِنَ الطَّیِّبِ تَرْجُمَہُ خدا تعالیٰ ایسا نہیں کہ چھوڑ دے مومنوں کو اپنے  
 حال پر جیسے تم ہو جب تک کہ پاک بنا پاک کو چھانٹنے اور منافق کو بالاجماع امام کرنا جائز نہیں ہے اور حضرت  
 امیرؑ کے اور عثمانؓ کے پیچھے ہمیشہ ناز پڑتے رہے اور ابوذرؓ اور سلمان اور مقداد اور عمارؓ سب ان عینوں کے  
 پیچھے ناز پڑتے رہے تعصب یاز و ہم قسیمی وعدی یعنی دہشت ابو بکرؓ و عمروؓ دونوں کرتے تھے مگر میں جیسے ہوں  
 انکی پرستش کرتے تھے حال آنکہ خود ان کے نزدیک ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ کو حضرت امیرؑ نے بیٹا کیا تھا اور  
 اپنی لڑکی کے نکاح کا ان کے ساتھ ارادہ رکھتے تھے جس اس صورت میں کہ ابو بکرؓ مشرک تھے نکاح اسمائت

ہمیں کہ بلاشبہ مومن نہیں ان کے ساتھ کیونکر صحیح ہوتا اور پھر کے ساتھ بھی اپنے ایک لڑکی کا نکاح فرمایا اگر  
 مشرک تھے تو یہ نکاح کیونکر درست ہوا اور بت پرستوں کے ساتھ معاملہ مصوم کا سطح ٹھیک کیا تو لڑکا  
 ولا شکوہ المشركین حتی یؤمنوا یعنی مت نکاح کرو تم مشرکوں کے ساتھ جب تک کہ وہ ایمان لائیں  
 تعصب و ازوج ہم کہتے ہیں کہ جو آئینہ صاحب کے فضائل میں آئی ہیں ہا جرین انصار سے خصوصاً  
 ابو بکر و عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عایشہ وہ سب مشابہات ہیں جگہ معنی مجھ میں نہیں آئے ذکر کیا  
 ابن شہر آشوب اسروسی ماثر زنادنی من علمکما انہم تعصب سیزو ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت حضرت علی  
 اور ان کی اولاد طاہرہ سے بہت بڑا بغض رکھتے ہیں یہ ابن شہر آشوب کہتا ہوا اسکی سبب اہل فوج لقب کیا کہ  
 حال آنکہ خود انھوں نے اپنی کتابوں میں اہل سنت کی کتابوں سے خصوصاً یہی اولاد پوشیح اور طریق  
 نقل کی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدک حتی اكون احب الیہ من نفسک  
 یكون عاتری احب الیہ من نفسه وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 احبوا اللہ بما نزلکم وکم من نعمتہ ترجمہ نہیں ہوئے ہوتا ہو کوئی جب تک کہ میرا اسکا اسکے  
 نفس سے زیادہ دوست نہوں اور عترت میری اسکے نفس سے دوست نہوں اور ابن عباس سے یہ مقام  
 کہ دوست رکھو خدا کو اس واسطے کہ وہ اپنی نعمت تم کو کھاتا ہو ولحبونی لحب اللہ واجتوا اهل بیتی محبتی الی غیری  
 اخلافت یعنی دوست رکھو مجھ کو واسطے دوست رکھنے اللہ کے اور میری اہل بیت کو میری محبت کے واسطے اور سوا  
 ان کے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل سنت محبت امیر اور ان کی اولاد کو فاضل ایمان سے کہتے ہیں حضرت شیخ فرید الدین  
 احمد بن محمد نیشاپوری معروف بوطار اشعار عربی میں فرماتے ہیں بیت

فلا تغدوا اهل البيت خلقت	فم اهل السعادة	فم اهل السعادة
فم اهل السعادة	فم اهل السعادة	فم اهل السعادة

اہل بیت کے برابر برابر  
 اہل بیت سے نقصان پہنچاؤ اور مجھ سے  
 نقل کیا ہے یہ شیخ موصوف سے نقل کرتے ہیں کہ  
 فلا یس یؤمن بجاہلان لا محمد پر اہل بیت پر ایمان نہ آیا وہ مومن نہیں ہوا اور محبت ابو حنیفہ کی اور  
 پر خاشاک کا اعمش کے ساتھ جسوقت قصہ نکل ابو جہل کے کہ کیا جو حضرت امیر سے وقع میں آیا تھا اور  
 حضرت نے اس پر غائب فرمایا تھا اعمش روایت ہے کہ اسکا کہ مشہور معرکہ ہو ابو حنیفہ نے اس سے کہا کہ



ہر چند یہ قصہ صحیح بھی ہو لیکن جھگڑا لاتی ہو کہ اس قصے کو بجا و با د لوگوں کے سامنے رویت کو مسئلہ دین کا اس قصے پر موقوف نہیں ہے اور شریک بن عبد اللہ اور ابن شمیر اور ابن یسلی سب ابو صفینہ کے ساتھ اکٹھے ہو کر عیش کے گم گئے اور اسکا اس قصے کی روایت پر طاعت کی عیش نے کہا میں تم سے ایک قدم بڑھے ہوں علیؑ کی محبت میں لیکن حدیث حبسی میں نے سنی تھی ویسی ہی روایت علیؑ کی میاں ہی کام ہے چنانچہ حضرت شہر کی صفت ثنائیں روایت کی یہاں تک کہ سب اسکی خوش ہو کر اپنے گھر وں کو لوٹے اور محبت اور شکر و سی اور علم و طریقہ اختیار اور محل کرنا جیسا کچھ ابو صفینہ کو امام محمدؑ اور امام محمد بن حنفیہ صادق اور زید بن علی بن جسیک ثابت ہے متعلق بیان کا نہیں ہے اور ابو صفینہ کے باپ نجاشی کا ثابت نام تھا اگر کہیں میں اپنے باپ کے ساتھ خود زیارت امیر المؤمنینؑ کی حامل کی حضرت امیر نے انکے حق میں عابرت اولاد کی فرمائی ہو جب واکے چھینے پیدا ہوئے اور محبت امام شافعی رحمہ کی اس خاندان سے انکے اشعار سے ظاہر جو ضعیف کی کتابوں میں مسطور و مشہور ہیں جو کچھ ان کے اشعار سے شیعہ کی کتابوں میں دیکھے گئے لکھے جاتے ہیں میں ذرا لکھیات

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ	فَوْضُومِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ	يَكْفِيكُمْ مِنْ عَذَابِ الْعَذَابِ إِنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَمْ يَصَلِّ عَلَى	تَرْجُمَةُ وَاہِلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ كَحُبِّ تَحَارِي فَرْضِ هُوَ اللَّهُ فِي طَرَفِ	

قرآن میں جو نازل کیا ہوا ہے گا قی ہو مکویہ بڑا فقر کہ بیشک تم وہ ہو کہ جو شخص تم پر درود نہ بھیجے اسکی نادمی ہوئی اور مذہب شافعی ہم کا یہی ہے کہ درود کو نماز میں فرض ہوتا ہے جسکے صیغے مشتعل بلطف آں ہوتے

مِنْ رُوحِ فَاطِمَةَ غَيْرُهُ	لَا أَمُّ لَامٌ وَحَتَّى مَتَى	أَعَاتَبِي فِي حُبِّ هَذَا النَّفْسِ
وَفِي غَيْرِهِ هَلْ آتَى هَلْ آتَى	کہاں تک طاعت کیا جاؤں میں	

اور کب تک عتاب کیا جاؤں میں محبت میں اس جوان کے آیاں و جب کی گئی ہر غلطی سوا اسکے اور سوا اسکے

لَكِنَّ تَوَالَيْتُ مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ	قَالُوا أَنْزَلْتُمْ فَلَمْ تَكُنْ كَلَامًا	مَا لِرَفْعِ دِينِي وَلَا عِقَادِي
فَأَنْتَ أَرْفَعُ لِعَبَسَا	خَيْرٌ لِمَا وَمَخِيرٌ هَا دَنِي	إِنْكَانَ حُبُّ لَوْصِي رَفْعًا

ترجمہ لوگوں نے کہا تو راضی ہو گیا بیچ کہا ہرگز نہیں رفعت میرا دین ہی نہ میرا عقلا ہو لیکن میں نے دوست پکڑا ہی بیشک بہتر امام اور بہتر نہما کو اگر محبت علیؑ کی

مَنْ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَعْظَمَ	وَبِعِزَّةِ الْقَدِيمِ الَّذِي جَعَلْتُمْ	يَا رَبِّ بِالْقَدِيمِ الَّذِي أَوْطَانَهَا
كُنْفُ الْمُؤْمِنِينَ بِالرَّسَالَةِ سُلَامًا		

تَبَيَّنَتْ عَلَى مَنَنِ الصِّرَاطِ مَلَكًا	قَدِمِي وَكُنِي مُخْبِرًا وَظَلِيمًا	وَابْعَلُوهَا دُخْرُكُمْ كَانَتْ لَهُ
أَمَّنُ الْعَذَابِ لَا يَخَافُهَا	ترجمہ آئی پھر دو گار میرے طفیل اس قدم کے جبکہ بچے تو نے رکھا	
مَنْ يَنْتَبِهُ مِنْ مَقَامِ عَلِيٍّ كَوَافِلِ اسْ قَدَمِ كَيْفَ تَنْجُو تَرْكَا مدربا یا ہوا تھا طبعی ثبات رکھ پست صراط پر اپنے کرم سے میرے قدم کو اور ہو میرے ساتھ احسان و	الکرام کو نے والا اور کر ان دونوں چیزوں کو ذخیرہ بس جسکو یہ دو چیز حاصل ہوئیں پس میں ہو گیا اور عذاب سے	
نَبِيٌّ تَارِيخُ مَعْنَى كَيْفَ يَنْتَبِهُ	وَأَذْذَكُرُوا عَلَيْنَا وَابْنِيهِ	وَجَاؤُوا بِالرَّوَايَاتِ الْعَلِيَّةِ
يَقَالُ تَجَاوُزًا يَا قَوْمَ عَنَّا	هَذَا مِنْ حَدِيثِ الرَّافِضِيَّةِ	بَرَأَتْ إِلَى الْمُتَّبِعِينَ مِنْ أَنَا بِنِ
يُرِيدُ أَنَّ الرَّافِضِيَّةَ خُشَاةَ لُفَاطِيَّةِ	ترجمہ جسوقت ذکر کریں علی کا اور ان کے دونوں بیٹوں کا تو لائیں	
عَالِي رَوَاتِهِمْ لَوْ كُنْتُمْ هُنَا فِي قَوْمِ جَهْلِيَّةٍ وَبِات كَيْفَ كَلَامِ رَافِضِيَّةٍ سَ مِنْ طَرَفِ		
خُدَايَا كَيْفَ كُنْتُمْ هُنَا فِي قَوْمِ جَهْلِيَّةٍ وَبِات كَيْفَ كَلَامِ رَافِضِيَّةٍ سَ مِنْ طَرَفِ	إِذَا قَفَضُوا قَلْبِي أَصَابَ بَوْبِي	
سَهْلًا يَنْقَضُ خَطَاكَ بِلَا كَاتِبِ	أَعْلَمُوا وَالتَّوْحِيدُ فِي جَانِبِ	وَعُتِبَ أَهْلُ بَيْتِي فِي جَانِبِ
<p>ترجمہ اگر کو ریدین میرے دل کو تو پائیں گے اس میں دو سطرین لکھی ہوئی کہ جو کسی کا تبیل لکھی نہیں جو علم و توحید ایک جانب اور محبت اہل بیت کی ایک جانب یہ سب اشعار شیعہ کے معتبر کتابوں میں ابام شافعی کے نام سے موجود ہیں لہذا انہیں کو کافی سمجھا اور امام مالک رحمہ اللہ حضرت صادق کے خاص یاروں سے تھے تمام عمر انکی صحبت میں رہے اور علم حاصل کیا اور انکے عمدہ شاگردوں سے ہیں بلا جماع اور جہا امام علی رضانیہ پور میں داخل ہوئے ایک دن پر سوار تھے اور تحقیق یعنی کہ بہت بڑے شخص اہل سنت کے صوفیوں سے تھے آگے امام کے جلوہ داری میں جاتے تھے اور ایک گروہ اور نے اہل سنت صوفیوں سے حضرت امام پرانپی چاروں دن سے سایہ کیا تھا اور حافظ ابو زرہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اپنے طالب علموں میں اہل سنت اور مع کتب و حدیث کے اپنے مدرسوں اور لشکر خافوں سے انکی زیارت کے واسطے مکے شہر میں شور مچا گیا لوگ بائید و بدو ملک کے انہوہ ہوئے اہل سنت کے محدثوں نے عرض کی کہ اگر وہ ایک حدیث میں اپنے باپ و اوسے کی سند کے ساتھ اسوقت کہ جمع خلق اسٹ آپ روایت فرمائیں تو نہایت احسان ہو حضرت امام نے اپنے باپ و اوسے کی سند کی ساتھ یہ حدیث روایت فرمائی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقِّي مَنْ قَالَهَا دَخَلَ جَنَّتي أَمَّنْ مِنَ الْعَذَابِ یعنی توحید میرا علم ہے جسے اسکو میرے قلمے میں دخل ہوا اور عذاب سے امن پایا اسوقت میں محدثوں اہل سنت اور انکے طالب علموں سے</p>		

میں ہزار آدمی قلمہ ان والی شمار کیے گئے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ جو اس سند کو ذکر کرتے تھے کہتے تھے توفیہ ہذا  
 عَلٰی الْعَتُونَ لَا فَاقَ اَعْلٰی مَرْنٰی لَبْرَ لَدَا دُكُوْہُ اَمِنْ لَا یَنْفِیْ فِی الْکَاہِلِ مَرْجَمَہُ اَکْرَیْہُ جَاہُ اَکْرَ  
 دیوانے پر اچھا ہو جائے یا مریض پر سندرست ہو جائے جیسا کہ ذکر کیا ابراہیم نے کامل میں اور ذکر کیا فضول  
 صلی نے جو امامیہ سے ہوتا ریخ الاممہ میں اور سعید بن عبد اللہ سیبے روایت مشہور ہو کہ اَنْ عِنْدَہٗ رَجُلٌ مِّنْ  
 قُرَیْشٍ فَاَنَاہُ عَلٰی اَبْنِ الْحُسَیْنِ فَقَالَ لَہُ الرَّجُلُ الْقُرَاشِیُّ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ مِّنْ ہٰذَا قَالَ سَجَدَ لَہٰذَا  
 الَّذِیْ لَا یَسْبِغُ مَسْلَمًا اَنْ یَّحْتَجِلَہُ هُوَ عَلٰی بَنِ الْحُسَیْنِ اَبْنِ عَلِیِّ اَبْنِ اَبْنِ طَلَبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ  
 ترجمہ تھا سعید کے پاس ایک شخص قریش سے بسا اوس سعید کے پاس علی بن حسین بسا اس قریشی نے سعید سے  
 پوچھا اے ابا عبد اللہ یہ کہن ہو کہامیہ وہ شخص ہو کہ کسی مسلمان کو روانہ نہیں ہو جو اسکو نہ چھانے یہ علی بن حسین  
 بن علی بن ابی طالب ہر راضی ہو خدا ان سب سے اور تمام سلسلے صوفیہ اہل سنت کی طریقت میں اماموں پر  
 ختم ہوتے ہیں بس یہ جملہ گروہ اہل سنت کے پیر ہیں اور معلوم ہو کہ اہل سنت کسی غلطی و قدر پیر کی کرتے ہیں  
 اور کسی محبت اور ان کے بغض و امانت کو ایسا جانتے ہیں کہ گویا طریقت سے پھر گئے اب انصاف کی نظر سے  
 دیکھا جاسکتا ہے کہ اہل سنت کا مدار شریعت اور طریقت پر ہی اور انھیں دونوں باتوں کو موقع ریاست و  
 و بزرگی کا کہتے ہیں اور بڑے لوگ شریعت میں چاروں نقیبہ ہیں اور بڑے لوگ طریقت میں صاحبانہ ان  
 صوفیہ کے اور دونوں فرقوں کو رجوع طرف اہل بیت کے ہوا اور ان کے خوان فیض سے بچا بچا حاصل کرنا  
 جب ضرور ہو تو بفضل اہل بیت کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا ایسا ہی جیسے محسوس چیزوں کا انکار کرنا  
 اور اجتماع اصدا کا دعویٰ کرنا کہ کوئی عاقل اسکو یقین نہیں کرنا اور انکا نواصب لقب کرنا اور انکو ظلمت  
 اور آفتاب عالم تاب کو تاریک کہنا ہوتا ریخ سے قطعی معلوم ہوتا ہو کہ اہل سنت نے نواصب سے ہمیشہ مقابلہ  
 کیے ہیں اور ان بد بختوں کے بذایات کے جواب دیے ہیں اور ان سے پر خاشین کی ہیں کثیرہ نے کیشاء حسود  
 ہو نواصب کے مقابلے میں تنگ کر رضا میں شعر سے درگزر کے نوبت لعن دعا کی پونچائی ہو چنانچہ مسود ہوا یہاں

لَعَنَ اللّٰہُ مَنَ کَبَّسَ حَسِیْنًا	اَوْ اَحَاہُ مِّنْ سُوْقَیْہِ وَاَمْلٰکِہِ	وَرَحِمَ اللّٰہُ مَنَ یَسْتَبِیْثُ عَلَیْہِ
بَصْدَامٍ وَاَوْفَیْہِ وَجَدَامٍ	مَرْجَمَہُ لَعْنَتُہُ اللّٰہِ اُسپر جو کالی دیتا ہو سیدنا یا انکے بھائی کو سہا یا	

اور حال یہ کہ وہ امام ہیں اور اسے خدا اس شخص کو جو کالی دیتا ہو علی کو صدیوں سے اور لعن مشوں سے  
 اور جذام سے واقعی یہ ہر کہ محبت اہل سنت کو شیعہ نہیں مان سکتے ہیں مگر چند روز امتحان مذہب

اختیار کرین پھر دیکھیں کہ یہ مقابلہ میں کیا کرتے ہیں سح بکر کے دست باگربان چہ میکن  
 تعصب چہاں روہم کہتے ہیں اہل سنت حضرت علی کے قتل کو فتنہ نہیں جانتے اور ابن عمر علیہ السلام کو ہر گناہ سے بچا کر  
 اپنی صحیح میں اس سے روایت کی ہے اور اس کی روایت پر تعدیل و توثیق کی یعنی معتبر مانا گیا  
 جھوٹ ہے جسکی انتہا نہیں اور بڑی جھپٹائی و قاحت کا اقترا ہے اس لیے کہ جتنا کسی کتاب میں کیا ہے کتب میں ملے ہو  
 ہزاروں نسخے ہر شہر اسلام میں ملین گے اور رجال اس کی گنتی کے اور مضبوط اہل سنت قتل کسی امت میں نہ ہوگا  
 بہت ہی بڑے گناہ کبیرہ سے جاتے ہیں بعد شرک باللہ کے اور اپنے عقائد میں لکھتے ہیں کہ حاصل نفس  
 مقدس کے قتل کو بلکہ بموجب حدیث نبوی کے کفر جانتے ہیں حدیث آشفے لاخرین یعنی پچھلے لوگوں  
 سب بڑھ کے غشی جملہ کتابوں میں اہل سنت کے مروی ہر جملہ ممکن ہے کہ اہل سنت کسی کتاب میں سے  
 کوئی روایت کسی نے نکالی ہو کہ بخاری و ترمذی الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم قال آشفے الناس ثلثۃ عافیر ناکۃ تسود و ابن آدم الذی قتل خاہ و  
 قاتل ولی ابن ابی طالب یعنی روایت کی طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے فرمایا بہت تر لوگوں میں ہیں آدمی ہیں ایک جس نے ناکہ شود کی کچھین کاٹیں دوسرا آدم کا بیٹا  
 جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تیسرا قاتل علی ابن ابی طالب کا اور یہ اقرا بھی ابن شہر آشوب کا ہے جو اپنے شاہ  
 میں بخاری پر اس فقرہ کو ذکر کیا ہے ایسے ہی موعون سے ان روایتوں کو ان صاحبوں کی اور کئی اور کو  
 حق میں اہل سنت کے قیاس کو ناجا ہے کہ کیسے بے صرفہ ہیں تعصب یا تر وہم کہ کمال بغض و  
 عناد جو اہل سنت سے رکھتے ہیں اور اہل سنت نے اپنی نسبت سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے سب  
 پر ملا لگے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو معنت کرتے ہیں و کافر موتے ہیں اور کھتے ہیں کہ کو کفر  
 ہے اور اچھا کہنا سنت پیغمبر کا مقبول نہیں ہے یہاں تک مثل مشہور ہو یا وہی کہ غارت علی العز و  
 و قتلک بکلمہ آخر حمیہ غیرت کھائی عورت نے اپنے سموت پر اور مار ڈالا اپنے شوہر کو معاذ اللہ  
 ذلک اوقاس ابن عباد کہ سلاطین دالمہ کے وزیرون سے تھا اور اس فرقے میں اس جیسا کوئی داعی

هُوَ الَّذِي يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ

حُبَّ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ

مکہ والے شعر میں کتاب اسباب

یعنی محبت علی ابن ابی طالب کی

فَلَعَنَ اللَّهُ عَلَى الشَّيْءِ

اِنْ كَانَ تَفْضِيلُهُ لَهُ يَدْعَا

ایسی چیز ہو کہ جنت کی راہ بتاتی ہو اگر ہر دے کوئی تفضیل اس کے واسطے شئی یا پس معنت خدا کی سنت

**تعصب** تر و ستم آل سنت پر ابٹ بعض روایتوں کے جیسے روایتیں یہودی ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے ہیں یا لیکو النعمان میں نماز قضا ہوئی ہنوز زبان طعن کی کھولتے ہیں اور برادرانہ لائق باتیں کرتے ہیں جیسے ابن مہر علی نے ان دونوں حدیثوں کی روایت میں اہل سنت پر کچھ زبان بازی کی ہر حال آنکہ خود یہ فرقہ اپنی صحیح کتابوں میں انہیں حدیثوں سے روایت کرتے ہیں درتصمیم من ذلک

خبر ذی الیدین ان رسول اللہ علیہ السلام صلی الظہر او العصر رکعتین فقط ان ذوالیدین اقصرت الصلوۃ ام نسیت یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خلفہ امدت ذوالیدین قالوا نعم صلیت رکعتین فبني علی صلوۃ انتم اربعا وتجدد للشفو وتجدد تین ثم تشهد وسلم ترجمہ انہی حدیثوں سے حدیث ذوالیدین کی ہر ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر یا عصر کی دو رکعت پڑھی تو کہا ذوالیدین نے یا رسول اللہ کیا نماز رکعت کی یا آپ بھول گئے آپ نے پوچھا ان لوگوں سے جو پیچھے آئے یا ذوالیدین نے پیچھے کہا کہا ہاں دو رکعت میں پھر کھڑے ہوئے اپنی نماز پر اور چار پر تمام کر کے سجدہ سہو کا کیا پھر شہد پڑھ کر سلام پڑھ کر بیٹھا اور یہ حدیثیں

کی و هو عرس فی منصرفہ من خیر فتر قبل طلوع الصبح فرقد فقلت عینا لا فکرم کیسی قیظ حتی وقع علیہ حر الشمس ثم استيقظ وتوضأ وصلى قضاء الصبح وقال هذا وادی الشيطان ان ترجمہ آور وہ خبر یہ ہے کہ آنحضرت رات کو وہاں تھے اسوقت میں کہ غیب سے لوٹے قبل طلوع صبح کے پھر سو گئے اور غلبہ کیا خواب نے انکی آنکھوں پر یہاں تک گہری آفتاب کی انہر پڑی تب جاگے پھر غور کیا اور قضا کی نماز صبح کی اور کہا یہ میدان شیطان کا ہے ابن مہر کہتا ہے کہ پہلی خبر آپ کی سہو کو جتنا ہی ہر عبادت میں آو دو سری خبر شیطان کو آنجناب پر آو دو لون نبوت کے حق میں بدین پس اہل سنت نے اس فترا کی روایت کی ہے حال آنکہ پہلی خبر کو ابو جعفر طوسی نے حذیب بن حسین بن سعید بن ابی عبد اللہ علیہ السلام سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور کلینی نے بھی ساتھ اور ابی عبد اللہ سے روایت کی اور اسناد کے ساتھ بھی حذیب بن ابی عبد اللہ سے روایت کی اور آخر میں کہا ان ربکم عثر وجل هو الذی انساہ رحمة للامة لا تری ان رجلا لکم صنع مثل هذا العین وقيل ما تقبل صلواتک ومن دخل علیہ الیوم مثل هذا قال قد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصارا سنة ترجمہ ہر ایک پروردگار تمہارے نے بھلایا ان سرور واسطے

رحمت امت کے کیا نہیں دیکھا کہ اگر کوئی مرد اختیار کرتا ہے اس کام کو ضرور ملعون کرتے ہیں مگر کتنے میں  
 تیر ہی نماز قبول نہیں ہے پھر جب کو اس قسم کا حال وارو ہو کہ یہ رسم ڈالی ہوئی رسول صلعم کی زوار  
 ہو اور مستور و دوسری خبر کو طوسی نے تہذیب میں حسین بن سعید اور عبد اللہ ابی بکر سے روایت کی  
 اور کلین نے کافی میں حمزہ ابن طیار ابی عبد اللہ سے روایت کی قال اللہ تعالیٰ اَنَا اَنْتُمُتْ  
 وَاَنَا الْفَضْلُ فَاِذَا قُمْتُمْ فَصَلُّ لِيَعْلَمُوْا اِذَا صَا بِهُمْ كَيْفَ يَمْنَعُوْنَ لَيْسَ كَمَا يَتَوَلَّوْنَ  
 اِذَا اَنَا مَعَهَا هَلَاكَ تَرَجَمَہ میں نے سٹلادیا گھلو اور میں نے جگا دیا بس جب اُنھے تو نماز کرتا ہست  
 کے لوگ جان جانیں کہ جیسا معاملہ انکو پڑے تو کیا کام کریں اور یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ کہتے ہیں  
 کہ اگر سو جائے سے نماز ترک کی تو ہلاک ہو اور یہ جو کہا ہے کہ یہ دونوں مرنوبت میں برائی لانے والے  
 ہیں صریح غلط ہے کسو اسطے کہ سو مثل انبیان و نوم کے احکام بشریت سے ہے البتہ احکام الہی پونچھنے  
 میں جو سو ہو وہ روائین ہو کہ امر کی جگہ نہی اور نہی کی جگہ امر پونچھا دین قولہ تعالیٰ حِکْمًا بَعَثْنَا نُوْحِي  
 اِلٰی نُوْحٍ اِخِذْ بِمَا نَسِيتُ يَعْنِي حِکْمًا یَہِ موسیٰ سے مت واخذہ کہ جسے اُسکا جسکو میں بھول گیا و قولہ تعالیٰ  
 فَاِذَا نَزَلَ اَدَمُ فَتَسَبَّحْ وَلَوْ اَخَذَ لَهٗ عَزًّا مَا اَوْفَرَا یَا اَللّٰہُ تعالیٰ نے آدم کے حق میں سو بھول گیا وہ نہیں  
 کیا ہے اُسکے واسطے ارادہ و قولہ تعالیٰ فَاِذَا نَزَلَ اَدَمُ فَتَسَبَّحْ وَلَوْ اَخَذَ لَهٗ عَزًّا مَا اَوْفَرَا یَا اَللّٰہُ تعالیٰ نے آدم کے حق میں سو بھول گیا وہ نہیں  
 اور قول اللہ تعالیٰ کا ہمارے نبی کے حق میں اور یاد کرنے پروردگار کو حیثیت کہ بھول جائے تو اور تسلط  
 شیطان کا اس بخل میں حق حضرت پر واقع نہیں ہوا بلکہ بلال چو کسو اسطے کہ آنحضرت نے بلال کو وار و غم  
 محافظت وقت کا کیا تھا آپ باطلینان تمام سوئے تھے اسوقت میں شیطان نے قابو پایا اور بلال کو مغلوب  
 کیا تو اس بابے سے نماز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی تضا کرے گا اگر گناشتہ یا وکیل کی کسی  
 عاصی یا ظالم کا مغلوب ہو جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس شخص پر غالب ہو اگر کو کچھ نقصان اُسکو پہنچے  
 تعصب ہر مقدم کہتے ہیں اگر کوئی و کمالی اَجَدُّ لَہٗ نماز میں کہے نماز اُسکی خراب ہو جائے حال آنکہ  
 قرآن میں اِنَّہٗ وَتَعَالٰی اَجَدُّ رَبَّنَا واقع ہوا اور اس سورہ کو نماز میں اُنکے نزدیک بھی پڑھ سکتے ہیں کچھ  
 منع نہیں نہ ان سورتوں سے جو منع کیے گئے ہیں بعض علماء شیعہ سے جب بنیاد اس مسئلے کی ڈالی گئی تو  
 جواب میں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قول جن کا نقل کیا چنانچہ اور کلمے کہہ کر بھی زبان کا فروق نقل کیے ہیں  
 وَقَالَتِ الْيَهُودُ دَعْزُ بَرَابْنِ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ مَسِيْحُ بْنُ مَرْیَمَ اللّٰہِ ترجمہ کہا یہود نے عزیر اللہ کا

بیٹا ہوا اور کما انصاری نے مسیح اللہ کا بیٹا ہوا ان سے کہا گیا کہ جہاں کہیں نفل قبول کفر کی واقع ہوئی  
ہے رو تو کذب بھی اُسکے پیچھے لگا دی ہو چنانچہ قرآن مجید کے منبع سے ظاہر ہوتا ہے یہاں مطلقاً دو کلمہ  
اس قول کی مذکور نہیں ہے اُسکے ساتھ اگر متک اس آیت سے ہم دست بردار ہوں تو قول امیر المؤمنین  
کیا کہنے کے نہج البلاغۃ میں خطبہ آنجناب میں موجود ہے الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِي حَمْدُهُ الْقَالِبُ مُحَمَّدٌ كَامِلٌ كَامِلٌ  
جَدُّكَ إِلَى آخِرِ الْخَطْبَةِ ترجمہ تعریف اُس خدا کو کہ مشہور ہو اُسکی تعریف اور غالب ہو شکر اُسکا  
اور بالاتر ہو شوکت اُسکی آخر خطبہ تک تعصب پیش رو ہم کہتے ہیں اہل سنت یہود اور نصاریٰ سے بدین  
اسکو ابنِ اعلیٰ وغیرہ نے ذکر کیا ہے سبحان اللہ جنکا ایمان خدا اور رسول و ملائکہ اور قرآن و قیامت اور  
تمام کتابوں کی پروردِ محبت اُنکی رسول اور خاندانِ رسول سے و تمام عبادتیں اُنکے بدن اور مالی اور جو  
فاتحہ و درود و اکن نام پڑھتے ہیں یہ سب برباد گیا اور معدوم ہوا اور کفر اور عداوت اور انکار و عداوت یہ جو خدای  
جیسا کہ انیسویں مجاہد سے ہو اور دشمنوں کا بڑا کتنا خصوصاً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ سب اس گروہ کو مقبول  
سیج ہے اگر نہ ہر کے واسطے گنہ خور سی ہو اور یہ بات اُنکے بہت مشابہ ہے اسی فرقے کے قول سے لینے  
یہودیوں کے کہ آپ کے عہد میں کفار بہت پرست کو صحابہ رسول سے بہتر جانتے تھے گویا شیعہ نے اُن سے  
اُنکے جو صحابہ کے حق میں تھے خوش ہو کے اس حدیثِ عمدہ کے بدلے میں انکو یہ بیچ و فضیلت دی ہے کہ  
کہتے کی قدر کرتے پانے والا ہی جانتا ہے الْعَرَضَاتُ لِيَ الَّذِينَ اُولُوْا اَنْفُسِنَا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجَنَّةِ الْمَأْمُوْنَةِ  
وَيَقُولُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَؤُلَاءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا حَرِّمْنَا كِبَارَهُنَّ وَكَبَّرْنَا اُولُنَّ  
لوگوں کی طرف کہ دئے گئے ہیں جھکے کتاب سے ایمان لاتے ہیں بت اور شیطان پر اور کہتے ہیں  
کافروں کو اس جماعت سے کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہِ راست پر تعصب نوز و ہم کہتے ہیں کہ  
غلاط و کیسانیاہ اور سماعیلیہ اور فریقِ رافضیوں کے جنھوں نے ائمہ کو جھوٹا ٹھہرایا ہے اور شکر اُنکی بات  
کے ہوئے ہیں اور اُنکے حق میں بُرا کہا آخر کار وہ سب بسببِ محبتِ علی کے بہشتی ہو گئے اور اہل سنت  
باوصف اسلئے کہ سب کے دوست ہیں و در شریعت و طریقت میں اپنا امام کہتے ہیں اور انہیں سے کسی کی حقارت  
نہیں کرتے بلکہ تعظیم سے پیش آتے ہیں بسببِ دینی چیز شخص کہ ہمیشہ دین میں پہنچے خدا جاننے اہل  
سنت کے حق میں محبتِ علی کی کیوں نہیں ظہر کرتی ہے اور کیسانیاہ سماعیلیہ کے حق میں باوجود انکار و تکذیب  
اماموں کی کیوں تاثر کرتی ہے تعصبِ مستم جو اخبارِ صحیح کے نزدیک بطریقِ صحیح ثابت ہے اور



شامت ان رشتہ کی نصیب کی یہ کہ مضمون انکا موافق مذہب اہل سنت کے پڑا ہوا ہے عمل جائز نہیں رکھتے واجب الطرح اور قابل گروہ بننے جانتے ہیں اس واسطے کہ اہل سنت کی موافقت لازم آئیگی جیسی دہشتین منی اور مذہبی کی نجاست کی اور وضو ٹوٹ جانا انکے ٹھکنے سے اور روایتیں مسو کے مسجد کے کی کہ جو غیر طوسی وغیرہ نے اسکی تصحیح کی ہو اور روایتیں غسل کی بڑے تالاب میں جیسا کہ اسکا ذکر کیا ہو معلوم ہیں اور پانخانے کے بعد میلون سے استنجا کرنا کہ خود انکے اقرار سے پیغمبر کی بھی بلاشبہ اس پر نفس ہو صاحب جامع اور شیخ الطائفہ کی اور قاعدہ مقرر کیا ہوا انکا ہو کہ بعض روایتیں صحیح جو کلینی میں ہیں یا انکا شیخ یعنی محمد بن یحییٰ ان لایا ہو یا شیخ اشعیر اسکا محمد بن ابو یوسف قس لایا ہو یا خود اس شیخ الطائفہ نے روایت کر کے تصحیح کی کہ جب ان پر عام لوگ یعنی اہل سنت عمل کرنے لگیں ان سب کو چھوڑ دینا چاہیے الہی کہ ان تک بڑائی شریکوں اہل سنت سے دور بہا گینگے کہنے ہی ہاتھ پاؤں پا رہیں آخر بعض جز کلمہ اور بعض الفاظ قرآن کے دونوں فریق میں مشترک ہی رہینگے دوسرا قاعدہ اجماعی انکے علما کا ہو کہ جب کسی مسئلے میں روایتیں وارد ہوں دیکھنا چاہیے جو موافق مذہب اہل سنت کے ہو اسکے خلاف عمل کرنا چاہئے اس واسطے کہ رہنمائی اور رشد اسی میں ہو تعصب بہت و حکم انکی بہت سی کتابوں میں واقع ہو کہ اہل سنت یہود و نصاریٰ سے زیادہ تر نجس ہیں جو چیز انکے بدن ٹو لگ جائے دھونا چاہیے حالانکہ انسان کے گوہ کی آلودگی کو نجس نہیں جانتے شاید اہل سنت کو دائرہ انسانیت بلکہ انسان کے فضلہ ہونے سے بھی خارج کیا آری اَلْهَرَمُ عَلَى الْفَقِيرِ یعنی آدمی ہر شخص کو اپنی ہی طرح جانتا ہو تعصب بہت و دوم ہر کام میں بسم اللہ سے شروع کرنے کی جگہ چاہیے کھانا ہو یا پینا یا پہننا یا سوار ہونا یا بیٹھنا یا اٹھنا ابو بکر و عمر کی لعن کو مبارک و میمون جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر لعن ابو بکر و عمر کی کسی تعویذ میں لکھ لکھ جائیں اور تپ والے کو انکی دعویٰ دین شفا پائے ایک خوش طبع نے اہل سنت کے یہ بات سن کے کہا کہ درحقیقہ ابو بکر و عمر کے نام میں ایسی ہی تاثیر ہو کہ لعن کے درمیان میں لیا جائے کہ یہ برکتیں اس سے حاصل ہوں نہیں تو فرعون کا نام ابلیس کو کیوں مذہب خاصیت ہو اور بھی کہتے ہیں کہ اگر کھانے پر ستر مرتبہ لعن ابو بکر و عمر کی دم کرین جی برکت آئیں پیدا ہو جائے کافی کلینی میں لکھا ہو کہ حمیرا نام سے کہ یہ نام حضرت عائشہ کا جو جیسا بعض حدیث کتابی کو جو اس سے زیادہ کوئی نام ایسا نہیں ہو جس سے خدا کو بغض ہو چاہے کسی عورت کا ہو حمیرا حضرت پیغمبر نے انکا لقب مقرر کیا تھا اور حال یہ کہ ابو لب کی عورت کا نام جسکی خدمت خدائے

قرآن میں ہر بڑا نہیں جانتے اور نیز روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؓ اپنے لڑکوں کا نام ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ رکھا تھا اور یقیناً معلوم ہو کہ باپ کے ذمے یہ بات ہو کہ اپنے لڑکوں کا نام بیکے کے بھرجا ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے نام میں بڑائی نہیں تو عایشہؓ کے لقب میں کیوں بڑائی ہوگی کس واسطے کہ عایشہؓ نہ حضرت امیرؓ کے بغض و عداوت میں ان تینوں آدمیوں سے بڑھ کر کے نہیں ہوئی ہیں اور تہ لقب کا خصوصیت میں نام سے گھٹکے ہی لیے کہ تعین اور سمجھے جائے شخص میں دراصل نام معتبر ہو اس واسطے کہ علم ہو اور لقب تو ایک صفت ہے ہوتا ہی بہت متعل ہوئے سے خصوصیت غالب ہو جاتی ہو اور ظاہر ہر چیز ذات سے مخصوص ہو وہ قوی تر ہو اس سے جو عرض سے مخصوص ہو تعصب بہت وسوم لعن حفسہ کو بھی مثل لعن عایشہؓ کی جادو بلکہ فرض پنجگانہ کی طرح جانتے ہیں اور بعد نماز مکتوبات کے یعنی جو ان کے بیان لکھے ہوئے ہیں بجائے و طیف اور تسبیح کے اسی ورد کو سب وردوں سے بہتر جانتے ہیں حالانکہ حفسہ سے کوئی امر ایسا صادر نہیں ہوا کہ موجب بڑا کرنے کا ہو ان کے نزدیک بھی اور کوئی گناہ سوا اسکے نہیں کہ وہ عمرؓ کی بیٹی ہیں و لا تسؤنوا سدا دگہ و سننا خوی یعنی کوئی امتحان یا دلا بوجہ دوسرے کا نہیں اٹھاتا اگر یہ لگا ویٹی ہو نیکیا جو عمرؓ ہی موجب لعن کا ہو تو محمدؐ پر ابو بکرؓ کو کیوں چھوڑ دینا چاہیے انہر لعن کیوں نہ کر رہی اگر رفاقت اور صحبت امیرؓ کی ان کے حق میں لعن کے مانع ہو تو صحبت پیغمبرؐ کی اور نہ وہ ہونا حفسہؓ کے حق میں کیوں مانع ہو تعصب بہت و چہارم مقلد نے جو اس فرقے کا شیخ تھا کہا ہی کہ عمرؓ خطابؓ نے اور معاویہؓ سے نہ کیا ہی حالانکہ شریف مرتضیٰ نے تنزیہ الانبیاء والائمہ میں در اور طلال امامیہ نے قطعاً حکم کیا جو اس بات کہ عمرؓ اور اوطافاً نہایت پاسداری ظاہر باتوں شریعت اور تزویج شعائر دین و تقویٰ اور زہد کے مرضی رکھتے تھے تو منصب خلافت میں لوگوں کی نظر سے نگر جائیں علی الخصوص عمرؓ کو اس مقدمے کی وجہ کاوش بھی بہت تھی اور نہایت پرہیز و اجتناب تھا تعصب بہت و پیچیدہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے طلاق عایشہؓ بلکہ اپنی سب ازواج مطہرات کی حضرت علیؓ کے سپرد فرمائی تھی جب چاہیں جسکو طلاق دین حالانکہ خدا تعالیٰ نے پیغمبرؐ کو مالک طلاق ان ازواج کا نہ رکھا تھا پھر دوسرے کی سپردگی کا کیا ٹھکانا قرآن تعالیٰ لا یجعل لک النساء من بعد و لا ان یتبدل یرہن من ازواجہ و لو انجبناک حسنہن قوجہم حلال نہیں ہیں بلکہ بعد اس سے اور نہ بدلے تو ان سے دوسری ازواج اگرچہ خوش آئے مگر ان کا حق اور برتری ازواج کو اس سبب سے حاصل ہوئی کا محزون نے دنیا کو طلاق دیکر آخرت اختیار کی تھی

اور پیغمبر کی صحبت کو متاع عیش اور کامرانی پر ایشا کر کیا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکو بھی دنیا و آخرت میں پیغمبر سے جدا نہ کرے اور ملحق اور ولایت طلاق کی نہ چکھائے چنانچہ شرح آیت تخییر فیغفل تفسیر کی کتابوں میں شیعہ کی بھی ثابت قدمی انکی مذکور و مسطور ہو اور سبب نرواج کی پیش قدمی اس اختیار و اختیار میں حضرت عائشہ رضہ تعین بالا جماع نہیں ممکن نہیں کہ آنحضرت انکو طلاق دیتے پھر سپردگی طلاق کی دوسرے کے اختیار میں کیا معنی اگر بالفرض طلاق کے سپردگی بھی واقع ہو تو پھر شیعہ کو کیا فائدہ آسوا سطلے کہ آپ کی حیات پاک تک تو طلاق واقع نہ ہوئی بعد وفات کے ذمہ داری اور سپردگی باطل ہو گئی اذلولکاکہ تھقل بموت الموتی بالاجتماع ترجمہ آسوا سطلے کہ وکالت باطل ہو جاتی ہو موکل کے مرنے سے بالا جماع اس وقت میں کہ عائشہ کو حضرت امیر کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی تھی حضرت امیر مالک طلاق کے نفع اور یہ بھی ظاہر بعد موت طلاق واقع ہونا ممکن نہیں جو تعصبات اسس فرقہ کے روز بروز منٹے منٹے ترقی و زیادتی میں ہیں سبکا گھیر لیا اور احاطہ کرنا ممکن نہیں لاجرم نمونے کے واسطے اتنا ہی ذکر کر کے اقتصار کیا اس کتاب کی تینوں فصلوں میں یہی عرض کیا ہو نہ احاطہ و استیعاب اللہ علیم الحق و احسن فصل سوم ہفتوات شیعہ میں اول یہ کہتے ہیں بنیاد و رائے کا کام چھپانا دین مذہب کا ہی نہیں ان بزرگواروں نے نقیہ میں گذرانی ہو اپنے دین مذہب کو کسی پر ظاہر نہ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ بعد انبیاء کے بعثت اور ائمہ کے نصب حاصل کیا ہو ایہ خیال باطل اس سبب پیدا ہوا ہو کہ ہر صاحب ادوہ کہ کسی دولت کھونے اور کسکے قائم کرنے کے ور پے ہوتا ہو اپنے عزم کو چھپا لے اور اپنی تہذیب کو ظاہر نہیں کرتا لیکن انبیاء و ائمہ کو اہل عزم و دنیا طلب و لٹو اچھون دنیا کی طرح سمجھنا اور انکے حال کو اس گروہ کے حال پر قیاس کرنا وہی مثل ہو کہ کوئی کاجی کے طباق میں قلیہ و صوٹسے اصناع العنصر فی طلب النعمال صنایع کی عمر محال کی جستجو میں اگر ذرا بھی سوچیں تو صریح معلوم کر سکتے ہیں کہ بھیجتا نبی کا اور مقرر کرنا امام کا اور پھر اس سے کہہ دینا چھپائے رکھنا ظاہرست کرنا ایسا ہو جیسے کوئی لسیکو شہر کا قاضی کر کے کہدے کہ ہرگز بلو بیوست اور ایک حرفٹ بانہرست لانا اور مدعی معا علیہ کی بات مستعد ہر کفل مکتب سمجھتا ہو کہ یہ ایک منسخر محض دروہیاے خاص ہو لو ظاہر حقائق کہ خلاف غرض غبی ہے اور امام کے مقرر کر نیے ہوتی اگر نقیہ اور نفاق انبیاء اور ائمہ خود بخود کرتے ہیں حکم خاصے تو عامی و گندگار ہو گئے اور تارک احب کے والقول بالعصمة ینا ینہ یعنی انکو جو معصوم کہتے ہیں جب می ہوے تو اسکے خلاف ہوتا

حاصل کلام جو مٹھ بولنا اور لفاظی اختیار کرنا شان انبیاء اور ائمہ کی نہیں ہے کہ عمر بھر بلا حرج و مس  
 دعوت کو اپنی خلعت کر لیں اور اپنا ملک بنالین لوگوں کو گمراہی میں ڈالیں اور فریب میں مین کو تہن کو تو اگر  
 منکروں اور دشمنوں سے خوف بھی ہوتا ہو تب بھی کلمہ حق سے باز نہیں ہتے قولہ تعالیٰ فی حق لا نبیاء  
 الَّذِینَ یَبْلُغُونَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَہُ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا ترجمہ  
 وہ لوگ کہ پہنچاتے ہیں احکام اللہ کے اور مٹھتے ہیں اللہ سے اور نہیں مٹھتے ہیں کسی سے اور کافی ہے  
 اللہ کو اسی کو اگر انبیاء فقیر کرتے تو کافروں کے ہاتھ سے مصیبت کیوں و طمانے کو دکانی کھاتے تھے اور ہتھ  
 اور نکال دینا گھر اور شہر سے اور یہ ان سب باتوں کو سمجھتے تھے جس موقع پر کہ عام مومن کو کہا ہو اَمَّ حَبِیْبُکُمْ  
 اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَلَکُمْ بِآیَاتِکُمْ مِّثْلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسْتُکُمْ اَلْبَاسُ وَالزَّسَّارُ وَرَزَقُوْکُمْ  
 حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ قَتَلُوْا اللّٰہَ تَرَجُمَہُ کیا جانتے کہ وائل ہو گئے جنت میں اور  
 نہیں آئی تھو مٹھ لوگوں کی کہ مٹھے پہلے تھے کہ پونچھا و نکو خوف اور نقصان اور ہلائے گئے  
 وہ یہاں تک کہ کما رسول نے اور ان لوگوں نے کہ ایمان لائے ساتھ اس کے کب ہوا اللہ کی دوزخ کا پتہ پڑا  
 یٰۤاَبِیْ قَاسِمٍ مَّعَدِیْوْنَ کَثِیْرًا فَمَا مَخْلُوْا بِمَا اَصَابَکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوْا وَاَمَّا شَتَّکَا مَوَآ  
 وِلَہُ اللّٰہِ یُحِبُّ الصَّاکِرِیْنَ ترجمہ وہ بت پیڑ تھے کہ جہاد کیا ان کے ساتھ عنابر ستون نے بس سست ہو کر  
 اوس سے کہ جو پونچھا و نکو خدا کی راہ میں اور نہ ضعیف ہوئے اور نہ مغلوب ہوئے اور خدا تعالیٰ ان کو  
 دوست رکھتا ہے جس رسولوں اور انبیاءوں اور اماموں کو کیا گمان کرنا چاہیے اور تتمہ اس مفعول کا یہ کہ  
 مَعْنٰی اَنْفُسُکُمْ کَمَا تِیْ اَنَّ اَکُوْ مَکُمْ حِیْثُ اَللّٰہُ اَنْفُسُکُمْ مَعْنٰی اَلَّذِیْنَ کُفُّوْا عَنْہُ ہِیْنَ ترجمہ بیشک بزرگتر  
 تم میں کے اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو تم میں سے اتنی ہیں یعنی جو لوگ زیادہ تقیہ کرنے والے ہیں  
 اتنی تقیہ کے بغیر ہیں ہر اس کے ملائے اس کی بھی تفسیر کی ہو جو جب اس تفسیر کے لازم آتا ہے کہ حضرت  
 فکر کیا اور حضرت بخاری اور حضرت امام حسینؑ جنہو نے بالا جماع تقیہ نہیں کیا ہرگز خدا کے نزدیک ان کی بزرگی و کرامت  
 منور و جمیع منافق جو حضرت علیؑ علیہ السلام کے وقت میں تھے چڑی کراست و بزرگی والے ہوں بے شک ان کا خدا  
 اِنھما کا علیہ حضرت جعفر صادقؑ سے جو تقیہ کے معاملے میں اور اس کی خوبی کے بیان میں روایت  
 کرتے ہیں یہ سب ان کے اختراع اور بنائی ہوئی باتیں ہیں ایسے مفعول کو حضرت امام جابرؑ بھی فرمایا ہے  
 نہ کہ واجب اور کس طرح مخالف اپنے جدا جدا امیر المؤمنین کے فرمایا جس حال میں کہ حضرت تیسری

کتاب بیخ الہیۃ میں کہ نزدیک شیعہ کے نہایت صحیح کتاب و متواتر جو خدا کے پاس موجود ہے علامہ کا بیان  
 اَبْنَاءُ الصِّدِّیقِ جَبَّتْ بَصَرُکَ عَلَی الْکَلْبِ بِحِثِّ تَرْجُمَہٗ نَشَانِ اِیْمَانِ کَاہِ ہر کہ سچ بولنے کو  
 مقدم کرے جان تیرا ضرور ہو جوٹ بولنے پر جان تیرا نفع ہو کہ یہ قص میری بتائی ہو کہ تفسیر کر نیو ایک ایسا بیان ہے  
 اَوْرَآیَہٗ اُولَئِکَ یُوْتُوْنَ اَجْرَہُمْ مَرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا کُوْجِی تفسیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
 تفسیر حسنہ ہو اور انہا سے یہ حال نکلا قبل ازل بت کا میری اظہار پر ولادت کرتا ہو وَاِذَا اُنْشِلَ عَلَیْہُمْ کَالْوَاہِیِّ  
 اِنَّمَا لِحَقِّہِمْ تَرْتِیْلًا اَنَّا کُنَّا مُسْلِمِیْنَ ترجمہ جس وقت کہ پڑھی جاتی ہیں وہ یعنی آیتیں کہتے ہیں ایمان لانے ہم  
 انہر بیشک وہ حق ہیں ہمارے ہر دو گار سے ہم ہیں قبل اس سے اسلام لانے والے اور بھی تفسیر کی صورت میں  
 صبر کی کیا حاجت ہو انجام تفسیر کا تو خود ملاؤ اور گوشت روئی پر ہاتھ مارنا ہو و مشقت پر صبر کرنا اور تفسیر میں  
 تو بالکل اتحاد و موافقت ہو نہ مخالفت و عناد وہ روایتیں جو تفسیر کو باطل کرتی ہیں اس فرقے کی کتابوں میں  
 ناطق حضرات اہل بیت علیہم السلام سے موجود ہیں ان سب کے ایک روایت جو حضرت امیر سے منقول ہوئی  
 یہ ہو کہ رضی بیخ البلاغ میں لایا ہو قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّیْ وَاللّٰہُ کُوْلُفِیْتَهُمْ وَاِجْلًا وَہُمْ حِلَالُ عِ  
 اَلَا کَرِیْمٌ کُلُّہَا مَا کَاہِلَتْ وَلَا اِسْتَوْحَشْتُ وَاِنِّیْ مِنْ صَلَآتِہُمْ اَلْبَیْ حُوْفِیْنِہَا وَالْہَدٰی الَّذِیْ  
 اَنَا عَلَیْہِ لَعَلَّی بَصِیْرٌ مِّنْ لِّسَیِّ وَتَقِیْنِ مِنْ رِّقِّیْ وَاِنِّیْ اِلَی الْغَاۃِ اللّٰہِ وَحُسْنِ نَّوَابِہِ لَمُنْتَظِرٌ  
 سلیحہ کذا فی نفہر البلاغہ ترجمہ فرمایا امیر المؤمنین نے قسم یہ خدا کی اگر میں اکیلا سامنے ہوں اُنکے اور وہ  
 تمام زمین بھر کے ہوں کچھ پروا نہیں کروں گا نہ مجھ کو وحشت ہوگی انکی گراہی سے کہ جسیر ہوں میں اور ہر ایک  
 جسیر میں ہوں بیشک مجھ کو خبر ہو اپنے نفس سے اور یقین اپنے پروردگار سے اسکی ملاقات کا اُسکے نیک  
 بدلے کا منتظر و امیدوار جس شخص کہ اتنے دشمنوں سے جو روئے زمین کو احاطہ پلین تنہا جنگ میں ڈرے  
 اور وحشت اسکو نہوارا نہ دے دیار کا مشتاق اور منتظر ثواب و اسکے عنایات و کرامات کا امیدوار ہو  
 دونوں صورت موت و حیات میں بھلا اُس سے تفسیر ممکن ہو اور تفسیر جب ہوتا ہو خوف سے ہوتا ہو اور  
 خوف کدو مرتبے ہیں اول خوف جان کہ یہ خود حضرات ائمہ کو ہرگز نہیں ہوتا دو وجہ سے اول یہ کہ موت  
 انکی انکے اختیار میں ہو جیسا کہ کلینی نے کافی میں اس کے کو ثابت کیا ہو اور تمام امامیہ استیعفی ہیں  
 دوسرے یہ کہ ائمہ کو علم ماکان و مایکون حاصل ہو تا ہو یعنی جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہو گا بس اپنے  
 اجل اور وقت موت اور انکی کیفیت خاص کو مفصل جانتے ہیں پھر قبل اس وقت سے کہ یوں جا کا خوف

کرین دوسری وجہ غوغ مشقت و ایذا ی بدنی اور بدگوئی اور تنہک حرمت سوان چیزوں کا تحمل دیگر را  
 کرنا یہ نیکوں کا کام ہے ہمیشہ فرمان خدا اور بجالانے امر و نہی میں بلائیں اٹھائے ہیں اور پادشاہوں جہاں  
 اور فرعونوں نذوگارسے مقابلے کیے اگر اس کام میں بزدلی کرین اور مشقت عبادت میں اور محنت  
 اپنے اوپر گوارا نہ کریں نیکوں سے نہوں پھر امام نیکوں کے کیونکر ٹھہریں اسلئے نیکو تفسیر روحانیہ میں ہواور یہی  
 اگر تفسیر واجب ہوتا حضرت امیر المومنین کی بیعت میں چہرہ میں کیون تو قف کرتے جیسا کہ مریح شیعہ کے زعم میں ہے  
 کرنا پنا ملال و ناخوشی ظاہر فرماتے تھے اول دفعہ میں کیوں نہ بیعت کر لیتے پھر تفسیر کیسا جب خوشی ظاہر کرتے  
 تھے قیسری روایت سے و النبیاشی عن ذرارة ابن اخیون عن ابی بکر ابن خرم قال نوصاۃ رجل  
 و مسیر علی حقیقہ قد دخل المسجد و صلی فجاۃ علی فوجاۃ ساقبۃ فقال و یتلک فیصلۃ علی بنکیر  
 و صوۃ فقال امیر بنی تمیم بن الخطاب فاحد بیدو فانکحہ یہ الیہ ثم قال انظر ما یقول  
 لحد اعنک و دفعہ صوۃ علی عمر فقال عمر انا امرتک بذلک ترجمہ روایت کی عیاشی نے زرارہ  
 بن احن بن ابی بکر بن حرم سے کہا وضو کیا ایک مرد نے اور مسح کیا اپنے مونہ پر پھر گیا مسجد میں دروازہ  
 پر بھی پس آئے علی پس اسکی گردن پکڑ کے فرمایا علی نے ولے تجھ کو بیوضو نماز پڑھتا ہواٹنے کہا  
 مجھ کو ایسی ہی عمر بن خطاب نے امر کیا ہوتیس ملی نے اسکا ہاتھ پکڑا اور عمر کے پاس لے اور کہا دیکھ یہ شخص تجھے  
 کیا نقل کرتا ہے اور چلائے سو کہا عمر نے کہ میں نے اسکو سطور پر حکم کیا ہے یہاں تفسیر کہاں گیا کہ گردن  
 اسکی پکڑی اور عمر کو زجر و توبیخ سے ڈرایا چوتھی روایت راوندی کہ شیعہوں کا پیشوا اور شایع نبی الہامہ  
 کا ہو کہتا جبرائیل امیر امین سلمان فارسی سے روایت کرتا ہے ان علیا بلکہ عن عمر انہ ذکر شیعتہ  
 فاستقبلہ فی بعض طرقات یسارین المدینۃ و فی بید علی قوس فقال یا عمر یبلغنی صدک  
 ذکرک بشیعتی فقال ازیح علی صلواتک فقال علی فانک لہفتا ثم رمی بالقوس علی  
 الارض فاذا رمی ثمان کالبعیر فاغراما و قد اقبل نحو عمر لیسئلہ فقال عمر اللہ اللہ یا  
 ابا الحسن لا عدت بعدہا فی ثقی و جعل یتصرع الیہ فصر بید و الی الثمان کما ذکر  
 القوس کما کان ففطن عمر الی بنیہ فقال سلیمان فلما کان فی اللیل معانی علی  
 فقال صر الی عمر فانه حمل الیہ من ناحیۃ المشرق قال و قد عمر ما ن بعدہ  
 یقول لک علی آخرہ ما حمل الیک من المشرق فقراۃ علی من ہولہم ولا یحسبہ

فَأَقْبَضَ عَنْكَ قَالَ سَلَمَانَ فَصَفَيْتُ إِلَيْهِ وَأَدْبَيْتُ الرِّسَالَةَ فَقَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ أَفْرَ صَاحِبِكَ  
 مِنْ كَيْفَ عَلِمْتَهُ فَقُلْتُ نَهَلْتُ فِي عَيْلَتِهِ مِثْلَ هَذَا فَقَالَ يَا سَلَمَانُ أَقْبَلْ مِثْلِي مَا أَتَوَلَّ  
 لَكَ مَا عَلَيَّ إِلَّا سَاخِرًا وَإِنِّي مُسْتَقِرٌّ بِكَ وَالصَّوَابُ أَنَّ تَفَارِقَهُ وَتَصِيرَ مِنْ جُمْلَتِنَا  
 قُلْتُ لَيْسَ كَمَا قُلْتَ لَكِنَّهُ وَرِثَ مِنْ أَسْرَارِ النَّبِيِّ مَا قَدْ رَأَيْتَ مِنْهُ وَعَيْدُهُ أَكْثَرُ  
 مِنْ هَذَا قَالَ أَكْرِجْ إِلَيْهِ فَقُلِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِأَمْرِكَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَخْبِرْنَاكَ  
 عَمَّا جَرَى بَيْنَكُمَا فَقُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ مِنِّي فَتَكَلَّمْ بِكُلِّ مَا جَرَى بَيْنَنَا فَقَالَ إِنِّي رُعِبْتُ  
 الثُّغْبَانِ فِي قَلْبِهِ لِأَنَّ بَيَمُوتَ ثُمَّ جَمْعَ بِيَشِكْ عَلَى كُوخِ بُونَجِي عُمَرُ كِي طَرَفَ سَے كَہ دَہ دَکرتَ  
 ہرین علی کے تابعین کا پس منے آئے علیؑ کے بعض راہوں مدینے سے جو باغون میں تھیں اور علیؑ  
 کے ہاتھ میں کمان تھی کہا ای عمرؓ مجھ پر خبر لگی ہے کہ تم میرے تابعین کا ذکر کرتے ہو عمرؓ نے کہا اپنے اس  
 مٹی کے سر پر رحم کرو تو علیؑ نے کہا کہ تم اس درجے کو پہنچ گئے پھر کمان اپنی زمین پر پھینک دی  
 بس اس سبقت کمان ایک اثر دہا بگئی جو مونہ پھیلائے ہوئے تھا اور اونٹ کے برابر اور عمرؓ کی طرف  
 چلا تو بگل لے اسکو عمرؓ نے کہا برے خدا بے خدا ای اباحسن اب کبھی کوئی ایسی بات نہو نکلا اور زاری  
 کرنے لگے اُنکے ساتھ تیس علیؑ نے ہاتھ اڑوہے کی طرف مارا پھر وہ کمان ہو گئی جیسی تھی بس عمرؓ اپنے  
 عمر کو چلے گئے اور سلمان نے کہا جب رات ہوئی علیؑ نے محکوبایا اور کہا جاعمرؓ کے پاس بیک مشرق  
 کی طرف سے اُنکے پاس کچھ مال آیا ہوا اورادہ انکا ہوا کہ اسکو بند کریں ہم اُنسے کہو کہ علیؑ رہنے کہتے ہیں بجاو  
 جو کچھ تمہارے جانب مشرق سے آیا ہوا اور حقدار و پیر اسکو تقسیم کرو اور ہند مت کرو نہیں تو  
 فضیحت کرو نکلا اسکو سلمان نے کہا رواد ہوا میں در پیغام ادا کیا کہا مجھ کو بتا اپنے صاحب کے قصے سے  
 کہان سے خبر مال کی پائی میں نے کہا اوپر ایسی خبریں نہیں ہیں تیس سلمان سے کہا میں نے  
 مان لیا جو کچھ تو اپنے علیؑ کی طرف سے کہا علیؑ حادوگر جو میرا مہر یقین ہو ہترہ ہو کہ اُن سے الگ  
 ہو جاؤ اور ہم لوگوں سے ہو جاؤ میں نے کہا ایسا نہیں ہو جیسا تم نے کہا لیکن اُن سے میراث اسرار  
 نبوت سے پائی ہو جیسا کہ تم نے اُنکے ہاتھ سے دیکھا بلکہ اُنکے پاس اس سے زیادہ ہو عمرؓ نے کہا لوٹ جاؤ  
 اُنکے پاس در کہو میں نے مان لیا تیرا حکم پھر میں علیؑ کے پاس لوٹ گیا علیؑ نے کہا میں تم کو بتائے  
 دیتا ہوں جو کچھ تمہارے اُن کے در بیان میں ذکر ہوا ہی میں نے کہا تم خوب جانتے ہو مجھے



پھر بیان کیا جو کچھ گذرا تھا ہمارے درمیان اور کما بیشک دہشت اندوہ کی آنکھوں میں مرنے دم تک نیکی اس روایت میں بھی تفسیر کی گردن ماری جو اور جڑ سے کھود کے پھینک دیا جو کہیں معلوم ہوا کہ حضرت امیر نے جن امور میں کہ سکوت فرمایا مثلاً قصہ فدک کا اور نکاح حضرت کلثوم کا اور سوا اسکے سب سوا سطلے تھا کہ ان باتوں کو اچھا مانا تھا اور نیک سمجھا تھا ورنہ قدرت اٹھار کی پوری پوری رکھتے تھے اگر ان باتوں پر جو خرچ میں بدین سکوت و سستی کرتے ناسق ہو جاتے بلکہ اگر حضرت زہرا کے لٹکی کے کھلج میں باوصف اس قدر کہ جو رکھتے تھے سستی فرماتے کوئی قباحت تھی جو لازم نہیں آتی اور ایسی زمیوں دست ستیوں کے سببے لیافت اہل بیت سے کو سون کیا معنی منزلوں دو پر تے معاذ اللہ من ذلک جیسا ایک دور بار کسی برای کو دیکھا یا علم غیب سے معلوم فرمایا کیسا قہر و غضب کو دخل دیا کہ وہ شخص جو نہایت ہی اس فرقہ ظالموں میں تھے کہ کسی کا پاس نہیں کرتے تھے یعنی عمر بن خطاب کیسے ڈر گئے اور سب ان کے دل میں بیٹھ گیا تو رو رو لگا کیا حال بس ان سب باتوں کو جو عمر نے جاری کیں مثلاً متعہ کو حرام کیا اور سنت تراویح کو رواج دیا اور کلثوم سے نکاح کیا اور جنس اور لوٹ کے مال کی تقسیم کی اور عاملوں کو حاکم کیا اور جو بڑے بڑے کام خلافت کے تھے سب کو پسند کرتے تھے ورنہ اگر انکھ ہلانے میں سب کو لوٹ پوٹ کر دیتے ہرگز کچھ حاجت فوج و لشکر اور بارود و کاروں کے بھی نہ تھی ایک کمان سو بھی بے تیر کے کافی تھی اور یہ جو امامیہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ عمر بن خطاب کی خلافت میں جو سکوت فرمایا اور بظاہر امور دین و خلافت میں انکھ موافق تھے سب ظاہر پرستی تھی اس سببے کہ اس وقت میں و نہایت ہی دہلے ہوئے اور ذلیل و ہمقدور تھے انکھ مقابلے کی طاقت نہ تھی سب غلط اور وہابی ہو کا یقیناً **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** یعنی اسکی کچھ پروا نہیں کی جاتی اور شکر جو خدا کا اور بھی اگر اہل میں تفسیر ثابت کیا جائے تو بہت چیزیں ایسی لازم آتی ہیں کہ ابرو اور ناموس اہل بیت اور اہل غیرت میں بڑے دخل ہوتے ہیں مثلاً اپنی لڑکی دنیا کا فر کو بلکہ سب لڑکیوں اور بنوں کا نکاح کا فروں سے کرنا باوصف اسکے کہ قوت انکی دفع کی خوب رکھتے تھے کہ ایک معجزہ ظاہر کرتے پکارتے ہیں سب غضب ہوا جاتے اور نیز شیعہ اور اہل سنت کی کتابوں میں باتفاق متواتر ہے کہ حضرت امیر و اہل بیت نے خلفائے غلطہ کے ساتھ اور نیز دیگر صحابہ کے سائل اور بہت فروغ فقیہ میں مخالفین اور مناظرے فرمائے ہیں اور ان مناظروں و مخالفوں میں کسی نے انکو مطعون نہیں کیا اور ان کا تو ذکر ہی نہیں ہے تفسیر باطل ہو اسلیے بعض مسائل میں دو ہمارے تھے ہونو کچھ مسرت نہونی ظاہر ہو کہ قدرت اظہار موجود تھے اور خوف مسرت کا مطاع تھا

اور بھی اگر تقیہ بھی ہو گا تو یا امر خدا میں ہو گا یا سوا امر خدا کے اگر پہلی صورت ہو تو معاویہؓ نے جانا جا رہا ہے  
 کہ خدا تعالیٰ حکیم نہیں ہے کہ کام کا حکم دینا اور جو مخالف اس کام کے ہو اس کا بھی حکم دینا شانِ محققانہ اور  
 یہ وہ فون کی ہوتی ہے کہ کسی مہار کو گھر کی مرمت کے واسطے لائیں اور کہیں کہ باغ کو اس گھر کو مرمت لگا اور مرمت کر  
 آو اگر دوسری صورت ہو تو بالکل خوف لوگوں کی ایذا رسانیکہ یہ دلیل نامردی اور سستی اور بیجہرٹی شک کی ہے  
 اور یہ امور لیاقتِ امامت کو نابود کرتے ہیں دیکھو تمام قرآن اس سے بھر ہوا ہے تاکہ تمام کام کہ جہاد  
 کی مشقتیں اٹھائے اور بلا پر صبر کرے اور جا بجا صابرون کی طرح فرمائی ہو پس ایسی باتوں سے بھاگنا اور  
 دل چڑانا کبھی صالحون اور صابرون کی عادت نہیں ہوئی ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر تقیہ واجب ہو تا میرا نہیں  
 مگر ہے کہوں کہنے کو کہ عَفَا عَنْكَ اللَّهُمَّ اَلَيْسَ جَنِيًّا لَا اَخُوْنُكَ لَعَلَّمْتَ اَيْنَا مَا نَعْتَفُ نَاَصِرًا وَاَقْلَ حَكَمًا  
 ترجمہ اگر نہ توی وہ وصیت کہ وصیت کی مجاہد میرے دوست نے کہ میں اُمین خلاف نہیں کرتا تو تو جانتا کہ کون  
 جسے زیادہ کر دے اور کسکے مددگار گنتی میں تھوڑے چنانچہ امامی کی کتابوں سے یہ نقل گزری یہاں جانتا  
 چاہیے کہ جمہور امامیہ کا یہ مذہب ہے کہ تقیہ حضرت امیرؓ پر قبل اپنے حاکم ہونے سے واجب تھا اور بعد حاکم ہونے کے  
 حرام ہے وہ روایتیں کہ بعد حاکم ہونے کے ان سے منقول ہیں میں ان کو تو تقیہ پر ہرگز قیاس کرنا نہیں چاہیے  
 ورنہ لازم آئے گا نفلِ محرم کو حرام پر قیاس کرنا سید مرتضیٰ کہ جملہ امامیہ سے یہ وہ قائل اس بات کا ہے کہ  
 بعد ولایت بھی تقیہ حضرت امیرؓ پر باقی رہا کہ اس قول کا فساد خوب ظاہر ہو کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہو سکتا  
 کس واسطے کہ اگر تقیہ اس وقت میں آپؓ واجب ہوتا معاویہ کو ہرگز سوتوں نہ کرتے اور جب آپؓ اسکی باندیشی سے  
 اڑتے تھے اور کہتے تھے اِنِّیْ اَخَافُ کَیْدَکَ وَ اِنِّیْ کَیْدُکَ عَظِیْمٌ مِّنْ ذُنُوْبِیْ اُسکی باندیشی سے اور بلاشبہ  
 اسکی بڑی ہوا اور ابن عباسؓ اور زید بن شعبہؓ بھی یہی مشورہ دیا تھا وَ اِلَیْہِ شَہَدَا وَ اَعِزَّ لَہُ دَہْلَا یعنی  
 حاکم کرو اسکو بیٹے کے واسطے اور معزول کرو تمام عمرو کو جواب میں فرمایا مَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَصَدًا  
 ترجمہ میں گر اہوں سے قوت چاہنے والا نہیں ہوں پس یہ عزلی اسکا کیسا موجب فساد ہو او کیسے فتنے  
 بر پا ہوئے اور قتل و قتال کو پہونچے سید مرتضیٰ کہتا ہے ہر چند ولایت حضرت امیرؓ کی ثابت تھی لیکن نام کی  
 ولایت تھی نہ اصل اسلیے کہ معاویہ کی ہمیشہ اُن سے پر خاش رہا یہاں تک کہ شہادت پائی اور اکثر حضرت  
 امیرؓ کی فوج و تابعین میں ان ولاد صحابہ سے تھے سبائے دشمن گذر وہ ہیں شیخین کے مدلل و فضل اور اُن کے  
 مددگاروں کے متقد تھے اگر حضرت امیرؓ اس وقت میں جیسا کہ چاہیے اپنا عقیدہ ظاہر کر کے امیرؓ پر

گمان غالب یہ تھا کہ خود ان کے تابعین پھر جائے اور طبری مشکل پڑھائی اس سبب سے حالت ولایت میں بھی  
 اپنے تفسیر واجب تھا اور ظاہر کرنا حرام کچھ سمجھ میں نہیں آتا شیعہ ہو کے ولایت حضرت امیر کو بمعنی کسی سے  
 ٹھہرایا جو اہل سنت کے نزدیک تو بالکل بامعنی ہی ولایت تھی اور حقیقت انہیں منحصر معنی ولایت کے ہی تو  
 ہیں ملک میں تصرف کرنا احکام جاری کرنے کی قدرت پانا حصول و خروج عابا سے لینا تنبیہ تادیب سے ملنے  
 کرنا سو یہ معنی پورے طور پر حضرت امیر سے اسلام کے شہروں خصوصاً ملک حجاز اور مکہ مدینہ اور حیران و  
 عمان اور بحرین و راذیجان اور عراقین اور فارس و خراسان میں ظاہر تھے اور حاصل کوئی مزاحم تھا  
 نہ کوئی جھگڑنے والا حکم آپ کا ان شہروں میں جاری تھا اور ان شہروں کے لوگ بدل و جان طبع و ذرا نبوا  
 اگر کوئی معارض تھا تو شام میں تھا جس اگر ایک کناوے پر ملک کے کناروں سے کوئی معارض ہو تو اسکا  
 ہونا معنی ولایت کے نفی نہیں کر سکتا دیکھنا چاہیے کہ جب ابو بکر خلیفہ ہوئے سو اے جزیرہ عرب کے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں تھا اور اس میں بھی دشمنان و مفسدین و راجعہ مسلمانوں کا آب اور  
 بنو حنیفہ اور ملک یامہ میں سجاح تنبیہ نبی مہم میں کرانے بڑھ کر عرب میں کوئی قبیلہ تھا اور یہ لوگ  
 سب سپاہی لڑائیوں لڑے ہوئے اور زکوٰۃ کے منع کرنے والوں کا شور و غوغا ایک طرف اور بنو غسان  
 شام میں بات اسامہ بنی یکہ بر سر غفارش ایک طرف اور تمام قبائل عرب کے اس پاس مدینہ کے اردن میں گرفتار  
 یعنی اسلام سے پھرے ہوئے سو اے ساکنان مکہ مدینہ کے اور ان کے کوئی یار و مددگار تھے یا وصف اسکے  
 ہرگز کسی مر میں امور شرعیہ سے نرمی و ملامت ملی اور پکار کے کہد یا کو مَنَعُوْا فِی عَقَاکَ کَا لَوِ اُیُوْدُوْا نَهًا  
 اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّا اَتَلْنٰہُمْ عَلَیْکَ تَرْجَمَہ اگر منع کر گئے تم مجھ کو پائے بندہ شتر سے  
 کہ او کرتے تھے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے میں اُس کے ادا کرنے پر اُسے لڑو لگا پھر حضرت امیر  
 کو سب دمیوں سے اُٹھتے تھے کیوں ایک کناوہ زمین اور وہاں کے رہنے والوں سے ڈر کے دین محمدی کے  
 بطلان و رد و ملت سردی کے کھودینے کو روار کھین بَسَّحْنَا فَاتَ هَذَا اَبْنُہٗمَا عَظِیْمَہٗمَ کُوْہِ کہ وہ وہی  
 بحق ہیں اور یہ جو کہا تابعین حضرت امیر کے اکثر اولاد اور پیروان کے دشمنوں کے تھے اول تو دعویٰ کثرت کا  
 غلط ہو بلکہ اکثر ان لوگوں سے اہل کوفہ اور مصر اور قائل عثمان کے تھے کہ جان و دل سے مطاعی کو دھونڈ  
 رہے تھے اور اکی زبردگی بگاڑا چاہتے تھے اور عراق و عجم اور خراسان اور فارس و راسخو از کے لوگ  
 ضرب شمشیر مطلقاً غلط اور ان کے فوج کے زخم سنگین جگر میں دکھتے تھے اور اور اعراب جلاں کہ جلائی

و چون غذا اور پختہ اٹھا نا اور طعن و دیگر کوئی انکی خلقی جبلی امر جو اور کسی کا کام بگڑ جانا اور احکام کا  
 بدلنا انکی نہایت آرزو علی الخصوص ایسے مسئلے جیسے مسکے متعہ کا جسکو سنگے عربوں کو نہ خط اور اور ون کو  
 اختلام ہو جائے اور موت پکڑنا اس مسئلے کا نہ جو انون کے حق میں حکم معجون محبوب کبیر اور زر عوفی وغیر  
 کار رکھتی تھی اور پور محون کے حق میں مسئلہ مسخ خفین کا اگر کو یا نصف وضو کا سا قہ ہونا ہی اور ضعیفون  
 کبیر اسن کے حق میں جو محنت کش تھے اور جنگے پاؤن بچھے ہوئے تھے سنت تراویح کا سا قہ ہو جانا کہ  
 سوزہ وارے ایمان کو بعد افطار کے حکم عذاب قبر کا رکھتے تھے بعد موت کے اور مجسمون بلکہ اکثر عربو پیر  
 بھی نہایت شاق تھیں چنانچہ شاعر مشہور نے کہا ہر بیات      نہ کائنات لقیام نہ کائنات الشقاء  
 لو لیکل المذاویم لیس لکلبک      تماد من یعلیٰ ملک الطیبات      و بعض النکاحین عین الشقاء  
 و امکان لا بد من صومہ      کا اکثر من الصوم بعد العشاء      ترجمہ روزے کا دن بیخنی کا  
 دن ہو اور تراویح کی رات بلا کی رات چار ہو تو حلال ہوں تیرے واسطے پاکیزہ چیزیں اور بعض اوقات  
 پیارے خاص شفا ہو اور جو بے روزہ کے کچھ بن پڑے بس اکثر روزہ رکھ بعد عشا کے ظاہر کہ ایسے سال کا  
 باقی رکھنا جو مذکور ہوئے عمدہ سبب ہیں کشش دلوں کے واسطے اور تسلی نفوس عوام کے لیے جو پیر سکوت  
 رہتا اور جیسے کہ سابق مشہور تھے انکے ظاہر کرنے میں نفرت و وحشت لوگوں کی امید تھی اور اولاد اصحاب  
 کی جو زیادہ آپ کے ساتھ تھے انصار کے گروہ سے تھے کہ وہ ہمیشہ سے محبا و شوق علی کے تھے شیعہ کے زعم میں  
 جنھوں نے فضل و اہل شیعین کا دیکھا تھا اور اپنے بابا سے بھی مائین و وضع پیغمبر کو سنا تھا بس جو  
 کچھ پیشین نے غیر و تحریف سنت میں کیا تھا اسکو خوب ہبسا کہ چاہیے جانتے تھے اور حکم لکلی حیدر لکلی کا  
 جو نہیں نے وضع کیا تھا بسبب پڑانا ہوئے اور متبدل سمجھنے کے اعلیٰ نظر سے گر گیا اور یہ نئے مسئلے و پیرے  
 و نشین ہوتے تھے بس سیکار ڈر نہ اسوا محمد بن ابی بکر اور دوا یکا دیون کے جو انکی طرح تھے آخر  
 جب وہ بھی مصر میں مارے گئے یہ خوف بھی بالکل نہ رہا اور معاویہ اور عمر بن عباس کو کچھ خوف تھا تو بھی  
 لڑائی کا تھا سوائے انھوں نے اس قیود اخفائین بھی کو لسی کی و کوتاہی کی کہ جو آپا ظاہر حق کا کرتے اور  
 اصل امور شریعت کو مروج فرماتے تو اسوقت میں وہ اس پر پڑھاتے اور محمد ابتدا سبوت ہوا آنحضرت  
 سے کیا بلکہ آخر حیات تک آپ کے تابعین سے وہ لوگ تھے جو اولاد اور بھائی اُن لوگوں کے تھے کہ آپ کے  
 دشمن جانی تھے جیسے عکرمہ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ بن خلف جبیر بن مطعم

بن عدی کا وہاں ولید کہ امیر الاما شمشیر بران آنحضرت کے تھے جنگو سیف اللہ سے ملقب کیا تھا یہ لوگ  
 سب فرزند کافروں کے تھے جو سخت دشمن آپ کے تھے پھر آپ کو نئے وقت میں امور فرعیہ میں نرمی اور  
 سستی کی اور انکے عناد سے ڈرے علیٰ ہذا القیاس تمام انبیاء و وارثان انبیاء کو ایسے لوگوں سے کام لڑنا ہی  
 اگر انکے باپ دادوں کی عداوت کا لحاظ کر کے ادا کرنے احکام شریعت میں ملائت کریں تو شرع کیونکر  
 طور کرے اور دین حق باقی سے کیونکر تمیز کیا جائے اور کبھی تابعین حضرت امیر نے بھی انکی بات ماننے  
 اور تعظیم بجالانے اور رفاقت میں جان دینے سے ابتداء کے امر کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑنا چاہنا خود ائمہ میں  
 جنگ جمل و صفین اور نہروان کے موجود ہو اور جو کوئی کہ کسی کے واسطے جان دینے پر مستعد ہوتا ہو اسکو اس  
 شخص کے حکم شرعی ماننے میں کب دریغ ہوگا تب تابعین کا اس پر اتفاق تھا کہ آنحضرت خلفائے راشدین سے  
 ہیں اور اپنے وقت میں سارے مخلوق سے بہتر ہیں چنانچہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور ان کے نزدیک  
 یہ بات ٹھہری ہوئی باتوں سے ہو کہ سنت خلفائے راشدین کی ایسی ہے جیسے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 پھر جب یہ گروہ ایسا اعتقاد رکھتے تھے تو ان سے ڈرنے کی کوئی وجہ تھی یا بخون روایت یہ کہ ساری  
 الطَّائِفَةُ عَنْ مَعَاذِ ابْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ عَلَى  
 نَبِيِّهِ كِتَابًا فَقَالَ هَذِهِ وَصِيَّتُكَ إِلَى الْجَبَاءِ فَقَالَ وَمَنِ الْجَبَاءِ يَا جَبْرِيلُ فَقَالَ عَلَى  
 ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَوَلَدُهُ وَكَانَ عَلَى الْكِتَابِ خَوَاتِيمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَدَفَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَفْلِكَ خَاتِمًا مِنْهُ فَيَعْمَلَ بِمَا فِيهِ ثُمَّ دَفَعَهُ  
 إِلَى الْحُسَيْنِ فَقَالَ خَاتِمًا فَوَحَّدَ فِيهِ فَعَلَّ بِمَا فِيهِ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى الْحُسَيْنِ فَقَالَ خَاتِمًا  
 فَوَحَّدَ فِيهِ أَنْ أَخْرَجَ يَقُومُ إِلَى الشَّهَادَةِ فَلَا شَهَادَةَ لَهُمْ إِلَّا مَعَكَ وَاسْتَوْفَضْتَ  
 اللَّهُ فَعَلَّ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ خَاتِمًا فَوَحَّدَ فِيهِ أَنْ أَخْرَجَ وَافَضْتَ  
 وَالْزُّمَ مِنْ ذَلِكَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ فَعَلَّ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى ابْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ  
 عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ خَاتِمًا فَوَحَّدَ فِيهِ حَدِيثَ النَّاسِ وَأَنْتُمْ وَأَنْتُمْ وَأَنْتُمْ وَأَنْتُمْ وَأَنْتُمْ  
 وَصَدِّقْ أَبَاءَكَ الصَّالِحِينَ وَلَا تَخَافَنَّ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ فَإِنَّهُ لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ ثُمَّ  
 دَفَعَهُ إِلَى جَعْفَرِ الصَّادِقِ فَقَالَ خَاتِمًا فَوَحَّدَ فِيهِ حَدِيثَ النَّاسِ وَأَفْلِهِمْ وَلَا تَخَافَنَّ  
 أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ فَانْشُرْ عُلُومَ أَهْلِ بَيْتِكَ وَصَدِّقْ أَبَاءَكَ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكَ فِي حِمَايِهِ



مثل حضرت باقر اور حضرت جعفر کے کسی کے ساتھ تقیہ جائز تھا بس جو اقوال و افعال و روایتیں کہ اہل سنت کے یہاں ہیں تو اتر و غثرت ہیں محبت صدق و اطہار پر ہیں اور جو کچھ امام ابو حنیفہ اور امام مالک وغیرہ نے اہل سنت سے ان سے یعنی جعفر صادق سے لیا ہوا اور سیکھا ہوا سب خدا کا فرمایا ہوا والحمد للہ علی ذلک اور جو کچھ شیعہ ان کے اقوال و افعال میں کہ موافق اہل سنت کے انکی کتابوں میں موسی ہے تصرف کرتے ہیں اور تقیہ کہتے ہیں صریح مخالف وصیت کے ہے چھٹی روایت مروی مشکم ابی قیس التلمیذی فی کتابہ من اجتہادات لا شعث ابن قیس فی خبر طویل ان امیر المؤمنین قال لکما فیمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس الی ابی بکر فابیعوہ فاحملت فاحملہ واخذ بید الحسن والحسین وکونہم احد من اهل بیتہ واهل السائتہ من المہاجرین والانسار الا نأخذہم اللہ حتی ودعوتہم الی نصر فی فلکہ یستحب الی من جمیع الناس الا اربعۃ سہوط الثوری والسلمان وابو ذر ولفقد اترجمہ روایت کی سلیم بن قیس طالی نے انہی کتابا تجاہات بن اشعث بن قیس سے بیشک امیر المؤمنین نے فرمایا جب وفات پائی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور چھ لوگ ابوبکر کی طرف اور ان سے بیعت کی براگنچہ کیا میں نے فاطمہ کو اور حسن و حسین کا ہاتھ پکڑا اور کسی کو اہل بداد و مہاجرین سابقین و انصار سے چھوڑا جسکو قسم خدا کی ندی ہوا اپنے حق کے واسطے اور بلایا میں نے انکو اپنی مدد کے لیے سو قبول نکی کسی نے تمام لوگوں سے میری بات مگر عمار و میمون نے یعنی ذہیر اور سلمان اور ابو ذر اور مقداد اب صحیح یہ روایت اس بات کو بتاتی ہے کہ تقیہ ان سچے امام پر واجب تھا اگر تقیہ واجب ہوتا تو حضرت ذہیر کو سوار کرنا اور حسین کو در بدر پھراتا اس سے کچھ حاصل تھا جن لوگوں نے کہ بیعت ابوبکر سے کی تھی انہر اس بات کا ظاہر کرنا کیسا مضر تھا ساتوین روایت سلیم بن قیس کو ذہیر کتاب میں کہ شیعہ کے نزدیک مشہور ہو کتابا بان بن عباس الذی یمویہ عن سلیم کتابا ہوان ابابکر بعث الی علی تنفذا حیث یناہہ الناس وکم یناہہ علی وقال لہ انظروا لی علی فقل لہ آجب خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانطلق فباکھ فقال لہ ما أسرع ما کذبتم علی رسول اللہ وامنتم وامنتم واللہ ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیری مروجہ بیشک بھیجا ابی بکر نے تنفذ کو جسوقت بیعت کی لوگوں نے ان سے اور علی نے بیعت کی اور کہا ای تنفذ ما علی کے پاس و کہ کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انو بیس تنفذ گیا اور پیغام



پرنہا یا تو علی نے کہا اسکو کیا جلدی جو قسم سنے مل کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ لگا یا اور پھر کئے  
 قسم جو خدا تعالیٰ کی رسول خدا نے سولے میرے کسیکو خلیفہ نہیں کیا یہ روایت بھی صحیح تفسیر کو باطل کرتی ہے  
 آٹھویں روایت یہ روایت ہو ابان کی کتاب میں کہ لَمَّا كَلَّمَ مُحَمَّدٌ عَلِيَّ غَضِبَ عُمَرُ وَأَنَّهُمْ بِالْأَنْدَالِ  
 بَابٌ دَارِيٌّ فَاحْرَقَ الْبَابَ وَدَفَعَهُ فَاسْتَقْبَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَصَاحَتْ يَا أَبَتَاكَ وَيَا رَسُولَ اللَّهِ  
 فَدَفَعَهُ عُمَرُ اسْتَيْفَ وَهُوَ فِي عُمْدٍ فَضَرَحِي بِهِ حَبْنَهَا وَدَفَعَهُ السَّوْطُ فَضَرَبَ بِهِ دَرَعَهَا فَصَاحَتْ  
 يَا أَبَتَاكَ فَأَخَذَ عَلِيٌّ بِلَايِبِ عُمَرَ وَهَرَّكَهُ وَوَجَّعِي أَنْفَهُ وَوَقَبْتَهُ تَرْجَمَهُ بِشِكِّ حَبِّ عَلِيٍّ فِي سَبْتِ  
 قبول نکی غضب میں آئے عمر اور روارہ علی کے گھر کا آگ سے جلانے لگا دیا تو فاطمہ انکے سامنے آئیں اور  
 چلائیں ہاے بابا جان و راہی رسول خدا پھر اٹھائی عمر نے تلوار مع میان اور اٹھٹھا اس سے انکے شکم کے  
 نیچے کو پھر کوڑا اٹھا کر انکے پیراہن پر مارا چلائیں فاطمہ ہاے بابا جان تب پکڑی علی نے گردن عمر کی  
 اور اٹھٹھی گردن اور انکی ناک اس روایت میں بھی ظاہر بطلان تفسیر کا ہو اس واسطے کہ اگر تفسیر ہوتا تو ایسا  
 ہنگامہ برپا ہونا کیا معنی پہلے ہی دفعہ میں مدعا اپنے مدعیوں کا مان لینا چاہیے تھا آٹھویں روایت یہ  
 اس کتاب میں ہو قال عُمَرُ لِعَلِيٍّ يَا أَبَا نَكْرٍ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ ذَلِكَ قَالَ إِذَا وَاللَّهِ نَضْرِبُ  
 عُنُقَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَاللَّهِ يَا ابْنَ صَخَاكَةَ لَا نَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْتَ الْإِمَامُ وَأَضَعُفُ مِنْ  
 ذَلِكَ تَرْجَمَهُ كَمَا تَحْمَرُّ عَلَى سَيْفٍ بَيْتِ كُرَابُوكِرٍ عَلِيٌّ لَمَّا أَرَى كَامُ مَكْرُونٍ تَوَكَّأَ هُوَ كَمَا عَمَرُ نَزَلَ كَمَا  
 خدا کی قسم تمھاری گردن ماری جائیگی علی نے کہا بخدا تو نے جھوٹ کہا اسی صفا کہ کہ سپر تو قدرت اس  
 کام کی نہیں رکھتا ہو اس کام میں تجھ الیم و معیف زیادہ کوئی نہیں ہو اس روایت نے ماوہ تفسیر  
 کی جڑ کھال ڈالی کہ حضرت امیر نے عمر کو گالی بھی دی اور جھوٹا بھی عمر ایا اور بتا کید قسم عمر کو تہامی  
 مخلوق سے اضعف جانا حال آنکہ منج البلاغہ میں جو شیعہ کی اصح کتابوں سے ہے روایت کی ہے  
 کہ حضرت امیر نے جب سنا کہ ابی شام کو شکروالے آگے بڑھتے ہیں تو منع کر کے کہا اِنِّیْ اَلَا تُرَوُّهُ لَكُمُ اَنْ  
 تَكُونُوْا سَبْکَیْنِ تَرْجَمُهُمْ بَسْتِ بَرَا حَاتَا هُوْنَ نَحَارُ حَقِّ مِیْنِ كَمْ كَالِیَانِ دِیْنِ وَالْوَنِ سِیْ  
 جواب معلوم نہیں کہ یہاں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ ایسی دشنام غلط سے اپنی زبان کو  
 آلودہ فرمایا دسویں روایت سے دُیْ مُحَمَّدٌ بْنُ سَنَانٍ إِنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ  
 الْحَكَمِ يَا مَعْزُورَانِیْ أَرَاكَ فِي الدُّنْيَا قَتِيلًا بِحِرَاحَةِ مِنْ عَبْدِ بْنِ أُمِّ مَعْمَرٍ لَعَنَهُ اللَّهُ

لَقَدْ نَفَيْتُكَ بِذَلِكَ مِنْ الْجَنَّةِ فَغِيْبَ مِنْكَ مَرْجُمٌ نَشِئَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَمْرُو بْنُ لُحَيْمٍ كَمَا اَمْرُو مَعْرُوفٍ مِّنْ  
تَحْكِوْمِ بَنِي اَمِيْنٍ مَّقْتُولٍ دِيْكُهَا بَنُوْنِ بْنِ اَمْرُو كَرِخْمٍ مِّنْ كَرِخْمٍ كَرِخْمٍ مِّنْ كَرِخْمٍ كَرِخْمٍ مِّنْ كَرِخْمٍ  
وَهَ جَنَّتْ مِيْنِ جَانِيْكَ خَلَاْفَ تِيْرِيْ اَرَزْ دَكْ اَوْرِيْهِ كَلَامُ حُوْمَتِيْ وَخَشَوْتُ سَ بَحْرًا هُوَ اَمْرُو كُوْسُوْنِ كِيَا مَنَزَلُوْنِ  
تَقِيْعٍ سَ وَوَرِيْهِ كِيَا رَعُوْمِيْنِ يِهْ رَوَايَتُ بَحْرِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانٍ سَ هُوَانِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ لِعُمَرَ اِنَّ  
لَكَ وَلِيَّكَ جِبْرِيْلَ الَّذِي نَفَيْتُ مَقَامَهُ هَلَاكًا وَهَذَا مَنَاحِيْرُ جَانٍ مِّنْ جَوَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَضَلَّ بَانٍ عَلٰى دَوْعَةٍ يَكْبِسُهُ فَنُوْرًا قِيْفَتِيْنِ بِذَلِكَ مِّنْ وَالَا كَمَا تَشْمُ نُوْتَا  
بِالْاَسَارِ النَّحْيِ اُصْرِيْمَتْ لَا بَرَا هِيْمَ وَبَا قِيْ جَرِيْسٍ وَدَانِيَالٍ وَكُلُّ نَبِيٍّ صِلْدِيْقِيْ فَتَضَلَّ بَانٍ  
فِيْهَا فَتَضَلَّ قَانٍ وَتَضَلَّ اَنٍ رِمَادًا تَشْمُ ثَانِيْ رِيْمَا تَشْمُ تَشْمُ تَشْمُ تَشْمُ تَشْمُ تَشْمُ تَشْمُ تَشْمُ  
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمْرُو بْنُ لُحَيْمٍ كَمَا اَمْرُو مَعْرُوفٍ مِّنْ كَرِخْمٍ كَرِخْمٍ مِّنْ كَرِخْمٍ كَرِخْمٍ مِّنْ كَرِخْمٍ  
اَكَا لَ جَاوُكْ وَوَنُوْ هَسَا لِيْ رَسُوْلُ خَدَا لَعَلَّمْ سَ چَرِ سُوْلِيْ دِيْ جَاوُكْ اِيْكَ سُوْكِيْ وَرِخْتُ بِرِچَرِ وَوَدِخْتُ  
بِچَرِ لَانِيْكَ تَوِيْهِ لُوْكَ جَوْتَمُ وَوَنُوْنِ كَ وَوَسْتَارِ هِيْنِ مَقْتُوْنِ هُوْ كَ چَرِ وَوَدِخْتُ اَكْ لَانِيْ جَانِيْكَ جَوَابِ رِيْمِ كَ وَاسْطَ  
بَحْرُ كَالِيْ كُنِيْ تَحِيْ اَوْرَا مِيْنِ كَ جَرِيْسٍ وَدَانِيَالٍ وَوَسْتَارِ هِيْنِ مَقْتُوْنِ هُوْ كَ چَرِ وَوَدِخْتُ اَكْ لَانِيْ جَانِيْكَ جَوَابِ رِيْمِ كَ وَاسْطَ  
جَاوُكْ چَرِ تَمُ رَا كَرِ هُوْ جَاوُكْ چَرِ اِيْكَ هُوْ اَوْرِ پَرَا كَنْدَ كَرِ كِيْ تَكُوْبَانِيْ مِيْنِ حُوْبِ رَا كَنْدَ كَرِ نِيْكَ حَقِ بِرِيْمَانِ مِيْمِ  
اَمِيْنِ تَقِيْعٍ كَا صِيْحُ جَوُوْطُ وَبَا هَرِ چَنْدَرِ رَوَايَتِيْنِ بَطْلَانِ تَقِيْعٍ كَ شِيْعِيْ كِيْ كِتَابُوْنِ مِيْنِ حَدِثْمَا رَ سَ زِيَادَ هِيْنِ لِيْ كِيْنِ  
اِسْ رَسَالَهُ اَشْنَا عَشْرِيْهِ مِيْنِ تَبَرِ كَا سَوَافِقُ كُنْتِيْ بَارَهَامَا مَوْنِ كِيْ اَنْحِيْنِ بَارَهَامَا پَرَا كَنَفَا كِيَا كِيَا كُوْنِيْ عَاثِلِ اَنِ  
رَوَايَتُوْنِ كُوْشِكِيْ تَرْدُ وَزَكِيْ كَا كَ جَبْ عَمْرُو كَا كَ جَلَدُ وَشَمْعُوْنِ اَمِيْرِ سَ تَحِيْ بَا وَصَفِ اِيْسِيْ سَرِ كَشِيْ وَهِيْ بِيْتِ وَصُوْلَتِ  
كَ جَوْمَشُوْرُ وَوَسْرِبَا مَثَلِ هِيْ بِرِ مَقْدُوْمِيْنِ هَرِ رَتَبَ ذُوْلَتِ وَاقِعِ هُوْتِيْ تَحِيْ قَوَاوِرِ لُوْكَ جَوْنَسِيْتِ اَنِكِيْ نَارُوْ اَوْرِ خُفِيْعِ  
قَلْبِ لِيْ تَحِيْ يَقِيْنِ هِيْ كَرِ نَهَايَتِيْ هِيْ جَوَا سَ هُوْتِيْ هُوْ كَ اَوْرِ بَا تَحِيْ بَا نُوْنِ بِحُوْلِ جَانِيْ هُوْ كَ چَرِ نَعْرَتِ نَعْرَتِ نَعْرَتِ  
مَلِكِ مِيْنِ اَوْرَا مَوْرُ خَلَاْفَتِ كَا چَمُوْطُ دِيْنَا اَوْرَا خِيَارُ دِيْنَا اِيْسِيْ ذُوْلِيْلِ لُوْكَوْنِ كُوْ وِيْدَهِ وَوَدِخْتُ حَضْرَتِ اَمِيْرِ  
سَ وَوَقْعِ مِيْنِ اَبَا نَ سَبَبِ نَا چَارِيْ وَتَقِيْعٍ كَ اَكْرَجَ بِحِيْدَا سَا اِيْسَا بَرِ حَلِيْكَ اَكْ بَا سَلِ دِيْنِ وَاِيْمَانِ مِيْنِ فُسَادِ  
بَحِيْلِ كِيَا جَسَا كِيْ تَجَوْبِ خُرُوْجِ اَوْرِ كِتَابِ اللّٰهِ هُوْ اَكْرَجَ هَا سَ وَهِيْنُوْنِ مِيْنِ نِيْمِ اَنَا بَا سَلِ قَا صَرِ مَرِيْقِ اللّٰهِ  
اَعْلُوْ بَا سَلِ رَاوِلِيَا يَهْ وَاَضْفِيَا يَهْ تَعْنِيْ اَمْرُو خُوْبِ جَانِيْ هُوْ بِحِيْدِ لِيْجَ وَوَدِخْتُ اَوْرِ بَرِ كَرِيْدَ لُوْكَوْنِ كَ

اور نیز ائمہ سے تعلقہ کا وقوع ہونا جنگی موت اپنے اختیار میں تھی اور علم مکاتبات اور مکاتبات کو کون کا انکو حاصل  
اُس حد تک کہ ظالم اور فاجر انکی لڑکیاں اور بیٹیاں اپنے چھینیل و درہ لایا معنی بلکہ انکا باز رکھنا اور مال لانا  
پہلے ہی سے اُس طور پر کہ ہرگز احتیاج محنت و مشقت کی نہ تھی صرف کمان ڈال دینے اور زبان ہلانے سے  
کام چلنا صحیح دلیل نامروی و بزولی و بیعتی و بیعتی کی یہ حکایتا اہم عن ذلک شہدائشا ہستم  
معاذ اللہ یعنی دور ہیں وہ اس سے بھر دور ہیں وہ اس سے خدا بچائے کسی مسلمان کے دل میں باتیں  
انہیں گزرنے کی کہ ظاہر کفر ہو اور یہ سب بچنے کی باتیں اور قبا حنین اسی شامت زدہ تعلقہ سے پیدا ہوئی ہیں  
جسکو واجب ٹھہراتے ہیں بلکہ نصب امام اور تعلقہ واقع ہونے سے سب غرضین مقصود کی جو اس کے نصب  
تعیین فوت ہوتی ہیں اول تو انکی امامت ظاہر نہیں ہوتی کہ یہ امام جو حفظ شریعت کا نہیں ہوتا نہ حق  
و باطل میں تمیز اگر وہ اول میں آپ کو امام ظاہر کرے اور لوگ اُس سے سختی و انکار سے پیش آئیں اور وہ تعلقہ  
اختیار کرے اور ہر بات میں انکا موافق ہو جائے صحیح خاص و عام کے نزدیک سمجھا جائے کہ اپنے دعوے  
سے لوٹ گیا اور سب یقین کرینگے کہ ایک خام طبع آدمی تھا ایسے بڑے منصب کا اپنے واسطے ادا کیا جب  
دیکھا کہ دعویٰ میرا پیش جاتا نہیں معلوم ہوتا دست بردار ہو گیا اور یہ کیسی بد اور بُری بات جو غور  
کرنا چاہیے کہ جو رواتین شیعہ حضرت امیر کے حق میں لاتے ہیں انہیں یہی بات ثابت ہوتی ہی اگر تعلقہ  
میں کچھ قباحت بھی نہ ہو مگر ان کیوں بہنوں کے چھین لینے پر تو مسلمانوں کے دل ٹوٹ جائے اور نفرت  
ہو جانے کے لیے بھی کافی ہے اور یہ جو کس ہو کہ عمر بن خطاب نے حضرت امیر کی لڑکی پر  
قدرت نہائی اور عمر اور امیر کی لڑکی کے درمیان میں ایک شخص جنوں سے حائل ہو گیا تھا بالکل بندش  
اور چوری ہی حضرت سارہ کے قصے سے جو زور و جبر ابراہیم کی تعین کہ انکو ایک جہار نے چھین لیا تھا  
حضرت ابراہیم مناجات میں مشغول ہوئے وہ جبار جسوقت ارادہ فاسدان مطہرہ کے ساتھ کرتا تھا  
مرگ میں مبتلا ہو جاتا تھا یہاں تو خود بتواتر اور قطعاً ثابت ہو کہ زید بن عمر انکے شکم سے پیدا ہوئے  
اور عمر نے انکا نام اپنے بڑے بھائی کے نام پر جو سیدہ کذاب کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے رکھا اور  
زید بن عمر جوان ہوئے میں برس کی عمر کو پونچھ بعد اسکے خانہ جنگی میں کہ باہم بنی مدی کے چھٹی تھی  
رات کے وقت واسطے اصلاح کے اپنے گھر سے نکلے تھے اسی جیسے دس میں کسی کے ہاتھ سے مارے گئے  
اور اسید انکی مادر مطہر بھی یہاں سے مری تھیں دونوں کے جنازوں کو ایک وقت میں حاضر کیا

حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نماز جنازہ کی پڑھ کر کے دفن کیا اور محمدؐ اگر یہ باتیں بھی توحی میں نہیں آئیں تو عمرؓ کی زندگی تک ان پاک بی بی کا اٹکے گھر میں رہنا اور انکی قید میں ہونا بلاشبہ ثابت ہو اور مخصوب ہونا جگر پارہ رسول کا ایک کا فر یا فاجر کے قبضے میں کس طرح کوئی تصور کر سکتا ہے حضرت ابراہیمؑ کی بی بی کو ایک کرشمہ دکھا کے ایک لمحے میں کیسا جھڑا دیا اور بیان تو امید اس سے زیادہ کی تھی اور جو کچھ جعفر صادقؑ سے اس نکل کے عذر میں روایت کرتے ہیں ہوا اول فخر جعوب عصب منا یعنی وہ اول نوح ہو کر ہے جیسی گئی مسلمانوں کی تو ان باتوں کے سنے سے بال مبنہ کھڑے ہوتے ہیں اور حریف کہ یہ مدعی دروغ ایسی کفر کی باتیں بیاس عداوت عمر کے ائمہ اطہار کی نسبت کہ بہترین خاندان بنی مہر سے ہیں لگاتے ہیں انکے ساتھ کہ اس جو ٹی روایت کو جھوٹا بنانے والی روایتیں صحیح کتب امامیہ میں موجود جبکہ عمرؓ کی عداوت کے سبب طاق نسیان بر رکھ دیا ہو نہ لے لایا امام محمد بن حنفیہؒ علی الباقی عن ترویحہما فقال کولہما ساءا اھلاکھما ما کان تزویجھما ایتا ولا وکانن اشرقتا علی العالمین جلد ہا سہ سؤل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَخَواھا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ الْاُمَّةِ جلد ہا علی ذوالشرف والتمنہ فی الاسلام وَاُمُّہَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہ علیہ وسلم وَحَدَّثَہَا حَدِیثَ یَعْتَبِدُ بِہِ جَوید ترجمہ امام محمد بن علی باقر سے نکاح ام کلثوم کے معاملے میں پوچھا کہا اگر یہ بات نہیں ہوتی کہ عمرؓ کو زوالی نکاح کے دیکھا ہو گرام کلثوم کا نکاح کر کے حال نکاح کلثوم تمام جان کی عورتوں میں اشراف تھیں دادا انکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حسینؑ سردار جوانوں جنسے باب علی صاحب شرف وتعرف اسلام میں بافاطمہؑ بیٹی رسول صلعم کی دادی خدیجہؑ بیٹی خولید کی دادی یہ نہیں سمجھتے کہ عمرؓ نے جو انکے خلیع کو بڑا کہا تھا اس کے بابت علیؑ نے عمرؓ سے کیسی سختی کی اور ازو بے کمان کے ساتھ دڑایا پھر کیا ممکن تھا کہ لڑکے چھین لیں کی نوبت پہنچی اور رنگ ناموس کے معاملے میں مانگی رگ غیرت کی نہ رہی اور کچھ تعرض کرتے سُبْحَانَکَ ہَذَا اَبْهَتَانِیْ عَظِیْمٌ اور غصب ٹھہر کے ہم بدی فاش دنا کا نسبت ایسی بی بی پاک عابدہ کے ڈانٹے کو بقول انکے مجبور ہی ہی سے ہوا اہل یان کے نزدیک میرے کفر اور جن لوگوں کی نسبت حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا یُؤْمِنُ اللہ بِذَہَبِ عَنکُمُ الذَّخْصَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرُ کُتُبَہِمْ اَیہ کر وہ ناپاک چاہیں کہ عمرؓ کی عداوت و بغض و عناد سے انکے دامن پاک کو ایسی بدی فحش کے ساتھ لودہ کریں اور مدت دراز تک یہ بُرائی انپر لگائیں اور ائمہ اطہار حضرت امیرؑ

اور حضرت سفین علیہ السلام کو بغیر زنی اور بے ناموس کی قیمت سے منہم کرین حکاشکا و کلا کہ ایسے پاک لوگوں کی جناب ایسی نجس توں امدان کتوں کے بھو گئے اور ان نجاست خور گوہ کے کیڑوں سے پریشان ہو گئے اتنا بھی اڑ جانا دشمنی و عداوت پر کہ جو کفر اور زندقہ پن کو پونچائے کسی فرقہ میں نہ دیکھنا نہ سنا شیطان نے ہر چند بغض و عداوت میں آدم کے ساتھ حد کر دی لیکن خدا کی ذات پر کوئی تمت اور حجت نہیں لگایا اور اسکو نقصانوں و دہموری و بیچارگی سے کبھی یاد کیا فائدہ عظیمہ جانا چاہیے کہ جب کلام مسئلہ تقیہ تک پونچا اور اس مسئلہ میں بہت بڑے افراط و تفریط یعنی کمی بیشی اہل اسلام کے فرقوں میں پیش آئی افراط تو اسکی شیعہ کی کتابوں میں لکھا جاتا ہے کہ ذرا سے خوف اور لالچ میں کفر کو جائز سمجھ لیتے ہیں بلکہ واجب ہاتھ پیریا اور تفریط خارجیوں و زیدیہ میں کہ دین کے مطالبین ہرگز بائس ناموس اور جان کو مسہر نہیں ہاتھ بلکہ خارجی ایسے مقدموں میں عجیب تشدد و بیان کرتے ہیں ایک ان تشدد و دن سے یہ کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہو اور کوئی چور یا غاصب نے نامال کثیر اسکا لیجائے اسکو نماز توڑنا حرام ہو جیسے کہ بریدہ اسلمی پر کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور پاک اپنے گھوڑے کے نماز میں ملے رہتے تھے تا بھاگ نہ جائے دشنام و طعن کی جواب لازم ہوا کہ اہل سنت کے مذہب کا جو حال و اعتدال جو اس باب میں لکھا جائے اسواسطے کہ اکثر اہل سنت کی کتابوں میں اس مسئلے کو روشن و صاف نہیں کیا جو اول جانا چاہیے کہ تقیہ اصل میں مشروع ہی یعنی موافق شرع کے بدلیل آیات قرآن قولہ تعالیٰ لَا يَتَّبِعِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ترجمہ چاہیے کہ نہ پڑھیں مسلمان کافروں کو دوست مولے مسلمانوں کے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ خدا کی طرف سے کسی شمار میں نہیں ہو مگر یہ کہ پناہ پکڑیں اسے کسی قسم کی پناہ پکڑنا و قولہ تعالیٰ الْاَمَنَ اِگرہ و قلبہ منقلبین بلا لایما اِنِّیْ غَیْرُ ذٰلِكَ مِنْ اِلٰہِیۃِ تَرْجُمہ مگر وہ شخص کہ جبر کیا گیا اور مال اسکا قائم ہو ایمان پر اور تقیہ کی یہ ہو محافظت جان یا مال یا ناموس کے دشمنوں کی شر سے اور یہ دو قسم ہوا ایک یہ کہ بنیاد عداوت کے دین و مذہب پر ہو جیسے کافروں و مسلمان دوسرے یہ کہ بنیاد اسکی دنیا کی غرضوں پر ہو جیسے ملک مال و رزق و متاع تبس تقیہ بھی دو قسم ہو لیکن قسم اول اسکا طریق شرع میں ہو جو کہ جب مومن ایسی جگہ چارے کہ انچھو دین و مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا مخالفوں کے سبب تو اس پر تہمت

واجب ہو یعنی وہاں سے اُٹھ جانا اور اُس جگہ کو چھوڑ دینا اور وہاں چلا جانا جان ظاہر کر سکے یہ اسکو ہرگز جائز نہیں کہ آپ کو چپلے رہے اور اپنے ضعف کے عذر پر تمسک کرے اور سند ٹھہرائے تو اسی دلیل نصوص قطعی قرآن کے قول تعالیٰ یَا عِبَادِیْ اذْخُرُوْا سِجِّتَیْ فَاَیَّامَیْ قَاعِبُدُوْا فِیْہِیْ تَرْجَمَہُ لَہِیْہِ بَند و بیٹیک زمین میری بہت چوڑی ہو پس میری ہی عبادت کرو کہ تو تعالیٰ اِنَّا الَّذِیْنَ تَوْفَعْتُمْ اَلْمَلَائِکَۃَ طَاعِیَہِیْ اَنْفُسِہِمُ قَالُوْا اِنَّمَا کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِیْ الْاَرْضِ قَالُوْا اَلَمْ تَکُنْ اَمْرًا مِّنْ لِّلّٰہِ وَاسِیْعَۃً فَتَہَاکِرُوْا فِیْہَا قَاوُلَیْکَ مَا وَنِہْمُ جَہَنَّمَ وَاَسَاۡثُ مَعِیْرًا تَرْجَمَہُ بیشک وہ لوگ جنکی روح قبض کرتے ہیں فرشتے اور انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیے ہیں فرشتے کہیں گے تم کس کلام میں تھے کہیں گے ہم ضعیف افتادہ بر زمین تھے فرشتے کہیں گے کیا تم کو زمین خدا کی وسیع تھی کہ تم ہتھیار کرتے انکی طرف بس اس گروہ کا ٹھکانا جنم ہو اور بُرا ٹھکانا ٹھکانے کا ہاں اگر کوئی عذر واقعی ہو کہ ہجرت نہیں کر سکتا مثلاً عورتیں و لڑکے اور اندھے اور لنگڑے اور لنگڑے اور قیدی اور گرفتار و دخل انگے ہیں اور مخالف خود اسکو اور انکی اولاد یا اسکے والدین کے قتل سے ڈرتے ہیں اور اس ڈر انیکالنگائی لے لے کہ واقع میں ایسا ہی ہوگا اور یہ قتل خواہ قوت بند کرنے یا کھال دینے یا اور کسی طرح پر ہو تو اسکو بقدر ضرورت موافقت اگلی درست ہو اور بچکنے کی حیلوں کی کوشش واجب ہو اگر کسی منفعت کے قوت ہونے یا ایسی مشقت کہ جسکو اٹھا سکتا ہو مثلاً قید یا تھوڑی ہی مارجین رہ جائے مظنون ہو تب موافقت جائز نہیں ہو اور اُس صورت میں بھی کہ موافقت جائز ہو اسکی اجازت بھی ہو اور انھارا ارادے کی بھی اجازت ہو گو جان جانی ہی رہے اب یہاں خیال کرنا چاہیے کہ شیعہ نے کیسا سہل سمجھ لیا اور کیسی اسمیں فراط کی ہو کہ ذرا مال و منصوبے لالچ بلکہ بامید عزت و اکرام پائے مجلس صاحب وقیلہ زبانی کہنے کے دین و ایمان چھوڑ کے مخالف کا کلمہ پڑھنے لگتے ہیں و ہجرت کو ہرگز واجب نہیں جانتے آیات قرآنی سے کہ صریح عتاب ترک ہجرت بہ فرمایا آنکھیں بند کر لیتے ہیں جیسا کہ اوپر گذرا اَوَلَیْسَ مَا وَنِہْمُ جَہَنَّمَ وَاَسَاۡثُ مَعِیْرًا تَرْجَمَہُ وَلَکِیْسَ هٰذَا بِاَوَّلِیْ کَاوَرٍ وَّ ذٰلِکَ کُیْسَرٌ تَامَ قرآن کو ایسے ہی جواب دیے ہیں اور انکی معتبر کتابوں میں موجود ہے مَن صَلَّی خَلْفَ سَیِّدِیْ فَکَا نَّمَا صَلَّی خَلْفَ نَبِیِّ تَرْجَمَہُ جیسے سنی کے پیچھے نماز پڑھی گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی کیسی بیوقوفی ہو نماز اپنی خراب کرنا اور آتش پلاؤ کہ بچانے کے لیے اس نماز میں نسبت اور نمازوں کے ثواب سے زیادہ امید رکھنا ایسے ہی موقعوں سے معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ فرقہ نہایت ہی

سست اعتقاد میں اپنے مذہب میں غیرت و مضبوطی دین کی انہیں بوجہ نہیں بالکل تعصب انکا  
 بدگوئی اور طعن و تشنیع صحابہ کرام میں صرف ہوتا ہو دین کی مشقت کو ہرگز گوارا نہیں کرتے دنیا کے تھوڑے  
 سے متعلق اور راحت و لذت اس جہان کی ہزاروں مرتبہ ان کے نزدیک عزیز و اہم ہو متاع عظیم دین  
 اور نعیم مقیم آخرت سے اُولَئِكَ الَّذِينَ اسْتَرَوْا لِحُبِّهِم الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَكْتَفُونَ عَنْهُمْ  
 الْعُقَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ترجمہ وہ لوگ جنہوں نے خرید ا حیات دنیا کو بدلے آخرت کے  
 نہیں بلکہ کیا جائیگا ان سے عذاب ورنہ وہ مدد پائینگے اور تمام عالم کے عقلا کا اس پر اتفاق ہو کہ دعویٰ  
 محبت میں سچے جھوٹے کا امتحان در بغض و مودت اور تصدیق و تکذیب و اخلاص و لفاق کا یہی ہے  
 کہ جب تجربہ کیا جائے اور بلا و مصیبت پڑے اور فائدے فوت ہو گئے اور لذتیں چھوٹیوں اور مشقتیں اور  
 رنج اور ضرر اٹھانا پڑے اس وقت اپنے دعویٰ میں ثابت قدم رہنے اور ٹھیک نکلے ورنہ غیوریت امتحان  
 کے ہر کوئی مصلحت وقت کے موافق دعویٰ کرتا ہو اگر اس بات سے بچنے کے واسطے تقیہ لازم ہو تو اسکا  
 جھوٹ سچ کیسی تمیز کیا جائے ہر چند خدا کا علم دلکی جیسی باتوں اور جو بحیدر سینوں میں جمع ہوتے ہیں  
 انکو خوب گھیرے ہوئے ہوا اسکو امتحان کے امتحان نہیں لیکن مدار تکلیف شرع امر و نہی کا انہیں معاملہ  
 امتحان نامی ہو خصوصاً اس مقدمے میں خود تصریح کیا ہوا ہے لَبَّيْكُمْ كَمَا اَتَيْتُكُمْ اَحْسَنَ عَمَلًا يَتَنَبَّأُ  
 اَزْمَانُ وَهُوَ مُكْمَلُونَ لِنَبِيِّكُمْ فَكَانَ اَحْسَنُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ  
 مَسْكُوتًا وَالْعَمَلُ بِرِيقِ اَوْرُزِ اَزْمَانُ ہین ہم تمکو تو جانیں مجاہدین کو تم سے اور صابرین کو اور  
 نَبَلُوا اَحْسَنًا كَمَا اَزْمَانُ ہین ہم تمہاری نیکوں کو و لَبَّيْكُمْ كَمَا اَتَيْتُكُمْ مِنْ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ  
 وَنَقِصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ اَيَاتِ اَوْرُزِ اَزْمَانُ ہین  
 اَزْمَانُ ہین تمکو کسی چیز کے ساتھ خوف یا بھوک و نقصان مال و جان اور پیووں سے سوا انکے اور  
 آیتوں سے آپ قسم ثانی کو سنیہ اسمین علما کو اختلاف ہو کہ ہجرت واجب ہو یا نہیں اس صورت میں  
 جو ایک گروہ کہتے ہیں کہ واجب ہو انکی دلیل یہ آیت ہو وَلَا تَقْفُوا بِآيِدِكُمْ اِلَى الدِّهْنِ لَكُمْ  
 یعنی مت ڈالو اپنے ہاتھوں کو طرقت ہلاکت کے امد و سری دلیل انکی نہی مال ضائع کر نہی ہو اور بعض  
 جو کہتے ہیں واجب نہیں ہوا سلیم کہ وہاں سے ہجرت کرنا بس دنیا کی ایک مصلحت کے واسطے ہو مجملہ  
 اور مصلحتوں کے اور ہجرت نہ کرنے میں بسبب اتحاد ملت کے کوئی نقصان اس ضعیف کو ہا نہ نہیں ہوتا



اس لیے کہ دشمن جو کچھ غالب ہو اس حیثیت سے کہ مؤمن جو اسکی ملت و مذہب سے غرض نہیں کر لگا اور فیصلہ اختلاف دونوں فریق کا یہ ہو کہ اس صورت میں کہ اپنی جان یا اپنے اقربا کی جان مانیکا نہایت ہی خوف و ہراس و ہتک عزت کا ڈر ہو تو یہاں بھی ہجرت واجب ہو لیکن یہ مبادت و تربت میں داخل نہیں ہو کہ جسپر کچھ ثواب مترتب ہو اس ہجرت کا واجب ہونا محض واسطے معلمت و نیوی اس شخص کے ہو اور تحقیق یہ ہو کہ ہر واجب مبادت نہیں ہو بہت واجب ایسے ہر جنہیں کچھ ثواب نہیں ہوتا مثلاً شدت بمو کہ میں کھانا یا پاری میں ہر ہیز کرنا ان چیزوں سے جو یقین یا گمان میں ہر ہیز ہوں اور صحت کے حال میں نہ ہوں کے کھانے سے اور سولہ اسکے پس یہ ہجرت بھی اس قسم سے ہو اور وہ ہجرت نہیں ہو کہ الی اللہ و الی رسولہ ہو جسپر ثواب آخرت واجب ہو اب جو مسئلہ تقیہ کا معلوم ہو گیا تو پھر ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرت امیر مطلقاً ثلاثہ کے وقت میں ہرگز تقیہ نہیں کیا اور انکو قدرت اپنا دین ظاہر کرنے کی جو انکو پسند تھا بخوبی سمجھا خوف نہ تھا دین کے معاملے میں نہ دنیا کے معاملے میں لیکن دین کے معاملے میں تو اس سبب سے ہجرت نفع دانی کے لگے دیتے ہوتے تب ہجرت انپر واجب ہوئی بدلیل آیت ان الذین تو قفہم العاکل انکالہ ظالمین انفسہم الی آخر یہاں اب دنیا کے معاملے میں یہ سبب کہ کسی شخص سے انکو بابت مال و جان کے کچھ لڑائی جھگڑا اور سخت گولی کا موقع نہ پڑا بلکہ سب لوگ اذہب تعظیم و توقیر کرتے تھے اور وہ بھی ہر ایک سے اسکے منجھ کے موافق معاملہ فرماتے تھے جسپر کتبہ تاریخ گاہ ہیں اور مذہب شیعہ کا تو پہلے ہی معلوم ہو چکا کہ انکے محقق خود اپنے اہل کی مخالفت میں انپر تقیہ لگاتے ہیں سو یہ کیا زمانہ خلفائے ثلاثہ کا اس موقع پر حضرت قاسمی نور اللہ شوستر سے مجبہ ہی ایک شتر گوز صادر ہوا فرماتے ہیں کہ حضرت امیر سے لڑائی کا نہ ہونا ایسا ہی جیسے ہمارے پیغمبر سے قبل از ہجرت کسی سے لڑائی نہیں ہوئی اور ایسا ہی جیسے اور انبیا سے لڑائی نہیں ہوئی یہاں پر قاسمی صاحب کے خدام کو جو کچھ لفظ میں بہت بڑی غفلت پیش آئی اگر حال حضرت امیر کا مثل حال ہمارے حضرت کے ہو قبل ہجرت کے تو بعد ہجرت کیوں نہیں ایسا حال ہونا چاہیے مثل حال ہمارے حضرت کے بلکہ نفس ہجرت میں حال نہ کہ حضرت امیر سے کبھی راہ و ہجرت کا نفر یا جیسا کہ بالا جماع ثابت ہو اور حال ہمارے پیغمبر کا قبل از ہجرت کیا تھا راہ و ہجرت اور رسول کے واسطے ایسی بات کو غور کر کے کہو سرسری نہیں کہنا چاہیے کیا ابو جہل و امیہ بن خلف کے ساتھ ہو کے معاذ اللہ پرستش مات منات کی فرماتے تھے یا اور رسوم جاہلیت اور فحش غیر اللہ میں شریک مانتی ہو یا انکی مع و ثنا کو مدد و نلیفہ کرتے تھے یا انکے ساتھ ہم پیالہ ہم نوالہ ہوتے تھے یا احکام میں انکی پیروی

کرتے تھے یا ہمیشہ باہم مقابلہ اور کھانا سننا اور مار گالی رہتی تھی اور انکے اوصلاع کی بُرائی و سچو بر ملا کرتے تھے اور ہر ملاوگوں کو دین حق کی طرف بلاتے تھے اور سختیان اٹھاتے تھے یہاں تک کہ بعد ہجرت قوت و مدد انصار بہم پہنچائی اور دعوت زبانی سے لڑائی سیف و سنان کی طرف ترقی فرمائی مراتب انہما میں نہ یکہ شیوہ تھی اور ہر چہ انیکا لازم کر لیا ہوا ایسے ہی حال اٹھانیا کا بھنا چاہیے ان انہما پر جہاد تیغ و نیزے کا واجب تھا بلکہ یہ کام اس زمانے کے امراء و لوک کے خلق تھا جو انیکا کے مطیع ہوتے تھے تو انیکا خود لڑنے اور لوگوں کے جمع کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور جو ہمارے پیغمبر کو حکم جہاد کا ہوا تو لازم آیا کہ انکے خلیفہ بھی جہاد پر مامور ہوں بلکہ انکی ساری امت اس حکم پر مامور ہو اب جو کوئی انکے انیکا کی سنت کا خیال کرے کہ ترک جہاد کو اپنے اوپر لازم کرے بلاشبہ کافر ہو گا اور کبھی نہیں ہوتا کہ جب بھی کفر ظہور کرے اور جہاد خلیفہ پیغمبر پر واجب نہ ہو اور ساقط ہو جس حضرت امیر کے حال کو حضرت انیکا کے حال پر قیاس کرنا اس قسم سے ہو کہ کوئی کہے کہ حضرت امیر کو نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا فرض تھا نہ کعبہ کی طرف موند کرنا اور انکا حال مثل انیکا سابق کے نہیں ہو بلکہ مثل حال ہمارے پیغمبر کے تھا قبل اُترنے امتن بیت کے جس میں کعبہ کو موند کرنا حکم ہوا علیٰ ہذا القیاس جملہ احکام شرعیہ میں اور اس شخص کو جملہ عاقلین اہل سنت کے نزدیک خارجی خطاب کرنا چاہیے کہ دیوانوں کی طرح بکنا ہو اگر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قبل نازل ہونے آیت جہاد سے انتظار نہ زوال آیت جہاد کا فطرۃ تھے اور لڑائی ترک کیے ہوئے تھے حضرت امیر کو کونسا انتظار تھا حال آنکہ قرآن منزل میں جہاد و لڑائی بہر اعداست پر واجب ہو چکا تھا سو سونگے اولو الامر کہ قائم مقام پیغمبر کے ہیں اور اولو الامر کے نصیب خاص غرض یہی کہ جہاد قائم ہو اور دین ترقی کر پڑے مظلوم کا حق ظالم سے دلایا جائے یہ یہود و بک تو انکے عالم حق تعالیٰ کی ہر چیز عوام کا کیا ٹھکانا اب بعض باتیں اہل سنت کی تفسیر کے مقدمے میں سننا چاہیں کہتے ہیں یا جماع اہل تواضع ثابت ہو کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کو باطل پر جانا اور لائق امامت کے نہ کیا ہرگز تفسیر اختیار کیا اور بیعت بزدلی قبول نفرمائی یہاں تک کہ بزدلی کے لشکر سے لڑے اور اپنے اصحاب سمیت درجہ شہادت کو پہنچے پس اگر تفسیر واجب ہوتا تو اس سے زیادہ دشمن کا ڈر کیا ہو گا کہ ستر آدمی کے واسطے تیس ہزار آدمیوں کا محارہ تھا اور ناموس اور چھوٹے چھوٹے بچے بھوک پیاس میں گرفتار اٹھاک ہوں پس معلوم ہوا کہ حضرت امام تفسیر کے جائز ہونے کے بھی متقدم تھے پہر کیا ٹھکانا وجوب کا اور بھی کہتے ہیں کہ موافق گواہی تواریخ کے حضرت امیر کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حالتیں تھیں ایک یہ کہ زمانہ

شیخین اور ذی النورین میں بیعت کی اور کچھ مال کچھ متعرض نہ ملے اور ان کے ساتھ خلوت میں اور خلوت  
 میں اور روزہ نماز اور حج و عسورہ اور تہجد کا مول میں شریک و دخل ہے دوسری حالت یہ کہ بعض اوقات  
 ذی النورین یعنی عثمان کے لوگوں سے بیعت لی اور معاویہ سے بار بار لڑے ہر چند آپ کے ساتھی تھوڑے تھے  
 جیسا کہ قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس المؤمنین میں کہا ہے کہ قریش سے کل بائیس آدمی بائیس کے ساتھ تھے  
 اور تیرہ قبیلے معاویہ کے ساتھ تھے اس واسطے آپ کو فتح میسر نہ ہوئی اور ان کا شرف و فتح کر کے بس ضرور کہ پہلی حالت  
 سبب موافقت کا شیخین اور ذی النورین کے ساتھ تھی اور بیچاری تھی ورنہ اس موقع پر بھی تفریق کرتے  
 اور یہی کہتے ہیں کہ عمر المناقب میں جو شیعیں معتزتا ہوں سے ہر مناقبہ طلب سے نقل کرتے ہیں کہ اے  
 محمد بن خالد سے روایت کی کہ خطبہ تم عمر ابن الخطاب فقال لَوْ صَدَقْنَا كَمَا نَقَرُ فَوَيْلٌ لِّإِلَى مَا تَكُونُونَ  
 مَا كُنْتُمْ صَائِعِينَ قَالَ فَسَكَنُوا قَالَ قَالَ ذُو الْفُلْ ثَلَاثًا فَقَالَ عَلِيٌّ وَقَامُوا إِذْ كُنَّا سَتَبْنُكَ فَإِنْ  
 ثَبَّتْ قَبْلَنَا لَكَ تَالٍ وَإِنْ لَمْ تَأَلِ إِذَا انْقَرَبَ الَّذِي فِيهِ عَيْنَاكَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي  
 هَذِهِ الْاَمَّةِ مَنْ إِذَا اَعُوْجَجْنَا قَامَنَا تَرَدُّدًا حَمْدُ خُطْبَاكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَوْ كُنْ سَ مِنْ اَكْرَمِ الْبَرِّ  
 انگو اس راہ سے جس کو تم مانتے ہو دوسری راہ پر جس کو نہیں جانتے تو کیا کرو گے دوسری کتاب سبب چپ ہو گئے ہمسر  
 راوی کتاب ہی کہ عمر نے یہ بات تین دفعہ کی پس علی کھڑے ہوئے اور کہا اس وقت ہم تم سے توبہ چاہیں گے اگر توبہ کی توبہ  
 تم سے مان لیجئے عمر نے کہا اگر توبہ نہ کروں علی نے کہا اس وقت ہم تمہارا سر کاٹ ڈالینگے جس میں یہ تمہاری دونوں کھین  
 ہیں تو عمر نے کہا اللہ کا شکر ہو کہ اس امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں کہ اگر ہم بیٹھے چلیں تو ہر کسی کا گردن آس  
 اس روایت سے صریح استقامت علی مرتضیٰ کی راہ امر معروف اور نہی از منکر اور علم و تہ اور نہ خواہ مخواہ کرنے  
 مرام چیزوں میں مشرعیہ ہیں ان کے انکار کی قدرت معلوم ہوئی پھر جب ایسا حال ہو تو تفریق کی کیا وجہ اور یہی  
 قاضی نور اللہ نے حضرت عباس کے ذکر میں لکھا کہ جو لوگ اعران پر ہو گئے انھیں میں سے ایک وہ بھی ہو گئے  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس کو بہت عزیز رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ عباس مجھ سے  
 میرے باپ کے برابر اور ان کے فضائل میں زیادہ اس سے لکھا کہ اس مختصر میں نہیں لکھ سکتے پھر لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
 عمر کے کہنے سے انھوں نے اسے مائل و مائل کے حضرت اشیر کے حضرت اشیر کے پہلی دفعہ لکھا لکھا  
 دوسری دفعہ سکوت فرمایا اسکے بعد حضرت عباس خود متولی اس مائل کے ہوئے اور ام کلثوم کا کالج عمر سے  
 کر دیا حضرت مرتضیٰ تفریق کی راہ سے منع کر کے اس واسطے خاموش ہو گئے آپ مائل پر چسبیدہ نہیں ہو کر بعد

ثبوت اتنے فضائل کے حسرت مجلس کے حق میں کچھ وہم کر سکتے ہیں گراں گاہے ظالم کے ظلم میں وہ کیسی ہمد کرتے اور کیونکر کی ہوگی ہفہوہ و وہم کہتے ہیں کہ جیسے صدر اہل نفاق تھے انھیں میں سے فیض نہیں تھے یعنی ابوبکر و عمر حال آنکہ قوت الکی ایمان کے برابر ثابت ہو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر کے ایمان کو جا بجا اپنے ساتھ مقرون کیا ہوا اور کتاب خیر و دعوات ایمان میں جو کافی کفایت سے باب امامت میں منقول ہوئی صریح ہے بات ہو کہ ایمان ہمارے مریدان و ولین کا یعنی جنھوں نے پہلے ہجرت کی ہو سب امتیوں کے ایمان پر بہت فوقیت رکھتا ہوا و نیز حضرت امیر سے بیچ ابلاغت میں جو بعض ہی ابوبکر کے حق میں موجود تھے کمال ایمان پر گواہ ہو اور بھی صدیق نام رکھنا انکا حضرت امام محمد باقرؑ سے تھا اور اور ایہ بھی اس ہفہوہ کو قطع کرتے ہیں ہفہوہ سوم قمین اصحاب عقبہ سے تھا اصحاب عقبہ باب آدمی ہیں منافقون سے جنھوں نے چاہا تھا جو وقت میں کہ حضرت نبوک کی لڑائی سے لڑے تھے کہ راہ میں اکیلا پانچ مارڈالیں عابین یا سرائے خذیفہ بن الیمان انکے دائرہ پر مطلع ہو کر انکی سو وقت پر پہنچے اور انکو دفع کیا یہ ہفہوہ بھی صریح مخالف قوا ترکے ہو ابوبکر و عمر کو یہ ارادہ ہوتا تو گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ رٹکیاں و وزن کی کتھا تھیں بہت اچھی طرح ہو سکتا تھا اور پھر انجام اسکا ہوتا آوارہ نا اور جانا اور سیر و گشت آنحضرت کا ان دونوں کے ساتھ مشہور و معروف اور ضرب المثل عالم ایسے عمر من کو فرصت و موندی دینے کی کیا حاجت تھی اول تو رفاقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غارتنہائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے رفاقت الکی عریس میں بدر کے دن باجماع ثابت ہو یہ دونوں وقت ایسے تھے کہ ارادہ اپنا خوب جاری کر لیتے احوال جو کوئی کتب سیر کی سیر کرے تو انھیں کی صحبت کو آنحضرت کے ساتھ اور الکی انسیت و الفت اور شفقت و حمایت کو آنجناب کے حق میں معلوم کرے اسنے ایسا ارادے کے گمان کو ایسا سمجھے جیسے حضرت امیر سے فاضل سیر شیعہ کی موجودی انکی تفسیر و ان میں لکھا ہو کہ یہ آیت حق میں اصحاب عقبہ کے نازل ہوئی ہو یَسْكُفُونَ بِاللّٰهِ مَا كَانُوا وَلَقَدْ كَانُوا كَلِمَةً الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهُمْ شَوَابِمَا كَفَرْنَا لَوْ أَنَّا تَرْجَمُهُمْ قَسَمَ كَلِمَاتِهِمْ خذائک کہ ان میں کہا کہ اور ضرور کہا ہو کہ کفر کا اور کافر ہونے بعد مسلمان ہونے اپنے کے اور ارادہ کیا اس چیز کا کہ بنا یا اور اس آیت میں صریح مذکور ہو کہ اصحاب عقبہ کا حال دوستی سے خالی نہیں ہو یا توبہ کر رہا و عذاب نفاق سے خلاص ہوں یا اُسپر ارجحائیں اُس صورت میں دنیا و آخرت میں معذب ہوں اور کوئی معین و مددگار انکا نہ ہوئے اور شیخین نے باجماع شیعہ اس نفاق سے توبہ نہیں کی ہو پس چاہیے تھا کہ انکو دنیا میں

عذاب دیکھ کا پونچا ہوتا اور کوئی ایسا مددگار نہ مہین ہوتا حال تکلیف پہنچا نہ تھا کہ خلیفہ اور کثرت  
انکی مددگاروں انصار کی ایسی چیز نہیں جسکو کوئی چھپا سکے اگرچہ خلیفہ اصحاب عقبہ میں ہوں تو کلام انکی میں  
کذب لازم آئے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ خلاف ٹھکرے تھائی تھائی قیوون الظالمون علواً کثیراً ترجمہ  
برتر ہو وہ جو کچھ ظالم کہتے ہیں بڑی برتری والا ہفتوہ چہارم یہ کہ بعض وجوہ امام کو لطف ملتا ہے  
اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حق لطف کو نصب امام میں دافرایا اور ظاہر کرنا اور تسلط و غلبہ دینا اسکا  
مطلق لطف میں ضروری نہیں ہے اور یہ مخالف ظاہر عقل کے ہے ہاں تک کہ کتب کے لڑکے بھی عقیدہ  
نہیں کرتے اگر ہم اسنے کہیں کہ تمہارے واسطے ایک معلم مقرر کیا ہو کہ وہ تمکو دیکھے نہ تم اسکو نہ وہ  
تمہاری آواز سنے نہ تم اسکی کیسا اسکو مسوزہ بنائینگے اور کیسے اسپر سپرینگے ہفتوہ پنجم حضرت امیر کو  
خدا کے وصفوں کے ساتھ وصف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امیر اعراض اور آیین وحشی اسے بالہین  
اور انکو بشر نہیں کہنا چاہیے یہ سب باتیں صریح مخالف اور کذب ظاہر عقل کے ہیں بعض شعرانے  
انکے معنی اول کو نظم کیا ہے شعری **يَجْعَلُ مِنَ الْاَعْرَاضِ وَلَآئِنَ وَاللَّيْلِ وَيَكْبُرُ عَنْ تَشْبِيهِهٖ بِالْاَنْعَامِ**  
ترجمہ برتر ہوا عرض اور انسان و مکان سے اور بزرگ تر ہو اس سے کہ اسکو تعبیر ہو نہ صانع اور دیگر شاعرانے  
دوسرے معنی کو نظم کیا ہے شعر **اَهْلُ اللَّيْلِ عَجَزُوا عَنْ وَصْفِ جَنَّةِ وَالْمَاشِقُونَ بِمَعْنَى مَحْبُوہٗ تَا هُوَ**  
**اِنْ اَدْعٰهُ بَشَرًا فَاَنْفَعِلْ جَنَّتْ** **وَاحْسَنَ اللّٰهُ فِیْ کَوْنِ هُوَ اللّٰهُ** ترجمہ اہل عقل وصف حیدر سے  
حاجز ہوئے اور عاشق انکی محبت کے معنی میں جبران میں اگر انکو بشر کون تو عقل منع کرتی ہو مجبور خدا کہنے  
سے ڈرتا ہوں خدا سے اور یہ غالی مذہب والوں سے قریب ہو اور خالص کفر اور محض ذہنی ہفتوہ ششم  
اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا و ریل کو واسطے ولایت علی کے بھیجا تھا کہتے ہیں کہ علی نبیوں کے ساتھ تھے سرانکا ہمراہ  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا ظاہر جو کوئی اسکا انکار کرے کافر ہو اسکو ابن طاووس نے ذکر کیا ہے اور بھی  
کہتے ہیں **لَوْ لَا عَلِیٌّ لَمْ يَخْلُقْ لَا دُنْيَا يَعْنِي اِنْ لَمْ يَخْلُقْ لَمْ يَخْلُقْ** اگر علی نہ پیدا کیے جاتے یہ روایت ابن مسلم نے  
محمد بن حنفیہ سے کی ہے اور بھی کہتے ہیں **رَجَعْتُ عَلِیَّ كَاَنْبِیَا كَے وَجْہ پر فائق ہوا اور انبیاء علی اور انکے شیعہ کی  
محبت سے متدین تھے اور جاتے تھے کہ علی کے شیعہ میں ہمارا عشر ہو بہا شک کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ  
والسلام یہ بھی ابن طاووس نے ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ علی کا حق خدا پر ثابت ہے سب دعوات مخالف جملہ  
شریعتوں کے ہیں اور خصوص قرآن کے جو ٹاٹھارے والے اور کفر و زندیقی کی چیز بنیاد ہفتوہ ہفتم**

یہ کہ قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں اور خلاف سابق اہل لاجن قیاس کلام الہی کا غیر پر قیاس کرتے ہیں اس حد تک  
 ادنیٰ جو لوگ عقلا میں ہیں اس پر پہنچتے ہیں تمام تفسیریں جو اس فرقے سے مخصوص ہیں سلاسیہ ہی ہیں بطور ذوق  
 چند مثالیں بیان کریں مثلاً مولا مستقیم اس آیت اِخْلُصْ لَكَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں جب علیؑ کو امر و نہی  
 اَتَعْمَتَ عَلَیْکُمْ سے علیؑ اور انکی اولاد میں یہ دونوں تفسیریں ایک دوسرے کو جھوٹا مٹھلاتی ہیں اور باہم  
 کچھ ربط نہیں نظم قرآن سے اور کہتے ہیں مَرَدٌ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ یعنی بعض لوگوں سے وہ ہیں  
 جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر تو آدمی ہیں مغرور و مبشوہ اور یہی کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے ہر جگہ قرآن میں  
 حضرت علیؑ ہیں حتیٰ کہ اس آیت میں وَ اَنْتُمْ مُّلاَقُوْا سَبِّہُمْ وَ اَنْتُمْ لَیْکُمْ رَاجِعُونَ ترجمہ بیشک وہ  
 ملنے والے ہیں ان پر بے شک و انکی طرف رجوع ہونے والے اس واسطے حضرت علیؑ کو مالک روز جزا کا  
 جانتے ہیں چنانچہ مکاتیب کے باب میں گذرا اور قریباً تا بھی ہوا اور کہتے ہیں وَ کَانَ الْکَاذِبُ عَلٰی رَیْبٍ ظَلُوْا  
 اٰمٰی فِیْ اِخْلَافٍ ترجمہ اور یہی کہ فرماتے ہیں ہر دو گار پر دلیری کرے والا یعنی خلافت لینے میں جال آنکہ کافر  
 بیان قطعاً بہت پرست ہی موافق دلیل قبل کے وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ وَ اَنْتُمْ  
 اِلٰہِ تَرْجُمہ اور پوچھتے ہیں وہ سوا اللہ کے اس چیز کو جو نہ ضرر پہنچا سکتی ہو اور نہ ہی کہتے ہیں کہ معنی لیسن آئندہ آئے  
 لَیْسَ بِکُمْ مَمْلُکٌ اَغْرَکْتَ فِی الْاِخْلَافِ مَعَ عَلِیٍّ عَیْکُمْ ترجمہ اگر شرک کرے گا تو البتہ منالچ ہونگے تیرے علیؑ  
 یعنی دوسرے کو علیؑ کے ساتھ خلافت میں اتنا نہیں سمجھے کہ اصل میں اس آیت کے وَلَقَدْ اَوْحٰی اِلَیْکَ وَ اِلَی  
 الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ بِحَقِّ اٰیٰتِہِ عَلٰی رَیْبٍ ظَلُوْا اٰمٰی فِیْ اِخْلَافٍ ترجمہ پہلے تھے  
 اور انہی کو خلافت کی شرکت میں چاہے غیر علیؑ کے ہو یا علیؑ کے کیا کام اور کیا امکان جس سے منی واقع ہوتی  
 اور اگر منی ہوئی تھی تو اور علیؑ کو خلیفہ کیوں کیا و اگر حال ہمارے پیغمبر کا فقط اور سب انہی کی طرف وحی نہ لایا  
 اس منادی کی کیا ضرورت اور کیا حاصل اور یہی سیاق آیت بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدْ وَ کُنْ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ ترجمہ بلکہ  
 اللہ کی عبادت کرو اور سب شکر کرنے والوں سے اور اسکا سیاق قُلْ اَغْفِرْ لِلّٰہِ مَا مَرُوْنٰی اَعْصَدَ اٰیٰہَا الْعٰجِلُوْنَ  
 ترجمہ کہہ دو کیا بس ہوا اللہ کے حکم کرنے ہو مجھ کو عبادت کروں میں ہی حالہ و دون میں صیح اس بات پر ناطق ہیں کہ ان  
 شرکت سے عبادت غیر اللہ کے ہو اور بھی قاعدہ مقررہ شیعہ کا یہ کہ جب کوئی نفل کلام شایع میں واقع ہو وہ منی  
 خرمی پر قیاس کیا جائے نہ معنی انوی پر علیؑ مخصوص کہ قیاس معنی انوی کا محتاج ضمیمہ کا ہو کہ ہرگز فرقہ  
 اسکا موجود نہیں ہو اور یہی کہتے ہیں کہ مراد سلطان سے آیت میں وَ یَجْعَلْ لَّکُمْ سُلْطٰنًا فَلَا یَعِیْلُوْنَ







دیے جائیگے مگر کہنے والے اور ایسا پیغمبر کا جب مراد صبر شیعہ سے ہے تا ثلث و رمدی کہ جو شقیقین ان پر انکے مخالفین سے  
 پہونچتی ہیں حال کہ تفسیر کی صورت میں کوئی مشقت انکو نہیں پہونچتی پس مبر کی حاجت ہی کیا ہوا اگر کوئی  
 شیعہ ان تفسیروں سے جو مذکور ہوئیں انکار کرے ہم کہیں گے کہ یہ سب نکی نہایت صحیح کتابوں میں موجود ہے جیسے  
 کافی کلینی اور تفسیر علی بن ابیہم اور تفسیر ابن بابویہ کہ اسکو امام حسن عسکری کے ساتھ منسوب کیا ہوا بعض  
 ان تفسیروں سے کتاب تنزیہ الانبیاء اور امیہ میں ہے جو شریف مرتضیٰ کے ہر ان کتابوں کو مطالعہ کرین  
 ہر صفحہ ہر شتم قیامت کے دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی شیر خدا حاکم ہونگے اور ایسا کہ اللہ تعالیٰ  
 کا قول روکتا ہو مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ اَلَّذِي نَبَاكَ قِيَامَتِ كَيْفَ دَلَّ اَنَّكَ لَمِنَ الْمَلَائِكَةِ الْيَوْمَ فَهَؤُلَاءِ  
 اَلْقَهَّارِ اَتَمِنَ كَمَا لَمْ يَرِ اَنَّكَ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَكُنْ  
 یعنی قیامت کا وہ دن کہ کوئی کیسا مالک نہ بیگا اور کج حکم ہوگا خاص واسطے اللہ کے یَوْمَ يَقُومُ الزُّمُرُ  
 وَالْمَلَائِكَةُ مَهْمًا لَا تَبْكُمُوهَا اَلَا مَنْ اَذِنَ لَهَا لَرَحْمٰنٍ اِلٰی غَيْرِ ذٰلِكَ يَاتُ قِيَامَتِ كَاوَدَ دَلَّ  
 کہ کھڑی ہونگی روح اور فرشتے صف در صف کوئی بات نہیں کر سکیگا مگر جبکہ اللہ اجازت دے لگا اور انکے سوا  
 جو امتیں ہیں اگر یہ خود حاکم ہونگے تو شفاعت کے کیا معنی اور امت کو خون و خطر انکے ڈرنے سے کیوں ہو  
 اور بھی حساب قیامت اور وزن اعمال اور سوال عالناموں وغیرہ اور قیامت کے ہولوں کو غیر شیعہ کے  
 ساتھ مخصوص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی کا محب ہر چند کافر ہوے یا یہودی یا نصرانی یا ہندو و دوزخ  
 میں نہیں جائیگا چنانچہ ابن بابویہ نے شرایع میں لکھا ہے اور نسبت اسکی رہائتوں کی ابی عبد اللہ سے  
 کی ہے بطریق مفصل بن عمر سے اور نیز روایت ہے معانی الاخبار اور شیعہ برابر اس مسئلے کے معتقد ہیں اس  
 صورت میں خدا و رسول پر ایمان لانا اور تمام عقیدے اور شرعی تکلیفیں اور حدیں اور تعزیریں سب  
 ساقط ہوئیں اور کوئی کام امور شریعت سے ضروری نہ ہو سولت حب علی کے اس ہفتہ کے مفسدین  
 قیاس کرنا چاہیے کہ کہا ننگ پہونچتے ہیں حال میں یہ مذہب حمیرہ حمیرہ کا ہو گیا ہو انما عشرہ کا  
 نہیں رہا ہفتہ نہم یہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے تدبیر قتل حضرت مرتضیٰ کی کی تھی اور جیلے اٹھائے  
 تھے یہ روایت علی بن مظاہر کی بواسطہ حدیفہ کے ہے حال آنکہ محبت حضرت عمر کی علی مرتضیٰ سے  
 اور انکی توقیر اور اپنی سسرال ہو جانے پر فخر کرنا اور اسکی تفضیل اور حسنین کی اور روایتیں  
 اور فضیلتیں انکی برابر منقول ہیں اور شریع پنج البلاغہ میں کہ اکثر انکے مصنف مشیعہ ہیں

مذکورہ مشہور اور شریف مرتضیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء و آلہ میں تصریح کی ہے ان عظمیٰ گانِ مظهر کلمۃ اللہ  
 وَالْمُتَمَتِّعِ بِشَرِيعَةِ مُحَمَّدٍ تَرَجَمَ بِشَيْخٍ عَمْرٍا سَلَامَ ظَاهِرُ كَرْنِهِ وَلَمْ يَحْضُرْ عَمَلُ كَرْتِهِ تَمَامِ احْكَامِ  
 اسلام پر اور جو کوئی ایسا ہوگا اس سے ارادہ قتل کسی مسلمان اور ایسے مسلمان کا کیونکر تصور کیا جائیگا ہفوفہ  
 و اہم کہتے ہیں جو کوئی ظلم ظلم کو ستر دفعہ لعنت کرے ستر نیکیاں اُسکی لکھی جائیں اور ستر گناہ اُس کے  
 مسٹ جائیں اور ستر درجے بہشت میں اُسکے مقرب ہوں کہ ابو جعفر طوسی نے مارواہ من اختلافات عن الصادق میں  
 ذکر کیا ہے اور یہ محض جھوٹ ہے سو اسے کہہ دوں کہ یہ کہنا کسی شریعت میں موجب ثواب کا نہیں ہے سلطان  
 کہ سب بدوں کا رئیس ہے علیہ اللعنة اُسکا بڑا کہنا بھی رقی بھرنیک نہیں ہے وَقَدْ حَضَرَ عَنْ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ  
 اِنَّهُ لَمَّا سَمِعَهُ اَصْحَابًا يَسْتَبِشُونَ اَهْلًا لِنَشَامٍ قَالُوا اِنِّي الْكُفْرُ لَكُلُّهُ اَنْ تَكُونُوا سَبْعًا بَيْنَ كَذَانِي مِنْ الْعِلْمِ  
 ادبی ہی لمن عمر کو افضل ذکر خدا سے جانتے ہیں جیسا کہ ہشام اہل نے حضرت صادق سے بطریق متعدد نقل  
 کی ہو حال آنکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَدَّكَ اللهُ اَكْبَرًا اور مال ہشام اہل کا معلوم کہ بار بار حضرت صادق  
 جھوٹ لگایا اور انھوں نے اُسکو مفسری و کذاب کہا ہے گمنا مفسر مفسر جیسا کہ گذرا بار بار ہفوفہ یا زوہم  
 لکھے ہیں حق تعالیٰ نے کلام کا تین کو فرمایا کہ تین روز تک قتل عمر سے تمام مخلوق سے ظلم اٹھالیں اور کسی پر کوئی  
 گناہ نہ لکھیں سَوَاةً عَنِ ابْنِ الْمُظَاهِرِ الْوَاسِطِيِّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ اسْتَحْقٍ الْقُمِيِّ عَنْ الْعَسْكَرِيِّ وَعَنِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا حَكَاهُ عَنْ سَيِّدِهِ عَزَّ وَجَلَّ اور یہ روایت صحیح افزا و جھوٹ ہو سکتا  
 کہ مخالف اصول شریعت کے اور متواتر جھوٹ شہر نے والی بیان اسکا یہ کہ اگر فرض کریں کہ ایک شخص اول روز  
 قتل عمر کے حد بلوغ کو پونہچا اور اس میں تین دن بہت پرستی کی اور ماہرین سے رزنا کیا اور سب مٹی یعنی دُشنام  
 مٹی کا و تیفہ شریعت کیا اور چہری اور شراب پینا اور غلام اور قتل و تمام گناہ کبیرہ پر دلیر رہا آخر تیس  
 دن مر گیا چاہیے کہ جیسا بہشت میں جاوے بطلانہ لایعنی علی احد من اهل الدین والعقل تعنی  
 اسکی بیہودگی اہل دین اور عقل سے چھپی نہیں ہے ہفوفہ و زوہم اللہ تعالیٰ وَالْعَدُوِّ كَانَ لَهَا حَتَمًا  
 يَقْبَلُكَ اِنْ هُمَا مِنْ دُونِ اللهِ اَبُو بَكْرٍ و عمر ان دونوں کے دوت تھے منکی پرستش کرتے تھے سوا خدا کے ابان  
 بن عباس وغیرہ نے سلیم ابن قیس ہلالی سے یہ روایت کی ہے اور اُس نے یہ نعمت مسلمان فاریسی پر لگائی اس  
 ہفوفہ کی فضیلت تعصبات میں گندری ہفوفہ سیز و ہم کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ بہشت خطاب سے ہوئے  
 ولد الزنا تھے حال آنکہ سیکر و من جگر امیر المؤمنین کے کلام میں اور ائمہ کے انگوٹھ ابن الخطاب کہا ہے اور حضرت جعفر

قبیلہ عمر کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محل میں لائے اور حضرت امیر نے اپنی لڑکی عمر کو دی اگر ایسا  
ہوتا تو کلام معصوم میں جھوٹ بھی لازم آتا ہو اور سد ہیانہ بھی نہ تا کی اولاد کے ساتھ ان بزرگواروں کا  
واقع ہوتا ہی معاذ اللہ من ذلک و دیگر کی نفی نسب پر امامیہ کا اجماع ہی چنانچہ اگلے صلائے نسب کے کتابوں  
میں لکھا ہو **وَمِنْكُمْ حَمِیلُ الدِّینِ الْکَافِیَّةِ صَاحِبُ بَکْرِ لَا نَسَابٍ** ونقل الامام علی ذلت حسن ابن  
سلیمان العندی فی ملتقطاتہ **مرفوعہ چار روہم کہتے ہیں کہ ہر سال موسم حج میں منامین ابو بکر و عمر کو**  
**فرشتے دیکھتے ہی تازہ بجازہ نکالتے ہیں اور مقام مدنی ہمار میں دونوں کو سولی پر چڑھاتے ہیں سواۃ**  
**ابو النضر عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ عن ابیہ** اور یہ مرفوعہ بھی ایسا ہی جیسے دیوانوں کی بکسل و بڑا فخر  
حضرت امیر پر اس واسطے کہ دارالجزا آخرت ہو نہ دنیا و **مِنْ ذَلِکُمْ بَرَزْنَا لَہُمْ بَرَزَاتُہِمْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ** اسکے ساتھ  
یہ کہ محسوس نہیں اس واسطے کہ چھ لاکھ آدمی حاجی اس مکان میں جمع ہوتے ہیں نہ کوئی دیکھتا ہو نہ بیان کرتا ہو  
کہ کسی کو وہاں سولی دی ہو اگر یہ کہیں کہ حاجیوں کو دکھانا منظور نہیں ہو تو ہم کہیں گے کہ عذاب قبر میں  
کیا کو تا ہی تھی کہ فرشتے انکو قبر سے نکالیں اور سولی دین اور بازار منامین لائیں اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ  
حاجیوں کو دکھائیں تا انکو عبرت ہو اور انکے حق میں جو انکو اعتقاد و شکر دی کا ہو اس سے تو برکین اور وہ  
فضیحت ہوں کہ ایسے مجمع عظیم میں یہ سزا و ذلت واقع ہو اور جب کسی نے نہ دیکھا تو اس سزا سے کیا حاصل  
اور نکالنا اور لانا بالکل جث و لغو اور اللہ تعالیٰ فعل عیث سے پاک ہو جیسا کہ عقابہ شیعہ میں بھی مقرر ہے  
**مرفوعہ پانز و ہم حضرت ابو بکر و عمر کو ہجرت کے سفر میں اس سبب سے ساتھ لیا تھا تا کفار قریش کو**  
**جتانہ دین کہ اس مت کو کہتے ہیں اس مرفوعہ کا بطلان ایسا نہیں کہ محتاج بیان کا ہو کیا ضرور تھا کہ ابو بکر**  
**اس راوی پر اطلاع فرماتے اور شہیک دو پہر گرمی کے وقت انکے گھر جاکے مشورہ نکلنے کا کیا اور توشہ اور**  
**سواری مانگنے لی اور سفر کا کھانا اور اس وقت کا اگلے گھر سے انکی لڑکی سے تیار کرنا پھر عمار بن غیرہ ابو بکر کے چیلے کو**  
**راہ بتانے والا ٹھہرایا اور سواری کے اونٹ اسکو سوئے اور عبداللہ ابو بکر کے بڑے بیٹے کو بطور جاسوس**  
**اور ہر کار کے چھوڑا کہ رئیس قریش کی جو تدبیر و مشورہ کہ آپ کے طلبے تلاش میں کرین راتوں رات**  
**اسکی خبر فارین انکو پہنچاتے اور حق تعالیٰ نے کسکو ابو بکر کے حزن و اندوہ کو آنحضرت کے معاملے میں اور**  
**آنحضرت کے تسلی و پیچ کو ساتھ الفا سے معرفت فاسفہ سمیت کے بیان فرمایا اذ یَقُولُ لَہُکَ جِہِم**  
**لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَہُ** یعنی جسوقت کہ کتا تھا اپنے ساتھی سے مت غم کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے

کسی غرض شیعہ کی یہ ہو کہ اس سفر کی صحبت و رفاقت میں بزرگی اور بہت بڑی فضیلت ابو بکر کی مٹھوئی چاہتے ہیں کہ اس فضیلت کو نقصان و بڑائی کی طرف لوٹائیں لیکن ایک بات سے تمام واقع کو اور حُر و حرمت و فوق میں کیسے جھوٹا کر سکیں گے ہر طرف سے جھوٹا کرنے والے انکی بات کے پیدا ہوتے ہیں اور آبرو و انکی خاک و لت میں ملائے ہیں وَ یُرِیدُ اللہُ اَنْ یُحِیْحَ الْحَقَّ وَ یُطِیْلَ لِبَاطِلٍ وَ لَوْ کَرِهَ الْمُحْجِرُونَ ارادہ کرتا ہوں کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹ اگرچہ گنہگار اسکو مکروہ جانیں اسواسطے ملا عبد اللہ مشہدی نے مسکی کتا ہاتھ مارا الحق پر اس قصے میں بعد نہایت سعی و تلاش کے کہا ہو کہ ازراہ انصاف نفس الامر بھی بات ہو کہ یہ گمان نہایت بعید ہو اور تعجب ہی کیا ہو کہ خلیفہ اول کو کہ آنحضرت کے سسر تھے اور مسلمان جو نہیں تھے بہتوں سے سابق اور اکثر اوقات آپ کی صحبت کے ملازم اور ہمیشہ حاضر باش خدمت اس سفر میں اپنے ساتھ کے لیے اختیار کیا ہوا اور انکی صحبت سے الفت رکھی ہوئی تھی کلاماً کہ بِلَفْظِہِ ختم ہوا کلام اسکا لفظ بلفظ اور قاضی نور اللہ شوستری نے بھی محاسن المؤمنین میں بھی لکھا ہو کہ اس بحث میں جیسی ہو واللہ اللہ قَالَ مُقْتَرِلًا لِّیَسَّأَلُوْہِ بِیْ ثُمَّ اَنَّا کَاثِرُوْنَ اَنْ اَصْطَبَّ اَعْمَلٰی عَلٰی فِرَاقِہِ طَاعَتِہٖ وَ فِضْلَہٗ اِلَّا اَنْ مَّحَبَّہٗ اِنِّیْ نُبْکِّرُ اَعْظَمَ لَا اَنْ اَلْحَاضِرَ اَعْلٰی مِنْ الْغَائِبِ لَا اَنْ عَلِیًّا مَا تَحْمِلُ لِحُفَہٗ اِلَّا لَیْلَہٗ وَ اَحَدٌ وَّ اَبُو بَکْرٍ مَّکْتُ فِي الْغَاۤیِبِ اَیَّامًا وَاِنَّمَا اَخْتَارَ عَلِیًّا لِلْعَوْمِ عَلٰی فِرَاقِہِ لَا سَئَہٗ کَانَ صَغِیْرًا لَّمْ یُظْہَرْ مِنْہٗ دَعْوَۃٌ بِالْذِّیْلِ وَ الْحِجَّۃِ وَ لَا جِہَادٍ بِالسَّیْفِ وَ السِّنَانِ بِخِلَافِ اِنِّیْ نُبْکِّرُ فَ اِنَّہٗ دَعَا حِیْنَئِذٍ جَمَاعَۃً اِلَی الدِّیْنِ وَ قَدْ دَبَّ عَنِ الرَّسُوْلِ صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَمَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَمَالِ وَ کَانَ غَضَبُ الْکُفَّارِ عَلٰی اِنِّیْ نُبْکِّرُ اَشَدُّ مِنْ غَضَبِہُمْ عَلٰی عَلِیٍّ وَ لِهٰذَا لَمْ یَقْعُدُوْا عَلِیًّا بِعَتْرِبٍ وَ اَلِہِمَّ لَمَّا عَرَفُوْا اَنَّ الْمُصْطَفِیَّ هُوَ اَنْہِیْ تَرَوْہُمْ کَمَا مَفْزَعُ شَاہِدِی لَیْ نَبْکِّرُ اِس سے تو انکار نہیں کہ علی کا آنحضرت کے بستر پر سونا طاعت و فضیلت ہی مگر یہ کہ رفاقت ابو بکر کی بہت بڑھ کر ہو اسلیئے کہ غائب سے حاضر کا درجہ اعلیٰ ہو علی نے تو ایک بات کی محنت اٹھائی اور ابو بکر فارمیں چند روز رہے صرف یہ بات ہو کہ آنحضرت نے علی کو جو اپنے بستر پر سولانا اختیار کیا اسواسطے تھا کہ علی خود سال تھے انسے یہ بات کہ مخلوق کی دعوت کو نیچے دلیل و محبت کے ساتھ یا تلوار و نیزے سے ظاہر نہیں ہوتی تھی بخلاف ابی بکر کہ بیشک انھوں نے دعوت کی لوگوں کو دین کی طرف اور حضرت سے موع کیا جان و مال سے اور حبیباً غضب سخت کا فروں کا ابو بکر پر تھا ایسا علی پر کہاں تھا اسی سے

تقدیر علی کا کیا غار نہیں نہ دیکھ دینے میں جب پہچان لیا کہ وہ سونے ہین ہفوفہ شانزروہم کہتے ہیں کہ قیامت کے دن پوست بدن فلان عورت کا اصحاب کف کے کتے کے پوست سے بدل کر بیٹھے اور یہ لفظ بلعم باعور کے حق میں نازل ہوا انھوں نے بلعم باعور کو جو مراد اس سزا کا نہ کیا بطور اصلاح کے اپنا تصرف کیا اور ایسی روایت کی ہمیشہ قاعدہ اس فرقے کا یہی ہو کہ جو کا فرض موصوفہ کفر ہین یعنی انکا کفر بض ثابت ہوا شد رسول کے کلام سے جنھوں نے نبیوں و در رسولوں سے حدود و جہ کی عداوت میں کی ہین اور قرآن مجید انکی شقاوت تو ہر ناطق انکو کھچی برا نہیں کہتے اور انکے بد حال کو شمار میں نہیں لاتے بلکہ جو کچھ انکے حق میں عذاب واقع ہو زیادہ مانگے مرتبے سے جانکر حضرت کے خلیفوں و راز خواج مطہرات میں روایت کرتے ہیں اس سے ظاہر کہ قرآن و حدیث میں اصلاح کرتے ہیں مگر یہ اصلاح ایسی ہے جیسے کسی حق نے بعض آیات قرآن میں اصلاح دی تھی عیسیٰ موصیٰ سر بلکہ و خیر عیسیٰ جب اس سے پوچھا کہ عصا موصیٰ کا تھا آدم کا اور گرد حایسیٰ کا تھا موصیٰ کا اور اس ہفوفہ کی تکذیب میں قرآن ناطق ہو قولہ تعالیٰ یُرِیدُ اللّٰهُ لَیْذُوبَ عَنْکُمْ اِلَیْہِ الْاَنْجِلُ الْاَنْجِلُ وَ یُظْهِرَ کُمْ نَاطِقِہِذَا اَمَادہ کرتا ہو اشد تاکو دے جسے نہایت احوال بیت اور پاک کر دے مکو نہایت پاک کرنا اور کہتے کا پوست اگرچہ اصحاب کف کا کہتے ہو نجس ہی ہو قولہ تعالیٰ الطَّیِّبَاتِ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُونَ لِلطَّیِّبَاتِ اُولَئِکَ مُتَبَرِّئُونَ مِمَّا یَفْعَلُوْنَ تَبٰی اَکِزہ عورتیں دینی پاکیزہ عورتیں واسطے پاکیزہ مردوں کے ہین اور پاکیزہ مرد واسطے پاکیزہ عورتوں کے اور وہ بری ہیں اس سے جو کچھ وہ کہتے ہین و قولہ تعالیٰ لَا تَحِلُّ لَکَ الْاِنْسَاءُ مِمَّنْ بَعْدُ وَاُولَئِکَ تَبَدَّلَ بَیْنَہُمْ مِنْ اَزْوَاجٍ تَعْنِیْ مِمَّنْ حَلَالِہِ ہین شکو عورتیں بعد اسکے نہ بدلنا انکو عورتوں سے جب بدلتا ان ازواج کا اور ازواج سے جائز نہوا کہتے نا پاک سے بدلنا کیسے جائز ہو گا اور اس ہفوفہ کو دیکھنا چاہیے کہ مضمون آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا بیشک جو لوگ کہ ایذا دیتے ہین اللہ و رسول کو لعنت ہو انپر اللہ و رسول کی دنیا و آخرت میں اور دیار ہونگے واسطے عذاب جہالت کا کیسا چپکا ہوا ہو لیکن عذرا نکالنا ہر ہی کہتے ہین ہم عداوت عاید سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے اگرچہ ایمان ہمارا جو خدا و رسول پر ہو بر باد کیوں نہ ہو چکا بیشک مردوں کا کام یہی ہو شاہد اش مدافین ہفوفہ ہفتہ ہم کہتے ہین متبی زمین پر کہ بدن معصوم کا لگتا ہو کبے سے ہزاروں درجہ بہتر ہو اسپر ہض کی ہونگے فیج مقبول نے دوس وغیرہ میں ہ ہفوفہ بھی صریح باطل ہو اسواسطے کہ اس صورت میں لازم آتا ہو کہ بتجائے اور عباد تجائے ہو و لہذا رضی کے اور معبد رہبان کے اور قش خانے محبوب

اور یہ یکلین بنوں کی کہ جہان کہین معصوم کا گزیر پڑے سب کچھ سے بہتر ہوں خصوص جو منزلیں کو فدا و مصیبتیں  
 بیچ میں ہیں بلکہ مگر خلفائے عباسیہ کے کہ انہیں چند ائمہ معصومین قید ہوئے تھے کچھ معظّم سے ہزاروں درجہ  
 افضل ہوا اور معاویہ کا گھر جہان حضرت امام حسینؑ بتقریب بیمار پرسی کے گئے تھے اور اسی گھر میں یزید پید  
 پیدا ہوا یہ بھی ہزاروں درجہ کچھ سے بہتر ہو سکتا تھا اَنَّا نَعْبُدُكَ فَذَلَّ بَنَاتُنَا عَظِيمٌ مَفْضُوہ ہمیز و ہم خود غمراہا ہوا  
 کہ صاحب حکم اور پادشاہ حقیقی اور امام معصوم ہمدی منتظر ہیں سو اے اُنکے کسیکو حدین فرعی قائم اور  
 فیصلہ جھگڑوں کے اور تعزیریں جاری کرنا اور جمعہ قائم کرنا اور عادت پڑھانا کیسب کا حق نہیں ہی حکومتی  
 ان کا مون میں بدون اُنکے اذن کے دخل کرے بدکار و گنہگار ہی سچا آپ ہی کہتے ہیں کہ جب تک ہمدی موجود نہیں  
 امر شریعت کے راجح اُس مجتہد کی طرف ہونگے جس میں شرطین نیابت کی تبع ہوں یعنی وہ شخص کہ درجہ اجتہاد کو  
 پونہچا ہوا اُنکے زمانے میں اُنکے سوا کوئی اعلم نہ ہو جس وہ قائم مقام امام معصوم کے ہر چیز میں سوا اجماع کے  
 اب ہم کہتے ہیں کہ وہ طعنے جو اہل سنت پر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ خلیفہ رسول کا اپنی طرف سے مقرر کرتے ہیں  
 باجماع ہے نفس پیغمبر کے اور اُنکے دین میں تفرق کرتے ہیں کہاں گئے اور کیوں حرّات مطعونہ ٹپل میں لاتے ہیں  
 کہ اس مسئلے پر سب امامیہ متفق ہیں اُنکے سوا ایک درخط واقع ہوا کہ سب بڑھکے اعلم ہونا اُس آدمی کا اس زمانے  
 کے سارے عالموں سے کہ تمام شرق و غرب میں پہلے ہوئے ہونگے نہایت مشکل باتوں سے ہر لمحہ محال اُنکے سامنے  
 یہ کہ بعض اپنے عالموں سے کہ باجماع اُن کے معتقد ہیں اور انکو امام کے قائم مقام کہڑا ہی امر و نبی سے اُن کے  
 باہر نکل کے نہیں جاتے جیسے ابن بابویہ اور ابن معلم اور سید مرتضیٰ اور ابن مہرعلی اور شیخ مقتول و دہلوی اُنکے  
 جنکا اعلم ہونا اپنے زمانے میں ثابت نہ ہو کیا کہیں گے کہ جب شرط نیابت کی علم اعلم ہو تو ضرور و وفق لازم آئے  
 ہینکا رہنا احکام شرعیہ یا خلاف قول معصوم کے ان دو آفت سے بچنا محال مَفْضُوہ نوز و ہم جہاد کو سوسے  
 وقت محدود فاسد جانتے ہیں اور گناہ سمجھتے ہیں حال آنگہ قرآن مجید اور متواتر حدیثوں سے فضیلت جہاد  
 کی ہر وقت میں ثابت ہو اور عاقل بھی حکم کر لیا کہ جب جہاد میواسطے واجب ہوا ہر کہ دشمن دین کے دفع  
 ہوں اور اللہ کی باتیں بلند سی پکڑیں جب تک کہ دشمن موجود ہوں اور اللہ کی باتیں محتاج بلند کرنیکی ہو  
 جاری رکھنا چاہیے باوصف نبوت ان دو باعث کے جہاد ترک کرنا ایسا ہی جیسے مادہ فسد موجود چلے  
 تنقیہ نہ کرنا یا اعضاء رئیسہ میں ضعف ہو اسکو قوت نہ پونہچا نا مَفْضُوہ بستم کلام اللہ کو قرآن منزل نہیں  
 جانتے معرف عثمان کا سمجھتے ہیں یعنی انکا بدل ڈالا ہوا کیا خوب کاش اسی عقیدے پر ثابت ہر میں میکن

اچھا اثر سے روایت کرتے ہیں کہ اسی کلام محزون کو نازنین پڑھا کرتے تھے اور ثواب ہی کی نیت سے پڑھتے تھے  
اور اسی کی آیاتوں کو شریعت کے حکمون میں دلیل کو لے تھے اور تمام امامیہ ہی کلام محزون تلاوت کیا کرتے تھے  
اور مردوں کو اسکا ثواب پہنچتے تھے اگر وہ عقیدہ ہی تو یہ حرکت لے لیا ہو ہفتہ بست و یکم کہتے ہیں مراد  
واجب الارض سے حضرت امیر المؤمنین میں قَاتِلُكُمْ اللَّهُ هَذَا کُومَا کہیے بے ادب ہیں اللہ واذا وقع القول  
عليكم اخرجنا لكم دابة من الارض اس بات کو کہنی نے بھی تفسیر کی اور تحت آخر کی حضرت امام جعفر  
کو لگا کی کہ یہ روایت کو لے ہیں حضرت امیر المؤمنین سے اِنَّهُ قَالَ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِ النَّاسِ بَشَرٌ مِّنْ  
عَالَمِ زَمِينٍ کَا هُونِ کَرْوَنَ سے باتیں کرتا ہوں حال آنکہ قرآن مجید میں صریح مذکور ہے کہ جب واجب الارض نکلیگا  
حرب قیامت کا ہوگا اور کوئی بر مری پڑے گی اور زاد حضرت امیر کا اسوقت سے بہت مقدم ہو اور حسب علم  
امامیہ کے اگلے لوٹنے کا زاد وقت امام مہدی کا ہو اور ابھی قیامت کی حالت مراد ہفتہ بست و دو روز ہفتہ  
وینا فیچ چھ کر لگی اور اپنے حرموں کی عمارتوں اور دوستوں کے واسطے بہترین عبادتوں سے ہو اور بہت بڑی  
طاعتوں سے ملنے ہیں اور بڑا ثواب اُسپر روایت کرتے ہیں اور ابن بابویہ صاحب رقعہ مزورہ یعنی غریب  
کے رقعے صاحب زبان یعنی امام مہدی کی طرف سے نقل کیے ہیں جگہ پڑھنے سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے  
ہیں اور پھر ایسی بے غیبتی و بے ناموسی کی نسبت ایسے عالی حضرتوں کے ساتھ کرتے ہیں ہفتہ بست و سوم  
عورتوں کے متعلق سب عبادتوں اور طاعتوں سے افضل و بہتر جانتے ہیں تفسیر سورۃ فتح اللہ غیر از سی میں ہے  
اِنَّ آيَتِ فَمَا اَسْمَعُكُمْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ كَاَوْهِنُ اَجْوَسَ هُنَّ فَرِيضَةٌ تَرْجَمُ بِهِ جَمْعٌ تَبِيعَ كَمِمْ كَامٍ مِّنْ لَّاؤِ  
اُسکو عورتوں سے تو دو انگوا جرت اگلی مفری ابن بابویہ سے نقل کی ہو اور وہ حضرت امام جعفر سے  
روایت کرتا ہو کہ اگر کسی عورت کو متعجب سے خَالِعَةً مُّخْلِصَةً لِّوَجْهِ اللّٰهِ جَوَابَاتِ کہ اس سے کہے اللہ تعالیٰ  
اسکی ہر بات پر ایک نیکی لکھے اور جو اس سے صحبت کرے اللہ تعالیٰ اُسکے سب گناہ بخش دے اور غسل کرے  
حق تعالیٰ اُسکے ہر مال کی گنتی کے موافق جہر پانی تا تر اہر مغفرت اور رحمت اُسکو بخشے بسن کو جب اس روایت  
کے آدمی کو عمر بھر میں ایک متعجب کرنا گناہ بخشوئے کو کافی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس تفسیر میں  
روایت لایا ہو کہ جو کوئی دنیا سے جائے اور اُس نے متعجب نہیں کیا ہو قیامت کے دن بد صورت و بد ہیئت ہوگا  
جیسے کیسی ناک کاٹ ڈالی ہو اور جو جب اس روایت کے معاذ اللہ انبیاء و ائمہ کہ بالاتفاق انھوں نے  
متعجب نہیں کیا ہو اس فضیلت میں گرفتار ہو گئے اور بھی تفسیر مذکور میں آنحضرت سے روایت کرتا ہو



جو کوئی ایک بار مستہ کرے نہ جہاں سکا مثل مدح حسین ہے ہو اور جو دو بار مستہ کرے درج حسن کا پاوے اور  
تین بار مستہ کرے عروج کا مقامی کے درجے کو پہنچے اور چار بار میں درج میرا ہو ایک چٹھان خوش طبع نے یہ وصیت  
سنی اور کہا کہ اس درجہ میں کوتاہی کی ہر چاہیے تھا کہ پانچ بار مستہ کرنے کے ثواب کو خدائی کا مرتبہ حاصل  
ہو مافرا۔ دیتے تو مستہ کی بزرگی اچھی طرح ثابت ہوتی: اور بھی سلمان فارسی سے اور مقداد اسود کندلی اور  
تاریا سر رضی اللہ عنہ سے اسی تفسیر مذکور میں مروی ہو کہ ہا ہی ایک ان۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پاس ہم تھے آنحضرت اُنٹھے اور خطیبہ بلع پڑھا بعد اُسکے فرمایا کہ اسی کو گونا گونا بھائی بل لے بھلو ایک  
تختہ اپنے پروردگار کے پاس ہے پوچھا یا کہ وہ مستہ کرنا زمین و آسمان کے ساتھ اور مجھے پہلے کسی بیغیر کو تحفہ  
عطا ہوا اور میں نے گھوٹا اُسکا حکم دیا: ہون کہ یہ میری سنت ہے میرے زمانے میں اور میرے بعد جو کوئی اُسکو  
مجھے قبول کرے اور اُس پر عمل کرے وہ مجھے موکا ہو جو کوئی مخالفت کرے، یقیناً میں نے حکم کیا گویا اُسے خدا سے  
مخالفت کی اور جان لو کہ اہل مجلس سے ایک شخص نے دل میں مخالفت میری کرے اور اُس نے باطل ٹھہرے بعض کہ جب سے  
جیسا کہ اسکو کتب میں کو اہی رہتا ہوں کہ وہ شخص، رتہ، ہذا، لعنت، اُس پر ہوگی حویہ مخالفت  
نے گا اس سبب کہ جو اسے نکال کر لگیا وہ گویا منکر ہے، زور کا ہو اور اُسے مخالفت خدا کی اور  
مخالفت خدا کا بیشک دوزخی اور بد عیب میں رہے فہم جمعہ کر لگیا ہشتی ہوگا جب عورت اپنے  
دوست کے پاس بیٹھی گی اپنے دوستہ اُتر لگیا انکی رکھوالی کر لگیا اُسوقت تک کہ اس مجلس سے اٹھیں اگر  
اُس میں باتیں کریں وہ انکے لیے ذر و ذریعہ ہوگا اور سب اُسے دوسرے کا ہاتھ پڑنے کے جو گناہ انھوں نے  
کیے میں سب انکی پوروں سے بھوٹے پڑینگے اور جو ایک دوسرے کو چومیں گے اللہ تعالیٰ ہر بوسے کے عوض  
میں ایک حج و عمرے کا ثواب دے گا لکھیا جیسے اونچے اونچے پہاڑ اور جب اُنکے غسل میں مشغول ہونگے  
حق تعالیٰ فرشتوں سے کہیگا دیکھو یہ دونوں میرے ہیں جو اٹھے ہیں اور غسل میں مشغول ہیں اور اعتقاد  
رکھتے ہیں کہ میں انکا پروردگار ہوں تم گواہ ہو کہ میں نے انکو بخش دیا اور بال بال پدا انکے جیسے عود کے پانی  
غسل کا اُتر لگیا اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھیا اور ہر ائی مٹا دینگا اور دس صدے بلند کر دینگا۔ تنکے امیر المؤمنین  
علی علیہ السلام اُٹھے اور پوچھا یا رسول اللہ جو شخص کہ اس مقدسے میں کو شمش کرے وہ کیا بدلہ پائیگا  
فرمایا اُسکو بھی وہی بدلہ ہو جو مومن اور عورت متمتعہ کو ہوا اُسے بعد فرمایا اسی علی جب مرد متمتعہ اور  
عورت متمتعہ غسل سے فارغ ہونگے جو قطرہ پانی کا انکے بدن سے گر لگیا اللہ تعالیٰ اُس سے ایک دستہ

پیدا کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کی وہ شیعہ و تقدیس کر لیا اسکا ثواب اس غسل کرنے والے کو ملیگا قیامت تک اس عمل  
جو کوئی اس سنت کو سہل و سہل و سہل کر لیا اور اسکو مباح نہیں کر لیا وہ میرے شیعہ سے نہیں، ہر میں اس سے  
ہزار ہوں ان روایتوں میں غور کرنا چاہیے کہ تمام شریعتوں سے کس قدر مخالف ہیں نکاح کو کہ بالاتفاق سنت  
دنیا کی ہر اسکو کسی نے نہیں کہا کہ اس سے گناہ مٹ جاتا ہے یا درجہ بڑھ جاتا ہے میں سو بگیا یہ فعل فاحشہ  
پلشت یعنی پلید کسی دین و دامن میں مستی کھانے اور اپنے خطا نفس اٹھانے پر اسقدر ثواب بلکہ انکا سوال چھ  
بھی نہیں مٹھ رہا ہے عجب بڑا و طرفہ آئین ہے کہ حسین خدائے دشمنوں سے لڑنا اور رمضان کی راتوں میں  
تمام رات قرآن پڑھنا جسکی مدح و صفت تمام قرآن میں ہے تو بہت بڑا گناہ اور نہایت کبیرہ ہوا در یہ قیام  
رات بھر کا اور محنت نفس کی جو عورت متعہ سے رات بھر رہے ایسی عبادت ہو کہ ایک دفعہ کہنے میں درجہ  
امامت کا اور چار دفعہ کریمین درجہ نبوت اور ختم رسالت کا حاصل ہو حقیقت صد حیف کہ قرآن مجید خاص  
اس واسطے نازل ہوا کہ جن چیزوں پر ثواب واجب ہو اور جنت میں پہنچنے کی جو راہ ہو اسکو بتائے اور یہ  
جو بڑی بڑی عبادتیں ہیں جنکی فضیلتیں اور تعریفیں مذکور ہوئیں کیا وجہ کہ انکی کہیں اس میں کمی ہو بھی  
نہیں پائی جائے اور ایسی راہ سہل مزیدار سے انھیں ایک روزن بھی نہیں کھولا بڑا مزہ بگڑ گیا اور جس راہ  
سیدھی سے ایمان و دنیا کے درجن کو پہنچ جاتے مطلق نہیں معلوم ہوئی اگر چند روایتیں ضعیف و اہی  
ابن بابویہ کی جلی میں یا میر فتح اللہ شیرازی کے ہمارے میں لہ حیض کی طرح دہی چھید ہیں اور کسی نے  
انکو یقین نہ کیا تو کیا لطف اور کونسا احسان ایسے عمدہ مطلب کو تو چاہیے تھا قرآن میں بار بار ذکر کرتے  
جیسے نماز روزہ اور جہاد و حج تو خاص عام اسکو معلوم کرتے اور ہر طفل مکتب ہی اسکی تلاوت کرتا  
نامشہور و متواتر ہو جاتی علی بابا احمد مہدی کو فرقہ امامیہ کے بڑے عالموں سے ہوا بھی عنقریب کیسے بلا علی  
میں گذرا ہو اور امام جامع مسجد چلڈر دہان کا خطیب تھا اور انکے مجتہدوں واجب لاطاعہ سے آور  
اور بڑے بڑے علما نے انکے کہا ہو کہ متعہ دور یہ باجماع فرقہ امامیہ کے جائز ہو کہ ایک عورت کو چند آدمی  
ایک رات کے واسطے متعہ کریں ہر ایک ایک ساعت یا دو ساعت کے واسطے اور بھی کہا ہو کہ ہمارے  
نزدیک یعنی امامیہ کے نزدیک اس صبح یہ ہو کہ متعہ ذوات البہال یعنی عورتیں شوہر والیا بھی جائز ہے جب  
جو روان انکی سنی ہوں کس واسطے کہ محال اہل سنت کا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہو پس گویا جو روان  
انکی بے شوہر ہیں اور متعہ بے شوہر والیا بالاجماع جائز ہو اور متعہ ہندو اور مجوسی عورتوں سے بھی جائز ہو

زبان اہل کلام اللہ کے ساتھ ملے گا اس کے دل میں اس کے معنی سے کچھ نہواں حال جب تعہد بڑی عبادت ہی  
لہذا اسکو وسعت دینا ضروری تو کوئی شخص کسی وقت میں اس کی جگہ اس کے ثواب کا حساب سے محروم نہ رہے  
خاتمۃ الکتاب و فذلک الحساب جانتا چاہیے کہ جب اختلاف امت کا مذہبوں میں پیدا  
ہوا کہ کوئی گروہ کسی ہو گیا کوئی شیعہ تو لازم ہو کہ نشانیاں اصل و حقیقت ہر ایک مذہب کے مودیان فریق  
سے کلام اللہ اور اہل بیت کے قولوں سے جستجو کریں کہ کونسا مذہب بالاتفاق کفار سے مشابہت رکھتا  
ہو اور کون چاہہ ضلالت میں گرفتار ہو اور کون اس مشابہت و ضلالت سے برکنا اس بات کو غور و لحاظ  
کریں کہ اس واسطے کہ جب آپس میں جھگڑا اور نزاع ہوتا ہو تو ایک دوسرے کی روایتوں کو نہیں مانتے ہیں  
لہذا جہر اللہ کی کتاب و قول و عمرت کی گواہی دین اس مذہب کی اصل و حقیقت کو ہم سچ جانیں  
اور اس کے مقابل کو باطل سمجھیں اس لیے کہ جو مذہب کفار کے آئین و وضع سے مشابہت تمام رکھتا ہو وہی  
باطل ہو اور جو خلاف اس کے وہی حق ہو پس اول بنے قرآن مجید میں نظر کی تو بہت آیتیں پائیں کہ  
اہل سنت کے مذہب کے حقیقت کو بتاتی ہیں اس موقع پر تبرکاً موافق شمار اثنا عشریہ کی بارہ آیتیں  
تلاوت کریں آیت اول مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ  
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا لِّيُتِمَّ بِكُمْ فَتَاهُمْ فِي وُجُوهِكُمْ  
مِنْ أَتْرِ الشَّجَرِ لَا يَتَرَجَمُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ  
رحیم اپنے آپس میں دیکھیں گا تو انکو رکوع و سجود میں کہ چاہتے ہیں فضل کو خدا سے اور رضامندی  
انکی صورتوں میں نشان ہیں نا ان کے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مذہب حق وہی مذہب ہو کہ جو  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے طریقے پر ہی اس واسطے کہ جو موافق مدوح کے ہو وہی مدوح ہو  
آیت دوم وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ  
سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ  
ترجمہ آور وہ لوگ کہ آئے بعد ان سے کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے ہلکے بھائیوں کے اور ہمارے بھائیوں  
کہ جسے پہلے پہنچے ہیں ایمان کو اور تم ہمارے دل میں کینہ خاص نہ لوگوں کا جو ایمان لائے  
اسی پروردگار ہمارے تو مہربان و رحیم ہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ مذہب ان لوگوں کا حق ہی  
جو کسی مومن کی طرف سے دل میں کینہ نہیں رکھتے اور اگلے ایمان لانے والوں کے حق میں جو

صحابہ کرام اور اہل ایمان ہر ایک کے لئے جو اہل بیت کے ہر خدائے  
 منفرد چاہتے ہیں آیت سوم وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ  
 وَيُكَفِّرْ عَنْ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ترجمہ  
 جو شخص کہ مخالفت کرتا ہو رسول کی بعد اسکے کہ اُس پر سیدھی راہ کھل گئی پیروی کرے سواراہ مسلمانوں کے  
 حوالے کیلئے ہم اُنکو جو چھڑائے خود اختیار سے کیا ہو اور داخل کرینگے دوزخ میں کہ بُری جگہ ٹوٹنے  
 کی ہو معلوم ہو کہ جو کوئی خلاف راہ مومنوں کے اختیار کرے مستحق دوزخ کا ہوگا اور مومن  
 اُس وقت میں نہ تھے مگر صحابہ وَقَدْ نَصَّ عَلَىٰ ذَٰلِكَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا نَقَلْنَا عَنْهُ فِي الْمَقَامِ  
 آیت چہارم وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ  
 كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُكَلِّبَنَّ لَهُمْ فِي نَفْسِهِمُ الدِّينَ الَّذِي رِزْقَهُ لَهُمْ وَلَيُيَسِّرَنَّ لَهُمْ  
 سُبُلَهُمْ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ ظُلُمَاتٍ مِّنَ ظُلُمَاتٍ إِلَىٰ نُورٍ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفِيرًا  
 اُنکو افسوس توڑ دے کہ وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور نیک کام  
 کیے ہیں البتہ خلیفہ کو اُنکو زور میں دینا جیسے کہ خلیفہ کیا اُنکو جو ان سے پہلے تھے اور ضرور تمہیں دیگا  
 اُنکے واسطے اُنکے دین کو کہ سب کیا ہو اللہ ہی نے اُنکو واسطے اور ضرور بل دیگا اُنکو بعد خوف و ڈر کے اس لیے کہ  
 میری عبادت کرینگے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائینگے اور جو کافر ہوگا بعد اسکے بس وہ گروہ ہوتوں  
 سے ہوگا معلوم ہو کہ جو دین خلفاء کے زمانے میں جم گیا اور قرار پکڑ گیا خدا کی مرضی کا دین ہو اور جو  
 دین اُس وقت میں تھا اور اگر تھا تو دبا چھا مرضی خدا کا تھا اور مخالف لوگ اُس میں کی ناشکری  
 اور کافر نعمت استخلاف دین کے ہیں خدا کی طاعت سے خارج جیسے خارجی اور ناصبی اور رافضی  
 آیت پنجم هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَلَكَاةِ اِلَى الْمَوَدِّعَةِ  
 وَهَٰذَا اِسْمُ الْوَحْيِ بِرَحْمَتِ رَبِّهِمْ هُوَ الَّذِي يُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ترجمہ  
 اس آیت کے صحابہ ہیں اور تابع اُنکے کہ وہ بھی ظلمات سے نکلا اسیلے کہ جو کوئی اُن کی مرضی رات میں چلے  
 اور اُنکے پس مشعل ہو البتہ جو لوگ اُنکے ہمراہ ہونگے وہ بھی ظلمات نجات پائینگے آیت ششم  
 فَانْزَلْنَا لِلَّهِ سَكَنًا عَلَىٰ رُسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَارْتَمَوْهُمْ بِكَلِمَةِ الْتَقْوَىٰ وَكَانُوا اٰحْقَ بِهَا  
 اَکْثَلُهَا ترجمہ پس اُناری اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول اور ایمان والوں پر اور قائم رکھا اُن کو

پر ہیز کاری کی بات پر اور یہ لوگ سزاوار اسکے اور لائق اسکے تھے معلوم ہوا کہ جو لوگ صلح صحیح  
 میں ہاجر و انصار سے حاضر تھے سیکہ نازل ہونے میں شریک پیغمبر کے تھے اور کلمہ تقویٰ انکو لازم تھا کسی  
 حال میں اسے جدا نہیں ہوتا تھا اور بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر خلافت تقویٰ اسنے ظہور میں  
 آئے معنی لزوم کے خراب ہو جائیں اور یہی معلوم ہوا کہ وہ جماعت تقویٰ کے واسطے احق یعنی سزاوار تر  
 تھی و پوری پوری لیاقت اور سکی رکعتی تھی مرجع کوئی طالب تقویٰ کا ہو چاہیے کہ انکلیہ و بنائیت مقہم  
 لکن الرسول و الذین امنوا معہ جاهدوا باموالہم و انفسہم اولئک لکم اجر عظیم  
 و اولئک ہم المفلحون ترجمہ لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اسکے میں کوشش کرتے ہیں  
 اپنے مالوں و جانوں سے انھیں لوگوں کے واسطے نیک چیزیں ہیں اور وہی طلاح پانے والے ہیں اور کچھ  
 شک نہیں کہ مفلح کا پیر و مفلح ہی آیت شتم و لکن اللہ حبیب الیکم الایمان و ذیہ فی قلوبکم و کرمۃ  
 الیکم الکفر و الفسوق و العیسیان اولئک ہم الراشدون فضلہم عن اللہ و رحمۃ ترجمہ لیکن  
 اللہ نے محبت دی مگوا ایمان کی اور سونق دی و سکو تمہارے دلوں میں اور نہایت ہو کر و کلیات تمہارے نزدیک  
 کفر و بدکاری و گناہ کو وہ ہی لوگ راشد ہیں یعنی راہ پانے والے خدا کے فضل اور اسکے احسان سے اور تابع راشدا  
 راشد و آیت نعم ہاجرین کے حق میں الذین ان ملنا ہم فی الارض من قاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و امرؤا  
 بالمعروف و نہی عن المنکر ترجمہ وہ لوگ اگر چہ دین ہم انکو زمین میں قائم کریں نماز اور دین زکوۃ  
 اور حکم کریں ساتھ معروف کے اور منع کریں منکر سے و عند وقوع المقدم بحب و توجع الناس صونا لکلام اللہ  
 تعالیٰ عن الکذب لکن المقدم و اقمہ اور جو کوئی پیروی ایسے لوگوں کی کرے بے شبہ دین حق پر آیت ہم  
 ہوا جنتکم و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملہ ابیکم ابراہیم ہو ستمکم المسلمین من قبل فی هذا  
 لیکون الرسول شہیدا علیکم و تکتونوا شہدا علی الناس فایموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و اعصموا  
 باللہ ہو مومنینکم و فغفم النبوی و نعم النصیر ترجمہ اسنے چھانٹا ہی مگواور دین میں تپہ کوئی تنگی نہیں  
 رکھی مقرر کیا تم پر دین تمہارے باپ ابراہیم کا اور اسنے نام رکھا تمہارا مسلمان اس سے پہلے اور اس  
 کتاب میں بھی تپہ سے سول تمہارا گواہ اور تم گواہ ہو لوگوں کے بس قائم کرو نماز اور دین زکوۃ اور مضبوط  
 بکڑ و خدا کو وہی ہوا مال تمہارا اور کیا اچھل دو گار ہوا آیت یا زہم کنتم خیر امة اخرجت  
 للناس تاہم و بالمعروف و نہی عن المنکر ترجمہ ہونم بہتوں امت جو خروج کیے گئے

لوگوں کے واسطے حکم کرتے ہو ساتھ معروف کے اور منع کرتے ہو بڑائی سے معلوم ہوا کہ یہ امت خیر کے ساتھ  
موصوفین وہی گروہ ہیں جو امر معروف پر حکم کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا جنکی شان ہو نہ تفریق کرنا اور چھپانا  
اور خوشامد آیت و واروہم ہوالذین کذلک و سئلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی  
الذین کذلک ترجمہ شد ایسا جو جسے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ ظاہر کرے اُس  
دین کو کل دشمن پر معلوم ہوا جو دین کے ظاہر اور حکم کھلا ہو وہی حق ہو نہ دبا چھپا اور یہ جو کہتے ہیں کہ مذہب  
شیعہ کے ظہور کا وقت زمان دولت ہمدی کا ہو بالکل بوج کس واسطے کہ لام لیظہرہ کا متعلق باگرہا  
سئلہ کا ہو جس چاہیے کہ بعد ارسال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اُس دین کا ہو جو ہمیشہ پایا رہا  
کہ وہ ہی دین اہل سنت کا ہو اب ہم پھر اقوال حضرت کی طرف لوٹے اور اہل سنت کی روایتوں سے دست بردار  
ہوئے شیعہ کی کتابوں میں دسویں تو بہت روایتیں حضرات اہل بیت سے جو صحیح سنّت کو بتایں  
کہ مذہب اہل سنت کا حق ہو اور شیعہ کا باطل بالین چنانچہ انھیں میں سے روایت ہو صاحب کتاب  
السواذ والبیاض من کلام امیۃ عن الامام ابی عبد اللہ جعفر الصادق ؑ قائمہ قال فی تفسیر  
قرآنہ تعالیٰ والسابقون الاء ولکن من المؤمنین والانیصار والذین اتبعوہم باحسان  
رضی اللہ عنہم وروئے عنہ قال رضی اللہ عنہم بما سبق لہم من التوفیق والایمان  
وروی عنہ بما من علیہم من متابعتہم سئلہ وقبولہم ما جاء بہ من وجہ  
کتاب السواذ والبیاض والی نے امامیہ کے روایت کی امام ابی عبد اللہ یعنی جعفر صادق سے سو بیشک کہا  
انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں اور آگے پہنچنے والے جو پہلے لوگ ہیں مہاجرو انصار سے  
اور وہ لوگ جو انکے پیچھے آئے نیکی کے ساتھ راضی ہو اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اُس سے اور کہا  
نے کہ راضی ہو خدا ان سے اس بات میں کہ جو کچھ توفیق و مدد کو پہنچی اور یہ اس سے راضی ہوں ہو گئے کہ  
اسنے انہرا احسان رکھا جو انھوں نے پیروی اُس کے رسول کی کی اور جو کچھ رسول لایا اسکو مانا بس معلوم ہوا کہ  
جو مہاجرین و انصار کے تابع ہیں انکو مرتبہ رضوان الہی کا کہ موافق نص قرآن کے و رضوان ہن اللہ اکبر تمام  
لذوق و لذتوں آخرت سے بہتر ہو حاصل ہو اور انھیں میں سے ہر روایت صاحب الفضول کی جو فرقہ  
امامیہ کے اثنا عشر ہے تھا مجھے ابی جعفر محمد بن علی باقر سے روایت کی ہوا کہ قال لجماعۃ خاصۃ  
انی فیکروم و عثمنا لکما یخبرونی انکم من النہا حیون الذین اخرجوا من ویاہرہم

وَأَمْوَالُهُمْ يُتْبِعُونَ فَعَصَاكَ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَبِخْرُوفِكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالُوا لَا قَالَ فَأَتَتْهُمْ  
 مِنَ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْأَرْوَاحَ يَمَانٍ مِنْ قَبْلِهِمْ يُخَيِّبُونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ قَالُوا لَا قَالَ فَأَتَتْهُمْ  
 فَقَدْ بَرِئْتُمْ أَنْ تَكُونُوا أَحَدَ هَذَيْنِ الْفِرْيَقَيْنِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْكُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ  
 لَنَالِي وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ  
 وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ترجمہ بیشک کہا انھوں نے  
 اُس گروہ سے جو انوکھا اور غم اور عثمان کے حق میں باتیں کہتے تھے آیا تم حکو تبتاے نہیں کیا تم ان مہاجرین  
 سے ہو جو نکالے گئے اپنے گروہوں سے اور مالوں سے کہ وہ ہونڈتے تھے اللہ کے فضل و رضوان کو اور مدد کرتے تھے  
 اللہ اور اُس کے رسول کی تو انھوں نے کہا نہیں کہا کیا تم ان لوگوں سے ہو جنھوں نے جبکہ پکڑی دار ہجرت میں اور  
 ایمان میں سے پہلے دوستدار ان لوگوں کے جنھوں نے انکی طرف ہجرت کی کہا نہیں کہا پس تم خود کنارہ ہو  
 اُس سے کہ ان دونوں فریقوں سے کوئی ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نہیں ہو ان لوگوں سے جنکو  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو ان میں بعد اسے کہتے تھے اے پروردگار ہمارے بخشدے ہو اور ہمارے  
 بھائیوں کو جو سابق ہیں مجھے ایمان میں درست کر ہمارے دلوں میں نیکی ان لوگوں کی طرف سے کیماں  
 لائے بیشک تو جہان رحمت کو نے والا ہی اُس شر سے مریج مستفاد ہو کہ جو صحابہ کبار کو برا کہتے ہیں مگر میں  
 بلکہ دائرہ ملت سے خارج اور انھیں سے وہ ہو کہ حضرت امام سجاد نے دعا فرمائی ہے اور صحابہ پر صلوة بھی ہے  
 اور انکی مع کی ہر باتھم اَحْسَنُوا الْعُقْبَةَ وَانْتَهُمْ فَاَوْقُوا زَوَاجَ وَلَا وَلَا دَقِ اِظْهَارِ كَلِمَةٍ وَانْتَهُمْ  
 کُنُوْا مُصَوِّتِيْنَ عَلٰی مَحَبَّةِ مَرَجْمَةِ بِشِکِ وَهَاجِمِ مَحَبَّتِ رُكْتِ تَحْتِ اُنْکِ سَا تَحْوَ رُجُوْرًا اَنْحُوْا اَزْوَاجِ  
 وَاوْلَادِ کُلِّهِ اِسْلَامَ ظَاہِرِ کَرْنِ کُوَادِرَہٗ ثَابِتِ قَدَمِ تَحْتِ اَنْحُوْا رُکْتِ مَحَبَّتِ مَحَبَّتِ مَحَبَّتِ مَحَبَّتِ مَحَبَّتِ مَحَبَّتِ  
 اَتَّبِعُوا الصَّالِحِيْنَ اِحْسَانِ يَّقُولُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ترجمہ  
 واسطے ان لوگوں کے جنھوں نے پیروی کی صحابہ کے نیکی کی ساتھ اور کہتے ہیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اَلْمَ اَوَّلِ شُكْرِ  
 خدا کا کہ یہ فرقہ اہل سنت میں ہر رافضی اور خارجی اور تاحبی سب اس وصف کے مخالف ہیں ظاہر اور  
 انھیں سب یکساں تفسیر میں جو شیعہ کے نزدیک امام حسن عسکری سے منسوب ہے اور جو اخباریہ کے  
 ہیں انھوں نے اسکو ان سے روایت کی ہے خبر موجود ہے اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلٰی اٰدَمَ یَا اٰدَمُ اَنْ مَّحَمَّدًا  
 لَوْ کُنَ بِجَمِیْعِ الْخَلْقِ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَةِ الْمُرْسَلِیْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ



الصَّالِحِينَ مِنْ أَوْلِي الدِّهْرِ إِلَى آخِرِهِ وَمِنَ الثَّغْرِ إِلَى الثَّغْرِ لِيُحْمَدُوا بِهَمَّيَا أَدَمَ لَوْ أَحَبَّ  
 رَجُلٌ مِنَ الْكَفَّارِ أَوْ جَمِيعَهُمْ رَجُلًا مِنَ آلِ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَكَفَّاهُ اللَّهُ عَمَّا وَحَلَّ عَنْ ذَلِكَ  
 يَأْنِيحَتْ لَهُ بِالتَّوْبَةِ وَلَا يَتِمَّانِ تَهْنِئَتُهُ خَلَهُ الْجَنَّةُ تَرْجُمَةً تَحْقِيقِ اللَّهِ فِي وَحْيِ بَيْبِي آدَمَ كِي طَرَفِ  
 اسے آدم بیشک محمد اگر تولایا جائے تمام مخلوق یعنی نبیوں اور رسولوں اور فرشتوں مقرب و صالحین  
 جو شروع زمانہ سے آخر زمانے تک ہوئے اور ہو گئے اور زیر خاک سے بلاسی عشر تک تو محمد ہی کو قربت  
 ہوگی ان سب پر اسی آدم اگر دوست رکھے کوئی شخص کسی کفار کو یا سب لوگ کفار کے کسی شخص کو آل محمد  
 واصحاب محمد سے ضرور بدلا دیگا اللہ عز و جل اس دوستی سے اور خاتمہ و سکا توبہ اور ایمان پر کرے گا  
 پھر اسکو جنت میں داخل کرے گا آپ اس روایت میں کوئی جگہ تک کی شیعہ اور ناصبیوں اور  
 خارجیوں کو نہیں ہی جو کہیں کہ ہم بھی بعض آل واصحاب کو دوست رکھتے ہیں اس واسطے کہ گفتگو میں  
 شخص میں ہو کہ ایک کس کو خاص کرے محبت کے ساتھ بغیر بعض دوسروں کے نہیں تو موافق قرینہ  
 مقابلے کے اگر یہ معنی نہ سمجھے جائیں تو کلام میں خلل واقع ہوا اور خلاف مقصود کے پڑے اور ظاہر  
 کہ جب محبت ایک شخص کی موجب فضیلت ہو بعض اسکا اللہ موجب نقصان کا ہو گا اور اگر ان سب  
 باتوں سے ہم رگزہ کرین تو جو لوگ تمام آل واصحاب کی محبت کو جمع کر رہے ہیں ضرور ہی اولی  
 اور ارفع اور احق ہو گئے درجہ کی رو سے وَفِيهِ الْمَدَّعَا أَوْرَافُفِينَ مِّنْ سَعَى تَفْسِيرِ مَنِ اتَّقَى  
 إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى آدَمَ أَنَّ اللَّهَ كَبِيعُضَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ حَبَّتِ مُحَمَّدٍ إِلَى مُحَمَّدٍ  
 وَأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَا لَوْ قَسِمَتْ عَلَى كُلِّ عَدَدٍ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ طُولِ الدَّهْرِ إِلَى آخِرِهِ  
 وَكَانُوا كَفَّارًا لَا دَأَّهُمْ إِلَى عَاقِبَةٍ مَّهْمُودَةٍ وَآيَمَانٍ بِاللَّهِ حَتَّى يَسْتَحِقُّوا بِهِ الْجَنَّةَ  
 وَإِنَّ رَجُلًا مِّنْ يَّبْغِضُ آلَ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابَهُ أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمْ يُعَذِّبُهُ اللَّهُ عَذَابًا لَّعَنَ  
 قَسَمَ عَلَى فِطْرِ خَلْقِ اللَّهِ لَا أَهْلَكَ لَهُمْ أَجْمَعِينَ تَرْجُمَةً تَحْقِيقِ اللَّهِ فِي وَحْيِ كِي آدَمَ كِي طَرَفِ بَيْبِي  
 اللہ فیض دیتا ہی ہر ایک کو دو ستون محمد اور آل واصحاب محمد کو کہ اگر باغیا جائے ہر واحد پر جو کچھ پیدا  
 کیا ہو خدائے ابتدا زمانے سے عذاب کا در سب کافر ہوں ضرور پونچائے اور کو طرٹ انجام نیک اور ایمان کے  
 ساتھ خدائے تاودہ سخی جنت کے ہو جائیں اور بیشک ایک شخص جسے بعض کیا آل محمد اور اصحاب محمد سے نہیں  
 کسی ایک کے ساتھ عذاب کرے گا، اسکو ایسا عذاب کہ جو باغیا جائے کل مخلوق خدا پر تو سب کو ہلاک کرے اس درجہ میں

تور و تامل کرنا چاہیے کہ جس جگہ ذکر محبت کا کیا ہو و اصد نہیں فرمایا ہو پس معلوم ہوا کہ محبت میں محبت سب آل و اصحاب کی ضروری اور مقام ذکر بغض میں اکو واحد بھی فرمایا ہو پس بغض ایک شخص کا بھی ہلاک کرنا فی ہر اور ظاہر ہو کہ محکم آل و اصحاب کے اور بغض سے ہری سولے اہل سنت کے نہیں مگر احمد شریب عالم الدین نہیں میں سے بیخ ابلاغت میں ہو کہ حضرت امیر سے روایت کی ہوا کہ قَالَ اَلَمْ يَوْسُوَادُ لَا عَظَمَ فَاِنَّ يَدُ اللّٰهِ عَلَ الْجَمْعَاةِ وَيَا كُوْا الْفَرَقَةَ فَاِنَّ الشَّاذِّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ تَرْجَمُهُ مِثْلُكَ كَمَا اَتُحْمَلُونَ لَمْ يَلَزَمْ لَهُ وَاجْتَمَعَ كَثِيرٌ كَوَسْوَسَ لَكُمْ جَاعَتٌ بِرُفْدَاكَ مَا تَهْوَا هُوَ تَاهٍ وَدِرْجُو تَمَّ اخْتِلَافٌ سَ بَسْ ضرور ایک طرف ہونا لوگوں سے حصہ شیطان کا ہو اور سوار اعظم اگلی صدیوں بلکہ جہ صدیوں میں آج کے دن تک بھی اہل سنت میں فقط اور نہیں میں سے ہر بیخ ابلاغت میں اِنْ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ اِنَّ لِلنَّاسِ جَمَاعَةً يَدُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَ مَنْ خَالَفَهَا تَرْجَمُهُ مِثْلُكَ فرمایا امیر المؤمنین نے کہ ضرور لوگوں کے واسطے جماعت ہو جسکے سر پر خدا کا نام ہو اور غضب خدا کا ہو اور سپر جو مخالف جماعت کا ہو اور جماعت سب صدیوں میں اہل سنت کے سوا اور کوئی نہیں گذرے یہاں تک کہ شیعہ کے نزدیک بھی انکا نام جماعت ہو پس جو مخالفت انکا ہو اور سپر غضب خدا کا ہو موافق نص معلوم کے اور ان دونوں روایتوں کے قطع نظر جو کچھ بیخ ابلاغت میں ہو کہ تباہا شیعہ کے نزدیک متواتر ہو تمام جبار و اعلیٰ کے ظل ابو جعفر محمد بن یعقوب الرازی الکلینی اور محمد بن علی بن بابویہ اقمی و شیخ محمد بن حسن طوسی اور سوانکے سب سے روایت کی ہو اور اپنی کتابوں میں طرح طرح پر لائے ہیں یہ ہیں روایتیں ناطق اہل بیت کی محبت و حقیقت فریب اہل سنت میں پھر جو بیخ تامل کیا تو دیکھا کہ اہل سنت کے پیشوا یوں نے خواہ فقہ کے فرقوں میں خواہ اصول عقاید خواہ سلوک طریقت بلکہ تفسیر و حدیث میں بھی سب اہل بیت سے اخذ کیا ہو اور اہل بیت کی شاگردی میں مشہور و معروف اور اہل بیت کے اماموں نے ہمیشہ انکے حق میں ہر ایمان اور فراخ خاطر بیان فرمائی ہیں بلکہ خوشخبری دی یہ بات امامیہ کی کتابوں میں ثابت ہو بلکہ انکے بڑوں بڑوں کا اقرار ہو صحیح اگر دیدہ و دانستہ حق پوشی کریں اسکا کچھ علاج نہیں آہن مطہر علی نے بیخ الحق اور منہج الکرامۃ میں اقرار کیا ہو اس بات کلاطو علیہ اور مالک نے حضرت صادق سے علم حاصل کیا ہو اور شافعی شاگرد مالک کے اور احمد حنبل سے شاگرد شافعی کے ہیں اور ابو منیفہ نے حضرت باقر اور زید شہید دم کی بھی شاگردی کی ہو اب امامیہ اپنے مجتہدوں کے حق میں جن میں مغر و طاہر تہاد کے جمع ہوں بحالت غیبت امام کے انپر

اعتقاد رکھتے ہیں کہ اطاعت الہی واجب ہو خیال کرو جسے کہ امام کے سامنے شرطیں اجتہاد کی حاصل کی ہوں اور اسے اجازت اجتہاد و فتوے کی پائی ہو پھر اسکا اجتہاد و مذہب پیروی کے حق میں کیسے اولیٰ نہ ہوگا ابو حنیفہؒ کو حضرت باقرؑ زید شہیدؒ نے اور حضرت جعفرؒ نے اجازت فتویٰ کی دی ہو جسکا شیخ علی کو اتوار ہی میں جامع شروط اجتہاد ہونا انکا مبطل نام ثابت ہو شیعہ سے جو کوئی انکو واجب اطاعت نہ سمجھائے وہ معصوم کی گواہی رو کرتا ہو اور یہ کفر و خصوصاً جہنم میں کہ امام نو موز و اسکا مذہب اختیار کرنا ہاں ابوہ و ابن جعفر علیہما السلام معلم کا مذہب اختیار کرنے سے بہتر ہوگا تہ تعصب و عناد کو چھوڑ کے انصاف کرنا چاہیے اگر اہل سنت کی روایتوں کو اس مقدمے میں اعتبار نہیں کرتے تو عوام میں امامیہ کی تو موز و قبول ہی ہو نگلی س و ی ابوالحسن الحسن ابن علیؑ باسناد بہ الی ابی البخیر ی قال دخل ابو حنیفۃ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فلما نظر الیہ الصادق قال کافی انظر الیک وانت یحییٰ سنیہ حنفیہ بعد ما ائندست وتكون مقراً علی کل ملہوف وغیرا لکل محموم بک یسئلك المحدثون اذا وقفوا وبقی نهم الی واربعہ الطریق اذا متعبروا فَلَک مِنَ اللّٰهِ الْعَوْنُ وَالتَّوْفِیْقُ یَسْئَلُکَ الرَّبُّاَ یُتَوْنُ بِکَ الطَّرِیْقُ ترجمہ روایت کی ابو حسان بن حسن بن علیؑ نے مع اسناد اسکا ابی البخیری کی طرف کر کے ابو حنیفہ ابی عبد اللہ علیہ السلام کے پاس در انھوں نے انکی طرف دیکھ کر کہا میں تجکو ایسا جانتا ہوں کہ تو میرے دو سے کھڑے کو زندہ کرے گا بعد اس کے مٹ جائیگا اور تیرے پاس مضطر بجا بجا کے آئیگا تو انکا مضر ہوگا اور فریادوں ہر محزون کا تیرے سب سے حیرت زدوں کو راہ یلگی جب وہ رک جائیگا تو انکو روشن راہ کی رہنمائی کرے گا پس تجکو اللہ سے مدد اور توفیق ہو کہ خدا کے طالب تیرے سب سے خدا کی راہ میں جلیں گے اور سب اامیہ نے روایت کی ہو کہ ابو حنیفہؒ ابو جعفر منصور کے پاس جو خلیفہ وقت کا تھا گئے اور اس کے پاس سینی بن موسیٰ موجود تھا خلیفہ سے کہا اسی امیر المؤمنین ہذا عالم الدنیا الیوم منصور نے کہا یا نعمان مَعْنُ أَخَذَتْ الْعِلْمُ یعنی اسی نعمانؑ تو نے کس سے علم حاصل کیا ابو حنیفہؒ نے کہا عَنْ اَصْحَابِ عَلِیِّ بْنِ عَلِیٍّ وَ عَنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ جس منصور نے کہا لَقَدْ اسْتَوْفَقْتُ مِنْ نَفْسِیْ لَکَ بِاَفْئِیْ یعنی بیشک مضبوط سند تو نے اپنے واسطے حاصل کی ہے جو انور اور امامیہ کی کتابوں میں ہے اِنَّ اَبَا حَنِیْفَۃً کَانَ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَوْلَهُ زِحَامٌ کَثِیْرَةٌ مِنْ کُلِّ الْاَفَاقِ فَاجْتَمَعُوا لِسَاءِ لَوْثَةٍ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ فَمَجَّعَتْهُمْ کَانَتْ الْمَسَائِلُ فِی کُتُبِهِ فَمَجَّعُهَا فَنَاقَلَهَا فَوَقَفَ عَلَیْہِہُ الْکُتُبُ





لِللَّيْلَةِ مُجَاءً فَمَاتَ الرَّجُلُ فِي لَيْلِكِهِ تِلْكَ مُجَاءً ۚ ترجمہ روایت کی صاحب فصول مامیہ نے  
ان دنوں سے خارق عادتوں موسی کاظم علیہ السلام میں بیشک ان دنوں نے کہا جب قید کیا  
انکو ہارون رشید نے ہم ان کے پاس گئے اور ان کے پاس بیٹھے تبارک ان کے پاس ایک متعینون  
آیا اور کہا کہ میں فارغ ہو گیا اور لوٹا جاتا ہوں اگر تمکو کسی چیز کی حاجت ہو تو میں لیتا آؤں تمکو  
واسطے جبکہ تمھارے پاس آؤں کل امام نے کہا مجھکو کچھ حاجت نہیں ہے پھر مجھے کہا میں تعجب  
کرتا ہوں اس شخص سے کہ چاہتا ہے مجھ سے کہ میں اسکو کسی حاجت کی تکلیف دوں کہ اسکو اپنے  
ساتھ لائے جب وہ آئے حال آنکہ وہ اسی رات میں مر جائیگا ناگمان بس وہ مرد اسی رات میں  
ناگمان مر گیا اور یہ بھی چھنے دیکھا کہ اہل سنت کا مذہب ہمیشہ ظاہر و مشہور رہا اور شیعہ کا مذہب  
ہمیشہ مخفی و مستور لیکن بن محمدی کو ظہور لازم ہے قول تعالیٰ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى  
وَرِثَةٍ اَنْتَ حَقٌّ لِّظَهْرِكَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ اور بھی فرمایا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ  
اِنَّ لَكَ لَرِثَةً يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ پہلی آیت کے معنی وہ اللہ ایسا ہے جسے بھیجا اپنے  
رسول کو رہنمائی اور دین حق پر تا ظاہر کرے وہ اسکو ہر دین پر اور تحقیق لکھا جسے زیور میں  
بعد ذکر کے بیشک میں کے وارث ہونگے نیک بندے اور بالاجماع مراد عباد سے امت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ملک عرب و عجم و شام و روم و مصر و مغرب کے ہمیشہ اہل سنت  
وارث رہے ہیں جو عراق و خراسان میں بسبب شامت اعمال مسلمانوں کے تبارک کے کفار اور  
خاندان چنگیز مسلط ہوئے ان شہروں کو انکے ہاتھ سے شیعہوں نے لیا تبارک اہل سنت ارث  
دولت محمدی کے ہیں اور یہ گروہ فضلہ کھانے والے سلطنت چنگیز کے اسی موقع سے قیاس کیا جائے  
اور یہ بھی چھنے غور کیا کہ شیعہ سنی کی مخالفت کا مدار مسئلہ امامت پر ہے اور مسئلہ امامت کا پانچ اصل  
پر موقوف ہے اور پانچوں اصل سے ہر ایک ایسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتی جو قابل سننے کے ہو  
اصل اول یہ کہ حضرت امیر امام تھے بلا فصل اصل دوم ایمہ امت کے منحصرون الیہ بنی  
میں کہ لَا یَعْبُدُونَ عَلَیْکَ وَلَا یَقْضُونَ عَنْہُ یعنی نہ اس سے بڑھتے ہیں کھٹے اصل سوم مذاہم  
امام اخیر کی اور چہا ہر ہا انکا یاجت بعد موت کے مع اختلاف انکے فرقوں اس مقدمے میں  
اور یہ تینوں امر کتاب اللہ اور اخبار متواتر سے ہرگز نہ ثابت ہیں نہ ہونگے اصل چہارم

مترادف کافر ہونا صحابہ کا اور چھپا تا حق اور ظاہر کرنا باطل کا اور اتفاق کرنا ان سب کا صحابہ کی نسبت امور شنیعہ میں باوصف اسکے کہ روشن آئین اور واضح دلیلین کے حال و انجام کی غور و نظر ظاہر ملاحظہ میں اصل پنجم اعتقاد فقہیہ کا کہ ائمہ کرتے تھے اپنے شیعہ کے لیے ایسی چیزیں ظاہر کرتے تھے کہ وہ اوروں سے چھپاتے تھے حال آنکہ جیسے چھپاتے تھے وہ بھی انکے شاگرد تھے کہ انھیں سے انھوں نے علم حاصل کیا اور انھیں سے طریقہ اختیار کیا پھر حضرت کو بلا وجہ و دروغ و جھوٹ بولنا کیا ضرور تھا افسوس باخون اہلین شیعہ کے نزدیک ایسی ہیں جیسے پانچ ارکان اسلام کے اور ہر ایک نے ظاہر و بر ملا مخالف عقل و راشد کی کتاب و سنت مشہور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ جنبی شریعتین اگلی اور حال کی ہون سکے برخلاف کہ قواعد و قوانین بگاڑتی ہیں اس سب سے بچنے یقین جاننا کہ یہ مذہب اپنے دل کا نکالا ہوا اور دنیا پیدا کیا ہوا ہونہ حاصل کیا ہوا خاندان نبوت سے یہ جو پانچ اہلین بچنے بیان کیں ان باخون اصولوں میں دلیلین اگلی دو حال سے باہر نہیں یا تو اخبار میں چٹکھراوی مہول و ضعیف اور چھپے چھپائے جو اگلے صدیوں کے علما میں مطلق و اصلاً ذکر و مذکور ائمہ کا نہیں اور رجال انروایتوں کے سب مجموع و مقہر جمع جنہر تہمتیں جھوٹ اور بے دینی کی لگائی گئی ہیں خود یہ ایسے ہیں یا قرآن کی آیتیں سو بھی ایسے کہ جس نے ان پر انھوں نے انگوٹھ پکڑا ہوا ظاہر وہ آیتیں اس مطلب کو نہیں پہنچاتیں بلکہ جب تک انکے سبب نزول اور خاص وقایع کہ اکثر وہ بھی ضعیف اور دل کی بنائی تجربہ ہوتی ہیں نہ بیان کی جائیں پھر بھی اصل مدعا پر نہیں جتیں مگر عربی یا جمعی ہیں جو وہ باتیں جو انکے دل کی گڑھی اور بنائی ہوئی ہیں ملائی جائیں جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا عاقل کو چاہیے کہ ان امور میں خوب غور قائل کرے تب حقیقہ حال سے واقف ہوئے اور یہ مذہب نیا بنایا ہوا اسپر ایسا کھلیا نے جیسے دوپہر کا سورج واللہ یتقدی من یشاء الی صراط مستقیم پھر دیکھا تو انکے مذہب کو پانچ مذہب کافروں سے کہ وہ یہودی نصرانی صابئین و مجوسی اور ہنود ہیں کہ انہیں سے اکثر کفار ایسے ہیں جھکے یہاں کتابین تصنیف و تالیف اور علما مشہور بھی ہیں یہ امتیاز بھی انگو اور مذہبوں پر اور شہرت و کثرت میں مستثنیٰ ہیں جنکا مذہب فروع و اصول میں ان باخون سے بہت مشابہت رکھتا ہے اور بالکل خالصت حنفیہ کے ہی جب سوچتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکا مذہب ان باخون مذہبوں کی ایک ہیئت مجموعی ہو کہ ہر مذہب کو کوئی چیز انھوں نے اختیار کی ہے اب بچنے اپنی تعریف میں بہت مبالغہ کرنا اور خدائے کریم سے امن میں ہونا اور عذاب و سزا اور پستش و وزن اعلیٰ کا منکر ہونا اور ان باتوں کو



اپنے سوا اور دن کے واسطے ماننا یہ تو سب انھوں نے یہود سے لیا ہے جو اس کہ انکا قول ہر سخن نبیاء اللہ واجباؤ کا  
یعنی ہم اللہ کی اولاد ہیں اور اُسکے محبوب و من مسمون الناس ایسا کیا ما مغذو ذقہ اور زمین چوبلی ہوگا اگر  
مگر کچھ کہتے من اور لیج یک کل بالجنت یعنی کان هو قداما او قصاصا ہی جتنی ہرگز جنت کو نہیں جائیگا مگر کوئی  
ہوگا یہود یا نصاریٰ اور اصحاب کرام سے تعصب و عناد اختیار کرنا یا جو محبوب و مقرب خدا کے ہیں اتنے یہ بھی  
یہود سے اخذ کیا ہو قل من کان علیٰ عداۃ لیجبر الیک فائدہ نزلکہ علیٰ قلبک تو کہ کون دشمن ی جبریل کا بیشک  
انمارائے اسکو تیرے دلپر اندک حکم سے اور خدا کو مخلوق سے مشابہ کرنا اور قول بالبدایعینہ قول یہود کا ہے اور  
یہ جو انکو ائمہ کی محبت میں نہایت غلو کرتے ہیں اور اعتقاد خدا ہونی کا انپر رکھتے ہیں یا خدا کی روح کا احترام کے  
جسوں میں جانتے ہیں اور ائمہ کو معصوم سمجھتے ہیں اور علم غیب کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور انکی موت انکے  
اختیار میں ٹھہراتے ہیں اور حضرت امیر کو دوزخ جنت کا مختار اور باٹنے والا بناتے ہیں اور روز جزا کا  
حاکم قرار دیتے ہیں اور انکی محبت کے سبب سے آپکو بخشا ہوا اور نجات یافتہ جانتے ہیں یہ سب نصاریٰ سے  
لیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بندہ ہی نہیں کہتے اور یہ سب مراتب کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور پاپا مذہب  
نصاریٰ بمنزلہ امام کے یہو شیعہ کے نزدیک جزواً مجزوی نصف قرآن کو ظاہر معنی پر نفیق کرنا اور نصف جو  
صحابہ اور مہاجرین و انصار کی مدح میں برائتیں یہود وہ تاویلین کر کے بدل دینا یہ صورت یہود و نصاریٰ  
دونوں میں مشترک ہے اور امامت کو خاص ولاد حضرت امام حسینؑ سے مخصوص کرنا مشابہ قول یہود کے یہ کہ نبوت  
کو اولاد حضرت اسحاقؑ سے مخصوص کرتے ہیں اور آپ کو اولیا خدا کا کہنا اور حضرت علیؑ کے شیعہ کی مدح میں  
دور دور جانا یہ بھی انھوں نے یہود سے لیا ہو قل یا ایھا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ  
من دون الناس فمتنوا الصلوات انکم تم صلاؤ قبیلہ یعنی کہ تو نے وہ لوگ کہ یہود و نصاریٰ ہو گئے ہو اگر  
تم گمان کرتے ہو کہ بیشک تم دونوں اللہ کے قریب و قرب دار ہو سو اے اور لوگوں کے قوج جانین موت کی  
تمنا کرو اگر سچے ہو اور کلام اللہ کے لفظ ومعنی میں تحریف کرنا اور اسمیں اور الفاظ بڑھانا بھیدہ مصفت یہود  
کی یہ یہود کہتے ہیں کہ جہاد جائز نہیں جب تک مسیح در حال زندگی آتا عشو کہتے ہیں کہ جہاد جائز نہیں ہے  
جب تک کہ امام ہمدی نہ خروج کریں نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستارہ نظر آجائے بعینہ مذہب یہود کا  
ہو اور تین طلاق سے دمہ منکر ہو جانا بعینہ قول یہود کا ہے اور قول یہود کا ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کے قتل  
والجہا میں کوشش کرے تو اسکو ایسا ایسا ثواب ہوا آمیزہ بھی پہل سنت کے قتل کو برابر عبادت

ستر برس کے قرار دیا ہے یہود کہتے ہیں لَکِنَّ عَلَيْنَا فِي الْأَقْبَانِ سَبِيلُ تَرْجُمَہ نہیں ہے ہم پر طلب حق امین میں راہ الزام کی امامیہ کہتے ہیں کہ مال و اذواج اہل سنت میں مضایقہ کرنا چاہیے یہود عیسیٰ بن مریم اور انکی ماور انکی حواریوں کو گالیان دیتے ہیں و بربرکتے ہیں شیعہ بھی صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء و راجع مطہرات آنحضرت کو گالیان دیتے ہیں اور بربرکتے ہیں نصاریٰ اپنے پیشاب اور غلیظ میں لذت پت ہو جانے سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے انکے نزدیک مثل و فضلات کمر میں جیسے تھوک رینٹ تہی مذہب شیعہ کا ہے جو تحقیق کیا گیا کہ مذہبی اور سنی اور دودی و پیشاب کدہ چھڑانے قضیب کے نکلے اور جو غلیظ خشک ہو گیا ہوتا تھا کہ انکے فقہین گذرا نہیں جاتے اور نصاریٰ نماز میں قبلہ خاص کا التزام نہیں کرتے اور کہتے ہیں چاروں طرف سجدہ ہائے ہوا آمیہ بھی نظلوں میں بلا عذر قبلہ کا سامنے ہونا ساقط کرنے ہیں و ہر طرف سجدہ کرتے ہیں و رٹھرنے عیدوں و عیاد کی ہوئی نئی نکالی ہوئی میں یہی مشابہت تمام نصاریٰ سے رکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی طرف سے تراشی میں عاشورے کے دن اللہ کی قبروں کی تصویریں بنانا انکو سجدہ کرنا اور ان کے سامنے دست بستہ کھڑے رہنا موافق عمل نصاریٰ کے ہے کہ کلیسا میں صورت حضرت عیسیٰ کی اور حضرت مریم کی بناتے ہیں و تعظیم و سجدہ کرتے ہیں و مشابہت انکی صائبین سے یہ ہے کہ آیام قمر در عقرب سے اور طریقہ سے جسکی ہندی بحدہ ہے اور محاق جسکو چاند بولتے ہیں بچتے ہیں و آیام کی سعادت و نحوست میں بہت غور کرتے ہیں و در نوروز اور شرف آفتاب کی بڑی تعظیم کرتے ہیں و صائبین سب ستاروں کو فاعل مختار اور خالق سفلی چیزوں کا جانتے ہیں رافضی بھی جملہ حیوانات کو خالق جانتے ہیں اور فاعل مختار سمجھتے ہیں جو سہی خالق نیکی کا یزدان کو اور خالق بدی کا اہرن کو جانتے ہیں رافضی بھی خیر کا خدا کو اور خالق شر کا شیطان کو سمجھتے ہیں سیواسطے حضرت اللہ نے خطاب یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا دیا ہے جیسا کہ الہیات کے باب میں گذرا تھو سیون عورت سیاح کرنے کے مقدمے میں بڑی وسعت ہے اور نماز ہی پیغمبری و جیانی رافضی بھی متعہ اور فخر میں حلال ٹھہرانے میں انھیں کے قدم بقدم ہیں بلکہ متعہ اور تحلیل فرج کے مقدمے میں لڑکیوں و رہنوں کو حلال جانتے ہیں جیسا کہ گذرا لیکن مشابہت انکی ہنویک ساتھ آیام عاشورے میں جیسا کہ منودہ اپنے جنوں کے ساتھ کرتے ہیں یہ ایمہ کی قبروں کی صورت کے ساتھ کرتے ہیں غسل دیتے ہیں و سوار کرتے ہیں و در فتنہ میں یا قہم میں و ان قبروں کا سامنے کھانا رکھتے ہیں و

اولش بلستہ میں آور شادی و نکاح امام قاسم اور حضرت سکینہ کی اور انکی منہدی بطور زندون کرتے ہیں انکا دہم ہنود کے دہم سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ ہنود اشخاص کی تصویروں کی پرستش کرتے ہیں اور یہ قبروں اور جنازوں کی ہنود گامے کے پیشاب اور گوبر پاک ہونے کے قائل ہیں انھیں بھی پیشاب و بھتر و انسان دونوں کو اور گودگو چٹنگ کو پاک جانتے ہیں در ہنود میں چھپانا ذکر اور خصیون اور مقعد کا شرمورت میں مختصر مذہب شیعہ میں بھی یہی آپورا ایک کرم ہنود بالکل تنگاہونے کو عبادت میں اچھا جانتے ہیں انھیں ملاطرت افہم ہونا جائز جانتے ہیں بشرط اسکے کہ خصیون پر مٹی لٹھیر لٹھیر ہنود اپنے معبد کے خاک کو پیشانی پر ملتے ہیں یہ مسجد و گاہ جاتے ہیں اور اسکو قبلہ کرتے ہیں ہنود اپنی عبادت و پرستش میں کپڑا کا نجاست سے پاک ہونا واجب نہیں جانتے ہیں آامیہ بھی اس کپڑے کا پاک ہونا جو بدن سے نہیں لگا ہر شرط نماز کی نہیں جانتے جیسے پٹری اور آزاد بند اور ٹپکا اور تونہ اور چادر جو سر پر پٹری ہو اور پیشاب اور مذہبی اور دمی کی طہارت میں بھی ہنود عبادت کے لئے کوئی طہارت معین نہیں کرتے آامیہ بھی نقلوں و رسی کا تلاوت میں سامنے ہونا قبلہ کا فرض نہیں جانتے ہنود اپنے روزے میں بعض چیزوں کا کھانا تجویز کرتے اور کہتے ہیں اپنے روزہ نہیں ٹوٹتا یہ بھی ان چیزوں کا کھانا جسکی عادت نہیں ہے جیسے موم اور مثل اسکے اسکو بھی روزہ ٹوٹنے والا نہیں جانتے ہنود خون سفوح کو یعنی وہ خون جو زرع کے وقت زہجہ سے بہتا ہے حلال جانتے ہیں آامیہ بھی اگر خون سفوح بہت سا کھانے میں لگایا ہو اسکا کھانا حلال جانتے ہیں ہنود ظاہر کرنا و شہرت نیا نکاح کو ہنود میں جانتے آئیے ہی آامیہ شیعہ میں ہنود فرجین چھو کر یوں کی حلال کر دیتے ہیں چاہے بسکو دین آئی نہ پہلا ماسہ کا ہی ہنود دوسرے فرسکو کی من زکوہ واجب نہیں جانتے یہی مذہب ماسہ کا ہی

### باب دوازدہم در تولا و تبر

معنی تولا کے محبت ہے اور معنی قبر کے عداوت یہ بحث بڑی نازک ہے ہم چند مقدموں کو پیش کرتے ہیں چاہئے اور آیات قرآنی اور انکے جو علماء معتبر ہیں ان کے قولوں سے ثبوت پونچا نا چاہیے پھر شریعت میں مقدموں کا اعلان چاہیے تو ظاہر ہو کہ قابل تولا کون ہی اور لائق تبر کون ہو شیعہ کے ہوں مگر کہ موافق مذہب نہیں لیا چاہئے پہل سنت کی باتوں پر مقدمہ اولی مخالفت و عداوت میں فرق ہو مخالفت کو عداوت لازم نہیں ہے یہ چند یہ مقدمہ ظاہر ہے لیکن اسلے دفع مبارکہ کے دو طور ثابت کر سکتے

اول یہ کہ امام محمد علیہ السلام نے جو احادیث بیان کر دی ہیں اور ضعیفہ کے بڑے معتبر لوگوں سے خصوصاً ثنا عشریہ نے تصریح کی ہے اس طور پر کہ درمیان دو مومنوں کے دنیا کے معاملات میں مخالفت ہو سکتی ہے لیکن ایمان کی محبت ہر ایک کو دوسری پر دوستانہ ہو کر موافق اعتقاد شیعہ اثنا عشریہ کے درمیان دو مجتہدین شیخ ابن بابویہ اور سید المرتضیٰ علم الہدیٰ کے بعض مسئلوں میں فقہ کے یادہ روایتیں جو روایت کی گئی ہیں ان کے صحیح کرنے میں مثلاً خبر روز میثاق کی وغیرہم مخالفت دونوں میں ثابت ہے اور مذہب میں جو دونوں کے مغایرت نہیں ہے ایک میں باہم محبت رکھتے ہیں جس مخالفت اعم ہو عداوت سے اس واسطے یہ نہیں ہے کہ جس موقع پر مخالفت ہو عداوت بھی لازم ہو البتہ جان عداوت ہوگی مخالفت بھی ضرور ہوگی مقدمہ دوسرا محبت و عداوت کبھی جمع بھی ہو سکتی ہیں تفصیل اس حال کی یہ ہے جو عداوت دو قسم ہوتی ہے ایک نیک جیسے مسلمانوں کی کافروں کے ساتھ اس سبب کہ دونوں کے اصول عقائد کے مختلف ہیں اس واسطے ایک دوسرے کو دشمن جانتے ہیں دوسرے عداوت دنیا کی مثلاً عداوت مسلمانوں کی مسلمان بھائی کے ساتھ بنظر اپنے بھائیوں اور مضر توں دین کے کہ اُس کے و مضمون سے طبیعت نفرت کرتی ہے پس اس عداوت و محبت کا جو اپنے جنس میں مختلف ہیں یعنی دنیا والے یا دین والے کا جمع ہونا بعید نہیں جانا جاتا بلکہ اکثر اوقات واقع ہوتی ہے لیکن محبت و عداوت مختلف الجنس و مختلف النوع و مختلف الصفت یہ بھی جمع ہوتی ہیں مثلاً مومن اور فاسق کہ بموجب حیثیت ایمان کے محبوب ایک دوسرے کے ہیں جیسے قول اللہ تعالیٰ کا اَلْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ مَوَدُّوْنَ اور مومن جو زمین بعض اُن میں بعض کی دوست ہیں اور فاسق کے سبب مبغوض ایک دوسرے کے کہ باہم بغض رکھتے ہیں بدلیل قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفٰسِقِيْنَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُنٰفِقِيْنَ بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا ہے منافقوں کو اور اللہ نہیں دوست رکھتا ہے منافقوں کو اس دلیل سے کہ باز رکھنا بدی سے فرض ہے اور لدنی مراتب بدی بغض رکھنا ہے اب ہم اس بات پر آئے کہ اگر کافر کے اعمال صالح ہیں مثل خیرات اور نیک چیزوں اور عدل و انصاف اور سخاوت اور خوش ہمدی اور صدق گفتاری کی تو ایسا شخص محبت و مودت کے ساتھ محبوب ہو سکتا ہے یا نہیں ظاہر فکر تو یہ حکم کرتی ہے کہ محبت و عداوت دونوں جمع ہوں مومن باہم فاسق دونوں پر قیاس کر کے مثلاً محبت حاکم کی اسکی سخاوت سے اور محبت نو شیروان کی اسکی حالت و انصاف سے لیکن فکر باریک ایسی محبت و عداوت دینی کے جمع ہونے کو اُس کے حق میں محال جانتی ہے اس سبب سے

کہ جو عمل مقبول راہ خدا کا ہو وہ فرع درستی اعتقاد کا ہی اور جب اعتقاد اس کا خراب ہو عمل بھی اس کا  
 دین کے اعتبار سے خدا کے نزدیک خراب ہو قابل مقابہ کے نہیں پھر محبت کا کیا ٹھکانا جس کا فرعون یا  
 کافر عادل سے جو محبت ہو جاتی ہو وہی محبت دنیا کی ہو نہ دین کی تو یہ تعالیٰ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ  
 كَسَرَابٍ وَفُجَعَةٍ مَّعِشَةٍ زَكَاةٍ أَظْهَمَ الْكُفْرَ إِذْ أَجَاءَهُمْ كَذِبُ يَحْمِلُهَا رَبُّهُمْ حَشًا وَعِنْدَ اللَّهِ عَذَابٌ  
 قَوِيٌّ أُولَئِكَ حَسَابُهُ وَاللَّهُ مُسْرِعُ الْحِسَابِ ترجمہ جو لوگ کہ کافر ہوئے اعمال ان کے مثل دھوکہ جنگل کے ہیں  
 کہ پیاسا اسکو گمان پانیکا کرتا ہی بیان تک کہ اُسکے پاس جاتا ہی اور اُسکو کچھ نہیں پاتا اور پایا خدا کو  
 اُسکے پاس پس پورا کیا اللہ نے حساب اس کا حساب اعمال سے اور اللہ بہت جلدی حساب کرنے والا ہے پس  
 معلوم ہو کہ محبت و عداوت ایک شخص کے ساتھ ایک حیثیت سے محال ہو اور دو حیثیت سے جائز و واقع  
 جیسا کہ ملا رفاعہ و اعطاء ابواب الجنان والے نے دو آدمیوں کے قصے میں کہ سادات سے تھے حضرت ائمہ  
 سے نقل کی ہو اور یہاں جماع جیسا کہ عوام امت میں ممکن ہو خواص امت میں بھی محال نہیں ہو حسب  
 اقتضای بشریت مشترک ہو اور امت کے عام لوگوں و خاص میں جو فرق ثابت ہو اس سبب ہو کہ بشریت کے  
 حکم خاص لوگوں میں کم تھے اور عام میں موجود اس سبب کہ خاصوں میں کثرت فضیلتوں اور صفوں  
 کی ہو اور عام میں قلت ان کے ایمان میں قوت ہو ان کے ایمان میں منعاف آتھوں پہلے ایمان قبول کیا ہو  
 اور احکام الہی ماننے میں اور شریعت کو رواج دیا ہو وہ سابق ہیں یہ اُنکے مسبوق و پیرو جیسا کہ خبر  
 طویل درجات ایمان میں کلینی کی روایت میں جو امام جعفر صادق سے کی ہو گذر اور خاص لوگ امت  
 کے باتفاق تین فرقے ہیں اہل بیت یعنی اولاد پیغمبر اور اُن کے اقربا اور ازواج مطہرات اور اصحاب  
 خاص مہاجر ہوں یا انصار یا مانتا ہو کہ دونوں طرف مقابل میں کچھ مناسبت ہو مثلاً ہر واحد  
 امت کو زیبا نہیں ہو کہ خاصوں کے ساتھ ایسا پیش آئے جیسا کہ خاص پسین پیش آئے ہیں  
 موافق بہت سی دلیلوں شرعی کے کہ انہیں سے یہ ایک حدیث مشہور ہو اللہ اللہ فی احسن کائنات  
 لَا تَجِدُ أَعْرَضَةً مِنْ بَعْدِي إِلَّا تَرَوْهُمْ خَدَّاهُ دُرٌّ وَخَدَّاهُ دُرٌّ وَدِيرُهُ أَصْحَابُ كَعْرِ بْنِ  
 بَعْدِي أَعْرَضَةً لَيْسَ تَرَاكَ نَبَاؤُهُمْ وَأَوْرَاضُهُمْ مِنْ جَوْجِجٍ أَيْلِ بَيْتِ الْوَصَّارِ كَعْرِ بْنِ آيَا هُوَ أَفْلُو  
 عَنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسْتَبِيهِمْ قَبُولُ كَرَوَانِكِي نِكِي بِيَانِ كَرَوَانِكِي سے اور الگ رہو  
 اُنکے برا کہنے والے سے اور انہیں میں سے جو کچھ ازواج کے حق میں آیا ہو وَاِجْهَ امَّهَاتِهِمْ

یعنی ازواج انکی مائیں ہیں اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہر ان کو کفالت یعنی من بعدہ یعنی ولی  
 بعد میرے قائم نہ ہونے کے مختاری خدمت میں مگر صبر کرنے والے یعنی مختاری اطاعت فرمانبرداری  
 نہیں کرینگے مگر صبر کرنے والے اور یہی لوگ مختاری تعظیم و توقیر سچا لائیں گے جنکا صبر کامل ہو اور  
 بیشمار عرفی و لیبیوں کے ساتھ بھلا اُنکے بہ کہ اولاد کا ما باپ کے ساتھ ہرگز ایسا معاملہ نہیں ہو کہ اپنے پیچھے  
 امثال میں وار و گیر طعن و تشنیع کر سکے ہر چند یہ سبب ان میں اسے ثابت بھی ہوں اور انہیں سے یہ کہ  
 ہر دولت میں ایک گروہ خاص اس دولت کا ہوتا ہو جیسے شاہزادے اور بیگمات اور فقیر اور بڑے بڑے  
 امیر حسنے اس دولت کو ترقی ہوتی ہو اور دولت برہمنی ہو آبدامین اور انتہا میں اس دولت کی بقا  
 ہوتی ہو انکی کوششیں تلاش سے جو اس دولت قائم شدہ اور صورت گرفتہ میں وہ سچا لائے میں  
 ان لوگوں کا حق کہ ابتدائے دولت سے اُسکے خدمت گزار ہیں اور ہمیشہ ربط اُس سے جتنے اس دولت سے  
 قائم ہونے والے ہیں سب پر ثابت ہو اور ایک جماعت ایسی ہوتی ہو کہ وہ نئی نئی آئی اور اس دولت  
 کے خوش چین بنی بس جو معاملہ کہ یہ جماعت نو آمد آپس میں کرتے ہیں شاہزادوں اور بیگمات اور  
 اوزیروں امیروں سے کریں بے شہدہ اپنے صاحب دولت طعن کریگا اور مردود بارگاہ بنائیگا اور  
 اگر اپنے معاملے کو قیاس کریں اس معاملے پر جو خاص اس دولت سے باہم رکھتے ہیں مثلاً بات پکڑنا اور  
 نکتہ چینی ایک دوسرے کی بائکار و محتاب ایک دوسرے کا یا مشورون میں مخالفت بلکہ کسی وقت میں  
 باہم انکی نوبت جنگ و قتال پہونچ گئی ہو تو ایسا گروہ بے شہدہ لوگوں کے نزدیک بے ادب و راس  
 دولت کا ہلکا اور خفیف کر دینا لاہوگا اور دلائل عرفی سے یہ کہ اگر کوئی شخص ذلیون کسی شخص  
 کے ساتھ معاملہ کرے کہ اس شرافت نے دوسرے اشرف کے ساتھ کیا ہی عداوت و اہانتا و رُرا  
 کہنے کے موقع پر عاقلوں کے نزدیک ہرگز معاف معذور نہ ہوگا بلکہ اسکو تنبیہ و تعزیر کریں گے  
 اور یہی کہیں گے کہ تو نے اپنی حد کیونچھا جانی تجھ کو حق پہنچا کہ ایسے فخر فاکے ساتھ یہ معاملہ کرتا مقدمہ سوم  
 جو عداوت کہ مومنوں میں دنیا کے سبب واقع ہو مغل جان کے نہیں ہوتی لیکن مومن و فوج ہر اور  
 اگر رعایت رہنے کی نہ تو فوج تیرا دشمن ہے تیرا اور معنی مراعاة رہنے کے یہ ہیں کہ دونوں امت  
 خاص لوگوں سے ہوں یا دونوں عام لوگوں سے اور معنی عدم مراعاة کے یہ ہیں کہ عام آدمی خاص سے





اور جو دوست رکھیکا انگو تھے وہ بھی انھیں سے ہو بیشک اللہ ظالمون کو ہدایت نہیں کرتا و قوله تعالیٰ  
 لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ  
 مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ جَاہِلِہ کہ نہ بکفرین ایمان والے کافرون کو دوست سوا سے مومنوں کے اور جو ایسا کرے گا انکو  
 اللہ کی طرف سے کچھ نہیں ہے پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان کو کافر کے ساتھ سبب نیا کی محبت  
 کے ایسے ہوں جیسے کہ کسی کا خود ماپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا کنبے میں اور دوستی ثابت ہو ان سب کو نظر سے  
 گرا دے اور مدارعداوت کا اسکے کفر پر رکھے اور مدار محبت دین کا ایمان پر ہو پس تمام اہل ایمان سے خواہ  
 مطیع ہوں خواہ نافرمان محبت رکھنا بحیثیت ایمان واجب ہو اس واسطے وہ علت کہ جس سے محبت واجب ہو  
 ایمان ہو کہ ہر ایک میں موجود ہو وَعِنْدَ الْجُودِ الْعِلَّةُ تَحِبُّ وَمُحَمَّدٌ الْمُحْكَمُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَالْمُؤْمِنُونَ  
 وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ اُور قاعدہ مقرر ہے ہر محبت الشیء محبت لِحُبِّہ و تَحِبُّوہ  
 دوست کسی شے کا دوست ہو اسکے دوست کا اور اسکے محبوب کا اور اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کا محبوب ہے  
 اور محبت اسکی ہر مومن کے دل میں اور دین کی محبت پر زیادہ ہو قوله تعالیٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا اسْتَغْنَوْا  
 یعنی اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ محبت اللہ سے رکھتے ہیں جس جب اللہ تعالیٰ مومنوں کو مطلق  
 دوست رکھتا ہے تو ہر مومن کو لازم پڑا کہ جملہ مومنین کو دوست رکھے ورنہ خدا کا دوستدار نہیں ہے  
 قَوْلُهُ تَعَالَى وَلِلَّذِينَ آمَنُوا بِحُبِّهِمْ مِنَ الظَّالِمَاتِ إِلَى التَّوْبَةِ یعنی اللہ دوست اُن لوگوں کا  
 ہو جو ایمان لائے نکالتا ہو انکو تا کہ یوں سطر نزر کے وقوله تعالیٰ ذَلِكْ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ  
 آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ یعنی اس سبب کہ بیشک اللہ ایمان والوں کا محب ہے اور  
 کافرون کا محب نہیں ہے وقوله تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمْ مَوْلَى  
 وَذًا بِشَيْك جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے قریب کرے گا اللہ انکے واسطے دوست اور قرآن مجید  
 سے بھی یقین معلوم ہے کہ ولایت مومنین کی کسی گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے جاتی نہیں ہے وقوله تعالیٰ  
 إِذْ هَمَّتْ طَافِئَاتٌ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ مَا تَرْتَجِمُہ جب قصد کیا تھے دو فرقوں نے  
 کہ نامردی کریں اور خدا انکا مددگار ہو اور بالا جماع ملا دان دو فرقوں سے جو مسلمہ اور بنو حارثہ  
 کہ احد کے دن کفار کے قبل لڑائی ہونے سے عبد اللہ بن ابی کعبہ جو رئیس منافقوں کا تھا بھاگنے سے  
 قصد بھاگنیکا کیا تھا اور وہ بالا جماع کبیرہ ہر خصوصاً یہی جماد سے کہ جان پیغمبر خدا خود

بر نفس نفیس موجود اور بھاگنے میں اُنکے ہلاک کا خطرہ بلکہ گمان اور ابھی تازہ وقت اسلام کے  
 جننے پیدا ہونے اور اگنے کا تھا کہ زرا بھی کوتاہی نصرت و مدد میں ہو تو جڑ بنیاد سے برباد ہو جائے  
 با وصف ان سب مراتب کے حق تعالیٰ نے اُن دونوں فرقوں کی ولایت سے ہاتھ نہ اٹھایا اور اُنکو  
 مؤمن فرمایا اور علی اللہ فلیتوکل المؤمنون یعنی اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں ایمان والے اور انہی محبت  
 محض بسبب ایمان ضروری کے ہی اور جبکہ اعمال نیک جیسے جہاد اور لڑائی مرتدوں کی اور توبہ و طہارت  
 اور پرہیزگاری اور اخلاق فاضلہ بھی مؤمنین میں پائے جائیں تو کیسے اولیٰ اور تخصیص کے ساتھ  
 محبوب خدا کے ہونگے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الَّذِینَ یُقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیلِ اللہِ صَافَا کَا ثَمَہُمْ  
 ہِیَ اَنَّہُمْ مَرْضُوۡنٌ بِیَسَّکِ اللہِ دُوسٹ رکھتا ہو اُن لوگوں کو جو لڑتے ہیں اُسکی راہ میں ایسے صف  
 باندھ کے کہ گویا وہ بن مضبوط ہو و قولہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا مَن یُّزِدْکُمْ مِّنْکُمْ  
 عَنْ دِیْنِہِمْ فَاَسَوْفَ یَا کِی اللہُ یَقُوۡمُ بِحُجَّتِہُمْ وَ یُحِبُّوۡنَکُمْ اَمَّا وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جائیگا  
 تم میں سے اپنے دین سے توجہ دی لایگا اللہ دوسری ایسی قوم کو دوست رکھتا ہو وہ انکو اور دوست رکھنے میں  
 وہ اُسکو و قولہ تعالیٰ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَّوٰیۡنِ وَ یُحِبُّ الْمُتَّطٰہِرِیۡنَ بیشک اللہ دوست رکھتا ہو توبہ کرنے والوں کو  
 اور دوست رکھتا ہو پاکیزہ لوگوں کو و قولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَّقِیۡنَ و قولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیۡنَ  
 مقصد یہ ہے کہ مؤمن کی محبت و عداوت کے درجے کا فرق ہے مختلف اور متفاوت ہیں جیسے کہ ہر عامل کو اپنے  
 اقربا کی محبت و دیوبلی میں مثلاً باپ اور بیٹا اور بھائی اور چچا اور آماں اور لڑائی و حسن و قیاس و اختلاف و تباہ  
 اور حال تفاوت و اختلاف کا معلوم ہو ایسے ہی دنیا کے و مومن میں جس قدر عداوت قوی و ضعیف ہوتی ہو  
 یا جس قدر قلت و کثرت عداوت کے آثار کے ہوا سید قدر تفاوت اور اختلاف مراتب عداوت و جہاد کی کہیں  
 ایسے ہی محبت دینی کہ ایمان کے سبب رکھتا ہو مختلف اور متفاوت ہوگی موافق زیادتی اذقوت ایمان کے  
 اور اُنکے علو و درجہ کے اور بقدر اختلاف و فرق مومن لوگوں کے اللہ کی محبوبیت و محبت میں جس جس کی محبوبیت  
 زیادہ تری محبت اُنکی زیادہ تر رکھنا چاہیے اور اعلیٰ درجہ محبت دینی کے وہ ہیں کہ سید المؤمنین رسول  
 رب العالمین حبیب اللہ علیہ السلام سے متعلق ہو بالاجماع اُنکے بعد وہ جماعت مومنوں کی کہ بڑا قرب و  
 اتصال اُس ذات پاک سے رکھتے ہیں اور وہ جماعت میں گروہ میں خصوصاً اول فرقہ اولاد و اقربا گویا  
 آنحضرت کے اجزاء و اجزاء ہیں اور اُنکے حق میں فرمایا ہر اَجَبُوا اللہَ لِمَا یَعْبُدُوۡہُ وَ کَلَّہُمۡنِیۡنَ یَعْبُدُوۡہُ

لَحَبَّ اللَّهُ وَكَجُؤًا خَلَّ بَيْنِي وَبَيْنَ تَرَجَمَهُ دُوسٹ رکھو اللہ کو سوا سٹے کر وہ غذا دیتا جو مکمل انجی نعمتوں سے  
 آور دوسٹ رکھو مکمل واسطے محبت خدا کے اور دوسٹ رکھو میری اہل بیت کو میری محبت کے سبب سے دوسرے  
 انگہ ازواج مطہرات کو یہ بھی حکم انگہ اجزا و اباض کار کھتہ ہیں انگہ حق میں حق تعالیٰ خود نما ہو لینی اوکی  
 بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَوْجَعَهُ أَهْلَهُمْ لَعْنَةُ بَنِي بَہتر ہو مومنین کو انکی جانوں سے اور  
 بیبیان انکی مائیں ہیں اور سب بنی آدم سپر متفق ہیں کہ ازواج سے جو نہایت ہی خلط ملط اور الفت  
 ہوتی ہو اسوجہ سے وہ حکم شخص کا پیدا کرتے ہیں اسواسطے شرع میں مصاہرت کو مثل نسب کے محرمیت و میراث  
 میں اعتبار کیا ہو اور احسان کے مقام میں ایک ہی اڑی میں پر دیا ہو تو کہ تعالیٰ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ  
 النِّسَاءِ بَشَرًا فَيَجْعَلُ لَكُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا تمیسرے اصحاب ان کے جنھوں نے انکی رفاقت و ملازمت اختیار کی  
 اور راہ مددگاری میں جان قربان کی مال و بدن اپنا معرض تلف اور مشقت میں ڈالا عزیز و اقارب  
 اپنے یعنی بھائی بیٹے باپ بیبیان باہنیر آپ کی خوشنودی کے واسطے چھوٹے چیتا بچہ حق تعالیٰ نے قدر دانی انکی  
 اس عمل کے فائدے حق انکا عنایت فرمایا لَفَقْرَاءَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ  
 فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُّونَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ  
 وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُجْعَلُونَ مِنْ حَاجِزٍ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجِزًا أَوْ تَوًّا  
 وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور تمام جہان پر ظاہر ہو کر ایسی محبت و اخلاص اور  
 قرب و اختصار نسب سے بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہو صرف نسب سے کیا ہوتا ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہو مشعر  
 الْقَوْمُ إِخْوَانٌ صِدْقِي بَيْنَهُمْ سَبَبٌ مِّنَ الْمَوَدَّةِ وَلَمْ يَعْدُ سَرِيهَ نَسَبٌ

ترجمہ قوم بھائی محبت کے ہیں انگہ درمیان میں علاقہ دوستی ہے جسکے برابر قرابت نہیں ہوتی بس ان تینوں  
 گروہ میں سبب محبت کے نہایت قوی اور بہت ہی بہت اور پورے پورے بے نہایت ہیں نسبت عام مومنون  
 اور گروہ مسلمانوں کے دو طرف سے اول تو انکا قرب و اتصال ہی جناب پیغمبر سے کہ تمام بنی آدم سے زیادہ پیوستہ  
 کے ساتھ مخصوص ہیں دوسرے حقوق ان تینوں گروہ کے شریعت اور دین کے رواج دینے میں اور تقویٰ  
 اور جہاد و طہارت میں بھی یہ سببے عالی درجہ ہیں ان یہ ضرور ہو کہ اگر اس جماعت سے جو بعضے خالی اہل  
 سے ہوں اور ایسی چیز اختیار کریں جس سے اگلے اعمال انکے مٹ جائیں اور حبط ہو جائیں وہ البتہ بموجب  
 نفس قرآن کے واجب احدیوت ہونگے گو قرب و اتصال انکا پیغمبر سے ہو لیکن وہ قرب کے مقابلے میں لغو





استعمال شیخ و سنان کے سبب کفر و لشکر اور اپنے آدمیوں کے انکار حق باطل کر کے خلافت و ول متعال کی ہے  
 جہین لی انھیں کلامہ بلفظہ اور ملا عبد اللہ مشہدی نے جسکی اظہار الحق پر اس اصل پر خود بحث کر کے  
 جواب اسکا لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ مرتضیٰ کے خلافت کے مقدمے میں نص صریح نہیں ہوئی تو ایسا یہ  
 جھوٹے ہیں اور اگر نص ثابت ہوئی تو چاہیے کہ وہ جماعت صحابہ کی جمہور نے مسئلہ خلافت میں مخالفت  
 کی ہو مرتد ہوئے اور جواب اس بحث کا اس عبارت سے لکھا کہ انکار اس نص کا جس سے کفر واجب  
 ہوتا ہے یہ ہے کہ ایک حکم منصوص کو جھوٹا اور باطل عقائد کرنا اور حضرت پیغمبر کو حاشا اُس نص میں  
 جھوٹا ٹھہرانا ہر چند حق واجب کو چھوٹا لیکن دوسرے سبب غرضوں دنیا اور محبت جاہ و مرتبے کے  
 اُس واجب کو ترک کیا یہ قسم فسق و عصیان سے ہوگا مثلاً زکوٰۃ باجماع امت واجب ہے اور  
 قرآن اہل حدیثوں سے منصوص ہے اگر کوئی منکر اُسکے واجب ہونیکا ہو تو کافر ہے اور مرتد اور اگر  
 معتقد واجب ہونیکا ہے لیکن زر کی محبت سے اوکرنے میں بخل کرتا ہے اور اپنے ذمے رکھتا ہے گنہگار ہوگا  
 اور جو لوگ کہ خلیفہ اول کے خلافت پر متفق ہوئے نہیں کہتے تھے کہ حضرت پیغمبر نے نص کی لیکن  
 جھوٹ کہا بلکہ بعض اوقات میں بعض لوگ منکر ثبوت نص کے ہوتے تھے اور بعض حضرت پیغمبر  
 کے کلام میں نگی تاویل کرتے تھے انھیں کلامہ بلفظہ اور اس کلام میں چند فائدے معلوم ہوئے  
 اول یہ کہ انکار سخنی اور دلول نص سے جسکی بنا تاویل فاسد پر ہو کفر نہیں ہے بلکہ ایک قسم فسق و عقادی  
 ہے جسکو اہل سنت کے عرف میں خلا اجتہادی کہتے ہیں دوسرے یہ کہ چھینتا مذکور منع کرنا قاطعاً  
 وغیرہ کا کہ بعض لوگوں سے ظہور میں آیا موافق سند حدیث کے معنی مٹا شیخ کلام نبیاء و کلام کسرت  
 کو لاؤ ثبوت یعنی ہم گروہ انبیاء کے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث نہ ہم کیسی وارث یا بموجب سند اس آیت  
 الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ دینکم آج کامل کیا میں نے دین تمھارا یہ بھی کفر نہیں ہے بلکہ وہی حق اعتقاد  
 خلا اجتہادی ہے جو اسے کہتے ہیں باطل مسئلہ نص امامت میں موجب ساقط ہونے کفر کے ہوئے  
 کہ کفر لازم نہیں آتا حدیث و آیت پر تمسک کرنا اور سند لانا مسئلہ میراث اور کتاب لکھنے میں ہزاروں  
 درجے مسئلہ امامت سے اولیٰ اور بالا جماع فروع فقہ سے ہے یہ کیوں موجب سقوط کفر کا نہ ہوگا اور  
 خود انھوں نے بھی اسکی تصریح کی ہے الحاصل موافق بنیاد مذہب شیعہ کے ظاہر ہو کہ اختلاف مجسّم  
 خلافت میں سبب تاویل کے ہے فسق و عقادی ہے تیس لازم ہو کہ حضرت مرتضیٰ کی امامت بلا فصل

اعتقاد انکے نزدیک حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہو بخلاف اعتقاد فرض ہونے کا زور و زکوۃ کے کہ انکو فرض نہ جانتا کفر ہو اور اس فرق کو جو بیان کیا چھوڑنا نہیں چاہیے یہ فرق گویا جماعی اس فرق کا ہے یعنی سب اس پر متفق ہیں اس میں کسی کو کچھ جھگڑا نہیں ہو اس واسطے قول خواجہ نصیر طوسی سے یہ سب گواہی چاہتے ہیں اب جو ایمان اس جماعت کا جنھوں نے حضرت مرتضیٰ کی مخالفت کی خود انکے محققوں کے اقرار و اعتراف سے ثابت ہوا تو لازم ہو کہ اس گروہ کے اعمال و اخلاق ظاہری سے کہ انکے حسن و خوبی باطن کو جتنے بحث کرنا چاہیے ملاحظہ فرمائیں اس آیت کے بیان میں **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ** یعنی اور رسولؐ پونچھا جو کچھ تم پر اتارا گیا ہو اور اگر نہیں کرے گا تو میں نہیں پونچھا یا تو نے اس کی رسالت کو لایا ہو کہ فقط اقرار بشہادتین اور تصدیق جماعی اس کی جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے مرتبہ اسلام سے ہو اور بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامت نے اس مرتبہ اسلام کی اجابت رکھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وعدہ حفظ و نگاہداشت کا تھا اس سے کوئی باہر نہیں نکلیا اور اتنا ہی عقیدہ اسلام کو کافی تھا واسطے تا بعد ازیں احکام حضرت رسالت پناہ کے جو مشرکوں کے نکالنے میں جزیرہ عرب سے اور لڑائی مرتدوں کی جو دین سے پھرتے تھے اور زکوۃ کے مانع تھے اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرتے تھے اور جہاں کفار روم و فارس و سولے انکے ان سب مقدمات میں جو کچھ واقع ہوا تھا اور جنھوں نے امور خلافت و ریاست کا ارادہ کیا ان کا مون میں بھی نہایت جد و جد سے کوشش کی تا کوئی مخلوق سے یہ نہ کہے کہ یہ قابل خلافت کے تھے اور بہت انھیں لوگوں سے تھے کہ ظاہر کی حرام چیزوں پر ہر ہیز کیا بلکہ بعض لذتوں کو ترک کیا اور صحبت آنحضرتؐ کی جو پائی تھی اور اس صحبت کی برکتیں انکی ذاتوں میں باقی تھیں اس سبب سے کہ قریب ہی نہ آئے آنحضرتؐ کا ہوا تھا اس صحبت سے بڑے زہد و تقویٰ والے تھے ہاں خلافت کے معاملے میں جو سہل کاری و تسہلی انکی واقع ہوئی وہ فقط اہل بیت کے حق میں ضرور ہوئی بس اور کچھ نہیں باقی کلام اس کلام سے صریح معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو زہد و تقویٰ بکرت صحبت شریف نبویؐ کہ وہ برکتیں انکے نفوس میں باقی تھیں نہ بلکہ اہل ایمان پر تھا اور مزید برآں حامل اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحبت حضرت پیغمبرؐ کے ساتھ دلی و باطنی قلبی تھی لہذا وظاہر داری کی راہ سے سنتی نہیں تو انکی صحبت فیض و برکت کیسے حاصل کرتے تھے کہ



اس موقع پر غور کرنا چاہیے کہ جب ایمان و پرہیزگاری اور زہد و تقویٰ اس گروہ کا انھیں کچھ اقرار و اعتراف سے ثابت ہوا لیکن پھر دعویٰ کرنا کہ اہل بیت کے حق میں و امام خلافت میں نے مصیبت ظہور میں آئی ایسا ہی جیسے ماکثرت بالیقین کے خلاف یعنی ایک شے یقین سے ثابت ہو جائے پھر بھی اسکے خلاف کہنا پس معلوم ہوا کہ یہ امر خلاف بھی اسلئے سبب سند کسی دلیل کے واقع ہوا یا سبب کسی نص کے سمجھے ہوں یہ بقصد کسی مصیبت کے اسلئے کہ جب پیغمبر کی صحبت انھیں اثر کر کے ہوئے ہو تو کوئی فکر ہو سکتا ہے کہ ایسے بڑے کام میں ایسی حرکت بے برکت اسلئے دنیا کے لالچ اور محبت جاہ و مال سے دید و دستہ صاوری ہوئی تو زہد و تقویٰ اور حرام چیزوں سے بچنا مطلق انھیں تھا اور یہ جو کچھ کہا ہو کہ مخلوق کی نظر سے دور نہ پڑیں ہم باغیب ہو اور دعویٰ اسکا کہ ہم کو معلوم قلوب حاصل ہی ہم لوگ تو مکلف ظاہر حال کے ہیں جب کوئی ظاہر اچھا دیکھتے ہیں اچھا کتھے ہیں اسکے ساتھ بھی قرار حسن حوال کا انکے سبب برکت صحبت شریف نبوی کے تھا میں صحبت علت لکے حسن حوال کی تھی تو ضرور ہوائی باطنوں میں بھی وہ صحبت مؤثر ہوئی ہوگی اور تاہم اسکی جگہ بھی ہوگی اسکا اصل خود علمائے شیعہ کے اقرار سے ایمان ایک جامع صاحب کلام زہد و پرہیزگاری و پرچار ہونا حرام چیزوں بلکہ بعض مباح باتوں سے بھی روکدہ و کوشش رکھنے والی رواج دینے اسلام میں اور نکال دینا شکر کو کا جزیرہ عرب سے اور مقابلہ کفار روم و فارس غیر نوک کے خصلتوں اور فضائل سے ثابت ہوا واللہ سبحانہ اس بات کی کیجائی ہو کہ کیسے کیسے عالی درجے اور بلند بے انکے اللہ کے نزدیک تھے اور کیسے اعمال صالح انکی درگاہ خداوند تعالیٰ میں مقبول و پذیرا ہوئے یقیناً معلوم ہو کہ کوئی مرتبہ علیٰ اور افضل خوشنودی رضامندی خدا تعالیٰ سے نہیں ہو سکتا جو خدا تعالیٰ نے پسند فرمایا کیسا ہی ہو وہ گروہ اہل ایمان کا مقبول ہو قولہ تعالیٰ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَدَّمُونَ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْتَمَرُونَ اتَّبَعُوا مَا كَانُوا عَلَىٰ الْإِسْلَامِ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ الَّتِي نُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِنَا لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مَا يَشَاءُ لِيُخْلِقَ بِمَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ذَكِيمٌ

وَلَا تَكُنْ مِنَ الرَّاغِبِينَ إِلَى النِّجْوَةِ وَمَنْ يَدْعُ إِلَيْهِ فَكَذَلِكَ خَلَّاتِ عَلَى صَحْفَةِ إِمَامِهِ  
وَعَدَمِ جَوَازِ الطَّعْنِ فِيهِ وَتَرْجُمِهِ كَمَا اِبْلِ سُنَّتِ فِي بِشْكَارِ بُو كِبْرِي فِي هِجْرَتِ بَيْنِ سَبَقَتِ كِي تُو دِه سَابِقِينَ  
ہوئے تحقیق خدا نے خبر دی کہ وہ راضی ہو اویسے اور بیشک رضا کی علت سبقت ہی ہجرت میں پس رضا ہمیشہ  
ہو گی کہ ہجرت ہمیشہ پہلے ہی دلالت کرتی ہو اوی کی صحت امامت پر اور ان کے حق میں طعن نہ جائز ہونے پر  
بعد کہنے اس کلام کے کہ امام جواب کہنا اس بات کا بار نکال سکے کہ ہجرت کے سبقت و نفرت میں کایں شرط ہو  
اور وہ شخص معاذ اللہ کسی وقت میں ایمان نہیں رکھتا تھا یہاں تک کہ قبل پیدا ہونے نا خوشی کے جو امیر المؤمنین  
کے ساتھ ہوئی یہ بات انصار سے دور ہو اور یہ کہنا کہ مراد سابعین ہجرت و نفرت سے وہ لوگ ہیں  
جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین کے واسطے تصدیق امامت بلا فصل کی کی ہو اور موافق وصیت حضرت  
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے معاملے میں عمل کیا ہو یہ تکلف و دراز کار ہو اس واسطے کہ آیت میں وہ چیز  
کہ اس قید کی خبر سنیں ہو اُنکے کَلَامُہُ بِالْفَصْلِ اس کلام سے مرعہ سمجھا جاتا ہو کہ جب انکار امامت  
مرفعی مخصوص عموم آیت کا نہیں ہو سکتا تو اور تفصیر میں مثلاً مذک سے باز رکھنا اور سوا کے جو وقوع میں  
آئیں بطریق اولیٰ مخصوص نہیں ہو سکتیں اس واسطے کہ آیت میں یہ بھی موجود نہیں ہو جواتنی بات پر خبر ہو  
بعد اس سے ملاحظہ اللہ نے کہا ہی بہتر یہ ہو کہ اسکا جواب اس روش پر کہا جائے کہ یہ آیت دلالت نہیں  
کرتی ہو مگر اس بات پر کہ حق سبحانہ و تعالیٰ سبقت کرنے مہاجرین و انصار سے اور اس فعل سے کہ  
انکی سبقت ہجرت اور نفرت اس کے پیغمبر میں ہوئی ہو راضی ہو ہو اور جب کسی فعل سے انکے افعال سے  
راضی ہو تو یقین کہ بلا اسکا ہمیشہ جنت میں رہنے کا وہ لیکن جنت کا داخل ہونا کہ یہ زمانے اتنی پر  
مترتب ہو اور باقی رہنا رضا کا موقوف ہو حسن خاتما و رہا باقی رہنے ایمان پر آخر عمر تک ورنہ صادر ہونے  
اعمال بد محیط پر اُنکے کَلَامُہُ بِالْفَصْلِ قرآن کریم یہ حال اس فرقے کے دانشمندوں کا ہو کہ کلام گوشتوں  
اور طرفوں کا احاطہ نہیں کرتے اور اپنے اصول عقائد کو یاد نہیں رکھتے اول تو دلالت آیت کی جس میں جنہوں پر  
تقریر کی ہرگز قواعد اصول کے روئے درست نہیں ہوئی اس واسطے کہ مدلول آیت کا تعلق رضا کا مہاجرین  
و انصار کی ذاتوں سے ہو لیکن ابن ذاتوں کو ایک وصف عنوانی کے ساتھ سبقت ہجرت و نفرت میں  
یا دفرمایا ہو لازم آیا کہ یہ وصف علت تعلق رضا کا ہو نہ یہ کہ یہی وصف متعلق رضا کا ہو اور جو فرق  
کہ درمیان متعلق ہونے رضا اور علت ہونے تعلق رضا کے ہی ظاہر ہو کہ لڑکوں سے چھپائیں

اگر ایسے تصرف پر ربط کلام اللہ میں جاری ہوں کسی مدعا میں صورت استدلال کی حاصل نہ ہو مثلاً آیت  
 موالاۃ دلائل نہیں کرتی مگر اس بات پر کہ ولایت تمھاری اس وصف سے متعلق ہو یعنی اقامت صلوة اور اتقا  
 رکوعہ و رعایت رکوع اور باتیں رہنا اس وصف کا مشروط ہو ساتھ حسن خاتمہ کے لکن اذکر انکے ہذا القیاس دوسرے  
 یہ کہ جب بدلا اس عمل کا بالیقین ہمیشہ رہنا جنت کا ہو تو یہ بتاؤ کہ مانع اس بدلے کا جو انکو دیا جائے کفر اور مرتد ہونے  
 یا صا دہوں کا حال بدلے کا جسے یہ بدلا جھٹ ہو جائے پہلی شق پر تو یہ قاعدہ برہم ہوتا ہو کہ مَحَالِفُ لَا قِسْقَہُ اور غلطی  
 عبد اللہ شہدی نے بھی جواب سوال مرقوم الصدر میں اقرار کیا ہے کہ انکار امامت حضرت امیرؓ کا بتاویل  
 باطل یا انکار رض موجب کفر نہیں ہے اور قاضی نور اللہ شوستری بھی مجالس المؤمنین میں قائل ہوا ہے جو نہیں  
 کے مرتد ہونے کا جیسا کہ سابق گذرا اور دوسری شق پر خود خلافت اپنے عقائد کی دیر کی کرتے ہیں قائل نصیر الدین  
 الطوسی فی تجرید العقائد والواجبات باطل لا مستلزما للظلم لقولہ تعالیٰ مَن یَعْمَلْ  
 مِن شَآءٍ خَیْرًا لَّا یُرِکْہُ اور محجب یہ کہ ملا عبد اللہ اس عقیدے کو خود بھول گیا اور ایسا اپنی سخن پروری میں  
 ڈوب گیا کہ ذکر اعمال مجملہ کا شروع کیا اور یہ چار عمل گنتی میں گنے اول یہ کہ جنگ احد کی لڑائی سے بھاگے  
 دوسرے خلافت مرتضیٰ میں خلافت کیا تیسرے یہ کہ بلغ ذک حصین لیا چوتھے یہ کہ حضرت عمرؓ نے قلم ووات حاضر  
 کرنے سے باز رکھا اور سابق خود اپنے کلام میں جو اوپر منقول ہو چکا اقرار کیا ہے اس بات کا کہ انکار امامت نفی کا  
 محض عموم آیت کا نہیں ہو سکتا اور بعنوان کی نفی نہیں کرتا اور جب اس سے منافات رضوان کی کمی تو محبط  
 اوسکا کس طرح ہو گا حالانکہ تمام شیعہ کے نزدیک جھٹ ہونا عمل کا یہ خاصہ کفر و شرک کا ہو بدلیل قرآن وَلَئِن اَکْثَرُکُمْ  
 لَیَجْعَلَنَّ عَمَلُکَ یعنی ہر آئینہ اگر شرک کر لیا تو ضرور جھٹ ہو گئے عمل تیسرے اور احد کے دل بھاگنا کہ اذکر  
 نص قرآن کے معان کیا گیا ہو اور نزول اس آیت سے پنج شخص سال تقدم کیونکر محبط اس عمل کا ہو گا کہ اول تو  
 بسبب عفو الہی کے کان کھوئیں ہو گیا دوسرے بعد وقوع فرار کے یہ آیت نازل ہوئی اگر وہ عمل جھٹ ہو گئے تھے تو  
 جھٹ شدہ کے ساتھ رونا کیا معنی اور بالا جماع سورہ توبہ بعد اذ نزل کے ہو اور جنگ حد تیسرے سال میں  
 ہجرت سے اور غضب خلافت مرتضیٰ کا کفر نہیں ہے موافق اقرار فضلا سے شیعہ کے چنانچہ سابق گذر رہا ہے  
 جھٹ ہونا اس سے کس طرح سمجھا جائے غضب ذک کا اول تو واقع ہوا اس واسطے کہ لوگوں کو ذک کو فاطمہؓ سے نہ اپنے  
 تجھے میں کیا نہ ایشاک میں بلکہ یہ کیا میراث ہونے سے منع کیا یا نہ تمام سے منع کیا اسکو غضب کہنا بڑی بیخبری ہے  
 اور معذایہ منع نہیں ہو موجب تمسک حدیث مشہور کے تھا گناہ بھی نہیں ہوا پھر کفر کی کیا جگہ کہ تمام عمر کے

اعمال ضبط کرے اور جو قلم و دوات حاضرین کی ہرگز بطور خطاب اینٹوئی بغیر طائیس شیعین میں سے  
دونوں تھے بلکہ تمام بنی ہاشم اور اہل بیت امین شریک نہیں اور اگر بالفرض انھوں نے مشورہ دیا ہو  
اور مشورے میں خطا کی تب بھی ضبط اعمال صالحہ کو ننگ نہ ہو گا، الحاصل اس مقام میں حیرت ہو اور طے  
عبداللہ کے ہاتھ پاؤں رنیکو خیال کرنا چاہیے کہ کیسے ہاتھ مانتا ہو اور دھراور کچھ ہاتھ نہیں آتا  
اور اسی قسم سے دوسری آیت میں اَجْعَلْنٰمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعُمَرَ اَلْمَسْكِيْنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا يَزِيْزُ حُجْبَهُ  
ایا کیا سنتے پانی پلانا حاجیوں کا اور تعمیر مسجد حرام کی مثل اس شخص کے جو اللہ اور قیامت کے  
دن پر ایمان لایا وَجَاهِدْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوْوُنْ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُوَفُّوْنَ  
وَعَهْدَهُمْ وَاِذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ  
يُسَبِّحُوْنَهُمْ رُبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَفَضْلٍ لَّهُمْ فِيْهَا لَعَلَّكُمْ مَّقِيْمٌ كَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا اَيْدٍ وَاللّٰهُ  
عِنْدَ الْاَجْرِ عَظِيْمٌ ترجمہ اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں نہیں برابر ہو گئے اللہ کے نزدیک ورا اللہ نہیں  
بدایت کرتا ہو ظالموں کو وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مال اور  
جانوں سے ان کا بہت بڑا اور جہاد کیا اللہ کے نزدیک ہی مقصد کو پہنچنے والے ہیں خوشخبری دیتا ہو انکو  
آٹھ بار در و گار رحمت کی اس سے اور خوشنودی کی اور جنتیں کہ ان کے واسطے امین نعمتیں مقیم ہیں ہمیشہ  
ہمیشہ امین رہیں گے اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہو اور آیت ان الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ  
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اَوَّٰ وَنَعٰى وَاُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاُ بَعْضٍ ترجمہ بیشک  
لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں در و گار جہاد  
جگہ دی اور مدد کی وہ لوگ بعض ان کے دوست ہیں بعض کے ملا عبداللہ اور علمائے شیعہ ہاتھ و  
پاؤں مار کے آخر عاجز ہوئے اور ان لوگوں کے مراتب عالیہ کے قابل یہ ہو حال حضرت امیر کے مخالفین  
کا اور اہل بیت کے دشمنوں کا موافق گمان شیعہ کے کہ یہ سب مخالف مجاہدین و راضا سے تھے کہ  
انہیں میں سے خلفائے ثلاثہ بھی ہیں لیکن جو حضرت امیر سے لڑے ہیں کہ وہ ام المؤمنین اور طلحہ اور  
زبیر مجاہدین ہیں سے ہیں نہیں شیعہ کو بڑا تردد ہو تفصیل سکی یہ کہ ان کے لوگ ان کے فرق نہیں کرتے  
تھے اور سب راہبوں کو کافر ٹھہراتے تھے اور گالی اور جہاز بڑھاتے تھے سب حبی مجملہ لوگ ان کے خبردار ہوئے اسباب  
پر کہ جس صورت میں کہ ہم امامت کو نبوت کے حکم میں نہیں اور منکر امامت کو کافر و مرتد گنیں تو بہت جوں

اصول مذہب میں غلط پڑ گیا انہیں ہے کہ حضرات ائمہ بلا تکلف اور بلا ضرورت ان لوگوں کو اپنی لڑکیاں دیتے تھے اور انکی لڑکیاں لیتے تھے چنانچہ حضرت سکینہ کا مصعب بن نجر سے نکاح ہوا اور قاسم بن محمد بن ابی بکر کی لڑکی سے حضرت امام محمد باقر نے نکاح کیا اور علی بن ابی القاسم بات حملہ حضرات علیہ میں ماری و رانی تھی ہرگز انکا معاملہ اپنی امامت کے منکروں کے ساتھ ایسا تھا جیسا کہ نبوت کے منکروں کے ساتھ تھا اور ظاہر کہ امامت ہر امام کی مثل امامت حضرت امیر کے ہے اور انہیں میں سے کہ ایک گروہ جو خود سبحانی اور اقربا ائمہ سے تھے منکر امامت دوسرے ائمہ کے تھے مثلاً محمد بن حنفیہ کہ منکر امامت حضرت زین العابدین کے تھے باوصف اسکے کہ باہم جھگڑا ہوا اور فیصلہ اسکا حجاز پر ٹھہرا دیا اسنے گواہی امامت حضرت زین العابدین کی دی تب بھی یہ دست بردار نہ ہوئے آپ ہی امامت کا دعویٰ کرتے رہے اور اپنی اولاد کو وصیت امامت کی کر گئے اور نذر و نیاز اور خمس وغیرہ جو کچھ مختار انکو بھیجتا تھا کبھی اسین امام زین العابدین کو شریک نہیں کرتے تھے اور جیسے زید شہید کہ بے شبہ اپنی امامت کا دعویٰ کرتے تھے اور امام محمد باقر کی امامت کے منکر تھے اس مقدمے میں ہشام بن حکم کے ساتھ مناظرہ بھی کیا لیکن اپنا دعویٰ نچوڑا یہاں تک کہ شہادت پائی پھر انکی اولاد یعنی سحیلی اور متوکل نے امام جعفر صادق کی اولاد کے ساتھ اسی معاملے میں بہت پر غاش رکھی پھر اولاد امام جعفر کی بھی آپس میں مثل عبد اللہ افطح اور اسحق بن جعفر کے دعویٰ امامت کا کرتے رہے اور اگر اولاد حسن رضی اللہ عنہ کو ہم گنیں کہ ایک جماعت کثیر مثل نفس کہ وغیرہ کے دعویٰ اپنی امامت کے گذرے ہیں وراور اماموں کی امامت کے منکر نو دائرہ قبل و قال کا تنگ کیا معنی بلکہ آتش جنگ و قتال کے بھڑکے چنانچہ انکے تابعین باہم جنگ و قتال کی ہر جیسے مختار ثقفی نے عبد اللہ کو جو پہر صلبی حضرت امیر المؤمنین کا تھا اہل ہوا کہ نسب کی کتابوں و تواریخ میں موجود ہے اگر انکار امامت امام کا انکار نبوت نبی کی طرح کفر ہو تو ہر سب لوگ کافر ہو جائیں گے اور حضرت ائمہ نے کہ زید شہید اور محمد بن حنفیہ اور مثل ان کے جنکے حق میں گواہی خوبی و فلاح کی دی ہے سب جھوٹ ہو جائے اگر یہ ہم کہیں کہ علی کی اولاد ہر چند منکر امامت امام وقت کے ہوں کافر نہیں ہوتے اور لوگ انکار امامت امام وقت سے کافر ہو جائے ہیں تو ان چیزوں میں اختلاف و تفاوت لازم آئے جسے کفر و جب ہوتا ہو حال نگاہ اتفاق و موافقت کفر میں کچھ تفاوت نہیں ہے چاہے امام زادہ ہو چاہے علوی جب کلمہ کفر کا زبان نکالے گا کافر ہو گا

الفرق جب پچھلے لوگوں نے اس پر نظر کی تو ناچار ہو کر کہا کہ منکر امامت کا کفر نہیں ہو اور اس میں فرق  
 محال کہ منکر مخالف ہو اور مخالف فاسق اور محارب یعنی لڑنے والا کافر لیکن یہاں ورا یک قباح  
 لازم آئی کہ جب کفار امامت کا کفر نہیں ہو اور انکار کے لیے محارب لازم جب امام اپنا تقرب چاہیے گا ضرور  
 جو کفر نہیں اور کفر لازم جو جائیگا اور یہ بات محال ہو کہ منکر اس واسطے کہ حکم لازم ملزوم کا ایک ہو پس  
 انکار بھی کفر ہوگا اور خوب ظاہر ہو کہ محارب خود ایک مرتبہ مراتب انکار سے ہو کہ جس وقت امام اپنا تقرب  
 کرے گا تو اسی محارب کی صورت پر انکار ہوگا اکثر شیعہ نے اس بات کا جواب اس روش پر دیا ہو کہ  
 ہر چند قاعدہ تو اسی بات کو چاہتا ہو کہ جب انکار کسی چیز کا کفر نہ ہوگا تو چاہیے کہ محارب بھی اُس چیز والے کے  
 ساتھ کفر نہ ہو کفر اس واسطے کہ محارب بھی ایک قسم انکار سے ہو لیکن اس قاعدے کو برخلاف عقل کے کو عقل میں تو  
 ایسے ہی آتا ہو مگر عنہ حضرت امیر سے لڑنے والوں کے حق میں چھوڑ دیا ہو اس سبب کہ حدیث متفق علیہ  
 ہو کہ پوچھی ہو **حَرْبُكَ حَرْبِي وَسَلَامُكَ سَلَامِي** اس جواب میں بھی چند وجوہوں سے خدشہ ہوا کہ  
 یہ کہ یہ کلام تابع مجاز کے ہو بخلاف حرف تشبیہ یعنی **حَرْبُكَ كَأَنَّكَ حَرْبِي** اس واسطے کہ معنی حقیقی ممکن  
 نہیں اور خوب ظاہر ہو کہ حضرت امیر کی لڑائی لڑائی حضرت رسول کی نہ تھی حقیقۃً بلکہ حکماً اور جب  
 مصناف بخلاف حرف تشبیہ ہوا تو مذموم و قبیح ہونا اس حدیث سے معلوم ہوا نہ کفر ہونا اس واسطے  
 کہ یکساں ہونا مشابہ اور مغایہ بہ کا تمام احکام تشبیہ میں ہرگز لازم نہیں ہو اور اس لفظ کو جناب رسول نے  
 بہت صحابہ بلکہ متعدد قبیلوں کے حق میں جیسے اسلم و غفار اور حمینہ اور مزینہ کے بھی فرمایا ہو اور بالاتفاق لڑائی  
 او کی کفر نہیں ہو دوسرے یہ کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ **حَرْبُكَ بِاللَّحْظِ حَرْبِي** بس لڑائی جماعہ  
 کثیر کی جیسے قاتل عثمان کی کہ ان سب میں حضرت امیر بھی تھے لڑائی رسول کی نہ تھی اور ایسے ہمار  
 بہت مظہر و رائج ہیں مثلاً کوئی شخص اپنے دوست سے کہے کہ جو کوئی تیرا بدخواہ ہو میرا  
 بدخواہ ہو اور اگر وہ دوست او کا ایسے مردم کثیر کے کسی زمرے میں ہو کہ ان لوگوں کا سبب  
 کسی امر عام مشترک کے کوئی بدخواہ ہو ضرور عموم کلام میں وہ شخص داخل نہیں ہوتا نہ لڑائی  
 نہ عرفاً اور ان صحابہ کبار یعنی طلحہ اور زبیر اور ام المومنین نے خاص قصد لڑائی حضرت امیر کو  
 نہیں کیا بلکہ عثمان کے قاتلوں سے پورا کرنا قصاص کا مقصود تھا جو کہ حضرت امیر بھی وں  
 لشکر میں شریک تھے اون سے بھی لڑائی واقع ہوئی تیسرے یہ کہ **حَرْبُكَ حَرْبِي** کنا یہ ہی

عَكَوْا وَلَمْ يَكُنْ عَاوِرَةً سِوَاكُمْ خَلْفًا مِّنْ دُونِهِمْ لَعَنَ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ سے خوب ظاہر ہو کہ یہ لوگ عداوت حضرت امیرؑ سے نہیں کھینچتے تھے بلکہ اپنی انکی عداوت کے سبب سے تنہی محض واسطے فساد و دہرہ ہونے اور بدلا لینے کے مقابلہ کیا کہ اسکی ذہبت لڑائی کو پہونچی چوتھے یہ کہ جملہ افعال اختیاری میں قصد و ارادہ شرط ہو تب اس پر مریع اور ذمہ وارد ہوتی ہو مثلاً کوئی شخص کہے جو کوئی اس برتن کو توڑیگا اسکا ایسا ایسا حال کروں گا اور کسی شخص کا راہ چلتے پائون ڈگ گیا اس برتن پر پڑا کہ وہ ٹوٹ گیا بالاتفاق اسکو اسکا توڑنے والا نہیں کہیں گے اور اس وعید میں داخل نہیں ہوا یہی حال انکی لڑائی کا ہو حضرت امیرؑ کے ساتھ معتبر تواریخوں سے پانچویں یہ کہ پہنے مانا کہ لڑائی لڑنا حضرت امیرؑ سے چاہے جیسی ہو لڑائی رسولؐ کی ہو لیکن مطلق لڑائی رسولؐ کی بھی کفر نہیں ہو مگر جبکہ انکار نبوت اور رسالت کے ساتھ ہو اور دنیا و مال کی رو سے کفر نہیں ہو بدلیل آیت قرآنی جو انہوں نے کے حق میں ہو کہ بالاجماع کافر نہیں ہوتے گو مفسق ہوں تو لہ تعالیٰ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِي يَنْهَاجِرُ بَوْنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا اَللّٰهُ يَعْنِيْ نَبِيْنِ ہوں بدلا دون لوگوں کا جو لڑتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور پھیلاتے ہیں زمین میں فساد مگر یہ کہ قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں ورسود خواروں کے حق میں بھی یہی وعید وارد ہو اور سود خوار کافر نہیں ہیں فَادْنُوا يَحْرِبُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ یعنی پس مستعد ہو واسطے لڑائی اللہ اور رسولؐ کی بلکہ ان آیتوں میں اللہ اور رسولؐ دونوں کی لڑائی فاسقوں کے حق میں ثابت ہو حدیث مذکور میں تو فقط لڑائی رسولؐ کی ہو پس لڑائی خداقی اور رسولؐ کی دونوں موجب کفر کے نہیں لڑائی رسولؐ کی فقط کیونکہ موجب کفر کی ہوگی تاں وہ لڑائی کہ رسولؐ کے ساتھ از روئے انکار دین کے یا اہانت اسلام کے ہو بلاشبہ کفر ہو مطلق لڑائی کفر نہیں اور کوئی کیا کہہ سکتا ہو حضرت موسیٰ کے حق میں کہ حضرت ہارون کی لڑائی میں کچھ قصور نہ پایا یہاں تک کہ ہارون خوشامد سے پیش آئے اور کہا یا ابنِ اُمّ لا تَأْخُذْ بِالْحَبِیْتِ وَلَا بِرَأْسِهِ یعنی ای بیٹی میری ما کے مست کٹر میری دواھی اور ذمہ سیرغ کی لڑائی میں ان حرکتوں سے کیا ہوتا ہو حضرت امیرؑ کا بھی حکم اَنْتَ مَعِيَ بِهَذَا لَهَافُونَ مِنْ مَّوْطِئِيْ ذہن رہے اور دوجہ مطرہ رسولؐ کہ حضرت امیرؑ کو حاتم ثمان کے قاتلون کا اور مستی انکی



قصاص جاری کرنے میں سمجھ کے برسرِ پناش ہوئیں بعدینا مثل حضرت موسیٰ اور ہارون کی جو کہ  
 کہ ہارون کو حمایتی گو سالہ پرستوں کا سمجھا اور سستی اُنکی اُن کے حق و تغیر جاری کریمین سمجھ کے نسبت  
 اپنے بڑے بھائی کے یا اہانت عمل میں لے لیں اگر حربِ سول کفر ہو تو حضرت موسیٰ کا شاکس ذلک  
 اسی وقت کافر ہو جاتے وَاللّٰہُ اَدْبَارُہُمْ ذٰلِکَ مَعَالِہٖ حضرت یوسفؑ کے سجاؤن کا جو کچھ اُنکے ساتھ کیا  
 اور حضرت یعقوبؑ کو جو کچھ دکھ دیا لڑائی سے کیا کم جو اس جگہ انصاف کی راہ چلنا چاہیے اور ہر ایک کے  
 بچنے پر لحاظ رکھنا چاہیے دوسری طرف بھی ام المؤمنینؓ وجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں کہ موافق  
 نص قرآن کے مادرِ مومنوں و مادرِ حضرت امیرؓ کی ہیں اگر ان اپنے لڑکے کو گھر کے جھڑکے اور دھکی دے  
 گو وہ لڑکا اُس گناہ سے بری الزمہ ہو ہم کو کم کو نہیں پوچھتا ہے کہ اُسکی لڑائی اپنے ملعون کے تحت میں کرین جیسے  
 کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوسفؑ کے بھائی ہکونین یا ہکونین کی زبان ملعون کی انہر کھولیں بلکہ بیان کو نسبت  
 ما اور بیٹا ہونے کی جو اور وہاں برادری اور مسادات کی ہر ع کر حفظ مراتب نکھنی زندیقی و اصل  
 معلوم ہوا کہ حدیثِ خزَنَکَ خَوَیْجَہ کو سند پکڑ کے حضرت امیرؓ سے لڑنے والوں کا کفر ثابت کرنا  
 ہرگز قاعدے پر نہیں جھٹا اور بہت سے اصول کے مخالف ہوتا ہے اور ایمان اعمال صالح ان لڑائی  
 والوں کے کہیں جاتے نہیں ہے وہی مانعِ بغض و عداوت اور گالی و تبرکے ہیں و در فرق مخالف اور  
 محارب میں کسی وجہ معقول کے ساتھ نہیں اس موقع پر بعض تین علمائے شیعہ کی سنا چاہیے قاضی  
 نور اللہ شوسترسی اپنی مجالس المؤمنین میں لایا کہ معنی شیعہ کے یہ ہیں کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و  
 سلم کے خلیفہ بلا فصل مرتضیٰ علیؑ ہیں و در گالی اور لعن شیعہ میں معتبر نہیں ہے اس بات کی گنجائش  
 ہے کہ نام حضراتِ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم زبان شیعہ پر جاری ہو اگر جاہل شیعہ اس  
 بات کا حکم کرین کہ لعن واجب ہے تو انکی بات معتبر نہیں آ ورجو کچھ خبث اور فحش کی نسبت حضرت  
 ام المؤمنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقدسے میں شیعہ کیجا ب کرتے ہیں ماشا ثم ماشا جو واقع ہو  
 آسکتے کہ عوام گروہ آدمیوں کی طرف نسبت فحش کی کرنا حرام ہے نہ کہ حرم حضرت پیغمبر صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی طرف لیکن جب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مخالفتِ مکرّم قُرْآنِی مَیْمُونِہ کی کر کے بصیرین  
 آئین اور حضرت امیرؓ کی لڑائی میں پیش قدمی کی تو حدیثِ خَوَیْجَہ خَوَیْجَہ وَ سَلَمَہُ  
 سَلَمَہُ کے کہ فریقین۔ حضرت علیؑ صفت میں ثابت کی ہے تو حرب حضرت امیرؓ کی

با حرب حضرت پیغمبر کی یقیناً مقبول نہیں ہوا اس بنا پر مور و وطن ہوئیں بعد اسکے اسی کلام کے لگاؤ میں کہا ہو کہ یہ ایک ضعیف حدیث ہے جو ان کی کتابوں سے دیکھی اس مضمون کی کہ عایشہؓ نے امیرؓ کے سامنے اس لڑائی سے توبہ کی لیکن قصہ لڑائی کا تو متواتر ہوا اور حکایت توبہ کی خبر واحد مگر اس بنا پر طعن کرنا ان کے حق میں جائز نہیں ہوا۔ انھیں کلاماً بلکہ بلفظہ جو لوگ تابعی و تابعین تک چھپائیں کہ توبہ حضرت طلحہؓ کی ایک لشکر کی ہاتھ سے ایک لشکر والوں سے منقول ہوا اور کوٹ جانا حضرت زبیرؓ کا معرکہ لڑائی سے بعد اسکے کہ حضرت امیرؓ نے اپنی خلافت کی حقیقت میں انکو حدیث یاد دلائی مشہور و متواتر ہو بسن روایتوں کی بنا پر بھی طعن ان شخصوں کی جائز نہ ہوگی اور یہی دعا ہو جاتا چاہیے کہ پچھلے شیعہ جیسے ملا عبد اللہ مشہدی اور اسکے مثل خود اس عقیدے سے کہ حضرت امیرؓ سے لڑنے والا کافر ہے لوٹ کر سید پر قانع ہوئے ہیں کہ لڑائی کرنا حضرت امیرؓ سے کفر نہیں ہو بلکہ حد فسق کبیرہ کو پوچھ پاتی ہو اس لیے کہ انھوں نے تکذیب نفس پیغمبر کی نہیں کی بلکہ بسبب تاویل باطل یا انکار نص کے ان سے لڑنے کو حلال جانا تبس فسق اعتقادی ہو نہ کفر اور جو قول خواجہ نصیر کا بھی علمائے شیعہ کے نزدیک حکم وحی ناطق کا رکھتا ہو خصوصاً عقائد کے مقدمے میں تبس متاخرین نے انکے درمیان قول خواجہ نصیر اور ملا عبد اللہ کے اسوجہ سے جمع کر کے مطابقت دی ہو کہ بمقتضائے حدیث حرکت حُرّی کے مرتضیٰؑ سے لڑنے میں کفر لازم آتا ہو ہر چند التزام کفر نہوا اور لزوم کفر کا کفر نہیں ہو شیعہ کے نزدیک بھی بلکہ التزام کفر کا کفر ہی نہیں قول خواجہ کا جو باعتبار لزوم کے ہی موافق ظاہر حدیث کے ہوا اور قول ملا عبد اللہ اور اسکے ہشال کا باعتبار التزام کے ہوا وجوب التزام کفر کا انہیں تھا اطلاق مرتد کا انہیں نہیں ہو سکتا انتہی کلام اور سیح یہ ہو کہ کلام اس غریز کا کمال وقت سے پیدا ہوا ہو کہ اصول شیعہ پر اس سے زیادہ خیال میں نہیں آتا لیکن حدیث مذکور باوجود اسکے کہ قابل تاویل ہو اور قطعاً معنی حقیقی مراد نہیں متعارض نہیں ہو سکتی ہو آیتوں قطعی کی جو حق میں عاجز اور انصار خصوصاً ازواج مطہرات اور سائرین و بزرگوار کے حق میں مار و ہجوئی ہیں اور نیز لزوم کفر ان شخصوں کا موافق قاعدہ شیعہ کے درست نہیں ہوتا حدیث کہ امام قزوینی کے ساتھ لڑنا یعنی ہوا الذی فی فسق لا کفر اور اگر کسی شبہہ یا تاویل کے ساتھ ہو تو فسق

بھی نہیں رہتا بلکہ خطا اجتہادی ہوتی ہے جو انتہا کلام شیعہ کی اس بحث میں معلوم ہوئی  
 ضرور پڑا کہ مذہب اہل سنت کا بھی اس مسئلے میں ذکر کیا جائے جاتا چاہیے کہ مخالفت حضرت  
 امیر کی بنا بر اجتہاد مسائل فقہیہ کے جیسے معاملات میراث پیغمبری یا امامت ہے یا نہوناہیہ کا  
 کامل قبل قبض کے یا تقسیم شیعہ مجمع وغیرہ اجتہادی ہے یا کفر نہیں ہو نہ گناہ کسوا سطلے کہ حضرت امیر بھی  
 ایک مجتہد تھے مجتہدین صحابہ سے اور مجتہدین کو مسائل اجتہادیہ میں باہم خلاف جائز ہے اور مجتہد  
 کے واسطے اجابہ بھی ہے اور اٹرنے والا حضرت مرتضیٰ کا جو بغض عداوت سے لڑتا ہے اور کافر ہے  
 بالاجماع اہل سنت کے نزدیک اور بھی مذہب کا خارجیوں کے حق میں ہے اور اہل نہروان کے  
 حق میں اور حدیث کتب صحیحہ بھی اسی حرب مذکور پر قیاس کی گئی ہے لیکن یہاں بھی  
 لزوم کفر و نہ التزام اسکا تسلسل طلاق مرد کا انہ نہیں کر سکتے اور جو شبہ انکا نہایت غیر مؤثر قابل  
 قطعی نصوص قرآن اور حدیثوں متواتر پیغمبر کے ہو موجب عذر لانیکا نہیں ہو سکتا اور قرآن  
 و حدیث کے مقابل میں کچھ عذر نہیں چل سکتا بس خارجی اہل سنت کے نزدیک احکام عقوبتی میں  
 کافر میں مدعا سے معفرت کی نکلے واسطے کرنا چاہیے نہ برگزائے جنازے کی نماز پڑھنا چاہیے اور  
 اسی قیاس پر اور احکام عقوبتی کے اور جو حضرت امیر سے لڑے لیکن عداوت اور بغض کی راہ سے بلکہ  
 شہہ فساد اور تاویل باطل سے جیسے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین کے لوگ سوچنا خطا اجتہادی بطلان  
 اعتقادی میں اپنے مشترک ہو فرق یہ ہے کہ یہ خطا اجتہادی و رفق اعتقادی اصحاب جمل کا ہرگز طعن و  
 تحقیر کو تجویز نہیں کرتا اس سبب سے کہ نصوص قطعی اور حدیث متواتر اکی طرح و ثنائین میں اور اگلی مسئلہ  
 انکی اور قرابت اور تعلق نسبی اور صہری یعنی سہمہ صباے کا اتنے جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 ثابت جیسے حضرت موسیٰ کہ انکی عصمت و علو درجے پر نصوص قطعیہ ہیں وہ مانع ہیں اس بات کے کہ  
 انھوں نے جو اپنے بھائی کے حق میں کیا اس پر انکو طعن کیا ہے اور تحقیر عمل میں لائی جائے اور بے تاویل  
 جھٹ پٹ موہنے سے نکالے کہ وہ بھی لشد فی اللہ تھا سبب ہولے نفسانی اور زرعہ شیطانی کے کھٹکا  
 جَنَابُہِ مِنْ ذَلَالَتِہِ اور اصحاب صفین میں جو یہ امر قطعی ثابت نہیں ہوے توقف و سکوت لازم  
 ہو عام آیتوں اور حدیثوں پر نظر کر کے جو صحابہ کی فضیلتوں پر دلالت کرتی ہیں بلکہ سب  
 مومنوں اور امیدوار شفاعت و نجات اور عفو پروردگار پر آن اگر شام کے گروہ سے بالیقین

ہر کوئی شخص معلوم ہو کہ عداوت و بغض حضرت امیر سے رکھنا تھا یا تنگ کہ نسبت کفر کی آنجناب کے  
 سامنے لعن و گالی کے کرنا تھا اسکو بیشک ہم کافر جاہلین گے اور جب یہ بات اب تک کسی و میت  
 معتبر سے ثابت نہیں ہوئی اور اصل ایمان انکا یقیناً ثابت ہو کر اصل پریشک رکھیں انکا اصل بل سنت  
 کا اجماع اسپر ہو کہ جو شخص حضرت امیر کو نسبت کفر کی کرے یا ان کے ہشتی ہو یا تنگ ہو یا تنگ ہو یا تنگ  
 لیاقت خلافت کا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم و عدالت اور تقویٰ اور پرہیزگاری کا فخر  
 اور جو یہ بات نہروان کے خارجیوں میں قطعاً ثابت ہوئی ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ  
 ہرگز ثابت نہ ہوئی نہ انکو کافر ٹھہرتے ہیں نہ جو تنقیح مذہب بل سنت کی اس مقدمے میں اور موافق  
 انکے اصول کے اس واسطے کہ انکا اتفاق اس بات پر ہو کہ منکر ضروریات دین کا کافر ہو اور ملودرجہ  
 ایمان حضرت امیر کا اور ہشتی ہونا انکا اور لایق خلافت پیغمبر کے ہونا از روئے حدیثوں بلکہ آیات  
 قطعیہ متواترہ سے ثابت ہو جس منکر ان امور کا کافر ہوگا اور لڑنا لٹنے آزارہ شامت نفس  
 یا محبت مرتبہ اور جاہ کے با آزارہ تاویل باطل اور شبہ فاسد کے فسق عملی یا فسق اعتقادی ہو  
 یعنی بد عملی اور بد اعتقادی نہ کفر اور اس اصل میں امامیہ بھی متفق ہیں جس اس حکم میں بھی طبع  
 کہ متفق ہوں مقدمہ ہفتہم مرد با ایمان کہ مرکب کبیرہ کا ہو یا بسبب غلط فہمی اور شبہ فاسد  
 کے مصدر و مرکب کسی امر شنیع کا ہو یا کفر و گالی جائز نہیں ہر کئی دلیل کے ساتھ اول  
 قول تعالیٰ فَاَعْلَمُوْا اَنْهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ تَرْجُمہ  
 جان لے کہ وہ بیشک اللہ ایسا ہو کہ کوئی معبود نہیں سوا اسکے اور مغفرت مانگ لے گناہ کی اس سے  
 اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور قاعدہ اصولیہ ہی بالانفاق کہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ  
 عَنْ حَنْدَلٍ ہر حکم کسی چیز کا باز رکھنا ہی اسکی ضرورت پس حق میں مومنوں فاسقوں کے کہ محتاج  
 انکے استغفار کے میں استغفار مامور بہ ہے اور لعن و گالی اور دعا کے براہ کے حق میں  
 عند استغفار کی سو یہ منہی عنہ ہی اسی واسطے آخر نماز بعد تشهد کے دعا سے ماخوذ  
 میں استغفار واسطے مومنین اور مومنات کے پانچوں وقت میں مضرع ہوئی آمد بعد اذان  
 کہ خدا کی رحمت سے دور پھینکنا ہی حکم شریعت کا مقابلہ کرنا ہو لہذا حرام ہو دوسری  
 اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ اَلْعَرَسَ مِنْ حَوْلِهَا مُسْتَحْوٰتٍ يَّحْمَدُوْنَ يَحْمَدُوْنَ

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لَهُمْ زَنَاجِرُهُمْ وَفَرَشَتَهُمْ جَوْعُ عَرْشِ كَوْنِهِمْ  
ہیں اور اُسکے گرد میں تسبیح کرتے ہیں مع حمد اپنے پروردگار کے اور ایمان اُسپر لائے ہیں اور شیش  
جاہتے ہیں اُن لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں لمے پروردگار ہمارے وسیع کیا جو تو نے ہر شے کو اور ک  
رحمت و علم کے معلوم ہوا کہ جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں مومنوں کی دعا سے مغفرت میں ابھی  
مشغول ہیں اور ظاہر ہے کہ مقررہوں کے خلاف بادشاہوں کے جناب میں عرض کرنا موجب غضب  
پادشاہ اور ناخوشی اُن مقررہوں کا ہوتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ کہ شفاعت انبیاء کی واسطے  
اہل کبار کے ثابت ہو جس در صورت لعن دعا کے مقابلہ اور عناد باہم پیغمبروں کے لازم آتا ہے  
والعیاذ باللہ جو تھی آیت الَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا  
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ  
ترجمہ وہ لوگ کہ آئے بعد اُنکے کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے مغفرت کر تو واسطے ہمارے  
اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے گزرے ساتھ ایمان کے اور مت کر ہمارے دلوں میں  
کینہ اُن لوگوں کے حق میں جو ایمان لائے لمے رب ہمارے بیشک نوبط امربان رحم  
کرنے والا ہے اس سے معلوم ہوا کہ متاخرین امت کی بھی یہی شان ہے کہ اگلے لوگوں کے واسطے  
دعا سے مغفرت کریں اور اُنکے بغض دینے سے بچیں اور جو کوئی خلاف اسکے کرے گویا اسے حق میں  
ولایت کا تلف کیا والعیاذ باللہ یا سچو میں یہ کہ موجب محبت و دوستی کا ایمان ہو جو فاسق میں  
موجود ہے اور فسق اُسکا مثل مرض کے محتاج بعلاج پس اُس آفت زدہ کے علاج کی راہ یہی ہے  
کہ فسق کا اثر اُس سے دور کیا جائے اور اس اثر کے دور ہونے کے دو طریق میں اول حالت  
حیات میں حکم کرنا امر معروف اور نہی منکر کا اور وعظ و نصیحت اور حد اور تعزیر و دوسرا طریق  
بعد مرنے کے دعا سے مغفرت اور خیرات اور فاقہ درود اور ظاہر ہے کہ کوئی بھائی کسی کا مرض  
سخت میں مبتلا ہوتا ہے اور اسکا علاج کرتے ہیں تا آخر مرض کا دور ہو جائے نہ یہ کہ قتل کرنا  
اور روح گھٹانا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ لَعْنُ الْمُؤْمِنِينَ كَقَتْلِهِمْ یعنی لعنت کرنا مومن کا ایسا ہے  
جیسے اسکا مار ڈالنا اس واسطے کہ معنی لعنت کے رحمت سے دور کر دینا ہو اور جب تک کہ اُمین ایمان  
موجود ہے رحمت سے دور نہیں ہو سکتا پس لعنت کے یہ معنی ہیں کہ گویا اُسکے ایمان کا جاتا رہنا

چاہتا ہو اور ایمان کا جانا رہنا موجب ہمیشہ ہمیشہ کے ہلاکی کا ہی جو ہزاروں درجے مار ڈالنے سے زیادہ سخت ہو چھٹے یہ کہ وجود علت کا مستلزم وجود حکم کا و استدلال علت کا مستلزم ندوال حکم کا پس مومن فاسق میں ایمان کہ صفت روح کی ہو اور ایمان ہی موجب محبت اور دوستی کا ہی جو دائم اور ہمیشہ ہو تو اس کی محبت بھی ہمیشہ واجب بسبب ہر شکی روح کے اور فسق کہ بدن کی عمل سے ہی یہ جانا ہی رہتا ہو جسوقت کہ تعلق روح کا بدن سے جانا رہتا ہو اس واسطے موجب فسق کے فعل و عداوت اور گالی و حقارت و اہانت پر یہ بھی بعد موت کے جاتی رہے اور مقتضای ایمان کا کہ محنت جانا اور امر زلف ہو متعین ہو گا سو ان کے اس واسطے حدیث میں آیا ہو وَلَا تَسْبُوا لِمَا آتَاکُمْ قَاتِلْهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَىٰ مَا كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ تَرَجُمُهُ ہماست کہ مومروں کو اس واسطے کہ وہ بوسنے اُس چیز کو جس کے واسطے پیسے گئے تھے اور موت مومن فاسق کے حق میں حکم توبہ کا کہتی ہے اُس وقت میں کہ عمل بد کو اُس سے منقطع کرنی ہے اور فرق یہ ہے کہ توبہ اگلے اعمال کو بھی مٹاتی ہے اور موت اگلے اعمال کو نہیں مٹاتی اور جب علی منقطع ہو گئے خاص ایمان رہ گیا کہ مقتضی وجوب محبت کا ہے ساقونین یہ کہ اللہ تعالیٰ نے محض ایمان پر وعدہ جنت کا فرمایا ہو قوله تعالیٰ وَعَلَىٰ اللَّهُ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَلَايَہ کہ سورہ توبہ میں واقع ہے ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے مومن مردوں اور عورتوں کو جنت کا جس کے نیچے بہتی ہیں نہرین کہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے بس لعنت کرنا اور اُس کا عذاب چاہنا خدا سے خدا پر حکم کرنا ہی تاکہ وعدہ اپنا خلاف کرے اور خلاف وعدہ اُس سے بس محال قولہ تعالیٰ وَاللَّهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ترجمہ یعنی اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا پس حال کی بھی طلب کی اور حد درجے کی بے ادبی مقدمہ ہشتم دنیا کے امور کے باعث بزرگوں میں بھی آزر و گی بہت وقوع میں آئی اور دونوں طرف والے اس آزر و گی کے سبب سے اپنے درجے سے نہیں گر گئے اور قابل حقارت و اہانت کے نہیں ہوئے جیسے حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائیوں میں جاری ہوئی چکو سو اسکے کہ تعظیم سے یاد کریں اور کچھ جائز نہیں ہے اور اسی قسم سے ہو کہ شیعہ کے نزدیک جو کچھ اختلاف امامت کے باعث امام زادوں میں واقع ہوا کہ انکو بھی سوائے تعظیم ہر ایک کے اور کچھ کام نہیں ہے ہر چہ بعض بھائیوں نے ائمہ کے مطلق انکار امامت کا اختیار کیا پس جو وجہ کہ شیعہ نے امام زادوں کی

تعلیم کے واسطے کہ ان سب میں زیادہ ایک سے معصوم ہو گا باوجود اسکے جو اس معصوم کے مقابلہ میں  
 بجانب میں تھے انکو معذور رکھا ہی اور ان کے کفر کیا بلکہ فسق کا بھی اعتقاد نہیں رکھتے قرار دی ہوئی  
 وجہ کو اہل سنت و جماعت تمام متعلقون رسول کی تعلیم میں خواہ صحابہ خواہ انوٰج خواہ اہل بیت  
 ہوں کامیاب تھیں اور دونوں جانب کو معذور رکھتے ہیں و سلام عبد اللہ انھما الرحمن والا کہ فی الجملہ  
 فکر دقیق رکھتا ہی اسوجہ پر آگاہ ہوا آدمی منع مطلق کو اسکے واسطے کافی نہ کہہ کر انکو نہ چھپا سکا اور  
 بطور سوال کے لایا اور اسکے دفع میں کوشش کی اس طور پر کہ کہا بیان بڑے شبہہ کا مقام ہی  
 کہ ماقبل منصف پر آدم ہی صورت شبہہ کو اس قوت کے ساتھ جیسے کہ وہ رکھتی ہی ذکر کرنا اور اشارہ  
 اسکے دفع کا کرنا اگر کوئی کہے کہ ہو سکتا ہی کہ دو آدمی برابر کے ہوں یا دو گروہ مقبولوں کا گاہ آہی  
 ہوں اور ان دونوں میں بسبب کسی شبہہ اور شک یا کسی پوشیدگی سے جو انکی رے میں رہ گیا ہو جھگڑا  
 یا کچھ رنجش پیدا ہو اس صورت میں ہکو لائق نہیں ہی کہ دونوں میں سے کسیکو طعن کریں یا یہ کوئی  
 سے پیش آئیں آدم جواب اسکا کہا کہ اگر یہ صورت فرض کی ہوئی اگر تمام صالحون میں است کے  
 کہ خطا ان سے بھی ہوتی ہی واقع ہو تو البتہ محتمل ہی کہ کسیکو برا دے لیکن اس مقام پر جس میں گفتگو ہی  
 کہ ایک طرف مقابل میں معصوم ہوا آدم دوسری طرف وہ جس سے خطا بھی ہوتی ہی تو جائز نہیں ہی  
 کہ اس صورت کو پہلی صورت پر قیاس نہیں کرنا چاہیے کہ دونوں طرف کے جھگڑنے والے آپس میں  
 برابر نہیں ہیں اسواسطے کہ ایک معصوم ہی دوسرا جائز الخطا یعنی ایسا کہ اس سے خطا بھی ہوتی ہی  
 اور جب معصوم احتمال خطا کا نہیں رکھتا تو طرف ثانی سے کہ برابر ہونا واجب آندہ نہیں آگا  
 اور جب دوسری طرف کہ جائز الخطا ہی اگر شبہہ سے کسی دلیل کے نسبت معصوم آزر وہ شدہ  
 کے عداوت اختیار کر لیا تو معذور ہو گا اسواسطے کہ محبت و رعایت تعلیم معصوم کی مخصوص ہی  
 نہیں شبہہ اسکا معتبر نہیں جیسے شبہہ ابلیس کا آدم کی عداوت میں اور انکی اولاد میں کہ اس  
 شبہہ کے سبب سے معذور نہیں ہی انتہی کلامہ اس جواب میں بہت خلل ہیں کسواسطے کہ اس کلام  
 کو ہم فرض کریں و معصوموں میں کہ دونوں آزر و کی پیدا کریں پھر جب و نون طرف معصوم  
 ہیں تو کمان ابلیس کمان آدم آریہ صورت کہ دونوں طرف معصوم باہم ناخوشی ظاہر کریں کہ  
 ایک دوسرے کے حق کو تلف کریں ایسی مثالیں امامیہ کی کتابوں سے بہت نکال سکتے ہیں



**اول** مناقشہ آدم کا بابت بلندی مراتب اللہ کے لیے مرجع پر اور حسد اور مخالفت اللہ کی کرنا  
 اور انکی ولایت کا قول دنیا باوجود نعل اسی کے جیسا کہ نبوت کی سمجھوں میں مفصل گند اووسر کے  
 آزر دگی حضرت موسیٰ اور ہارون کے اور تحفہ واپائت ہارون کی کہ انکی داڑھی پکڑی اور سر کے  
 بال پکڑ کے کھینچا کہ قرآن میں منصوص ہے کہ سبکو انکار کی جگہ نہیں ٹیسرے جو المناقب میں کشمیر کی  
 معتبر کتاب ہے مناقب اطلب خوارزم سے کہ وجہ تسمیہ اور کنیت ہونے حضرت مرتضیٰ کے البتہ اب  
 کے ساتھ نقل کی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زہرا کے گھر گئے اور حضرت  
 مرتضیٰ کو مدیکھا فرمایا کہ میرے چچا کا بیٹا کمان ہے حضرت فاطمہ نے کہا تمہیں ان میں باہم بخش  
 واقع ہوئی اس سبب سے باہر چلے گئے اور بیان قیلو لکھا اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد  
 میں تشریف لائے دیکھا کہ جناب مرتضیٰ کروٹ سے سوتے ہیں در سر اور بال ان کے خاک آلودہ  
 ہیں فرمایا قُمْ یَا أَبَا تُرَابٍ قُمْ یَا أَبَا تُرَابٍ یعنی اٹھ اے باپٹی کے اٹھ باپٹی کے اور یہ حدیث صحیح بخاری  
 میں بھی آئی ہے اِنْتُمْ کَلَامُہُ چوتھے یہ کہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ کہ وہ عہد اخبار والوں میں  
 سے ہے حضرت امام حسن سے روایت لایا ہے اِنَّہُ کَانَ مُبْدِیَ الْکَرَامَہِ لِمَا فَعَلَہُ اَخُوہُ الْحَسَنِ  
 مِنْ صَلَیْہِ مَعَاوِیَہِ وَیَقُولُ لَوْ جَزَا نَفِیْ کَانَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا فَعَلَہُ اَخُوہُ سَبْرَانِ  
 صورتوں میں اگر آزر دگی دونوں طرف کی حق پر ہوا جماع نقیضین لازم گئے اور اگر ایک  
 حق پر ہوا اور دوسرا باطل پر عصمت دوسری طرف کی برہم ہو جائے اور وہ خلاف ہو اسکے جو  
 فرض کی گئی ہے جس معلوم ہوا کہ آزر دگی معصوم کے ساتھ بھی دشمن کی ہوتی ہے ایک از راہ  
 تعصب و عداوت کے جیسے کہ بڑا بد خبیث کو اہل بیت کے ساتھ بھی دوسری بمقتضائے بشریت  
 یا کسی دلیل کے سبب سے جو اسکو ظاہر ہوئی ہو جیسے حضرت سیدہ النساء کو حضرت مرتضیٰ سے بھی  
 یا حضرت موسیٰ کو حضرت ہارون سے بھی یا حضرت امام حسین کو حضرت امام حسن کے ساتھ بھی کہ  
 ایسی آزر دگی معصوم کے ساتھ کہ بمقتضائے بشریت یا ظہور کسی دلیل کے ہو ہرگز موجب فسق  
 و طعن کے نہیں ہوتی ہے یا عصمت میں خلل پڑے اور جب یہ آزر دگی عہد است معصوم کی  
 محل نہ ہوگی عدالت و تقویٰ میں اولیٰ درجہ محل نہ ہوگی وَہُوَ الْمَلَدُ عَا اور صواب لڑائیم کہ جو  
 حضرت امیر اور حضرت زہرا کے ساتھ آزر دگیان فدک وغیرہ کے مقدموں میں واقع ہوئیں

اسی قسم سے تعین و انظار الحق والا اس جواب سے بھی خبردار ہوا پھر بھی اغراض مکرر کا اور  
 بطریق سوال کے لایا اور اُسکے جواب میں مشغول ہوا لیکن تقریر سوال کی اس طور پر ادا کی ہو کہ  
 کچھ جواب بھی دیکھے اور وہ یہ ہو جو کہا ہو کہ اگر کوئی کہے کہ شاید کسی جماعت نے ابراہم سے  
 کسی امر حق کو یا جو مسلمانوں کے حال میں اصلاح ہو چاہا ہو کہ اسکو قرار دینا و ردہ امر جو نسبت  
 جماعت اہل بیت کے بعیر فرما ہو اور اہل بیت بمقتضائے انسانیت اور اسباب کے کہ آدمی کی نسبت  
 اسکی ہو کہ اپنا صرفہ اور غلبہ یعنی آرزو مال کی چاہے ان سب ابراہم سے آرزو نہ ہوں اور  
 سب نے انظار آرزو کی کا کیا ہو یعنی اہل بیت کے کلام میں نہ باتین جو انکی ناراضی پر خیر  
 دین بمقتضائے انسانیت کا واقع ہوئی ہوں اور اُس طرف سے مطلقاً بخشش عداوت نہ واقع ہوئی  
 اور جواب اس سوال کا کلام طویل میں ادا کیا کہ حاصل اُسکا یہ ہو کہ جب حضرت امیر بمقتضائے آیہ  
 تطہیر معصوم ہیں اور حقائق شرعیہ کے اعلم نہیں ہو سکتا ہو کہ یہ خلاف حق کے مخالفت ابراہم  
 کی کریں جس حال اُنکا صاحبہ کے ساتھ مثل صلحائے امت کے ہو اس جواب میں بھی بچہ و چہ خلل ہو  
 اول یہ کہ حضرت زہرا بھی بمقتضائے آیت تطہیر کے معصوم ہیں ایسے ہی حضرت امام حسینؑ  
 اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت آدمؑ جس نہ چاہئے کہ یہ شخص بر خلاف حق کے مخالفت معصومین  
 کی کریں جس یاد و نون جانب حق ہو اس صورت میں اجتماع مہندین لازم آیا یاد و نون  
 میں کوئی ایک جانب کا معصوم نہ ہو دوسرے یہ کہ بعض اوقات مقابلہ اصوب و صواب میں  
 بھی پڑتا ہو اور کبھی صواب و خطا میں کہ اگر دلیل پر نظر کی جائے مجتہد کے حق میں تو حکم صواب  
 کا رکھتا ہو پس خلاف حق کے کی طرف نہیں ہو مقلد مہ نہم ہر مائل جو اپنے  
 وجدان کی طرف رجوع کرے اور اوروں کے حال کا بھی تجربہ کرے تو یقین جانتے  
 کہ اگر اُسکو سبب واردات مدہشہ یعنی دہشت ناک کے یا سبب الفت و عادت اپنی کے  
 مقرر می اور مانی ہوئی چیزوں بلکہ بدیہی باتوں سے بھی عقلت سامنے آجانی ہو اور بخلاف اُس کے  
 حرکت اور کلام اُس سے صادر ہوتے ہیں اور بعض اوقات میں عقلت پیوستہ رہتی ہو  
 اور بعض اوقات میں جلدی خبروار ہو کے اپنے معلومات کی طرف لوٹ پڑتا ہو اور یہ عقلت لوگ  
 بشریت سے ہو کہ نبی اور غیر نبی اور معصوم اور غیر معصوم اور ولی اور غیر ولی اور متقی اور غیر متقی

سب کو عام اور گھیرے ہوئے ہی آتا ہے کہ انکو خداوند تعالیٰ کے حضور سے بہت جلد ہی گاہی ہو جاتی ہے اور غفلت و دوامی میں بہین چھوڑتا اور اوروں کو یہ آگاہی قریب لازم نہیں ہے دلیل اس دعوے کی قرآن مجید سے آیتیں در سنت پیغمبر سے روا ہیں بہت ہیں اور بیشمار اول یہ کہ حضرت موسیٰ کو جب شجرے سے ندا لکھنے لگی پوچھی تو یقیناً باکہ غلبی آئی ہے کہ کلام فرماتا ہے اور عطا الدین کا حکم کرنا ہے اس حالت میں ہرگز کچھ خوف خطر کسی مخلوق سے نکرنا چاہیے کہ قادر و الجلال و حفظ بالکمال کا حضور ہی ہے جب عصا کو اپنے بصورت کے حرکت کر دیکھا بے اختیار بھاگ کھڑے ہوئے اور مطلق پیچھے ہٹ کر نہ دیکھا بھانک کہ میں کلام میں تنبیہ واقع ہوئی لا تَخْفَدَانِ لَا يَخَافُ لَدَائِي الْمُرْسَلُونَ ترجمہ ہرگز مت ڈر ہر آنند میرے سامنے رسول نہیں ڈرتے ہیں دوسرے وقت مقابلہ کرنے جادو گروں فرعون کے کہ بموجب سے وعدہ آئی کے یقین رکھتے تھے کہ ہمکو غلبہ نہ ہو گا قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّبِعُوا مَوْسَىٰ وَآمِنُوا بِآيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ترجمہ ساتھ نشانوں ہماری کے تم دونوں اور تمہارے دونوں کے پیرو غالب ہونے والے میں ہے ترجمہ اُن جادو گروں نے رسیان اور لاشیان ڈالیں اور دھم شور مچایا بے اختیار حضرت موسیٰ کے دل میں خوف پیدا ہوا قولہ تعالیٰ فَكَوَجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ فَلَمَّا لَا تَخَفْ أَتَكَ أَنْتَ لَا تَخَفُ ترجمہ پس پوشیدہ پایا اپنے دل میں خوف موسیٰ نے چنے کماست ڈر ضرور تو ہی برتر ہی قیصرے جب کوہ طور سے لوٹے اور گو سالہ پرستی پر مطلع ہوئے گمان یہ ہوا کہ حضرت ہارون نے نہی منکر سے باز رکھے اور اس بدعت کے دور کرنے میں کوتاہی فرمائی ہوگی شدت غضب نے اُس لڑائی پر اسقدر استیلا عقلت کا کیا کہ مطلق انکے دل میں یہ بات نہ رہی کہ حضرت ہارون معصوم ہیں اور پیغمبر اور معصوم و پیغمبر سے کفر پر راضی ہونا اورستی اس امر عظیم میں کس طرح ہو سکتی ہے جو حقے جسوقت میں کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ عہد کیا تھا کہ ہرگز جو کچھ تم کرو گے اُس سے سوال نہ کروں گا جب کوئی امر عجیب دیکھا وہ عہد انکے دل میں نہ ہا اور انکار سے کچھ ساتھ پیش آئے پانچویں حضرت ابراہیم نے باوصف جانتے کفر قوم لوط کے اور استدعا اپنے عذاب نازل ہونے اور اعتقاد اس بات کے کہ عذاب آئی پھر نہیں سکتا اُن مجرموں کی سفارش میں جھگڑنا لڑنا شروع کیا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَهُ النَّبْتُ يَبْجَادُ لَنَا فِي قَوْمٍ لُّوطٍ

إِنَّ ابْرَاهِيمَ كَلِيمًا وَلَا مَسِيئَ يَا اِبْرَاهِيمَ اَعْمُرْ مَنْ عَنْ هَذَا اِنَّهُ قَدْ جَاءَ اَخْرُسًا بِكَ وَانْتَهُمْ  
 اَبْتِيهِمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ مَوْذُوذٌ مَرْجُومٌ بِحَرْبِ جَانِئِهَا اِبْرَاهِيمَ مِنْ خَوْفِ اَوْ رُوحِي اَسْكُو  
 بشارت لڑنے لگا ہمسے قوم لوط کے جن میں بیشک ابراہیم بردبار ڈرنے والا رجوع لانے والا جو  
 لے ابراہیم اس لڑائی کو چھوڑ بیشک پونہ چا حکم تیرے پر و روکار کا اور انکو پونہ چکا وہ عذاب جو  
 پھر نوا انہیں تھپے کہ ہمارے حضرت پیغمبر مسیح مقدس نبوی میں مبتکف تھے عشا کے وقت کہ لوگ  
 بعد نماز کے مسجد سے نکل گئے اور مسجد خالی ہوئی حضرت صفیہ زوجہ مطہرہ انکی زیارت کو آئیں بہت  
 دیر تک بیٹھیں اور چاہا کہ گھر کو لوٹ جائیں جو رات بہت گئی تھی آپ بھی لگے ساتھ لکھے تو مگر تک پونہ چا  
 اس درمیان میں و آدمی گروہ انصار سے کہ ایمان و اخلاص والے تھے راہ میں پیش آئے جب دیکھا کہ  
 آنحضرت ہیں اور ایک عورت ساتھ ہی ایک طرف ہو گئے اور چاہا کہ جلدی نکلی جائیں آنحضرت نے  
 اسنے فرمایا کہ ٹھہر اور سن لو کہ یہ صفیہ ہی یعنی میری زوجہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سبحانہ  
 مجھے کیا توقع کہ ہم آپ کو کچھ گمان کرتے فرمایا شیطان آدمی کا دشمن ہے میں ڈرا ہوا ہوں بھڑکے دل میں  
 گمان فاسد اور ظن بد ڈالے بس معلوم ہوا کہ باوجود اعتقاد عصمت آنجناب کے ممکن تھا کہ سبب بیگنے  
 اس حالت کے کہ نسبت عام لوگوں کے محل تہمت ہونے کے دل میں تو ہم صدہ گناہ کا آنجناب سے  
 پیدا ہوا اور سنا فی ایمان و اعتقاد عصمت کا نہیں ہوتا ساتویں یہ کہ امامیہ کے اخبار والے کل وقت  
 کرتے ہیں عَنْ اَبِي حَمْرَةَ السَّامِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْبُحْرَانُ قَالَ لِي عَلِيُّ ابْنُ  
 الْحُسَيْنِ كُنْتُ مُتَكَبِّرًا عَلَى الْخَالِطِ وَأَنَا حَزِينٌ مُتَفَكِّرٌ إِذْ دَخَلَ عَلِيٌّ رَجُلٌ حَسَنُ الثِّيَابِ  
 حَنِيبُ الرَّاحَةِ مُنْظَرٌ وَنَجِيٌّ ثُمَّ قَالَ مَا سَبَّبَ حُزْنَكَ قُلْنَا نَخَافُ مِنْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ  
 قَالَ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ هَلْ رَأَيْتَ أَحَدًا أَحَافَ اللَّهِ وَلَمْ يَنْجِئْهُ قُلْتُ لَا قَالَ يَا عَلِيُّ  
 هَلْ رَأَيْتَ أَحَدًا أَسْأَلَ اللَّهَ فَلَمْ يُعْطِهِ قُلْتُ لَا ثُمَّ نَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ قَدَّ فِي أَحَدٍ فَجَعَلْتُ  
 مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا الْقَائِلُ أَسْمَعُ صَوْتَهُ وَلَا أَرَى شَخْصَهُ يَقُولُ يَا عَلِيُّ هَذَا الْخَضِرُ  
 مرحومہ ابی حمزہ سامی سے اسنے علی بن حسین علیہ السلام سے کہا البوحران نے کہ کہا مجھے علی بن حسین  
 علیہ السلام نے کہ میں ایک بوہر پر تکیہ لگائے تھا اور غلین و متفکر ناگاہ میرے پاس ایک مرد آیا جسکے اچھے  
 کپڑے تھے اور خوشبو آتی تھی اسنے میرے منہ کو دیکھا کہ تیرے غلین میرے کا کیا سبب ہیں میں نے کہا میں نے

قتلہ ابن زبیر سے پس فرمایا امام نے کہ ہنس اوہ مرد اور کہا یا علی کیا تو نے ایسا کوئی دیکھا کہ جو خدا سے  
 ڈرا اور پھر خدا نے اسکو نجات نہ دی میں نے کہا نہیں پھر کہا یا علی کیا ایسا کوئی دیکھا جسے اللہ نے اسے کچھ ایسا کاوارہ  
 اسکو نہ دیا میں نے کہا نہیں پھر جو میں نے نظر کی تو اسکو اپنے سامنے نہ دیکھا بس میں نے تعجب کیا اس معاملے  
 سے ناگاہ میں نے سنا ایک کہنے والے کو کہ اسکی میں نے وار سنا ہوں وراسکے جسم کو نہیں کھیتا کتا ہی  
 اے علی یہ خضر اس قصے میں ان دو باتوں سے ہر مؤمن کو معلوم ہے کہ یہ معاملہ بسبب غارت خوف  
 غفلت کے تھا نہ یہ کہ خضر نے انکو گاہ کیا اور نصیحت کی پس اسے ہی بعض حالات دوا کی کہ بعض صحابہ کو  
 نسبت اہل بیت کے یا بعض اہل بیت کو نسبت صحابہ کے ظاہر ہوئے اور ایک دوسرے کی ملاحظہ فرمائی  
 اور خوبیوں سے غافل کیا ہو کیا عجب و رکھا بعید اور محل طعن تشنیع کیوں ہو مقدمہ دہم  
 اگر فضیلت خاص نہ تو فضیلت عام کو بھی نظر سے گرانہ چاہیے اور فضیلت عام کی رعایتوں کا  
 جو حق ہو اسکو بھی نچوڑنا چاہیے اور یہ مقدمہ عقلاً اور نقلاً ثابت ہے لیکن عقلاً پس ظاہر ہے کہ غفلت  
 کے نفی سے عام کی نفی نہیں لازم آتی ہر جیسے انتقاء انسان و انتقاء حیوان پس جب عام متغی ہوا  
 ثابت ہوا لہذا اَوَاسِطَةُ بَيْنَ النَّبِيِّ وَالْاَنْبِيَاءِ اور جب ثابت ہو اواز م بھی اسکے ثابت ہو تحقیقاً  
 بِاَعْنَى اَللَّزْمِ و لہذا ہر واسطے کہ اس پر اَدَامَتُ الشَّيْءِ ثَبَتَ بِلَوَازِمِهِ یعنی جب ثابت ہوئی ایک چیز تو ثابت  
 ہوئی مع اپنے لوازم کے لیکن نقلاً کہ اہل کتاب کو جو اہل ملت میں داخل ہیں غیر اہل کتاب پر اکثر حکام میں  
 فوقیت دی ہو جیسے انکے ذبیحہ کا کھانا اور انکی عورتوں سے نکاح کرنا ہر چند فضیلت خاص یعنی ایمان  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انہیں نہیں ہو اور مغفود لیکن ہولے آنحضرت کے سب بنیاد پر مطلق ایمان کھنے میں  
 کہ یہ بات مقتضی انکے امتیاز کی ہے اس سے جس میں یہ بات نہیں ہے عرب کو کفو کے معاملے میں عجم پر فوقیت  
 دی ہے اس نظر سے کہ اولاد حضرت اسماعیل سے ہیں گو ہم کفو قریش کے نہوں اور قریش کو تمام عرب  
 پر ترجیح ہے گو مثل بنی ہاشم کے نہوں خمس لینے اور زکوٰۃ حرام ہونے میں اور علی ہذا القیاس شریعت  
 میں یہ مقدمہ بہت جگہوں ملحوظ و منظور ہے اگر خوف درازی کتاب کا نہوتا جراثیمات کٹکے مفصل لکھے جاتے  
 اور قطع نظر اسکے کہ اس مقدمے کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا جائے فرقہ امامیہ کا بھی ماننا ہوا ہے  
 اس واسطے کہ اولاد علی ہونا انکے نزدیک بھی ایک فضیلت ہے جو تمام ملویوں میں مشترک ہے اور واجب  
 کرنے والی انکی محبت کی چنانچہ انکی کتابوں میں اسکی تصحیح ہے حال انکہ بعض علوی سنکڑا است

وقت کے اماموں کے ہوئے ہیں لیکن فضیلت عام سے کہ علوی ہونا ہونین نکلیا تے گو فضیلت  
خاص انہیں تھی ہر جو اعتقاد امامت تمام ائمہ کا ہو ایسے ہی محب علی کا ہونا اور آپ کو شیعہ علی کا کتنا  
ایک بڑی خوبی ہو جسکے سبب سے ائمہ کی امامت کے منکر و منکو بھی برا کتنا اور لعن طعن کرنا انکے نزدیک  
جائز نہیں ہو لیکن مطلب دل سواس سبب سے کہ محمد بن حنفیہ جو حضرت امیر کے بیٹے تھے انھوں نے  
دعویٰ اپنی امامت کا کیا اور منکر امامت امام زین العابدین کے ہوئے اور پر غاش کی بیاتنگ کہ  
نوبت پچائیت کی حجر اسود تک پہنچے حجر اسود نے بھی گواہی امامت امام زین العابدین کی دی لیکن  
محمد بن حنفیہ عمر بھر اس دعویٰ سے دست بردار نہ ہوئے اور مختار کو نائب بنا کیا اور کوفے کے شیعہ کو  
اسکی رفاقت کے لئے لکھے اور اہل شام کی لڑائی اور حضرت امام حسین کے خون کا بدلہ لینے پر مسکو  
منصوب فرمایا اور مختار نے بعد فتح کے اہل شام کے سر مع فتح نامہ اور تیس ہزار دینار کے محمد بن حنفیہ  
پاسن بھیجے امام زین العابدین کی خدمت میں آو آخر وقت صحت میں اپنے لڑکے ابو ہاشم کو وصیت  
امامت کی فرمائی اور جیسا کچھ اعتقاد کہ شیعہ محمد بن حنفیہ اور ان کے بیٹے ابو ہاشم کے حق میں کئے ہیں  
اور تعظیم کرتے ہیں انکی کتابوں میں لکھنا چاہیے خصوص مجالس المؤمنین میں اور بھی اس سبب سے  
کہ زید شہید نے دعویٰ امامت کا کیا اور خروج بشمشیر عمل میں لائے اور کہا کہ ہم اہل بیت میں امام  
وہی ہو کہ ظاہر تلوار کے ساتھ خروج کرے نہ کہ اپنی امامت چھپائے اور یہ زید شہید منکر امامت  
امام محمد باقر کے ہوئے چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری اور اور شیعہ نے ابو بکر صحری سے مجالس  
وغیرہ میں نقل کی ہر اور سلسلہ امامت کا اور یہ دعویٰ انکی اولاد میں جاری رہا سچی اور متوکل نے  
بھی خروج کیا ہو اور دعویٰ امامت کا اور اعتقاد شیعہ کا ان شخصوں کے حق میں جیسا کچھ ہے  
وہ بھی کتب شیعہ میں مذکور مسطور ہو کہ سب کو خوبی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور واجب المحبت جانتے ہیں  
بلکہ حضرت امام جعفر سے نص صریح زید شہید کے مناقب میں نقل کرتے ہیں کہ انکی شہادت کے بعد  
فرمایا ہوا شرکبی اللہ فی تلک اللہ ماء واللہ زید عتی ہو و اصحابہ شہکاء مثل  
ما مضی علی ابن ابی طالب و اصحابہ رواہ الشیخ ابن بابویہ فی الاکالی عن  
فضیل ابن یسار ترجمہ شریک کرے محکو اللہ اس خون میں قسم خدا کی زید میرا چچا ہو وہ اور  
اُسکے ساتھی سب شہید ہیں جیسے کہ پہلے گذری علی ابن ابی طالب و ان کے اصحاب پر روایت

اسکو شیخ ابن بابویہ نے امالی میں فضیل بن یسار سے اور قاضی نور اللہ مجاہد میں  
 بھی فضیل بن یسار کے احوال میں یہ روایت لایا ہے اور بھی اس سبب سے کہ پانچون لڑکے حضرت  
 امام جعفر صادق کے یعنی محمد و اسحاق و عبد اللہ اور موسیٰ اور اسماعیل انھوں نے بھی امامت کے  
 مقدمہ میں خلافت کیا عبد اللہ اللطیف نے جو حقیقی بجائی اسماعیل کا تھا مآ اسکی فاطمہ بنت حسین بن  
 حسن بن علی اور اسماعیل سب میں اکبر اولاد امام جعفر سے تھے لکن سامنے فوت ہوئے بسبب  
 دعویٰ وراثت اسماعیل کے بعد حضرت جعفر کے دعویٰ امامت کا کیا بموجب قول حضرت امام کے اَنَّ  
 هَذَا لَا مَوْفِقَ لَكَ لَكِنَّ مَالَهُ نَكِيلٌ لَهٗ عَاوَدَ تَرْجَمَہٗ بیشک یہ امر خلافت کا بیٹے کے واسطے ہے جب تک کہ نہ ہو  
 کوئی آفت اور غسل بھی حضرت جعفر کو اسی نے دیا تھا اور نماز جنازہ بھی اُسی نے پڑھی اور بن بھی اُسی  
 رکھا انگوٹھی انکی اسی نے لی اور حضرت امام نے امانت و کلامی بھی اُسی کو فرمایا تھا اور محمد نے نبی دعویٰ  
 کا کیا اسکی سند پیش کی کہ حضرت امام محمد باقر نے امام جعفر صادق سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرے گھر  
 میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تو اُسکا محمد نام رکھ دے گا وہ امام ہوگا اور اسماعیل کا لائل امامت اسماعیل کے ہیں  
 اور اسحاق کا لائل امامت اسحاق کے اور موسیٰ کا لائل امامت موسیٰ کے اور عبد اللہ امام علی رضا کے امام حنفی  
 خود رسال و پیغمبر تھے اکثر غبیہ منکر انکی امامت کے ہوئے اور عبد اللہ امام نقی کے موسیٰ بن محمد نے بھی اپنے واسطے  
 دعویٰ امامت کا کیا اور ایک جماعت کثیر انکے تابع ہوئی اور بعد حضرت امام علی نقی کے جعفر بن علی نے  
 دعویٰ امامت کا اپنے بے کیا اور جو لوگ کہ قائل امامت حسن عسکری کے تھے اُنکا حار یہ لقب کھا  
 جب امام حسن عسکری نے وفات پائی جعفر نے قوت پکڑ لی اور کہا کہ حسن بن علی نے کوئی لڑکا نہیں چھوڑا  
 اور امام میں شرط ہے کہ ضرور خلف اُسکا ہو پس جو قائل امامت حسن کے تھے وہ بھی اکثر جعفر کی طاعت  
 رجوع ہوئے انھیں میں سے حسن بن علی بن فضال ہے کہ معتودان و محدثون اور معتدون  
 شیعہ سے ہے اور بعد جعفر بن علی کے اُنکا لڑکا علی بن جعفر اور لڑکی انکی فاطمہ بنت جعفر دونوں نے  
 بشرکت دعویٰ امامت کا کیا اور جو لوگ کہ معتقد امامت حسن بن علی عسکری کے ہیں وہ بھی گیارہ مرتبہ  
 ہیں آ حاصل مخالفتیں باہمی ان صاحبوں کی اور انکار امامت ایک دوسرے کا اس قسم کی چیز نہیں ہے  
 جسکو کوئی چھپا سکے عنہان کے مانہ آنرا ذی کرم سازند مغلطہ ہر خصوصاً در میان امام حسن عسکری اور  
 جعفر بن علی کے بابت امامت باہم طعن و نسبہ فساد و ارتکاب کبار کے بھی واقع ہوئے چنانچہ شیعہ



خوب جانتے ہیں پس باوصف ان سب بانوں کے ان بزرگواروں کو بلحاظ اس نسبت کے جو حضرت  
امیر سے رکھتے ہیں مقبول و واجب المقیم جانتے ہیں و واجب المحبت آ و جو جو مخالفین اور  
جھگڑے اسے ہوئے ان سے چشم پوشی و رخصت کرتے ہیں لیکن یہ مطلب ثانی اس سبب سے  
کہ یہاں فقہی بالاجماع منکر امامت امام زین العابدین کا تھا اور اس سے بدافعالان بھی صا و  
ہوئی تھیں ان سب سے یہ کہ صلیبی بٹے حضرت امیر المؤمنین کو جبکہ عبد اللہ نام تھا کو ف  
میں مار ڈالا اور اور برائیاں اور بد باتیں اس سے ظہور میں آئیں باوصف ان سب قاضی نور اللہ  
احوال مختار میں علامہ صلی سے نقل کی یہ شیعہ کو اس کے حسن عقیدے میں کچھ کلام حسین ہو  
حد صبر یہ کہ جو اس کے بعض اعمال پر اعتراض کیا ہو اسکو مذمت و دگانی کے ساتھ گھیر لیا ہو اور  
حضرت امام باقر نے اس بات پر اطلاع پا کر شیعہ کو تعرض مختار سے منع فرمایا کہ اُسے ہمارے قانون کو  
مارا ہو اور ہر گور پیہ بھیجے ہیں انتہی کلامہ پس معلوم ہوا کہ جس شخص نے آپ کو شیعہ علی کا کہا اور  
اسے نسبت پیدا کی چاہے کوئی ہو مقبول ہو اسکی مذمت کرنا اور گالی دینا حرام ہو اور بھی اس سبب سے  
کہ نزدیک شاعر کے روایتیں بنی فضال اور اور واقفہ اور آویہ کی مقبول ہیں ان کے مصلحت بھی  
جائز نہیں رکھتے اس سبب کہ محب علی کے تھے اور آپ کو شیعہ علی کا کہتے تھے ہر چند منکر امامت بہت اہل  
کے تھے اور جب یہ مقدمہ ثابت ہو اس اہل سنت کہتے ہیں کہ محمد کو پیالے علی کے فرض کرنا چاہیے اور  
محبت و ایمان جو محمد کے ساتھ ہو پیالے محبت و اعتقاد امامت علی کے رکھنا چاہئے اور محمد کے جو اقارب  
و ازواج اور اصحاب کہ یہ سب مہاجر و انصار سے ہیں سچا اولاد علی کے فرض کرنا چاہیے بعد اُن لوگوں کو  
کہ دعویٰ محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُن کے ساتھ ایمان کا کرتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں  
سے جہاد کیا اور خدمت ازواج مطہرات اور اُن کے خاندان کی بجالائے گو باوصف انکار اور ناقہ رشائی  
اور معدود اہل شیعہ اور افعال قبیلہ کے سببے مختار اور بنی فضال کے رکھنا چاہیے اور ان کو کو لا  
جائے بلاشبہ ازواج و اصحاب کہ منکر خلافت حضرت امیر کے تھے اور ابتدا ہی میں اُن سے پر غاش کی جیسے  
عائشہ اور طلحہ اور زبیر علیہ السلام خلفائے ثلاثہ بھی بزم شیعہ میں نہ آئے اور محمد بن حنفیہ و زید شہید و عبد اللہ اقطع اور  
جعفر بن علی اور علی بن جعفر اور فاطمہ بنت جعفر کے پرنیکے اور معاویہ اور عمرو بن عباس بن مختار اور  
بنی فضال اور واقفہ کے ہونگے اور کہتے ہیں کہ محب علی اور شیعہ علی کی ایسی تاثیر رکھتی ہو کہ یہ لوگ مصلحت



## خاتمہ مترجم

اُنہی ترے فضل و حسان سے	ہوا ترجمہ سب ماہر و براہ	ترے عروج امداد نے اچھ کریم
عطا کی مرے دل کو یہ دستگاہ	ترے حسن توفیق سے میری رت	ہوا کوہ سنگین گران مجھ کو گاہ
تو ہی بخش اب ہکو زیہ قبول	رکھ انگشت و چشم بدی نگاہ	بہر غروب ہو خاص و عام کو
یہ شہور ہوا ہر ماہ	جگہ دین ہے آنکھ میں دیدہ و	دلون کی بغل اسکی ہو جائے گاہ
اکھین خال بیدہ پہ تعظیم سے	پر طعین شوق سے ہکو خاتم گاہ	نہوں سیر سے اسکے اک لحظہ سیر
بنے دل کا خاطر خوش آرا نگاہ	پذیرا ہے پیرا ہے بخشے اسے	قبول اسکی ہو جائے تاج و کلاہ
بصیرت کی بنجائے چشم و چراغ	برسی سوچو جوچہ اکو بخشے الہ	یہ اُس متن کا ترجمہ ہے کہ جو
ہر اک تھکے غریبے عیب ہے اہ	سنن تشیع جو رہن و طریق	عبان اس سے بیراہ ہیں و براہ
اُنہی مری اب یہ ہی التجا	ترے پاک دنگاہ میں بادشاہ	جو دیکھے سے خاص سے لے کھے
مصنف مترجم کو طاب ثراہ	نو مقبول فرما لے اسی عجیب	سچ محمد علیہ الصلوہ
مجھے اسکی تاریخ کی سن کر تھی	کہ ناگہ غم نہری معز آئے	یہ بولا کہ تحسین ہی تاریخ کو
بتائی ہر مشک کے شہنشاہ	کہا میں نے کیا اب کہا سنے کو	ہوا خوب یہ ترجمہ راہ و واہ

کردن لیل سے اب خدا کے سپرد | کہ وہ چشم حاسد سے رکھے نگاہ

## خاتمہ الطبع

محمد تہذیبی ہر امانی صراط المستقیم والصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم اما بعد اصحاب بن مصین  
 ما را باب صدق و یقین کو مشرود ہو کہ اس زمان سعید و اوان حمید میں کتاب لا جواب قاطع حجت  
 وقایع بدت معین ایمان بل سنت و جماعت مسلی ہدیہ عجیبہ ترجمہ تحفۃ الشاکستہ  
 ترجمہ انصاف فی بیان المبلغ بلغای جان خوش بیان شیرین زبان مولوی عبد المجید خان  
 متوطن قصبہ حافظ آباد عرف پبلی بھیت کمال حسن خط و صفائی طبع و صحت مالا کلام سے  
 زیر اہتمام ممدن موت مخزن قوت ذوالمجد والامتنان محمد عبدالواحد خان  
 مطبع مصطفائی مین باہ شوال ۱۳۲۵ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر

SALAR JUNG TS' F

(Original)

گزشتہ صفحہ کی تصدیق و تائید کے لئے  
 میں نے کتب خصوصاً ایان کی تصدیق و تائید کے لئے  
 مکمل فہرست منت رفان کیجاتی ہے

اطلاع  
 حق ترجمہ اس کتاب کا حق طبع مصطفائی سید احمد علی صاحب لاہور قادیان  
 ناشرین و ناشرین لاہور قادیان  
 ناشرین و ناشرین لاہور قادیان  
 ناشرین و ناشرین لاہور قادیان





